سوویت ادب کی لائبریری

Повесть о настоящем человеке



ИЗДАТЕЛЬСТВО ЛИТЕРАТУРЫ НА ИНОСТРАННЫХ ЯЗЫКАХ
Москва

بورِس پولیوائے

چراغ جلتا رہا



بدیسی زبانوں کا اشاعت گھر
ماسکو

ترجمہ : انور عظیم

تصویریں : نکولائی ژوکوف

فہرست

عرض مصنف ۹
پہلا حصہ ۲۳
دوسرا حصہ ۱۶۳
تیسرا حصہ ۳۲۵
چوتھا حصہ ۴۵۶
اختتامیہ ۵۴۰

عرضِ مصنّف

میں، ۱۹۰۸ء میں ۱۷ ویں مارچ کو ماسکو میں پیدا ہوا لیکن پلا بڑھا شہر تویر میں جس کا نیا نام کالینن ہے — یہی وجہ ہے کہ میں خود کو اب بھی کالینن کا باشندہ تصور کرتا ہوں —

میرے ابا جان، جو بیرسٹر تھے، ۱۹۱۶ء میں دق کی نذر ہو گئے — مجھے وہ بہت کم یاد ہیں لیکن انہوں نے روسی اور غیر ملکی ادب کا سرمایہ جمع کرکے جو شاندار لائبریری بنا لی تھی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنے زمانے میں ترقی پسند اور وسیع مطالعے کے آدمی تھے — میرے اباجان کی موت کے بعد، میری اماں جو ڈاکٹر تھیں، ایک کارخانے کے ہسپتال میں کام کرنے لگیں اور ہم ان مکانوں میں منتقل ہو گئے جو عظیم الشان موروزوف ٹکسٹائل مل کی ملکیت تھے —

وہاں میں نے اپنے بچپن اور جوانی کے دن کاٹے —

ہم ان گھروں میں رہتے تھے جن کو ''ملازموں کے مکان'' کے نام سے یاد کیا جاتا تھا — لیکن میرے دوست مزدوروں کے بچے تھے اور میں ان کے ساتھ ہی اسکول جاتا تھا — میری اماں ہسپتال میں بہت مصروف رہتی تھیں اور مجھے بہت کم وقت دے پاتی تھیں — اس لئے میں دن کا زیادہ حصہ مزدوروں کی ''خواب گاہوں''

میں (اس زمانے میں ہوسٹلوں کو اسی نام سے یاد کیا جاتا تھا) اور بستیوں کے آس پاس بتایا کرتا تھا — ویسے میں عام طور پر کوئی بڑا طالبعلم نہیں تھا لیکن مجھ میں کوئی ایسا خاص جوش و خروش بھی نہ تھا — میرا خالی وقت کارخانے کے چھوٹے سے گندے چشمے اور ابا کی لائبریری کی کتابوں کے درمیان بٹ جاتا تھا — میری مصروف ماں پڑھنے کے سلسلے میں میری رہنمائی کرتیں اور اپنے محبوب مصنفوں کو پڑھنے کی سفارش کرتیں — مجھے یاد ہے کہ میں نے پہلے پہلے جو کتابیں پڑھیں ان میں تھیں گوگول، چیخوف، نیکراسوف اور پومیالوفسکی کی تصنیفیں — مجھے گورکی سب سے زیادہ بھائے — میرے ماں باپ اپنی طالبعلمی کے زمانے ہی سے ان کو پوجتے تھے اور ہماری گھریلو لائبریری میں انقلاب سے پہلے کی ان کی قریب قریب تمام تحریریں موجود تھیں —

قدرتی مناظر کا نظارہ اور مشاہدہ بھی میرے بچپن کے مشغلوں میں شامل تھا — چوتھی جماعت سے ہی میں ننھے ماہرین قدرت کے گروہ میں ''ایک ممتاز شخصیت،، تھا اور شہر اور رپبلک کے ماہرین قدرت کی کانفرنسوں میں سرگرم حصہ لیتا تھا — گھر پر میں ہمیشہ کوئی نہ کوئی جانور یا چڑیا ضرور پالتا تھا — ایک شاہیں، جو کہیں سے اڑتا ہوا آیا اور کارخانے کے احاطے کے تاروں میں پھنس کر اپنے پر توڑ بیٹھا، ایک ننھا کوا جو گھونسلے سے گر پڑا اور بلی کے پنجے سے بچایا گیا، ایک ساہی یا گھاس میں رینگنے والا سانپ جسے میں نے کھڑکی کے دوہرے فریم کے درمیان ایک خاص بکس میں رکھ چھوڑا تھا —

صوبے کا ایک اخبار ''تویرسکایا پراودا،، ہمارے شہر میں چھپتا تھا — اس صدی کی تیسری دہائی میں مزدور نامہ‌نگاروں کی ایک تنظیم قائم ہوئی اور پمپ ہاؤس میں ادارتی دفتر کی ایک شاخ کھلی — ہم

لڑکوں پر اینٹ کی اس چھوٹی سی عمارت میں آنے جانے والے لوگوں کو دیکھ کر بڑا رعب پڑتا — یہ تھے مزدور نامہ نگار! وہ اخبار کے لئے لکھتے تھے — ایک مستری جو اس تنظیم کا صدر تھا، بڑا مقبول ہوا اور ہاتھوں ہاتھ لیا جانے لگا —

یقینی اسی زمانے میں، میں اخبار نویسی کی طرف پہلی بار کھنچا ہونگا جو میرے خیال میں بہت ہی دلچسپ مشغلہ تھی، نہایت اہم اور جیسا کہ اس زمانے میں لگتا تھا، کچھ پراسرار بھی --

میری پہلی تحریر ''تویرسکایا پراودا'' میں اس وقت چھپی جب میں چھٹی جماعت میں پڑھتا تھا — مجھے یاد آتا ہے یہ سات سطروں کی ایک تحریر تھی — اس میں مشہور کسان شاعر دروژین کا ذکر تھا جو ہمارے اسکول میں آئے تھے — اس کو آخری صفحے پر ایک غیر اہم سی جگہ دی گئی تھی اور اس کے نیچے لکھنے والے کا نام نہ تھا — لیکن میں جانتا تھا یہ کس نے لکھا ہے اور میں اخبار کا وہ شمارہ اس وقت تک اپنی جیب میں لئے پھرا جب تک کہ اس کا بھرتہ نہ بن گیا — وہ مضمون ''تویرسکایا پراودا،، میں چھپنے والے مضامین کے سلسلے کی پہلی کڑی تھا — میں نے شروع میں شہر کی تمام خامیوں اور کوتاہیوں کے متعلق لکھا — اس کے بعد میں زیادہ سنجیدہ موضوع پر لکھنے لگا اور آخر میں جب اخبار والے مجھ سے زیادہ روشناس ہو گئے تو مجھے شہر، کارخانوں اور فیکٹریوں کے متعلق فیچر اور خاکے لکھنے کا کام دیا جانے لگا —

میں نے اسکول جانے کا سلسلہ جاری رکھا — وہاں سے فارغ ہو کر صنعتی کالج میں نام لکھوایا جہاں میں علم کیمیا پڑھتا تھا اور کمیاتی اور کیفیاتی تجزئے کیا کرتا تھا — لیکن میں دل کی گہرائی میں ادارتی دفتر کے لئے تڑپتا رہتا تھا جہاں چھاپا خانے کی خوشبو بسی رہتی تھی اور تجارتی کلاسوں کے وقت میں چھپے چوری

ایک آدھ خاکہ یا فیچر ایسے موضوع پر لکھہ مارتا تھا جس کا اس مضمون سے دور کا بھی واسطہ نہ ہوتا جو اسکول ماسٹر پڑھاتا تھا — اس طرح میں اخبار نویس کے شاندار پیشے سے آشنا ہوا جس کو میں آج تک تمام مخصوص ادبی کاموں میں سب سے زیادہ دلچسپ اور مسحور کن تصور کرتا ہوں —

''تویرسکایا پراودا،، ان دنوں بڑا جاندار اور دھڑلے کا اخبار تھا — وہ بر وقت چیزوں کی طرف متوجہ ہوتا تھا، ان کو اپنی گرفت میں لیتا اور ہر اس نئی دلچسپ اور اچھی چیز کو ''منظر عام پر لے آتا تھا،، جس کو سوشلسٹ زندگی روزانہ کارخانوں اور دیہاتوں میں جنم دے رہی تھی — اخباروں میں کام کرتے ہوئے میں نے زندگی کا گہرا مشاہدہ کرنا، اپنے گرد و پیش رونما ہونے والے واقعات اور حالات کو سمجھنے کی کوشش کرنا سیکھا اور یہ گر سیکھا کہ لکھنا اسی وقت چاہئے، جب موضوع اچھی طرح گرفت میں آ جائے — میں اپنی چھٹیاں اخباروں کی نذر کرتا اور یہ وقت ہر ممکن طریقے سے زیادہ سے زیادہ مشاهدے اور مطالعے میں صرف کرتا —

گورکی کی شخصیت جن کی کتابوں پر میں اپنے لڑکپن سے ہی جان دیتا تھا ایک مینار نور کی طرح میرا راستہ روشن کرتی — میں نے ان سے زندگی کا مشاہدہ کرنا سیکھا — ایک بار موسم گرما میں میں نے اخبار سے یہ طے کیا کہ میں تویر کے لکڑھاروں اور بیڑے کھینے والوں کے متعلق مضامین کا ایک سلسلہ لکھونگا — میں تویر صوبے کے سیلیژاروف ضلع میں گیا — مجھے لکڑی کاٹنے کے کیمپ میں ایک جگہ مل گئی — اس کے بعد میں نے لکڑی کے بیڑے بنانے والوں کے ساتھہ کام کیا — اور آخر میں ایک بیڑے پر تیسرا ملاح بن گیا — میں والگا کی لہروں پر بہتا ہوا، اس جگہ سے جہاں دریا کا سوتا پھوٹتا ہے، اپنے پیدائشی شہر اور آگے ری بنسک تک گیا

جہاں لکڑیوں کو کنارے پر جمع کرنے کے بعد ہمارا سفر بخیر و خوبی ختم ہوا۔

اس عرصے میں ''بیڑے بانی،، سے متعلق میرے مضامین چھپتے رہے، جو میں رات کے وقت بیڑے کے بیچوں بیچ اپنے جھونپڑے میں آگ کے پاس بیٹھ کر لکھتا تھا۔

اگلے موسم گرما میں ایک اخبار ''تویرسکایا دریونیا،، نے مجھے ایسے مضامین کا ایک سلسلہ لکھنے کا کام سونپا جس میں پنچائتی فارم قائم ہونے سے پہلے ایک ایسے گاؤں کی جھلکیاں دکھائی جائیں جہاں سوشلزم زندگی میں داخل ہو رہا ہو۔ تویرسکایا ''کاریلیا،، کے اندر دوردراز گاؤں میکشینو میں میں نے لائبریرین کا کام سنبھال لیا جہاں سے میں دیہی زندگی اور پنچائتی محنت کی پہلی کونپلوں کے متعلق اپنے تاثرات قلم بند کر کے بھیجتا رہا۔

میرے مضامین کا پہلا مجموعہ ۱۹۲۷ء میں شائع ہوا۔ کومسومول اخبار ''سمینا،، میں کام کرنے والے میرے دوستوں نے، جہاں میں اس وقت کام کرتا تھا، یہ کتاب مجھے بتائے بغیر میکسم گورکی کو بھجوا دی جو سورنتو میں تھے۔

جب مجھے معلوم ہوا تو میں سہم گیا۔ میں نے سوچا کہ ایک ایسے عظیم ادیب سے میری ادھ کچری اور بھونڈی ''تحریر،، پڑھوانا (یہ میں اس وقت بھی اچھی طرح سمجھتا تھا) بڑی بے ادبی ہے۔ آپ اندازہ کر سکتے ہیں اس وقت مجھے کتنی حیرت ہوئی ہوگی جب مجھے ایک بھاری بھر کم لفافہ ملا جس پر غیر ملکی ٹکٹ لگے ہوئے تھے اور میرا نام اور پتہ بڑے بڑے صاف شفاف لکھائی میں لکھا ہوا تھا۔

گورکی نے فل اسکیپ سائز کے چھ صفحوں پر میری ادھ کچری تحریر کا جائزہ انتہائی توجہ اور صبر سے لیا تھا اور مجھے مشورہ دیا

تھا کہ اپنی تحریر کو بہتر بنانے کے لئے بڑی عرق ریزی سے کام لینا چاہئے اور مجھے فن کے استادوں سے طرز تحریر کو چمکانے اور نکھارنے کا گر سیکھنا چاہئے جس طرح ''خراد چلانے والا دھات پر پالش کرتا ہے۔'' اس عظیم ادیب کا خط میرے لئے ایک گراں قدر سرمایہ تھا۔ میں نے ایک ایک لفظ پر غور کیا اور صحیح اور کارآمد نتیجے تک پہنچنے کی کوشش کی۔ گورکی نے یہ محسوس کرنے میں میری مدد کی کہ صحافت اور ادب بہت ھی پیچیدہ اور مشکل میدان ھیں جن کے لئے دوسرے پیشوں سے کم نہیں بلکہ زیادہ مطالعے اور مشاھدے کی ضرورت ہے۔ میں نے محسوس کیا کہ ''لگے ھاتھوں یہ بھی سہی'' والا رویہ صحافت میں کسی منزل تک نہیں لے جائیگا اور یہ کہ اس میں پتا مار کر کام کرنے کی ضرورت ہے تاکہ پریس کا ایک لائق نمائندہ بننے کی تھوڑی سی امید تو کر سکوں۔

اس وقت تک میں کالج سے سند لے چکا تھا اور اب تویر کے ''پرولیتارکا'' کارخانے میں رنگائی اور چھپائی کے شعبے میں کام کر رھا تھا جس کو عرف عام میں لوگ ''چھاپہ'' مل کہتے تھے۔ جلد ھی میں ایک سرگرم مزدور نامہ نگار بن گیا۔ کارخانے کے کام اور پبلک مصروفیتوں کے بعد مجھے مشکل سے وقت ملتا کہ اخبار نویسی کر سکوں جس کا میرے دل میں اتنا چاؤ پیدا ھو چکا تھا۔ پھر بھی میں زیادہ سے زیادہ اس کے اندر گم ھوتا گیا۔ آخرکار بہت دن غور کرنے کے بعد میں نے کارخانے کو چھوڑ دیا اور اخبار ''سمینا'' کے عملے میں شامل ھو گیا۔

''سمینا'' کے پاس لکھنے والوں کا ایک اچھا ھونہار حلقہ تھا ان میں سے بہتیرے بعد میں بڑے صحافی بن کر ابھرے۔ ھم اخبار میں بہت مصروف رہتے تھے۔ اس کا بجٹ معمولی تھا جو ھفتے میں دو بار چھپنے والے چھ یا آٹھ صفحے کے اخبار کے اعتبار سے بہت

کم تھا — اسی وجہ سے زیادہ تر کام پر جوش نوجوان نامہ نگار بلامعاوضہ انجام دیتے تھے — ہمارے اخبار نے جو پیش قدمیاں کیں اور سبقت دکھائی اس کو کئی بار ''پراودا،، نے خوب سراھا — میں ''سمینا،، میں کام کرتا رھا اور جب یہ بند ھوگیا تو میں کالینن کے علاقائی اخبار ''پرولتارسکایا پراودا،، میں حب الوطنی کی عظیم جنگ چھڑنے تک کام کرتا رھا —

میں ۱۹۳۰ ء سے نوجوان کمیونسٹ لیگ کا ممبر تھا اور ۱۹۴۰ ء میں میں کمیونسٹ پارٹی کا ممبر بنا — میرے پاس سب کچھہ کمیونسٹ پارٹی کی عظیم تعلیم و تربیت کی دین ھے جس نے بعد میں مجھے ادیب بنایا —

اخبار کی مصروفیتوں کے ساتھہ ساتھہ میں نے کہانیاں بھی لکھیں لیکن گورکی کے مشورے کے پیش نظر میں نے ان میں سے چند ھی اخبار یا علاقائی جنتری ''ھمارا زمانہ،، میں چھپوائیں — ۱۹۳۹ ء میں میں نے اپنا پہلا افسانہ ''ھاٹ شاپ،، رسالہ ''اکتوبر،، میں چھپوایا —

میں نے اس کتاب میں اشتراکی مقابلے کے اندولن کے متعلق اپنے تاثرات اور مشاھدات کا خلاصہ پیش کیا تھا جو اس وقت کالینن کے صنعتی کارخانوں میں شروع ھو رھا تھا اور ساتھہ ھی میں نے یہ دکھایا تھا کہ کس حوصلے اور جرأت کے ساتھہ اپچ اور جوش وخروش سے کام لیا جا رھا ھے — میں نے یہ سب کچھہ اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا اور اس پر اپنے اخبار میں لکھہ چکا تھا — اس کتاب کو جو کچھہ بھی کامیابی حاصل ھوئی وہ بنیادی طور پر ان شاندار واقعات کا نتیجہ ھے جو اس میں دکھائے گئے ھیں اور ان عوام کی دین ھے جن کی تصویر اس میں کھینچی گئی ھے — میں اس کا اعتراف کرتا ھوں کہ موضوع اور اس کے ھیرو حقیقی ھیں —

اس حد تک کہ کالینن گاڑی‌ساز کارخانے کے جہاں دیدہ مزدور فوراً اپنے ساتھیوں کے چہرے پہچان لیتے تھے — سارے واقعے کا انجام اسی لکیر کے فقیر والے انداز سے ہوا اور حقیقی ہیرو نے مجھے اپنی شادی میں شرکت کی دعوت دی — دلہن میری ہیروئن کا اصلی نمونہ تھی — شادی میں آئے ہوئے مہمانوں نے مجھ پر فقرے چست کئے اور کہا کہ ہیرو اور ہیروئن کو اس داستان کو آگے بڑھا کر مصنف کا کام جاری رکھنا پڑا اور انہوں نے اس کو ایک خوش انجام داستان میں بدل دیا اگرچہ اس کے انجام میں وہی لکیر کے فقیر والی بات ہے —

ایک اخبار نویس کی حیثیت سے میرا طویل تجربہ پہلے افسانے کے لکھنے میں میرے آڑے آیا— لیکن میں نے سب سے گراں بہا تجربہ ایک ادبی کارکن کی حیثیت سے اس وقت حاصل کیا جب میں حب‌الوطنی کی جنگ کے آغاز سے ہی ''پراودا،، کا جنگی نامہ نگار بنا —

یہ دیکھتے ہوئے کہ ایک اخبار نویس کو ہمیشہ بھاگتے رہنا پڑتا ہے، اسے اخبار کے سونپے ہوئے فرائض انجام دینے پڑتے ہیں، رپورٹنگ ہمیشہ فوری نوعیت کا کام ہوتی ہے اور یہ کام موڈ کا لحاظ کئے بغیر کرنا پڑتا ہے اور کہانی کا ایک خاص چوکھٹے میں ٹھیک بیٹھنا ضروری ہے —— بعض مرتبہ لوگ مجھ سے پوچھتے ہیں کہ اخبار کا کام میری ادبی سرگرمیوں میں رکاوٹ تو نہیں ڈالتا؟

میں اس قسم کے سوالوں کا برا نہیں مانتا — ایسے سوال سن کر میں صرف مسکراتا ہوں — اخباروں میں میرے کام ہی نے مجھے ادب کا رستہ دکھایا اور سب سے اہم بات یہ ہے کہ اس نے مجھے اپنے ہم عمر لوگوں کے کرداروں میں ان خوبیوں کو ڈھونڈنے اور پالینے کا گر سکھایا جو نئی اور صحیح معنی میں کمیونسٹ خصوصیتیں ہیں — ''پراودا،، کے جنگی نامہ نگار کی حیثیت سے میں

عظیم الشان محاذ کی صف کے اہم حصوں میں رہتا تھا جہاں میری سوشلسٹ مادر وطن کی قسمت کا فیصلہ ہو رہا تھا ۔ اس نے میرے لئے گراں بہا مسالہ فراہم کیا ۔

آج، عام طور پر لوگ جانتے ہیں کہ ''چراغ جلتا رہا،، اور ''ہم ــــ سوویت لوگ،، کے ہیرو حقیقی ہیں، یہ جیتے جاگتے مرد اور عورتیں ہیں، ــــ بہت سے اپنے اصلی یا ذرا سا بدلے ہوئے ناموں کے ساتھہ سامنے آتے ہیں ۔ ان کتابوں کے لکھنے کا خیال ''پراودا،، کے ادارتی دفتر میں پیدا ہوا ۔ یہ سب کچھہ یوں ہوا ۔

۱۹۴۲ ء کی فروری میں ایک اخبار میں ایک کہانی چھپی ''ماتوی کوزمین کے کارنامے ،، ۔ اس کہانی میں جو میں نے فوراً کوزمین کے جنازے سے واپس آتے ہی لکھی تھی، ایک پنچائتی فارم کے اسی سالہ پنچائتی کسان کی زندگی کی تصویر دکھائی گئی ہے جس نے ایوان سوسانن کے کارنامے کو دوہرا دیا تھا ۔ کہانی خام تھی اور بے جان ۔ جیسے ہی میں محاذ سے ماسکو لوٹا مدیر اعلی نے مجھے بلوایا اور کہا کہ اس شاندار کارنامے کے بارے میں میری تحریر بہت جلد بازی میں قلم بند ہوئی ہے اور اس میں ایک اناڑی نامہ نگار کے قلم کی جھلک ہے ۔

''اس کو ایک خوبصورت کہانی کا روپ دیا جا سکتا تھا،، ہر چیز سے عام نتیجے نکالنے کی عادت کے مطابق اس نے مجھے ڈانٹتے ہوئے کہا ۔ ''میں نے یہ باتیں دوسرے جنگی نامہ نگاروں سے بھی کہی ہیں اور تم سے بھی کہہ رہا ہوں: ہمارے عوام جو شاندار کارنامے انجام دے رہے ہیں ان کے بارے میں جو کچھہ دیکھو اور سنو پوری تفصیل سے درج کرو ۔ یہ تمہارا فرض ہے ۔ اور اس سے بڑھہ کر یہ کہ پارٹی کے ممبر کی حیثیت سے بھی یہ تمہارا فرض ہے ۔ ذرا دیکھو تو اس جنگ میں سوویت عوام جس بے جگری اور

جاں‌فروشی کا مظاہرہ کر رہے ہیں اس نے تاریخ قدیم، ازمنہ وسطی کی تاریخ اور جدید تاریخ کے تمام سورماؤں کو پیچھے چھوڑ دیا ہے — اور ان کارناموں کو بھلائے جانے سے بچانے کے لئے اور اپنے عوام کو ابھی یا بعد میں یہ دکھانے کے لئے کہ ہمارے لوگ فاشزم سے کس طرح لڑے اور کیوں کر اس پر فتح حاصل کی، تمہیں سب کچھ لکھنا چاہئے —،،

اس لئے میں نے ایک موٹی سی مجلد نوٹ بک خریدی اور بہادری کے ہر کارنامے کے بارے میں، جس سے میں دوچار ہوتا، تمام دلچسپ مثالیں درج کر لیتا اور ان کارناموں کی ٹھیک جائے وقوع لکھنا اور متعلقہ مردوں اور عورتوں اور گواہوں کے گھر کے پتے لکھنا نہ بھولتا —

اس اثنا میں جنگی نامہ‌نگار کی حیثیت سے جنگ کے ایک محاذ سے دوسرے محاذ پر منڈلاتا رہا، محاذ سے ''چھاپہ ماروں کے علاقے،، میں جاتا، وہاں سے جنگلوں میں جہاں چھتری سے اترنے والے ہوا بازوں کی انتھک ٹولیاں، دشمن کے عقب میں ہنگامہ پیدا کر کے ان کا دل دہلا رہی تھیں اور پھر استالن گراد، کورسکایا دوگا، کورسون شیوچنکوفسکی، ویسلا، نیئسی اور اشپرئے کے محاذ پر لوٹ آتا — ہر جگہ میں نے بہادری اور سرفروشی کے ایسے کارناموں کا نظارہ کیا جن کے آگے ماضی کے مشہور سورماؤں —— یوان سوسانن، مارفا کوژینا، سیواستوپول کا جہازی کوشکا اور بہت سے دوسرے سورماؤں کے کارنامے ماند پڑ جاتے ہیں، جن کی یاد کو تاریخ اور ادب نے ہمارے لئے محفوظ کر رکھا ہے—

سب ملا کر میں نے اس قسم کے پینسٹھ نوٹ لئے — ان میں سے ایک پھیل کر کتاب بن گیا — اس کتاب میں شہر اوریل کے قریب ہوائی اڈے میں گارد کے سینئر لفٹیننٹ الکسئی ماریسئف سے ملاقات کا ذکر ہے جبکہ اس شہر پر حملہ ہو رہا تھا — باقی میں سے میں

نے چریس چن لئے جو میری نظر میں مثالی کردار تھے اور جو سوویت انسان کے دل کی آئینہ داری کرتے تھے — ان کو میں نے ''ہم — سوویت لوگ،، نامی کتاب میں استعمال کیا ـ

آج، جنگ کے بعد، میں جو کچھ دیکھتا ہوں اسی کے بارے میں لکھنے کی اسی روایت پر عمل کر رہا ہوں — کہانی ''واپسی،، میں میں نے ماسکو کے ایک مشہور فولاد ساز کی زندگی کا سچا واقعہ فن‌کارانہ طور پر پیش کرنے کی کوشش کی ہے — ناول ''سونا،، ایک ایسے واقعے پر مبنی ہے جس کا انجام، ۱۹۴۲ ء کے شروع میں کالینن محاذ کی فوجوں کی پیش قدمیوں کے دوران میں رونما ہوا تھا — میرا خیال ہے کہ اس واقعاتی تحریر میں کوئی انوکھی بات نہیں ہے — ہماری اشتراکی زندگی روزانہ، ہر گھنٹے، مسلسل اپنی آگے بڑھتی ہوئی تحریک کے دوران میں بدل رہی ہے ادیب کے سامنے حد درجہ دلچسپ اور سادہ، مگر شاندار موضوعات کو بے نقاب کر رہی ہے — کمیونزم کے امٹ تصورات کے زیر اثر سوویت عوام محنت اور سپاہیانہ سرفروشی کی ایسی بلندیوں پر پہنچ رہے ہیں اور اپنے دیس کے لئے ایسے کارہائے نمایاں انجام دے رہے ہیں کہ تصور کی تیز سے تیز نگاہیں بھی ان کی گرد نہیں پا سکتیں — سوویت حقیقت ادیب کے سامنے کیسے کیسے رنگا رنگ کرداروں کو بے نقاب کئے چلی جا رہی ہے!

اخبار کا کام مستقل مجھے اپنے زمانے کے دلچسپ ترین لوگوں سے دوچار کرتا ہے اور ان کی زندگی اور کام کا مشاہدہ کرنے کا موقع دیتا ہے — اخبارنویسی آنکھوں اور کانوں کی حس کو تیز کرتی ہے — جہاں تک میرا تعلق ہے، فنکارانہ تصور کی کمی کی تلافی زندگی سے چھان کر ابھاری ہوئی حقیقتیں کر دیتی ہیں —

میرے ہیرو، میری کتابوں کے اوراق سے باہر اپنی زندگی میں میری لکھی ہوئی داستانوں کو جاری رکھتے ہیں — میں الکسئی

ماریسئف سے وارسا میں ملا، جہاں ہم کتاب کے ہیرو اور مصنف کی حیثیت سے نہیں بلکہ دوسری عالمی امن کانگریس کے ڈیلیگیٹ کی حیثیت سے ملے — ''ایک رزمیہ کارنامے کا جنم،، کا ہیرو ملک گب دولین قزاخستانی سائنس اکادمی کے ادبی انسٹیٹیوٹ کا صدر ہے — یوکرینی شہر پولتاوا کی کسان عورت کو جس نے ٹینک رجمنٹ کے پرچم کو بچایا (کہانی ''رجمنٹ کا پرچم،،) چقندر کی کاشت میں اپنی کامیابیوں کے صلے میں ایک بڑا انعام عطا ہوا ہے —

ایک ادیب جب ان لوگوں کو دیکھتا ہے جو تخلیقی سرگرمیوں سے سرشار ہیں تو اس کا دل دوہری مسرت کا لطف اٹھاتا ہے —

اشتراکیت کی دھرتی کا ادیب ہونا بے پایاں لطف و مسرت کی بات ہے!

ماسکو، نومبر ۱۹۵۰ء

بورس پولیوائے

چراغ جلتا رہا

پہلا حصّہ

۱

ستارے اپنی تابناک اور ٹھنڈی روشنی کے ساتھ اب تک چمک رہے تھے لیکن پورب میں آکاش پر اوشا کی دھندلی جوت پھیلنے لگی تھی — رفتہ رفتہ اندھیرے سے درخت جھانکنے لگے — یکایک ان درختوں کی پھننگوں سے تیز اور تازہ ہوا کھیلنے لگی اور جنگل تیز اور گونج‌دار آواز سے بھر گیا — چیڑ کے صدیوں پرانے درختوں نے بیقرار سرگوشیوں میں ایک دوسرے کو پکارا اور سفوف جیسی خشک برف ان کی جھنجھوڑی ہوئی شاخوں سے سڑاکے کی آواز کے ساتھ نیچے آ رہی —

ہوا جتنا اچانک اٹھی تھی اسی تیزی سے خاموش ہو گئی — پھر دوبارہ درخت پالے کی ماری ہوئی نیند میں غرق ہو گئے — اور تب جنگل میں وہ ساری آوازیں گونج اٹھیں جو پو پھٹنے کا پیغام دیتی ہیں: پاس کے جنگلی میدان سے بھوکے بھیڑیوں کے غرانے کی آواز آئی، لومڑیوں کی چونکی ہوئی چیخ سنائی دی، اور پھر کھٹ‌بڑھیوں کی مبہم سی کھٹ کھٹ کی آواز آئی جو خاموش جنگل میں اتنی مترنم معلوم ہوئی جیسے وہ درخت کے تنے کے بجائے وائلن کو چھیڑ رہی ہو —

پھر ہوا پر شور جھونکوں کے ساتھ چیڑ کی گھنی پھننگوں میں ناچنے لگی — صاف ہوتے ہوئے آسمان میں آخری ستارے بہت ہی ہولے ہولے بجھتے چلے جا رہے تھے — ایسا معلوم ہو رہا تھا کہ خود آکاش سکڑ کر بہت گھنا ہو گیا ہے — جنگل، رات کے بچے کھچے لبادے کو جھٹک کر الگ کرتے ہوئے اپنی تمام تر ہریالیوں اور شادابیوں کے ساتھ لہلہا اٹھا — چیڑ کے گھنگھریالے سروں اور فر کے کلس کو چومتی ہوئی گلابی لکیر چغلی کھا رہی تھی کہ سورج نکل چکا ہے اور ایک روشن، تازگی بخش اور پالے بھرے دن کی خبر دے رہا ہے —

اب کافی روشنی پھیل چکی تھی — بھیڑیئے رات کے شکار کو ہضم کرنے کے لئے جنگل کی گھنی گہرائیوں میں واپس جا چکے تھے، لومڑی بھی میدان سے جا چکی تھی اور اپنی عیاری کے نشان کے طور پر برف پر پیچ و خم کھاتے ہوئے نقش چھوڑ گئی تھی — جنگل مسلسل ایک امٹ آواز کے ساتھ گونج رہا تھا — صرف چڑیوں کی پھڑپھڑاہٹ، کھٹ بڑھئی کی کھٹ کھٹ، سینیتسا چڑیوں کے ایک ڈال سے دوسری ڈال پر پھدکنے اور چہچہانے اور سوئکا پرندے کی کھری اور لالچ بھری ٹراہٹ سے اس حزن انگیز، بے قرار اور طویل گونج میں کچھ فرق پیدا ہوتا تھا جو نرم رو لہروں کی طرح جنگل میں مسلسل تیر رہی تھی —

ایک سروکا* نے نکیلی اور کالی چونچ کو بید کے پیڑ کی ایک ڈال پر صاف کرتے ہوئے مڑ کر دیکھا، غور سے کچھ سنا اور اڑنے کے لئے پر تولنے لگی — شاخیں سہم کر چرچرائیں — کوئی بھاری بھر کم اور مضبوط دیو جھاڑیوں کو چھیڑتا ہوا آگے بڑھ رہا تھا —

---

* روسی چڑیا —

جھاڑیاں سرسرائیں، چیڑ کے سر بے چینی کے ساتھ ہلنے لگے، خشک برف کی چرمراہٹ سنائی دی — سروکا چیخی اور اپنی تیر جیسی دم اٹھاتے ہوئے اڑ گئی —

برف سے ڈھکے ہوئے چیڑ کے درختوں میں سے بھورے رنگ کی ایک لمبی تھوتھنی نمودار ہوئی جس کے سر پر شاخ درشاخ سینگ اگے ہوئے تھے — خوف زدہ آنکھوں نے وسیع میدان کا جائزہ لیا — سرخ اور مخملیں نتھنے زور زور سے پھڑکے جن سے گرم گرم سانس کی بھاپ نکل رہی تھی —

بوڑھا بارہسنگا چیڑوں کے سائے میں ایک مجسمے کی طرح کھڑا تھا — صرف اس کی پیٹھ کی کھال لرز رہی تھی — خطرے کے احساس سے اس کے کان کھڑے تھے اور ہر آواز پر چونک جاتے تھے — اس کی سماعت اتنی تیز تھی کہ اس نے اس بھونرے کی آواز بھی سن لی جو چیڑ کے درخت میں اپنی سونڈ پیوست کر رہا تھا — لیکن اس کے تیز کانوں کو چڑیوں کی پھڑپھڑاہٹ اور چہچہاہٹ، کھٹ بڑھئی کی کھٹ کھٹ اور چیڑ کے درختوں کی پھنگوں کی سرسراہٹ کے سوا اور کچھ سنائی نہ دیا —

بارہسنگے کے کانوں نے اس کی ڈھارس بندھائی لیکن ناک کی حس نے خطرے کی بو سونگھ لی — پگھلتی ہوئی برف کی خوشبو میں تیز، بری اور ناگوار بو بھی ملی ہوئی تھی جو اس گھنے جنگل کے لئے اجنبی تھی — اس جانور کی غم گین، کالی آنکھوں کو چمکتی ہوئی سفید برف کی تہوں پر کالے کالے ہیولے بکھرے نظر آئے — وہ ذرا نہ ہلا — اس کے پٹھے تن گئے اور وہ زقند بھر کے گھنے جنگل کی راہ لینے کو تیار ہو گیا — لیکن برف پر پڑے ہوئے ہیولے جو ایک دوسرے سے قریب اور بعض جگہ ایک دوسرے پر دھرے ہوئے تھے بالکل بے حس و حرکت تھے — ان ہیولوں کی تعداد

بہت زیادہ تھی لیکن ان میں سے ایک بھی نہ تو ہل رہا تھا اور نہ اچھوتی خاموشی کو چھیڑ رہا تھا — ان کے پاس ہی برف کے ڈھیروں میں سے عجیب عجیب قسم کے دیو سر اٹھائے جھانک رہے تھے — یہیں سے وہ بھیانک اور تیز بدبو آ رہی تھی —

بارہ سنگا جنگلی میدان کے کنارے کھڑا خوف زدہ نظروں سے گھور رہا تھا اور اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ ان بے حس و حرکت اور بظاہر بے ضرر انسانوں کے اس پورے گلے کو سانپ کیوں سونگھ گیا ہے —

اوپر سے ایک آواز آئی اور جانور بھونچکا رہ گیا — اس کی پیٹھ کی کھال میں پھر جھر جھری پیدا ہوئی اور اس کی پچھلی ٹانگوں کے پٹھے اور بھی زیادہ تن گئے —

لیکن یہ آواز بھی بے ضرر نکلی — یہ آواز ان بھونروں کی گھنگھناہٹ کی طرح تھی جو ایک نئے نویلے برچ کے درخت کے پتوں میں چکر لگا رہے ہوں — باربار ایک تیز اور رگڑ کھاتی ہوئی آواز، شام کے وقت دلدل میں ٹراتے ہوئے پرندے دیرکاچ کی آواز کی طرح، اس گھنگھناہٹ میں شامل ہو جاتی —

پھر پالے سے ٹھٹھرے ہوئے نیلے آسمان میں بھونرے نظر آئے جو اپنے چمکتے پروں کے ساتھ ناچ رہے تھے — باربار یہ پرندے اور زیادہ زور سے ٹراتے — ایک بھونرا اپنے پھیلے ہوئے پروں کے ساتھ زمین پر آ رہا — باقی بھونرے نیل گگن میں ناچتے رہے — بارہ سنگے نے پٹھے ڈھیلے چھوڑ دئے، میدان میں قدم رکھا اور کنکھیوں سے آسمان کو دیکھتے ہوئے سخت برف کو چاٹا — اچانک ایک اور بھونرا اس ناچتے ہوئے جھنڈ سے الگ ہوا اور اس نے اپنے پیچھے گھنا دم چھلا چھوڑتے ہوئے سیدھے جنگل کے اس کھلے میدان میں غوطہ لگایا — وہ بڑا ہوتا گیا اور اتنی تیزی سے پھیلتا گیا کہ بارہ سنگے کو

مشکل ہی سے ایک جست لگا کر جنگل کے اندر غائب ہو جانے کا موقع ملا ہوگا — اس وقت کوئی بے پناہ چیز جو موسم خزاں کے طوفان سے بھی زیادہ ہولناک تھی، درختوں کے سروں سے ٹکرائی اور ایک ایسے دھماکے کے ساتھ زمین پر آ رہی کہ سارا جنگل گونج اٹھا — یہ شور ایک کراہ کی طرح سنائی دیا اور اس کی گونج درختوں میں تیرتی چلی گئی یہاں تک کہ اس نے بارہ سنگھے کو جا لیا جو جنگل کی گھنی پہنائیوں میں سب کچھ چیرتا ہوا تیر کی طرح سنسناتا چلا جا رہا تھا —

یہ گونج چیڑ کی سرسبز گہرائیوں میں ڈوب گئی — سفوف جیسی برف جس کو گرتے ہوئے ہوائی جہاز نے جھنجھوڑ دیا تھا، درختوں کے سروں سے اڑی اور ہوا میں تیرتی ہوئی، چمکتی اور جھلملاتی ہوئی نیچے آ گئی — ہمہ گیر اور بوجھل خاموشی پھر چھا گئی — اس خاموشی میں ایک انسان کی کراہ اور ایک ریچھ کے پنجوں تلے چرمراتی ہوئی برف کی آواز صاف سنائی دی جس کو اس اجنبی شور و غل نے جنگل کی پہنائیوں سے نکل کر میدان میں آنے پر مجبور کر دیا تھا —

ریچھ دیوپیکر تھا، بوڑھا اور جھبرا — اس کے دونوں پچکے ہوئے پہلوؤں سے اس کے میلے چکٹ روئیں کے بھورے بھورے گچھے جھانک رہے تھے اور اس کے پتلے کولہوں کے پاس روئیں کے گچھے کے گچھے لٹک رہے تھے — موسم خزاں سے اب تک ان علاقوں میں جنگ لڑی جاری تھی جس کے شعلے اس گھنے جنگل تک پہنچ رہے تھے جہاں پہلے زمانے میں صرف جنگل کے رکھوالوں اور شکاریوں کا گزر ہوتا تھا اور وہ بھی کبھی کبھار — اور اس موسم خزاں میں ہی، جبکہ ریچھ اپنی جاڑے کی نیند کی تیاری کر رہا تھا، گرد و نواح میں جنگ کی گھن گرج نے اسے اپنے ماند سے نکلنے پر مجبور کر دیا

تھا — اب وہ بھوک سے بھڑکا ہوا جنگل میں منڈلا رہا تھا اور اسے کسی کل چین نہیں پڑ رہا تھا —

ریچھ میدان کے کنارے اسی جگہ کھڑا ہو گیا جہاں ابھی کچھ دیر پہلے بارہ سنگا کھڑا تھا — اس نے بارہ سنگے کے تازہ نقش قدم کو سونگھا اور اس کے منہ میں پانی بھر آیا، اس نے زور زور سے سانس لیا، اپنے پہلوؤں کو پھڑکایا اور کان کھڑے کر کے سننے لگا — بارہ سنگا تو ہاتھ سے نکل چکا تھا لیکن قریب ہی سے ریچھ کو کچھ ایسی آواز سنائی دی جو کسی زندہ اور شاید کمزور چیز کی آواز معلوم ہوتی تھی — ریچھ کے شانوں کی کھال پھڑکی — اس نے اپنی تھوتھنی لمبی کر لی — پھر میدان کے کنارے بہت ہی نحیف فریادی آواز سنائی دی —

بہت آہستہ آہستہ پھونک پھونک کر اپنے نرم پنجوں پر چلتے ہوئے جن کے وزن تلے وہ خشک برف کی گونجتی ہوئی چرچراہٹ سن رہا تھا، ریچھ اس بے حس و حرکت انسانی ہیولے کی طرف بڑھا جو قریب قریب برف میں دفن تھا —

۲

ہواباز میریسئف، فضائی جنگ کے دوہرے ''چنگل،، میں پھنس گیا تھا — ہوائی جہازوں کی لڑائی میں کسی شخص کے ساتھ اس سے زیادہ بری بات اور کچھ نہیں ہو سکتی — اس کی تمام گولیاں ختم ہو چکی تھیں کہ چار جرمن ہوائی جہازوں نے اس کو گھیر لیا اور اس کو اپنے اڈے کی طرف اڑنے پر مجبور کرنے لگے اور اس کو چرکا دینے یا اپنا راستہ بدلنے کا ذرا موقع نہ دیا —

یہ سب کچھ یوں ہوا: لفٹیننٹ میریسنف کے زیر کمان لڑاکو ہوائی جہازوں کا ایک دستہ ''ایل،، ہوائی جہازوں کے ایک دستے کی نگہبانی کے لئے روانہ ہوا جو دشمنوں کے ایک ہوائی اڈے پر حملہ کرنے کے لئے جا رہا تھا ۔ یہ دلیرانہ حملہ کامیاب رہا ۔ اشتورمووپک ہوائی جہاز، جن کو پیادہ فوج ''اڑتے ہوئے ٹینک،، کے نام سے یاد کرتی تھی، قریب قریب چیڑ کے درختوں کو چھوتے ہوئے، چپکے سے ہوائی اڈے تک پہنچ گئے جہاں بہت سے ''یونکرس،، ہوائی جہاز قطار اندر قطار کھڑے تھے ۔ سرمئی رنگ کے چیڑ کے جنگل کے پیچھے سے اچانک یہ ہوائی جہاز ابھرے اور ہوائی اڈے پر ٹوٹ پڑے، ان کی مشین گنیں اور توپیں ان بھاری ٹرانسپورٹ ہوائی جہازوں پر گولیاں برسانے لگیں اور ان پر دم دار شلوں کی بوچھار شروع کر دی ۔ میریسنف اپنے چار ہوائی جہازوں کے دستے کے ساتھ اس حملے کے علاقے کی حفاظت کر رہا تھا ۔ اس نے صاف صاف آدمیوں کے سیاہ ہیولوں کو ہوائی اڈے میں ادھر ادھر بھاگتے ہوئے دیکھا ۔ اسے برف سے ڈھکے ہوئے میدان میں ٹرانسپورٹ ہوائی جہاز رینگتے نظر آئے ۔ اس نے دیکھا، اشتورمووپک ہوائی جہاز باربار جھپٹ رہے ہیں اور حملہ کر رہے ہیں اور ''یونکرس،، ہوائی جہازوں کے ہواباز، آگ کی طوفانی بوچھار میں اپنے ہوائی جہازوں کو دوڑا کر ہوائی جہاز کو اڑانے والی سڑک پر نکال رہے ہیں اور پر تولتے ہوئے ہوا میں بلند ہو رہے ہیں ۔

اسی لمحے الکسئی نے وہ ہلاکت آفریں غلطی کی ۔ قریب سے حملے کے علاقے کی نگہبانی کرنے کے بجائے وہ ہوابازوں کے الفاظ میں ''زد پر آتے ہوئے شکار،، کے لالچ کا شکار ہو گیا ۔ اس نے اپنے ہوائی جہاز کو غوطہ دیا اور پتھر کی طرح اس بھاری ہوائی جہاز پر گرا جو ابھی ابھی زمین سے اٹھا تھا ۔ اس پچرنگے ہوائی جہاز

کے مستطیل نما دھڑ کو بار بار مشین گن کی گولیوں کی بارش سے چھلنی کرنے میں اسے بڑا لطف آیا — اس کو اتنا اعتماد تھا کہ اس نے دشمن کے ہوائی جہاز کو زمین پر گرتے ہوئے دیکھنے کی زحمت بھی گوارا نہ کی — ہوائی اڈے کے دوسرے سرے پر ایک دوسرا ''یونکرس،، زمین سے بلند ہوا — الکسئی اس کے پیچھے ہو لیا — اس نے حملہ کیا مگر ناکام رہا — گولیوں کی چادر آہستہ آہستہ اٹھتے ہوئے ہوائی جہاز کے اوپر سے پھسلتی چلی گئی — اس نے تیزی سے اپنے ہوائی جہاز کو گھمایا اور پھر حملہ کیا اور پھر حملہ خالی گیا — اس نے اپنے شکار کو دوبارہ جا لیا اور ابکے اس نے ہوائی جہاز کے سگارنما دھڑ پر پوری وحشت سے گولیوں کی بوچھار کرکے اسے جنگل میں گرا دیا — ''یونکرس،، ہوائی جہازوں کو گرانے اور فتح کی خوشی میں دھوئیں کے اس سیاہ مینار کے گرد دو بار چکر لگانے کے بعد جو اتھاہ جنگل کے سبز سمندر سے اٹھ رہا تھا، اس نے اپنے جہاز کا رخ دشمن کے اڈے کی طرف موڑ دیا —

لیکن وہ وہاں تک نہ پہنچ سکا — اس نے اپنے تین ہوائی جہازوں کو دشمن کے نو ''میسر،، ہوائی جہازوں سے لڑتے ہوئے دیکھا جن کو ظاہر ہے جرمن ہوائی اڈے کے کمانڈر نے اشتورموویکوں کے حملے کا جواب دینے کے لئے بلایا تھا — وہ بڑی بہادری سے جرمنوں پر جھپٹ رہے تھے جن کی تعداد ان کی تین گنی تھی — ہوابازوں نے ان کو اشتورموویکوں سے دور رکھنے کی کوشش کی — وہ دشمن کو للچا للچا کر دور کھینچتے رہے — جس طرح تیتر خود زخمی ہونے کا بہانہ کرکے شکاریوں کو اپنے بچوں سے دور رکھتا ہے —

الکسئی نے جب یہ سوچا کہ وہ ہاتھ میں آتے ہوئے شکار کے لالچ میں آ گیا ہے تو اس نے خود کے نیچے اپنے رخساروں کو جلتے ہوئے محسوس کیا — اس نے اپنے شکار کا انتخاب کیا اور دانت بھینچ کر

آگ کے اس طوفان میں کود گیا — اس نے جس ہوائی جہاز کو اپنا نشانہ بنایا تھا وہ ایک ''میسر،، تھا جو باقی ہوائی جہازوں سے قدرے الگ ہو گیا تھا اور جیسا کہ ظاہر تھا وہ بھی شکار کی تاک میں تھا — الکسئی جہاں تک ممکن تھا تیزی سے ہوائی جہاز کو موڑ کر دشمن کے ایک پہلو پر جھپٹا — اس نے اس فن کے تمام داؤ پیچ کے مطابق اپنے دشمن پر حملہ کیا — جب اس نے گھوڑا دبایا تو اس کے جالی جیسے صلیبی شیشے میں دشمن کے جہاز کا سرمئی دھڑ صاف دکھائی دے رہا تھا — لیکن دشمن کے ہوائی جہاز کا بال بیکا نہ ہوا اور وہ پاس سے گزر گیا — الکسئی کا نشانہ خطا نہ ہو سکتا تھا — شکار قریب تھا اور شیشے میں صاف نظر آ رہا تھا — ''گولیاں!،، الکسئی بھانپ گیا اور فوراً اس کے جسم میں ایک ٹھنڈی جھرجھری تیر گئی — اس نے آزمانے کے لئے گھوڑے کا بٹن پھر دبایا اور وہ وہ تھرتھراہٹ محسوس کرنے میں ناکام رہا جو ہر ہواباز اپنی مشین گنوں کو داغنے کے ساتھہ پورے جسم میں محسوس کرتا ہے — گولیوں کی میگزین خالی تھی — اس نے گولیوں کا سارا ذخیرہ ٹرانسپورٹ ہوائی جہازوں پر حملہ کرنے میں ختم کر دیا تھا —

لیکن دشمن کو یہ معلوم نہ تھا! الکسئی نے مرکزی لڑائی میں کودنے کا فیصلہ کیا تاکہ اس طرح اور کچھہ نہیں تو لڑنے والوں کی تعداد میں تو اضافہ ہو ہی جائے — لیکن اس کا خیال غلط تھا — لڑاکو ہوائی جہاز کا ہواباز جس پر حملہ کرنے میں وہ ناکام رہا تھا تجربہ‌کار اور تیزبیں تھا — جرمن ہواباز نے محسوس کر لیا کہ دشمن کی گولیاں ختم ہو گئی ہیں اور اس نے اپنے ساتھیوں کے نام ہدائت جاری کی — چار ''میسر،، ہوائی جہاز باقی ساتھیوں سے الگ ہو گئے اور انہوں نے الکسئی کو گھیر لیا — ایک ایک دونوں کناروں پر اور ایک اوپر اور ایک نیچے — گولیوں کی بوچھار سے جو

صاف شفاف نیلی فضا میں صاف دکھائی دیتی تھیں، انھوں نے الکسئی کو ایک خاص رخ میں اڑنے پر مجبور کیا اور اپنے دوھرے ''چنگل،، میں جکڑ لیا —

چند ہی دن قبل الکسئی نے سنا تھا کہ ستارایا روسا کے اس علاقے میں مشہور جرمن ''ریختگوفن،، ہوائی ڈویژن مغرب سے یہاں آیا تھا — اس ڈویژن میں فاشست رائخ کے بہترین ہواباز تھے اور اس کی سرپرستی براہ راست گوئرنگ کے ہاتھ میں تھی — الکسئی نے محسوس کر لیا کہ وہ ان فضائی بھیڑیوں کے چنگل میں پھنس گیا ہے اور ظاہر ہے کہ وہ اسے اپنے ہوائی اڈے کی طرف اڑنے پر مجبور کرنا چاہتے ہیں تاکہ وہ ان کے ہوائی اڈے پر اتر جائے اور جرمن اس کو گرفتار کر لیں — اس قسم کے واقعات ہو چکے تھے — اس نے خود ہی دیکھا تھا کہ اس کے دوست، سوویت یونین کے ہیرو اندرئی دیگتیارینکو کی سرکردگی میں ایک ہوائی دستے نے کس طرح ایک جرمن ہوائی جہاز کو نیچے اترنے پر مجبور کر کے ہواباز کو قید کیا تھا —

جرمن قیدی کا راکھ جیسا چہرہ اور اس کے لڑکھڑاتے ہوئے قدم الکسئی کی آنکھوں میں پھر گئے — ''قید؟ کبھی نہیں! مجھ سے یہ چالاکی نہیں چلیگی!،، اس نے طے کر لیا —

لیکن وہ ہر کوشش کے باوجود بچ کر نہ نکل سکا — جرمن اسے جس رخ پر اڑنے پر مجبور کر رہے تھے اس سے وہ ذرا بھی ہٹتا تو جرمن اس کے راستے میں گولیوں کی دیوار کھڑی کر دیتے — ایک بار پھر الکسئی کی آنکھوں میں جرمن قیدی، اس کا مسخ چہرہ اور لرزتے ہوئے جبڑے ابھر آئے — اس کی آنکھوں سے جانوروں جیسا خوف جھانک رہا تھا —

میریسئف نے دانت زور سے بھینچ لئے اور اپنے انجن کی گیس پوری کی پوری کھول دی — اور عمودی پوزیشن اختیار کرتے ہوئے اس نے اس ہوائی جہاز کے نیچے غوطہ لگانے کی کوشش کی جو اس کو نیچے اترنے پر مجبور کر رہا تھا — وہ دشمن ہوائی جہاز کے نیچے سے نکل جانے میں کامیاب ہو گیا لیکن جرمن ہوا باز نے بڑے وقت سے اپنا گھوڑا دبایا — الکسئی کے انجن کا آہنگ غائب ہو گیا اور تھوڑی دیر بعد اس کی سانس رکنے لگی — سارا ہوائی جہاز سر سے پیر تک کانپنے لگا جیسے مہلک بخار میں تڑپ رہا ہو —

''مجھ پر وار ہو گیا!،، الکسئی سفید بادلوں کی ایک گپھا میں غوطہ لگا کر اپنا پیچھا کرنے والوں کو جل دینے میں کامیاب ہو گیا — لیکن اب کیا کیا جائے؟ وہ زخمی ہوائی جہاز کی لرزش اپنے پورے جسم میں محسوس کر رہا تھا جیسے وہ اس کے زخمی انجن کی نزع کا کرب نہ ہو بلکہ اس کے اپنے بخار کا کرب ہو جو اس کے جسم میں کپکپی پیدا کر رہا تھا —

انجن کو کہاں نقصان پہنچا ہے؟ کتنی دیر اور ہوائی جہاز ہوا میں تیر سکتا ہے ؟ کیا تیل کا خزانہ پھٹ جائیگا؟ الکسئی ان سوالوں کے بارے میں جتنا سوچ رہا تھا اس سے زیادہ محسوس کر رہا تھا — اسے محسوس ہوا کہ وہ ایک ڈائنامیٹ کے ڈھیر پر بیٹھا ہوا ہے جس کا فلیتہ جل رہا ہے — اس نے ہوائی جہاز موڑا اور خود اپنے محاذ کی طرف اڑنے لگا تاکہ اگر مرنا ھی ہے تو کم از کم اپنے لوگوں کے ھاتھوں دفن تو ہو —

اچانک پورا واقعہ اپنے نقطۂ عروج پر پہنچ گیا — انجن رک گیا — ہوائی جہاز زمین کی طرف گرنے لگا جیسے ایک سیدھے کھڑے ڈھلان پر لڑھک رہا ہو — اس کے نیچے جنگل ایک بیکراں سرمئی

اور نیلے سمندر کی طرح سانس لے رہا تھا... ''خیر میں قیدی تو نہیں ہونگا،، یہ خیال ہواباز کے دماغ میں کوند گیا — قریب ترین درخت جو ایک پھیلی ہوئی پٹی بن گئے تھے اس کے ہوائی جہاز کے پروں کے نیچے دوڑنے لگے — جب جنگل اس پر ایک درندے کی طرح جھپٹا تو اس نے بے اختیار جھٹکے سے انجن بند کر دیا — ایک زبردست دھما کے کی آواز گونج گئی اور آن کی آن میں ہر چیز آنکھوں سے اوجھل ہو گئی جیسے وہ اور اس کا ہوائی جہاز، دونوں سیاہ اور گہرے سمندر میں کود پڑے ہوں —

ہوائی جہاز نیچے گرتے ہوئے چیڑ کے سروں سے ٹکرایا — اس کی وجہ سے اس کے گرنے کی تیزی کچھ کم ہوئی — کئی درختوں کو توڑتے ہوئے خود ہوائی جہاز ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا — لیکن الکسئی اس سے چند ہی لمحے پہلے ہوائی جہاز کے کاک پٹ سے کود چکا تھا — وہ صدیوں پرانے فر کے چھتنار درخت پر گرا اور اس کی شاخوں سے پھسلتا ہوا برف کے اس ڈھیر میں دھنس گیا جو تیز ہواؤں نے درخت کے تنے کے پاس جمع کر دیا تھا — برف نے اس کی جان بچا لی —

الکسئی کو بالکل یاد نہ تھا کہ وہ کتنی دیر وہاں بے ہوش اور بے حس و حرکت پڑا رہا ہے — دھندلے دھندلے سے انسانی سائے، عمارتوں کے نقوش اور عجیب و غریب مشینوں کی پرچھائیاں اس کے پاس سے گزرتی چلی گئیں اور وہ جس طوفانی تیزی سے بھاگ رہی تھیں اس نے اس کے پورے بدن میں ٹیس مارتے ہوئے بوجھل درد کا احساس جگا دیا — پھر کوئی بڑی اور گرم سی چیز جس کے خط و حال بڑے مبہم سے تھے، اس طوفانی ہنگامے سے ابھری اور اس کے چہرے پر گرم اور بدبودار پھونکیں مارنے لگی — اس نے کروٹ لے کر اس سے دور ہونا چاہا لیکن اسے محسوس ہوا کہ وہ برف میں

جکڑ کر رہ گیا ہے۔ ایک انجانی دہشت سے مجبور ہو کر جو اس کے گرد منڈلا رہی تھی اس نے اچانک ایک جھٹکے کے ساتھ کوشش کی اور فوراً اپنے پھیپھڑوں میں پالے کی سی ٹھنڈی ہوا کی سرسراہٹ، اپنے گالوں کو چھوتی ہوئی برف کا لمس اور ایک زبردست ٹیس محسوس کی ـــ اب یہ ٹیس اس کے پورے جسم میں نہیں بلکہ اس کے پیروں میں تھی۔

''زندہ ہوں!،، یہ خیال اس کے دماغ میں کوند گیا۔ اس نے اٹھنے کی کوشش کی مگر اس کو قریب ہی کسی کے پیروں کی آہٹ اور بھاری سانس کی آواز سنائی دی۔ ''جرمن!،، فوراً اس کو خیال آیا۔ اور اس نے آنکھ کھولنے اور اچھل کر اپنی حفاظت کرنے کی فوری خواہش کو دبا دیا۔ ''قیدی! آخر کار قیدی ہو ہی گیا! اب میں کیا کروں؟،،

اس کو یاد آیا کہ کل ہی ہر فن مولا مستری یورا نے اس کے پستول کے خول کے ٹوٹے ہوئے فیتے کی مرمت کرنے کے لئے اپنی خدمات پیش کی تھیں مگر وہ اس پیش کش کا فائدہ نہ اٹھا سکا۔ اسی کارن اسے اپنا پستول ہوائی فلائنگ سوٹ کی ران والی جیب میں لے کر چلنا پڑتا تھا۔ اس کو نکالنے کے لئے اس وقت اسے کروٹ بدلنا پڑتا لیکن وہ دشمن کو اپنی طرف متوجہ کئے بغیر ایسا نہیں کر سکتا تھا۔ وہ منہ کے بل پڑا ہوا تھا۔ اس نے پستول کے تیز کناروں کو اپنی ران میں چبھتے ہوئے محسوس کیا لیکن وہ بے حس و حرکت پڑا رہا۔ شاید دشمن اس کو مردہ سمجھ کر یوں ہی چھوڑ کر چلا جائے۔

جرمن اس کے قریب چل رہا تھا اور کچھ عجیب انداز سے سانس لے رہا تھا۔ پھر وہ برف کو چرمراتے ہوئے اس کے پاس آیا۔ الکسئی نے پھر اس کے منہ سے نکلتی ہوئی بساند محسوس کی۔

اب وہ سمجھ گیا کہ وہاں پر ایک ہی جرمن تھا اور اس چیز نے اس کے بچنے کا امکان بڑھا دیا — اگر وہ اس کی گھات میں رہے، یکایک اچھلے اور اس پر ٹوٹ پڑے اور اس کو ہتھیار تک ہاتھ لے جانے کا موقع دئے بغیر اس کا گلا گھونٹ دے تو... لیکن یہ بڑی احتیاط اور انتہائی چابکدستی سے کرنا ہوگا —

پہلو بدلے بغیر الکسئی نے آہستہ آہستہ آنکھیں کھولیں لیکن اس کو جرمن کی جگہ ایک بھورا جھبرا ڈھیر نظر آیا — اس نے آنکھیں اور زیادہ کھولیں اور فوراً کس کر بند کر لیں : وہاں تو اس کے سامنے ایک بڑا سا لاغر اور جھبرا بھالو اپنے پنجوں پر بیٹھا تھا —

۳

ریچھ انتہائی خاموشی سے جس طرح صرف جانور ہی خاموش ہو سکتا ہے، اس بے حس و حرکت انسانی ہیولے کے سامنے بیٹھا تھا جو دھوپ میں چمکتی ہوئی نیلگوں برف سے جھانک رہا تھا —

اس کے گندے نتھنے پھڑک رہے تھے — اس کے نیم وا منہ سے پرانے اور پیلے دانت جو اب تک کرارے تھے جھانک رہے تھے اور گاڑھی رال کا ایک تار ہوا میں لہرا رہا تھا —

جنگ نے اس کی جاڑے کی نیند حرام کر دی تھی اور وہ بھوکا اور غصے میں تھا — لیکن بھالو مردار نہیں کھاتے — اس نے اس بے حس و حرکت جسم کو سونگھا، جس سے پٹرول کی تیز بو آ رہی تھی اور میدان کے چکر لگائے جہاں اسی قسم کے اور بہت سے انسانی ڈھانچے چرمراتی ہوئی برف میں اکڑے پڑے تھے — لیکن ایک کراہ اور سرسراہٹ کی آواز اسے پھر الکسئی کے پاس کھینچ لائی —

اب وہ الکسئی کے پہ و م ں آسن جمائے بیٹھا تھا — بھوک کی چبھن اس کی مردار بےزاری سے اڑ رہی تھی — بھوک اس پر غالب آنے لگی تھی — درندے نے ایک بھاری سانس لی ہوا باز کے جسم کو اپنے پنجوں سے الٹا پلٹا اور اس کی وردی کو ناخنوں سے نوچا — لیکن فلائنگ سوٹ اپنی جگہ پر جما رہا — ریچھ آہستہ سے غرایا — الکسئی نے آنکھ کھولنے، لڑھک کر ایک طرف ہٹ جانے اور اپنے سینے پر سوار اس بھاری بھرکم ہیولے کو اٹھا پھینکنے کی خواہش کو بڑی مشکل سے دبایا — ایک ایسے لمحے میں جب اس کا پورا وجود اسے پوری بے جگری سے اور جان ہتھیلی پر لے کر لڑنے پر ابھار رہا تھا اس نے خود کو مجبور کیا اور آہستہ آہستہ، اتنا آہستہ کہ ذرا پتہ نہ چلے، اس نے ہاتھ جیب میں ڈالا، پستول کا دستہ چھوا اور بڑی احتیاط سے اس طرح اس کا گھوڑا چڑھایا کہ آواز نہ پیدا ہو اور چپکے سے اسے نکال لیا —

درندہ اور بھی بپھر کر اس پر ٹوٹ پڑا اور اس کے فلائنگ سوٹ کو نوچنے لگا — مضبوط چمڑا چرچرایا مگر اس نے جواب اب بھی نہ دیا — ریچھ مارے غصے کے دھاڑا، اس نے دانت اس کے فلا ئنگ سوٹ میں گاڑ دئے اور سمور اور روئی کی تہوں کو چیر کر اس کے بدن میں دانت چبھونے لگا — لیکن الکسئی نے آخری قوت ارادی سے کام لے کر درد بھری چیخ کو گلے میں دبا دیا اور ٹھیک اس آن جبکہ ریچھ نے اس کو برف کے ڈھیر سے اوپر اٹھایا اس نے پستول اٹھایا اور لبلبی دبا دی —

گولی دھائیں سے چلی اور ایک تیز آواز دھڑکتی گونجتی تیرتی چلی گئی —

کسی پرندے نے پر پھڑپھڑائے اور تیزی سے اڑ گیا — خشک برف جھنجھوڑی ہوئی شاخ سے ناچتی ہوئی گری — ریچھ نے آہستہ

آہستہ اپنے شکار کو چھوڑ دیا — الکسئی پھر برف میں گر گیا اور اپنی آنکھیں ریچھ پر جمائے رہا — ریچھ پچھلے پنجوں کے بل بیٹھا ہوا تھا — اس کی کالی بیپ بھری آنکھوں سے عجیب حیرانی جھلک رہی تھی — بجھے بجھے سے رنگ کے کالے خون کی دھار اس کے نکیلے دانتوں کے درمیان تیرتی ہوئی برف پر ٹپکنے لگی — وہ ایک بھاری اور خوفناک آواز کے ساتھ گرجا، اپنی پچھلی ٹانگوں پر کھڑا ہوا اور اس سے پہلے کہ الکسئی دوبارہ گولی چلائے ڈھیر ہو گیا — نیلگوں برف آہستہ آہستہ ارغوانی ہو گئی اور ریچھ کے سر کے پاس پگھلتی ہوئی برف سے بھاپ سی اٹھنے لگی — درندہ مر چکا تھا —

الکسئی جس جذباتی اور جسمانی تناؤ کے ساتھ یہ سب کچھ کر رہا تھا وہ اب جاتا رہا — اس نے پھر اپنے پیروں میں وہی تیز جلتی ہوئی ٹیس محسوس کی — وہ برف پر دوبارہ گرا اور بے ہوش ہو گیا —

جب اسے دوبارہ ہوش آیا تو سورج چڑھ آیا تھا — اس کی کرنیں چیڑ کے گھنے درختوں کو چیرتی ہوئی برف کو اپنی روشنی سے جگمگا رہی تھیں — اب درختوں کے سائے میں برف کا رنگ ہلکا نیلا نہیں رہا تھا بلکہ اس کا رنگ گہرا نیلا ہو گیا تھا —

''کیا میں نے ریچھ کو خواب میں دیکھا تھا؟'' الکسئی کے ذہن میں جو پہلا خیال کوندا وہ یہ تھا —

قریب ہی نیلی برف پر ایک بھورا، جھبرا اور میلا کچیلا ڈھانچہ پڑا تھا — جنگل آوازوں سے گونج رہا تھا — کھٹ بڑھئی بڑے آہنگ سے درخت کے تنے کو کھٹکھٹا رہا تھا — پیلے سینے والی تیز سینیتسا چڑیاں خوش اور مگن چہچہا رہی تھیں اور ایک ڈال سے دوسری ڈال پر پھدک رہی تھیں —

''میں زندہ ہوں، زندہ ہوں، زندہ ہوں!'' الکسئی نے آپ ہی آپ دوہرایا — اس احساس سے کہ وہ زندہ ہے اس کے پورے وجود میں،

اس کے پورے جسم میں ایک جادو کی لہر، ایک خمارآلود سنسنی سی دوڑ گئی جس کا تجربہ آدمی ہر بار اس وقت کرتا ہے جب وہ کسی جان لیوا خطرے کے منہ سے بچ نکلتا ہے —

اس زوردار احساس کے تحت وہ اچھل پڑا اور کھڑا ہو گیا لیکن دوسرے ہی لمحے وہ چیخ کر ریچھ کے ڈھانچے پر گر پڑا — اس کے پیروں کی ٹیس آگ کی طرح پورے جسم میں دوڑ گئی — اس کا سر ایک بوجھل گھنگھناہٹ کے شور سے بھر گیا جیسے چکیوں کے دو پاٹ گھوم رہے ہوں اور اس کے دماغ میں زلزلہ سا پیدا کر رہے ہوں — اس کی آنکھوں کو جیسے کوئی انگلیوں سے دبا رہا تھا — ابھی اسے لگتا کہ اس کے چاروں طرف ہر چیز روشن اور صاف ہے اور سورج کی ٹھنڈی اور زرد کرنوں میں نہا رہی ہے — پھر دوسرے ہی لمحے سب کچھ ایک سرمئی پردے کے پیچھے غائب ہو جاتا جس سے چنگاریاں اڑنے لگتیں —

''بہت برا ہوا — گرتے وقت دھچکا لگا ہوگا — اور لگتا ہے پیروں میں بھی کچھ خرابی آ گئی ہے'' الکسئی نے سوچا —

اس نے کہنیوں کے بل اٹھتے ہوئے حیرت بھری نظروں سے جنگل کے کنارے سے آگے وسیع میدان کو دیکھا جو دور کے جنگل کے سرمئی رنگ کے دائرہ نما حلقے کے پیچھے افق تک پھیلتا چلا گیا تھا —

معلوم ہوتا تھا کہ موسم خزاں میں یا زیادہ قرین قیاس یہ ہے کہ شروع جاڑے میں اس جنگل کا دامن ایک دفاعی مورچہ رہا تھا اور سوویت فوج اس پر زیادہ دن نہ سہی بڑی جواں مردی سے اس وقت تک قابض رہی تھی جب تک کہ سب سپاہی موت کے گھاٹ نہ اتار دئے گئے — ان زخموں پر برف کی آندھیوں نے روئی جیسے برفیلے اون کی چادر بچھا دی تھی — لیکن آنکھیں ان تہوں کے نیچے بھی خندقیں، ٹوٹی پھوٹی مشین گنوں کے اڈوں کے پہاڑی نما ڈھیر، چھوٹے

بڑے شلوں کے دھماکوں سے بننے والے گڈھوں کا لامتناہی سلسلہ دیکھہ سکتی تھیں جو جنگل کے کنارے تباہ شدہ، جلے جھلسے اور سر کٹے درختوں تک چلا گیا تھا — اس تباہ و برباد میدان میں کہیں کہیں مچھلی کے پروں کے سے رنگا رنگ ٹینک بھی جھانکتے نظر آ رہے تھے، وہ برف میں جمے پڑے تھے اور سب کے سب عجیب قسم کے جنوں بھوتوں کے ڈھانچے معلوم ہوتے تھے — خاص طور پر ان میں سے ایک، دستی بم یا زمین پر رکھے ہوئے کسی بم سے ٹکرا کر کچھہ اس طرح الٹ گیا تھا کہ اس کی لمبی نال زمین پر لٹکی ہوئی تھی اور منہ سے جھانکتی ہوئی زبان کی طرح دکھائی دیتی تھی — پورے میدان میں ٹینکوں کے پاس، اتھلی خندقوں کے کناروں پر اور جنگل کے کنارے سوویت اور جرمن سپاہیوں کی لاشیں بکھری پڑی تھیں — ان کی تعداد اتنی زیادہ تھی کہ بعض جگہ لاشیں ایک کے اوپر ایک ڈھیر کی طرح رکھی تھیں — سپاہی اسی طرح برف میں اکڑے پڑے تھے جس طرح جاڑے کے شروع شروع میں چند مہینے قبل موت نے ان کو آ لیا تھا —

ان سب چیزوں سے الکسئی کو اندازہ ہوا کہ یہاں کتنا زبردست اور گھمسان کا رن پڑا تھا — اس کو معلوم ہوا کہ اس کے ساتھی یہاں لڑے تھے اور اس کے سوا ہر چیز بھول گئے تھے کہ انہیں ہر قیمت پر دشمن کو روکنا ہے اور اس کو آگے بڑھنے سے باز رکھنا ہے — یہاں سے ذرا ہی دور، جنگل کے کنارے کے قریب چیڑ کے ایک موٹے سے درخت کے سائے تلے، جس کا سر شل سے اڑ گیا تھا اور جس کے پاش پاش لمبے تنے سے پیلے رنگ کی چمکیلی رال ٹپک رہی تھی، جرمن سپاہیوں کی لاشیں پڑی تھیں ان کے سر اڑ گئے تھے اور چہروں کا قیمہ بن گیا تھا — بیچ میں دشمن کی ایک لاش پر تکڑے جسم، گول چہرے اور بڑے سر والے

نوجوان کی لاش منہ کے بل پڑی تھی— وہ بغیر فوجی کوٹ کے صرف اپنی فوجی وردی میں تھا جس کا کالر نچا ہوا تھا— اس کے پاس ہی ایک رائفل پڑی تھی جس کی سنگین ٹوٹی ہوئی تھی اور کندہ ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا تھا اور خون میں لتھڑا ہوا تھا—

ذرا اور آگے، جنگل کی طرف جانے والی سڑک پر، ریت سے کمر تک ڈھکے ہوئے فر کے ایک نئے درخت تلے بم کے بنائے ہوئے گڈھے میں، سانولے ایک ازبک کی لاش پڑی تھی— لاش آدھی گڈھے میں تھی اور آدھی باہر— اس کا چہرہ بیضوی تھا اور لگتا تھا کہ اسے پرانے ہاتھی دانت سے تراش کر ابھارا گیا ہے— اس کے پیچھے فر کی شاخوں کے نیچے ہاتھ کے بموں کا ڈھیر تھا اور خود ازبک کے ہاتھ میں ایک بم تھا جیسے اس نے یہ بم پھینکنے سے پہلے آسمان کو گھور کر دیکھا ہو اور اس انداز میں مبہوت رہ گیا ہو—

اور بھی آگے، جنگل والی سڑک کے ساتھ ساتھ، یعنی خاکی رنگ کے ٹینکوں کے پاس، بڑے بڑے شل کے گڈھوں کے کناروں پر، بعض پرانے درختوں کے تنوں کے قریب، خندقوں کے اندر، ہر جگہ لاشیں ہی لاشیں تھیں— لاشیں روئی‌دار جیکٹ اور پتلونیں پہنے، ہری وردیوں میں ملبوس، کان چھپانے والی ٹوپیاں پہنے، مڑے ہوئے گھٹنوں، اوپر کو اٹھی ہوئی ٹھوڑیوں اور موم جیسے چہروں کے ساتھ برف کے ڈھیروں سے جھانک رہی تھیں جن کو لومڑیوں نے نوچا تھا اور سروکاؤں اور کواؤں نے چونچ مار مار کر چیر پھاڑ دیا تھا—

کئی کوے میدان کے اوپر ہوا میں آہستہ چکر لگا رہے تھے— اس منظر نے الکسئی کے ذہن میں ''جنگ ایگور'' کی الم‌ناک مگر شاندار تصویر کی یاد تازہ کر دی جو عظیم روسی مصور کی تصویر کے چربے کی شکل میں اس کی تاریخ کی کتاب میں موجود تھی—

''ان ہی کی طرح میں بھی شاید یہاں پڑا ہوتا،، اس نے سوچا اور پھر اس کی رگ رگ میں زندگی کے نشاط کی لہر دوڑ گئی — اس نے خود کو جھنجھوڑا — چکی کے کھردرے پاٹ اب تک اس کے دماغ میں گھوم رہے تھے — اس کے پیر پہلے سے زیادہ بری طرح جل اور دکھ رہے تھے— وہ ریچھ کے ڈھانچے پر بیٹھ گیا جو اب ٹھنڈا تھا اور خشک برف کے غازے سے ڈھکا ہوا چاندی کی طرح چمک رہا تھا— اس نے سوچنا شروع کیا: کیا کروں، کہاں جاؤں، کیوں کر اپنے محاذ تک پہنچوں —

جب وہ ہوائی جہاز سے گرا تھا تو اس کے نقشے کا بکس کھو گیا تھا، لیکن اس کو جس راستے پر چلنا تھا اس کے دماغ میں اس کا نقشہ بالکل روشن تھا — جرمن ہوائی اڈہ جس پر اشتورموویک ہوائی جہازوں نے حملہ کیا تھا، مورچے سے پچھم کی طرف کوئی ساٹھ کلومیٹر کی دوری پر تھا — فضائی لڑائی کے دوران میں، اس کے ہوابازوں نے دشمن کو ہوائی اڈے سے بیس کلومیٹر پورب کی طرف کھینچ لیا تھا اور دوھرے ''چنگل،، سے نجات پانے کے بعد وہ خود بھی کئی کلومیٹر پورب کی طرف آیا ہوگا — ظاہر ہے کہ وہ اپنے مورچے سے کوئی ۳۵ کلومیٹر کے فاصلے پر گرا ہوگا —— جرمن ڈویژن کے بہت پیچھے، جنگل کے اس بے پناہ سمندر میں جس کو کالا جنگل کہتے ہیں اور جس کے اوپر وہ کئی بار پرواز کر چکا تھا اور قریب کے جرمن اڈوں پر بمباروں اور اشتورموویک ہوائی جہازوں کے حملے کے دوران میں نگہبانی کا فرض انجام دے چکا تھا — ہوا کی بلندیوں سے اسے یہ جنگل ہمیشہ ایک بیکراں سبز سمندر نظر آتا تھا — صاف موسم میں اس کے چیڑ کے درختوں کے سرے سانس لیتے ہوئے معلوم ہوتے تھے— لیکن برے موسم میں یہ جنگل باریک اور سرمئی دھند میں لپٹا ہوا ہموار اور بے رنگ پانی کا ایک

سلسلہ معلوم ہوتا تھا جس کی سطح پر چھوٹی چھوٹی لہریں اٹھتی رہتی تھیں —

یہ واقعہ کہ وہ اس وسیع جنگل کے بیچوں بیچ گرا تھا، روشن پہلو بھی رکھتا تھا اور تاریک بھی — اچھا پہلو تو یہ تھا کہ اسے یہاں جرمن سے مڈ بھیڑ کا خطرہ نہ تھا کیونکہ وہ عام طور پر سڑکوں اور شہروں سے دور نہ ہٹتے تھے — بری بات یہ تھی کہ اس کا راستہ طویل نہ ہونے کے باوجود بہت ہی کٹھن تھا — اس کو گھنی جھاڑیوں میں سے گزرنا پڑے گا اور کسی انسانی امداد کا کوئی امکان نہ تھا، سر چھپانے کی جگہ، روٹی کے ایک ٹکڑے یا پینے کو کسی گرم چیز کی ایک پیالی ملنے کی آس بھی نہ تھی — اس کے پیر... کیا وہ اسے آگے لے جا سکینگے؟ کیا وہ چل سکیگا؟..

وہ ریچھ کے ڈھانچے پر سے آہستہ آہستہ اٹھا — اس نے پھر وہی درد محسوس کیا جو پیروں سے شروع ہو کر پورے جسم میں اوپر دوڑ جاتا تھا — مارے کرب کے اس کے منہ سے ایک چیخ نکلی اور وہ پھر بیٹھ گیا — اس نے سمور کے بوٹ اتارنے کی کوشش کی لیکن وہ ٹس سے مس نہ ہوئے — ہر جھٹکے کے ساتھ اس کے منہ سے ایک کراہ نکل جاتی — پھر دانت بھینچ کر اور آنکھوں کو زور سے بند کرتے ہوئے اس نے زور لگایا اور اپنے دونوں ہاتھ سے ایک بوٹ کھینچ لیا —— اور فوراً بےہوش ہو گیا — جب دوبارہ اسے ہوش آیا تو اس نے بڑی احتیاط سے پیر کی پٹی کھولی — اس کا پیر سوج گیا تھا اور چوٹ کی وجہ سے پورا کا پورا نیلا پڑ گیا تھا — اس کے جوڑ جوڑ میں ٹیس اور جلن ہو رہی تھی — اس نے اپنا پیر برف پر رکھ دیا اور اس طرح اس کا درد کچھ کم ہو گیا — اسی طرح ایک بار پھر دانت بھینچ کر، جیسے وہ خود اپنا دانت کھینچ رہا ہو، اس نے دوسرا بوٹ بھی اتار ہی لیا —

اس کے دونوں پیر بیکار ہو چکے تھے — ظاہر تھا کہ جب وہ اپنے ہوائی جہاز کے کاک پٹ سے گرا تو کسی چیز میں اس کے پیر الجھے ہونگے اور اس کے پیروں اور پنجوں کی ہڈیاں ٹوٹ کر رہ گئیں — ظاہر ہے معمولی حالات میں، اس خوفناک چوٹ کے بعد اس نے کھڑا ہونے کا خواب بھی نہ دیکھا ہوتا — لیکن وہ تو ایک ویران و بیاباں جنگل میں اکیلا تھا — وہ دشمنوں کے محاذ کے عقب میں تھا جہاں کسی آدمی سے مڈ بھیڑ کا مطلب آرام و سکون نہیں بلکہ موت تھا — اس نے فیصلہ کیا کہ وہ جنگلوں کے اندر ہی اندر پورب کی طرف بڑھتا رہے اور کسی آسان راستے یا انسانی آبادی کی تلاش نہ کرے —— ہر قیمت پر آگے بڑھتا رہے —

پکے عزم کے ساتھہ وہ ریچھہ کے ڈھانچے پر سے اٹھا، کراہتے ہوئے دانت جکڑے اور پہلا قدم اٹھایا — وہ ایک لمحے اسی طرح کھڑا رہا، دوسرا پیر برف میں سے کھینچا اور دوسرا قدم اٹھایا — اس کے سر میں ایک گھنگھناہٹ سی اٹھنے لگی اور اس کی آنکھوں کے سامنے میدان ناچتے ناچتے تیرتا ہوا غائب ہو گیا —

الکسئی مارے تھکن اور درد کے نڈھال ہونے لگا — وہ ہونٹ کاٹتا ہوا آگے بڑھتا رہا اور ایک جنگلی راستے پر پہنچ گیا جو ایک برباد ٹینک اور ہاتھہ میں بم پکڑے ہوئے مردہ ازبک کے پاس سے ہوتا ہوا پورب کی طرف جنگل کی گہرائیوں میں کھو گیا تھا — نرم برف پر اس طرح بھٹک بھٹک کر چلنا اتنا برا نہ تھا لیکن جیسے ہی اس کا پیر ہوا سے سخت ہو جانے والی برف سے ڈھکی ہوئی سڑک کے کوہان جیسے اٹھے ہوئے حصے سے چھو جاتا اس کا درد اتنا جان لیوا ہو جاتا کہ دوسرا قدم اٹھانے کی ہمت نہ ہوتی اور وہ ٹھٹک کر کھڑا ہو جاتا — وہ کھڑا ہو گیا — اس کی دونوں ٹانگیں کچھہ

عجیب بےڈھنگے پن سے دور دور تھیں — اس کا جسم جھوم رہا تھا جیسے ہوا کے جھونکوں میں لہرا رہا ہو — اچانک اس کی نگاہوں میں سرمئی سی دھند بھرنے لگی — سڑک، چیڑ کے پیڑ، چیڑ کے درختوں کی سرمئی ٹہنیاںسی، گنبدنما آسمان کا نیلا دھبہ ان دھند میں کھو گیا...

وہ اپنے ہوائی اڈے پر تھا، اپنے لڑاکو ہوائی جہاز کے پاس اور اس کا مستری لمبا تڑنگا یورا جس کے دانت اور آنکھیں ہمیشہ کی طرح اس کی بڑھی ہوئی مونچھ داڑھی اور میلے چہرے سے چمکتی ہوئی جھانک رہی تھیں اور وہ ہوائی جہاز کے کاک پٹ کی طرف اشارہ کر رہا تھا جیسے کہہ رہا ہو ''لو تیار ہے، ژوں ہو جاؤ!..''

الکسئی نے ہوائی جہاز کی طرف ایک قدم اٹھایا لیکن زمین جل اٹھی اور اس کے پیر جھلس کر رہ گئے جیسے اس نے دھکتی ہوئی سرخ دھات پر قدم رکھ دئے ہوں — اس نے اس آگ سے چھلانگ لگا کر اپنے ہوائی جہاز کے پر تک پہنچنے کی کوشش کی لیکن وہ اس کے ٹھنڈے دھڑ سے ٹکرا گیا — وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ ہوائی جہاز کا وہ حصہ چکنا نہ تھا اور نہ اس پر پالش کی چمک تھی، بلکہ وہ بہت ہی کھردرا تھا جیسے چیڑ کے چھلکے ہوں... لیکن کوئی لڑاکو ہوائی جہاز وہاں نہ تھا —— وہ تو سڑک پر کھڑا ایک درخت کے تنے کو ہاتھ سے تھپتھپا رہا تھا —

''وہم؟ مجھے جو چوٹ پہنچی ہے اس سے میرا دماغ خراب ہوا جا رہا ہے!''، الکسئی نے سوچا ''اس سڑک پر چلنا ایک عذاب ہوگا — کیا میں سڑک سے اتر جاؤں؟ لیکن اس سے چلنے کی رفتار بہت آہستہ ہو جائیگی...'' وہ برف پر بیٹھ گیا اور اسی طرح دانت پیس کر اس نے اپنے سمور کے بوٹ اتار لئے اور دانتوں اور ناخنوں سے نوچ نوچ کر اس کا اوپر کا حصہ چیرا تاکہ ٹوٹے ہوئے پیروں کو آرام ملے — اس نے اپنا بڑا سا انگورے کا خوب روئیں دار اسکارف

اتارا، اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے پٹیاں بنائیں اور ان کو اپنے پیروں پر لپیٹا اور پھر بوٹ پہن لئے ـ

اب چلنا کچھ آسان ہو گیا ـ لیکن اسے چلنا کہنا درست نہ ہوگا : اس نے چلنا نہیں بلکہ آگے کھسکنا شروع کیا، وہ بڑی احتیاط سے پیر خوب اٹھا اٹھا کر ایڑیوں کے بل آگے بڑھنے لگا جس طرح آدمی دلدل میں چلتا ہے ـ ہر چند قدم کے بعد تھکن اور درد سے نڈھال ہو کر اس کا سر گھومنے لگتا اور ہر بار وہ رکنے پر مجبور ہو جاتا، وہ آنکھیں موند لیتا، کسی درخت کے تنے کے سہارے یا برف کے کسی ڈھیر پر آرام کرنے کے لئے بیٹھ جاتا اور اس وقت اس کو اپنی رگوں میں خون کے ہیجان کا احساس ہوتا ـ

اسی طرح وہ کئی گھنٹے تک آگے بڑھتا رہا ـ لیکن جب اس نے مڑ کر دیکھا تو اس کو اب بھی جنگل کا کنارا نظر آیا، جو سڑک کے دھوپ میں چمکتے ہوئے اس موڑ کو کاٹ رہا تھا جہاں مردہ ازبک برف پر ایک چھوٹے سے سیاہ دھبے کی طرح پڑا ہوا تھا ـ الکسئی کو بہت زیادہ مایوسی ہوئی ـ وہ مایوس ضرور ہوا مگر ہراساں نہ ہوا ـ اس چیز نے اس میں اور تیزی سے آگے بڑھنے کی خواہش بیدار کی ـ وہ برف کے ڈھیر پر سے اٹھا ـ اس نے دانت بھینچ لئے اور آگے بڑھا اور تمام تر توجہ کسی قریب ترین منزل پر مرکوز کرتے ہوئے چلنے لگا ـــ ایک چیڑ کے درخت سے دوسرے درخت تک، ایک تنے سے دوسرے تنے تک، برف کے ایک ڈھیر سے دوسرے ڈھیر تک ـ آگے بڑھتے ہوئے وہ اپنے پیچھے ویران جنگل کی سڑک کے پاک برف پر ناہموار اور پیچ و خم کھاتے ہوئے نشان چھوڑے جا رہا تھا، جیسے یہ کسی زخمی جانور کے چھوڑے ہوئے نشان ہوں ـ

اور اسی طرح وہ شام تک چلتا رہا — جب سورج نے، اس کے پیچھے کہیں دور غروب ہوتے ہوتے، اپنی ٹھنڈی اور لال شفق سے درختوں کے سروں کو جگمگا دیا اور سرمئی پرچھائیاں جنگل میں گہری ہونے لگیں تو وہ ایک چھوٹی سی گھاٹی میں جا نکلا جو سدا بہار صنوبری جھاڑیوں سے ڈھکی ہوئی تھی — وہاں اسے جو منظر نظر آیا اسے دیکھ کر محسوس ہوا جیسے اس کی پیٹھ پر بھیگا ہوا ٹھنڈا تولیہ پھسل رہا ہے — خود کے نیچے اس کے بال کھڑے ہو گئے —

معلوم ہوتا تھا جب اس میدان میں لڑائی ہو رہی تھی تو اس وقت کوئی میڈیکل کمپنی اس گھاٹی پر تعینات کی گئی تھی — یہاں زخمی لا کر چیڑ کی سوئیوں جیسی چبھتی ہوئی شاخوں پر لٹائے جاتے ہونگے — یہاں وہ اب تک ان جھاڑیوں کی پناہ میں پڑے ہوئے تھے — بعض برف میں نیم دفن تھے اور بعض بالکل دب گئے تھے — یہ بالکل صاف تھا کہ وہ اپنے زخموں کی وجہ سے نہیں مرے تھے — کسی نے بڑی صفائی کے ساتھ چاقو سے ان کی گردنیں اڑا دی تھیں — وہ سب کے سب ایک ہی انداز میں پڑے تھے — ان کے سر پیچھے کی طرف ڈھلکے ہوئے تھے جیسے وہ دیکھنا چاہ رہے ہوں کہ ان کے پیچھے کیا کچھ ہو رہا ہے — اور یہاں بھی اس بھیانک منظر پر سے پردہ سا ہٹتا ہوا معلوم ہوتا تھا — چیڑ کے ایک پیڑ تلے سوویت فوجی کے برف سے ڈھکے ہوئے جسم کے پاس ایک نرس بیٹھی تھی جو کمر تک برف میں دھنسی ہوئی تھی — سپاہی کا سر اس کی گود میں تھا — وہ بوٹے سے قد کی بڑی دبلی پتلی نازک سی لڑکی تھی — وہ سمور کی ٹوپی پہنے ہوئے تھی جس کے کان ڈھکنے والے فیتے اس کی

ٹھوڑی کے نیچے بندھے ہوئے تھے — اس کے شانوں کے درمیان ایک خنجر کا چمکدار دستہ جگمگا رہا تھا — قریب ہی ایک فاشست کی لاش پڑی تھی جو «SS» والی سیاہ وردی میں لپٹی ہوئی تھی — پاس ہی ایک سوویت سپاہی کی لاش تھی جس کے سر پر خون میں لتھڑی ہوئی پٹی بندھی تھی — دونوں ایک دوسرے کی گردن کو موت کی آخری گرفت میں جکڑے پڑے تھے — الکسئی فوراً بھانپ گیا کہ کالی وردی والے سپاہی نے زخمیوں کو قتل کیا تھا اور سوویت سپاہی نے جو ابھی زندہ ہوگا، جھپٹ کر اسی لمحے اسے آ لیا تھا جبکہ وہ نرس پر خنجر کا وار کر رہا تھا — اس نے اپنی انگلیوں کی رہی سہی طاقت سے کام لیتے ہوئے دشمن کو جکڑ لیا تھا —

اس طرح برف کے طوفان نے ان سب کو دفن کر دیا تھا —— سمور کی ٹوپی پہنے ہوئے پتلی دبلی لڑکی کو، اور ان دونوں، قاتل اور اس سے انتقام لینے والے سوویت سپاہی کو جو ایک دوسرے کی گردن کو جکڑے ہوئے نرس کے چوڑے فوجی بوٹوں میں چھپے ہوئے قدموں میں پڑے تھے —

الکسئی وہاں چند لمحے بالکل مبہوت کھڑا رہا — پھر نرس کی طرف بڑھا اور اس کی پشت سے خنجر کھینچ لیا — یہ ایک نازی خنجر تھا — یہ پرانی جرمن تلوار کے طرز کا خنجر تھا اور اس کے دستے کے مٹھے پر «SS» کا روپہلا نشان بنا ہوا تھا — خنجر کے زنگ آلود پھل پر اب یہ الفاظ بھی پڑھے جا سکتے تھے «Alles für Deutschland» * الکسئی نے جرمن کے جسم سے خنجر کے چمڑے کا خول الگ کیا — اسے راستے میں خنجر کی ضرورت ہوگی — اس نے برف ہٹا کر برف سے جما ہوا لبادہ کھودا اور نرس کی لاش کو بڑی محبت کے ساتھ لبادے سے ڈھک دیا اور اس کے اوپر چیڑ کی چند ڈالیاں رکھ دیں...

* ''سب کچھ جرمنی کے لئے'' —

جب تک شام کا دھندلکا پھیل گیا — درختوں کے درمیان روشنی کے پردے غائب ہو گئے — گھرے اور پالے بھرے اندھیرے نے اس چھوٹی سی گھاٹی کو ڈھک لیا — خاموشی چھائی ہوئی تھی — لیکن شام کی ہوا درختوں کے سروں پر تیر رہی تھی اور جنگل گا رہا تھا — کبھی یہ نغمہ ایک لوری بن جاتا اور کبھی اضطراب اور ہراس میں ڈوبی ہوئی تان — بہت ہی باریک لطیف برف اب دکھائی نہ دے رہی تھی لیکن آہستہ سرسراتی ہوئی اڑ رہی تھی اور چہرے میں چبھتی ہوئی اس گھاٹی میں اتر اتر کر جمع ہو رہی تھی —

وہ والگا کے اسٹیپی میدانوں میں، کامی‌شین میں پیدا ہوا تھا اور شہر کا باشندہ تھا، اس لئے لکڑہارے کے فن سے بالکل نابلد تھا — اس نے رات کے لئے تیار ہونے یا الاؤ جلانے کی زحمت ہی نہیں اٹھائی — گھرے اندھیرے نے اسے آ لیا اور اب اس کے ٹوٹے اور تھکے ہوئے پیروں کے روح فرسا درد نے اس میں لکڑیاں چننے کی سکت ہی کب چھوڑی تھی — وہ چیڑ کے ایک نئے درخت کے نیچے گھنی جھاڑیوں کے اندر رینگتا ہوا گھس گیا اور درخت کے نیچے بیٹھ گیا، کندھے جھکا لئے اور سر گھٹنوں پر ٹکا لیا جن کو اس نے اپنے بازوؤں کے گھیرے میں لے لیا تھا اور خود کو سانس سے گرم کرتے ہوئے بالکل خاموش بیٹھا سکوت اور سکون سے لطف اندوز ہوتا رہا —

اس نے اپنے پستول کا گھوڑا چڑھا لیا لیکن شبہ ہی ہے کہ وہ جنگل کی اس پہلی رات کو اسے استعمال بھی کر سکتا تھا — وہ تو لکڑی کے کندے کی طرح غافل پڑا تھا، وہ نہ تو چیڑ کے درختوں کی مسلسل سرسراہٹ سن رہا تھا اور نہ قریب کہیں سڑک کے پاس سے آتی ہوئی الو کی چیخ، اور نہ دور سے آتی ہوئی بھیڑیوں کی

غراہٹ —— جنگل کا کوئی شور بھی اسے سنائی نہ دے رہا تھا جو اس گھپ اندھیرے میں گونج رہا تھا، جس نے اس کو اپنی آغوش میں چھپا رکھا تھا —

جیسے ہی صبح کی پہلی کرنیں پھوٹیں اور پالے کے جکڑے ہوئے اندھیرے میں درختوں کے دھندلے نقوش ابھرے، وہ چونک کر اٹھ بیٹھا جیسے کسی نے اس کو جھنجھوڑ دیا ہو — جاگنے پر اسے یاد آیا کہ اس پر کیا بیتی تھی اور وہ کہاں تھا اور اس نے جس بے پروائی سے جنگل میں یہ رات کاٹی تھی اس کے خیال نے اسے خوف زدہ کر دیا — تیز ٹھنڈک اس کے سمور کے فلائنگ سوٹ کو چیر کر اندر گھس رہی تھی اور اس کا کلیجہ چھلنی کئے دے رہی تھی — وہ کانپ رہا تھا — لیکن سب سے برا حال تو اس کے پیروں کا تھا — اب بھی جب کہ وہ آرام کر رہا تھا اس کا درد پہلے سے کہیں زیادہ بڑھ گیا تھا — کھڑے ہونے" کے خیال سے ہی اس کا دم نکلا جا رہا تھا — لیکن وہ پورے عزم کے ساتھ ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا —— جس طرح کل اس نے دانت بھینچ کر اپنے سمور کے بوٹ اتارے تھے — وقت کی بڑی قیمت تھی —

الکسئی کو جو مصیبتیں ستا رہی تھیں ان میں اب بھوک کا اضافہ ہو گیا تھا — پچھلے دن جب اس نے نرس کی لاش لبادے سے ڈھکی تھی تو اس نے اس کے پاس پڑا ہوا تھیلا دیکھا تھا جس پر ریڈ کراس کا نشان تھا — کسی چھوٹے سے جانور نے اس تھیلے کو کترنا شروع کر دیا تھا اور اس میں جانور کے بنائے ہوئے سوراخوں کے پاس چھوٹے چھوٹے ٹکڑے بکھرے پڑے تھے — الکسئی نے پچھلے دن جب ان کو دیکھا تھا، تو کوئی خاص توجہ نہ دی تھی لیکن اب اس نے تھیلا اٹھایا — اس میں اسے میدان جنگ میں مرہم پٹی کے سامان کے ساتھ گوشت کا ایک ٹین، خطوں کا ایک پیکٹ

اور ایک چھوٹا سا آئینہ ملا جس کی پشت پر پتلے منہ کی ایک بوڑھی عورت کی تصویر تھی — جیسا کہ ظاہر تھا اس تھیلے میں روٹی بھی تھی لیکن چڑیوں اور جانوروں نے اس کا صفایا کر دیا تھا — الکسئی نے اپنے فلائنگ سوٹ کی جیبوں میں ٹین اور پٹیاں رکھہ لیں اور آپ ہی آپ بولا ''شکریہ میری جان —'' اس نے جوان لڑکی کے پیروں کو لبادے سے ڈھک دیا جس کو ہوا نے ہٹا دیا تھا اور آہستہ آہستہ پورب کی طرف چل پڑا جو درختوں کی شاخوں کی جالیوں کے پیچھے نارنجی رنگ کے شعلے سے دھک رہا تھا —

اب اس کے پاس ایک کلوگرام گوشت تھا اور اس نے طے کیا کہ روزانہ ایک بار دوپہر کو کھایا کریگا —

٥

درد سے اپنا دھیان بٹانے کے لئے الکسئی نے اپنے راستے کے بارے میں سوچنا اور اس کا حساب لگانا شروع کیا — اگر اس نے روزانہ دس بارہ کلومیٹر کا فاصلہ طے کیا تو وہ زیادہ سے زیادہ تین دن میں اپنی منزل پر پہنچ جائیگا —

''یہ ٹھیک ہے! اچھا، دس بارہ کلومیٹر کا مطلب کیا ہوتا ہے؟ ایک کلومیٹر دو ہزار قدموں کے برابر ہوتا ہے — اس کا مطلب یہ ہے کہ دس کلومیٹر میں بیس ہزار قدم ہونگے — لیکن یہ تو بہت ہوتے ہیں کیونکہ مجھے ہر پانچ چھہ سو قدم کے بعد آرام کرنا پڑے گا...''

پچھلے دن سفر کو آسان بنانے کے لئے الکسئی نے بعض منزلیں مقرر کر لی تھیں: چیڑ کا ایک درخت، درخت کا کوئی تنا یا سڑک کا کوئی گڈھا اور وہ ان میں سے ہر ایک کی طرف یہ سوچ کر بڑھتا

کہ وہاں پہنچ کر اسے سستانا ہے — اب اس نے اسے عددوں میں بدل دیا —— کہ اتنے قدموں کے بعد سستانے کی منزل آئیگی — اس نے فیصلہ کیا کہ ہر دوڑ ایک ہزار قدموں کی ہو گی، یعنی آدھا کلومیٹر — اور گھڑی دیکھہ کر آرام کیا جائیگا —— پانچ منٹ اور بس! اس نے یہ اندازہ قائم کیا کہ وہ سورج کے طلوع ہونے سے غروب ہونے تک بڑی مشکل سے دس کلومیٹر کا فاصلہ طے کر سکتا ہے —

لیکن پہلے ایک ہزار قدم کتنے کٹھن تھے — اس نے درد کی طرف سے دھیان ہٹانے کے لئے اپنے قدم گننے شروع کئے — لیکن پانچ سو کے بعد وہ گننا بھول گیا اور اس کے بعد اپنے جلتے اور ٹیس مارتے ہوئے درد کے سوا اور کچھہ نہ سوچ سکا — ہاں، پھر بھی اس نے ایک ہزار قدم پورے کر کے ہی دم لیا — اس میں بیٹھنے کی سکت نہ تھی — وہ منہ کے بل برف میں گر گیا اور بڑے ندیدے پن سے برف چاٹنے لگا — اس نے اپنی پیشانی اور جلتی ہوئی کنپٹیاں برف پر رکھہ دیں اور اس برفیلے لمس میں ایک ناقابل بیان راحت محسوس کی —

وہ کانپ لیا اور گھڑی دیکھی — سکنڈ کی سوئی ٹک ٹک کرتی ہوئی مقررہ پانچ منٹ کے آخری سکنڈ ختم کر رہی تھی — اس نے بڑی سراسیمگی کے ساتھہ اس کھسکتی ہوئی سوئی کو دیکھا جیسے اس کے چکر کے خاتمے پر کوئی بڑی خوفناک بات ہونے والی ہو — لیکن جیسے ہی سوئی ساٹھہ پر پہنچی وہ اچھل کر کھڑا ہو گیا اور کراہتے ہوئے آگے بڑھنے لگا —

دوپہر تک جب جنگل کی نیم تاریکی چیڑ کی گھنی شاخوں سے چھنتی ہوئی سورج کی باریک کرنوں سے جگمگانے لگی اور جب سارا جنگل درختوں کی رال اور پگھلتی ہوئی برف کی خوشبو سے بس گیا تو اس نے ابھی ان منزلوں میں سے صرف چار منزلیں طے کی

تھیں — آخری منزل پر وہ برف میں گر گیا کیونکہ اب اس میں اس برچ کے درخت کے تنے تک رینگنے کی بھی سکت باقی نہیں رہی تھی جو مشکل سے ہاتھہ بھر کی دوری پر تھا — وہاں وہ بہت دیر تک بیٹھا رہا — اس کا سر سینے پر ڈھلک آیا تھا — وہ کچھہ بھی نہ سوچ رہا تھا، وہ نہ کچھہ دیکھہ رہا تھا اور نہ سن رہا تھا، اب تو بھوک کا احساس بھی مٹ گیا تھا —

اس نے گہری سانس لی، کئی بار اس نے چٹکیوں سے برف منه میں ڈالی اور اپنی بےحسی اور غفلت پر قابو پاتے ہوئے جس نے اس کے جسم کو جکڑ رکھا تھا اس نے اپنی جیب سے زنگ آلود ٹین نکال کر اسے جرمن خنجر سے کھولا — اس نے برف کی طرح شل بےمزہ چربی کا ایک ٹکڑا منه میں رکھا اور اسے نگلنا چاہتا تھا کہ وہ پگھل گیا — لیکن دفعتاً اسے ایسی زبردست بھوک نے آدبوچا کہ وہ ٹین کو لاکھہ ہٹائے نہ ہٹا سکا آخر اس نے برف پھانکنا شروع کیا تاکہ کچھہ تو ہو کھانے کو—— کچھہ تو گلے سے اترتا رہے —

لیکن آگے بڑھنے سے پہلے اس نے صنوبری جھاڑی سے اپنے لئے دو چھڑیاں کاٹیں — وہ ان چھڑیوں کے سہارے کھڑا ہوا اور چلنے لگا لیکن ہر تازہ قدم کے ساتھہ اس کے لئے اگلا قدم اٹھانا دوبھر ہوتا گیا —

٦

...اس گھنے جنگل میں الکسئی کے دردناک سفر کا تیسرا دن تھا — اب تک اسے آدم یا آدم زاد کا دور دور کوئی نشان نظر نہ آیا تھا — لیکن تیسرے دن ایک غیرمتوقع واقعہ پیش آیا —

وہ سورج کی پہلی کرن کے ساتھہ اٹھا تو مارے ٹھنڈ اور اندرونی بخار کے لرز رہا تھا — اپنے فلائنگ سوٹ کی ایک جیب میں اسے ایک لائٹر ملا جو اس کے مستری نے رائفل کے ایک خالی کارتوس سے بنایا تھا اور اس کو بطور یادگار دیا تھا — وہ اس کے بارے میں بالکل بھول گیا تھا اور یہ بھی بھول گیا تھا کہ وہ آگ روشن کر سکتا تھا اور اسے آگ روشن کرنا چاہئے تھا — اس نے فر کے درخت، کی کچھہ سوکھی اور کائی سے ڈھکی ہوئی شاخیں توڑیں جن کے سائے میں وہ سویا تھا اور ان پر چیڑ کی ٹہنیاں ڈال کر ان کو جلایا — سرمئی دھوئیں کے نیچے سے تیز اور پیلے شعلے بھڑکنے لگے — خشک اور گوند بھری لکڑی بڑی تیزی سے سہک کر جلنے لگی — شعلے چیڑ کی ٹہنیوں تک پہنچ گئے، ہوا نے اپنا کام کیا اور شعلے سنسناتے اور چرچراتے ہوئے بھڑک اٹھے —

آگ بھڑکتی چٹختی رہی اور اس سے خشک اور آرام‌دہ گرمی نکلتی رہی — الکسئی کو آرام و سکون کا احساس ہوا — اس نے فلائنگ سوٹ کی زنجیر کھینچی اور وردی کی جیب سے کچھہ مڑے تڑے خط نکالے — ان سب کی لکھائی ایک ہی جیسی تھی — ان میں سے ایک خط میں باریک سے کاغذ میں لپٹی ہوئی ایک تصویر ملی — یہ ایک نازک سی لڑکی کی تصویر تھی — لڑکی چھینٹ کا فراک پہنے گھاس پر گھٹنوں کے بل بیٹھی تھی — اس نے کچھہ دیر تک تصویر کو غور سے دیکھا اور پھر اس کو باریک کاغذ میں لپیٹ دیا اور واپس لفافے میں رکھہ دیا، ایک لمحے کے لئے کچھہ سوچتے ہوئے اسے اپنے ہاتھہ میں تھامے رہا اور دوبارہ لفافہ اپنی جیب میں رکھہ لیا —

''کوئی پروا نہیں، سب ٹھیک ٹھاک ہو جائیگا،، اس نے یہ

بات لڑکی سے کہی یا اپنے آپ سے یہ بتانا مشکل ہے — اس نے سوچتے ہوئے دوہرایا ،،کوئی بات نہیں!،،

اب اس نے اپنے ایک جھٹکے سے جس کا وہ عادی ہو چکا تھا، اپنے سمور کے بوٹ اتارے، اونی اسکارف کی پٹیاں کھولیں اور اپنے پیروں کا معائنہ کرنے لگا— پیر پہلے سے زیادہ سوج گئے تھے اور انگلیاں پھول کر ہر سمت میں بھاگتی نظر آ رہی تھیں — اس کے پیر ہوا سے بھرے ہوئے غبارے دکھائی دے رہے تھے اور ان کا رنگ پچھلے دن سے بھی زیادہ عنابی ہو گیا تھا —

الکسئی نے ٹھنڈی سانس لی اور بجھتی ہوئی آگ پر الوداعی نظر ڈالتے ہوئے آگے بڑھنے لگا— سخت برف پر اس کی چھڑیاں چرمراہٹ کی آواز پیدا کر رہی تھیں— وہ ہونٹ چباتے ہوئے آگے بڑھتا رہا— کبھی کبھی تو وہ نیم بے ہوش ہو جاتا— دفعتاً جنگل کے عام شور کے درمیان ایک نئی آواز سنائی دی — اس کے کان جنگل کی آواز کے اتنے عادی ہو چکے تھے کہ وہ مشکل سے نئی آواز سن سکتا تھا— اب اس نے دور سے موٹر کی گھنگھناہٹ سنی — پہلے تو اس نے سوچا کہ تھکن کی وجہ سے اسے وہم ہو رہا ہے— لیکن آواز تیز ہوتی گئی— کبھی تو یہ آواز تیز ہو جاتی اور کبھی بالکل دب جاتی— صاف تھا کہ یہ جرمن تھے اور اس کی طرف بڑھ رہے تھے— الکسئی کو فوراً اپنے پیٹ میں ایک عجیب سی ٹھنڈک محسوس ہوئی—

ڈر نے اس کے اندر شکتی پیدا کر دی - وہ اپنی تھکن اور پیروں کا درد بھول گیا اور سڑک سے ہٹ کر برف کی ہموار سطح پر بھٹکتا ہوا فر کے درختوں کے ایک جھنڈ تک پہنچا اور اس کی گہرائیوں میں گھس کر وہ برف پر گر گیا— یقینی سڑک سے اس کو دیکھنا مشکل تھا لیکن وہ سڑک کو صاف طور سے دیکھ سکتا تھا جو

دو پہر کی دھوپ میں جھلملا رہی تھی — سورج فر کے درختوں کے کنج کے اوپر اٹھ چکا تھا —

آواز اور قریب آ گئی — الکسئی کو یاد آیا کہ اس نے جو سڑک چھوڑی تھی اس پر وہ اپنے قدموں کے نمایاں نشان چھوڑ آیا تھا — لیکن اب اور دور بھاگنے کا وقت نکل چکا تھا — اگلی موٹر کے انجن کی آواز بہت قریب سے آ رہی تھی — الکسئی اور بھی زیادہ برف میں دھنس گیا — اس نے شاخوں کی جالیوں میں سے ایک چپٹی سفید رنگ کی بکتربند موٹر دیکھی —موٹر ہچکولے کھاتی ہوئی اور اپنی زنجیریں بجاتی ہوئی اس جگہ پر پہنچ گئی جہاں سے الکسئی کے قدموں کے نشان سڑک سے ایک طرف کو مڑ گئے تھے — الکسئی نے سانس روک لی — بکتربند موٹر آگے بڑھ گئی — اس کے بعد ایک کھلی ہوئی گاڑی آئی جو ہر جگہ دوڑ بھاگ سکتی ہے — ایک آدمی جو اونچی ٹوپی پہنے ہوئے تھا اور جس کی ناک سمور کے کالر میں کھوئی ہوئی تھی، ڈرائیور کے پہلو میں بیٹھا تھا — اس کے پیچھے مشین گن چلانے والے کئی سپاہی بھورے رنگ کے کوٹ اور فولاد کے خود پہنے، اونچی بنچوں پر بیٹھے تھے اور گاڑی کے ساتھ ساتھ ہچکولے کھا رہے تھے — ایک اور بڑی کھلی گاڑی سب سے پیچھے پیچھے آ رہی تھی — اس کا انجن گرج رہا تھا اور زنجیریں بج رہی تھیں — اس میں قطار اندر قطار کوئی پندرہ جرمن بیٹھے تھے —

الکسئی برف میں اور بھی دھنس گیا — موٹریں اتنے قریب آ گئیں کہ جلے ہوئے پٹرول کا دھواں اس کے چہرے تک تیرتا چلا آیا — اس نے محسوس کیا کہ اس کی گدی کے روئیں کھڑے ہو گئے ہیں اور اس کے پٹھے سکڑ کر گیندوں کی طرح جکڑنے لگے — لیکن موٹریں آگے بڑھتی چلی گئیں — پٹرول کے دھوئیں کی جلی ہوئی

بو دور ہوتی گئی اور جلد ہی انجنوں کی آواز دور، بہت دور سے سنائی دینے لگی —

جب ہر طرف خاموشی چھا گئی تو الکسئی سڑک پر نکل آیا — سڑک پر گزری ہوئی موٹروں کے نشان صاف نمایاں تھے — وہ ان ہی نشانوں پر چلتا ہوا پورب کی طرف بڑھتا رہا — وہ اسی حساب سے منزل بہ منزل بڑھتا رہا اور آدھے دن کا راستہ طے کرنے کے بعد اس نے اسی طرح آرام کیا اور کھانا کھایا — لیکن اب وہ ایک جنگلی جانور کی طرح بڑھ رہا تھا اور انتہائی احتیاط سے کام لے رہا تھا — ہلکی سے ہلکی سرسراہٹ پر اس کے کان کھڑے ہو جاتے، اس کی نگاہیں کوئی طرف سے دوسری طرف تیرتی چلی جاتیں جیسے اسے معلوم ہو کہ ایک بہت بڑا خطرناک درندہ آس پاس منڈلا رہا ہے —

ہواباز ہونے کی وجہ سے وہ ہوا کی بلندیوں میں لڑنے کا عادی تھا اور اس نے پہلی بار دشمن کو زمین پر دیکھا تھا — اور اب وہ ان کے ابھارے ہوئے نقش قدم پر چل رہا تھا — وہ انتقاماً ہنسا — ان پر کڑا وقت گزر رہا ہے — انہوں نے جس سر زمین پر قبضہ جما رکھا تھا، وہاں انہیں کوئی آرام نہ ملا، ان کی کوئی آؤبھگت نہ ہوئی! اس جنگل بیاباں میں بھی، جہاں تین دن میں اس کی نظر ایک انسان پر بھی نہیں پڑی تھی، ان کا افسر اتنے زبردست پہرے اور نگہبانی کے ساتھ سفر کرنے پر مجبور تھا!

''کوئی پروا نہیں — سب ٹھیک ٹھاک ہو جائیگا!،، الکسئی نے اپنی ڈھارس بندھانے کے لئے کہا اور یہ بھولنے کی کوشش کی کہ اس کے پیروں کا درد مستقل بڑھتا جا رہا ہے اور اس کی طاقت زائل ہو رہی ہے — اب اس کے پیٹ نے فر کے پودوں کی چھال سے دھوکا کھانے سے انکار کر دیا تھا جن کو وہ مستقل چباتا اور نگلتا

رهتا تھا ــ نہ اب اس پر برچ کی کسیلی کلیوں کا جادو چلتا تھا اور نہ لائم کے درخت کی نرم اور چپچپی چھال کا جو اس کے منہ میں پہنچ کر چیونگ گم کی طرح پھیلنے لگتی تھی ــ

شام کا دھندلکا پھیلنے تک اس نے صرف پانچ منزلیں طے کی تھیں ــ رات کے وقت اس نے زمین پر پڑے ہوئے برچ کے ایک بڑے تقریباً گلے سڑے تنے پر چیڑ کی ٹہنیاں اور سوکھی ہوئی لکڑیاں جمع کر کے ایک بڑا سا الاؤ جلایا ــ درخت کا تنا مدھم مدھم روشنی کے ساتھہ جلتا اور دھواں پھینکتا رہا اور وہ مزے میں اس کی خوشگوار گرمی میں ٹانگیں پھیلائے برف پر سویا رہا ــ اسے نیند میں بھی یہ زندگی بخش گرمی کبھی ایک کروٹ، کبھی دوسری کروٹ محسوس ہوتی رہی ــ وہ خود بخود نیند سے چونک کر اٹھتا، آگ میں تازہ لکڑیاں ڈالتا اور کندے کے کنارے کو کرید کر آہستہ آہستہ شعلوں کو بھڑکاتا ــ

آدھی رات کو برف کا طوفان آیا ــ اوپر چیڑ کے درخت لرزتے اور جھکتے، سرسراتے، چیختے اور وحشت کے ساتھہ کراہتے رہے ــ چبھتی ہوئی برف کے بادل زمین پر امنڈتے رہے ــ سرسراتی ہوئی تاریکی بھڑکتی اور چمکتی ہوئی آگ کے چاروں طرف ناچتی رہی ــ لیکن اس طوفان نے الکسئی کو نہ چھیڑا ــ وہ گہری نیند میں کھویا ہوا تھا اور آگ کی گرمی اس کی نگہبانی کر رہی تھی ــ

آگ نے اس کو جنگل کے درندوں سے بچایا ـــ رہے جرمن سو ایسی رات میں ان کے بارے میں پریشان ہونے کی ضرورت نہ تھی ــ وہ برف کے طوفان میں جنگل کی گہرائیوں میں قدم رکھنے کی ہمت نہیں کر سکتے تھے ــ ان سب باتوں کے باوجود، اس وقت جب کہ اس کا جسم تھکن سے چور چور دھواں بھری گرمی میں آرام کر رہا تھا، اس کے کان جو جنگل کی اجنبی خاموشی کے عادی ہو چکے

تھے، ہر آواز پر کھڑے ہو جاتے تھے — جو پھٹنے والی تھی — جب برف کے طوفان کا زور تھما اور خاموش دھرتی پر گہری دودھیا دھند چھا گئی تو الکسئی کو لگا کہ چیڑ کے جھومتے ہوئے پیڑوں اور گرتی ہوئی برف کی سرسراہٹ کے اوپر اوپر دور سے لڑائی کی آواز تیرتی ہوئی آ رہی ہے —— دھماکے، مشین گنوں کی تڑ تڑ اور رائفلوں کی دھائیں دھائیں —

''کیا محاذ اتنا قریب ہو سکتا ہے؟ اتنی جلدی؟،،

۷

لیکن جب صبح کے وقت ہوا کہرے کو بہا لے گئی اور جنگل جو رات کے وقت چاندی کے رنگ میں ڈوب گیا تھا، دھوپ اور پالے میں چمکنے لگا جیسے وہ اس اچانک تبدیلی پر کھل اٹھا ہو — جب پرندے آمد بہار کی خوشی میں چہچہانے، چھکنے اور گانے لگے تو اس وقت الکسئی اپنے کانوں پر زیادہ سے زیادہ زور دینے کے باوجود لڑائی کی کوئی آواز نہ سن سکا —— نہ رائفلوں کی دھائیں دھائیں، نہ توپوں کی گھن گرج —

برف کے گالے، دھوپ میں بلور کی طرح چمکتے ہوئے، سفید دھواں دھواں چشمے کی طرح درختوں سے گر رہے تھے — کہیں پگھلتی ہوئی برف کے قطرے زمین پر ٹپکتے اور ان سے ٹپ ٹپ کی آواز پیدا ہوتی — بہار! پہلی بار بہار نے اپنی آمد کا اعلان دھوم دھام اور اتنے بھرپور عزم کے ساتھ کیا تھا —

الکسئی نے صبح کے وقت ٹین میں بچا کھچا گوشت کھانے کا فیصلہ کیا... گوشت کیا گوشت کے چند ریشے رہ گئے تھے جو لزیز چربی میں لتھڑے ہوئے تھے — اس نے محسوس کیا کہ اگر

اس نے ایسا نہیں کیا تو اس کے اندر اٹھنے کی سکت بھی پیدا نہ ہو سکیگی — اس نے انگلیوں سے خوب اچھی طرح ٹین کو صاف کیا، دانتوں کی طرح نکلے ہوئے تیز کناروں سے اس کی انگلیاں کٹ کٹ گئیں لیکن اس کو محسوس ہوا کہ اب بھی ٹین کے اندر چربی کے چند ٹکڑے چپکے ہوئے ہیں — اس نے ٹین کو برف سے بھر دیا، بجھتی ہوئی آگ پر سے سرمئی راکھ ہٹائی اور ٹین کو دھکتے ہوئے انگاروں پر رکھہ دیا — اس کے بعد وہ گرم پانی کو چسکیاں لے لے کر بڑے ذوق وشوق سے پی گیا جس میں سے گوشت کی ھلکی ھلکی بو آ رہی تھی — پانی پی چکنے کے بعد اس نے ٹین کو جیب میں ڈال لیا — اس کا ارادہ تھا اس میں کبھی کبھی چائے گرم کریگا اور گرم چائے پئیگا— گرم چائے! یہ ایک خوش گوار انکشاف تھا اور جب وہ دوبارہ اپنی راہ پر روانہ ھوا تو اس خیال سے اس کے دل میں خوشی کی ایک کرن پھوٹ گئی —

لیکن یہاں اسے ایک بڑی مایوسی سے دوچار ھونا تھا — برف کے طوفان نے راستہ بالکل مٹا دیا تھا اور برف کے ڈھلواں اور مخروطی ڈھیروں نے جابجا راستے کو روک دیا تھا — ایک سرے سے دوسرے سرے تک پھیلی ھوئی نیلگوں چمک اس کی آنکھوں میں نشتر کی طرح چبھنے لگی — اس کے پیر پھولے برف کے ڈھیروں میں دھنسنے لگے جو اب تک سخت نہیں ھوئے تھے — وہ ان ڈھیروں میں سے اپنے پیر بڑی مشکل سے کھینچ سکتا تھا — اس کی چھڑیاں بھی بہت کم اس کی مدد کر سکتی تھیں کیونکہ ھر بار وہ بھی برف میں دھنس جاتی تھیں —

دو پہر تک، جب درخت کے نیچے سائے سیاہ ھو گئے اور سورج درختوں کے اوپر سے جھانکنے لگا، الکسئی نے صرف پندرہ سو قدم کا فاصلہ طے کیا تھا — وہ تھک کر اتنا چور ھو گیا تھا کہ ھر تازہ قدم

اٹھانے کے لئے اس کو بے پناہ قوت ارادی کی ضرورت ہوتی تھی — اس کا سر چکرانے لگا — اس کے پیروں کے نیچے سے زمین کھسکنے لگی — ہر تھوڑی تھوڑی دیر پر وہ گر جاتا، برف کے ڈھیر پر بےحس و حرکت ایک لمحے کو پڑا رہتا اور چرمراتی ہوئی برف پر اپنی پیشانی کو دباتا، پھر اٹھتا اور چند قدم آگے چلتا — اس کو سونے، لیٹ جانے اور ہر چیز کو بھلا دینے اور بےحس و حرکت ہو کر پڑ رہنے کی نا قابل تسخیر خواهش نے آن دبوچا — اب چاہے جو بھی ہو! وہ رک گیا — بالکل سن کھڑا ہوا جھومتا رہا — اس نے پھر اپنے ہونٹ کاٹتے ہوئے اپنی ساری طاقت اکٹھی کی اور مشکل سے اپنے پیروں کو گھسیٹتے ہوئے چند قدم اٹھائے —

آخر اسے محسوس ہوا کہ اب وہ ایک قدم بھی نہیں اٹھا سکتا — کوئی طاقت بھی اسے اپنی جگہ سے نہیں ہلا سکتی، اگر اس وقت وہ بیٹھ گیا تو پھر کبھی نہ اٹھ سکیگا — اس نے اپنے چاروں طرف حسرت بھری نظریں دوڑائیں — سڑک کے کنارے گھنگھریالے سر والا ایک نیا چیڑ کھڑا تھا — اپنی طاقت کا آخری قطرہ استعمال کرتے ہوئے الکسئی اس کی طرف بڑھا اور خود کو اس پر گرا دیا — اس کی ٹھوڑی دوشاخے پر رکھی ہوئی تھی — اس چیز نے اس کے ٹوٹے ہوئے پیروں کا بوجھ کچھ ہلکا کر دیا اور اس کو کچھ آرام محسوس ہوا — وہ پر پیچ شاخوں کے سہارے لیٹ گیا اور آرام کا لطف اٹھانے لگا — اور زیادہ آرام کرنے کے ارادے سے اس نے اپنا ایک پیر گھسیٹا اور اس کے بعد دوسرا — اب تک اس کی ٹھوڑی شاخ کے دوشاخے پر رکھی ہوئی تھی — اور اس کے پیر جن پر سے جسم کا بوجھ بالکل ہٹ گیا تھا اب آسانی کے ساتھ برف کے ڈھیر میں سے نکل آئے — اسے ایک شاندار تدبیر سوجھی —

”ارے واقعی! اس چھوٹے سے پودے کو کاٹنا آسان ہوگا —

اس کی شاخیں کاٹ کر الگ کر دی جائیں اور یہ دوشاخا باقی رہ جائے، ڈنڈے کو آگے پھینکا جائے اور ٹھوڑی اس دوشاخے پر اس طرح رکھی جائے کہ جسم کا سارا بوجھہ اس پر پڑے اور تب میں اپنے پیر آگے بڑھاؤں، جس طرح میں اس وقت کر رہا ہوں — اس طرح رفتار بہت سست ہو جائیگی — ہاں سست تو ہو جائیگی لیکن میں اتنا زیادہ نہیں تھکونگا اور اس وقت تک برابر آگے بڑھتا رہونگا جب تک کہ برف کے ڈھیر سخت نہ پڑ جائیں —،،

وہ گھٹنوں کے بل گر گیا اور اپنے خنجر سے چھوٹے سے درخت کو کاٹ گرایا، شاخوں کو چھانٹ کر الگ کیا — اس نے اپنا رومال نکالا، پٹیاں لیں اور انہیں چھڑی کے اوپر لپیٹ کر فوراً اپنے راستے پر چل پڑا — اس نے چھڑی کو آگے بڑھایا، اپنے ہاتھوں اور ٹھوڑی کو اس کے دوشاخے پر ٹکایا، ایک پیر آگے رکھا اور پھر دوسرا اور پھر چھڑی کو آگے بڑھایا اور دو قدم آگے بڑھائے — اور اسی طرح وہ چلتا رہا اور اپنے قدم گنتا اور اپنی رفتار اور منزلیں مقرر کرتا رہا —

اس میں شک نہیں کہ اگر کوئی اس آدمی کو صبح سے شام تک اتنی عجیب طرح برف کے ڈھیروں پر کچھوے کی رفتار سے یوں چلتے اور صرف پانچ کلومیٹر کا فاصلہ طے کرتے ہوئے دیکھتا تو اسے یہ سب کچھہ عجیب سا لگتا — لیکن سروکاؤں کے سوا ان تمام باتوں کو دیکھنے والا اور کوئی نہ تھا — اور جب ان کو یقین ہو گیا کہ تین ٹانگوں‌والا یہ عجیب و غریب بھونڈا جانور بالکل بے ضرر ہے تو وہ اس کے قریب آنے سے اڑ کر نہ بھاگتیں، بلکہ ذرا سا پھدک کر بڑی بےدلی کے ساتھہ اس کے راستے سے ہٹ جاتیں اور سر گھما کر اپنی کالی کالی موتیوں جیسی تجسس بھری آنکھوں سے بڑے تمسخر کے ساتھہ اسے گھورتیں —

اس طرح وہ دو دن تک برف پوش راستے پر لنگڑاتا ہوا چلتا رہا۔ وہ اپنی چھڑی کو آگے پھینکتا، اس کے سہارے آرام کرتا اور پھر پیر گھسیٹتا۔ اس وقت تک اس کے پیر سن ہو گئے تھے اور ان میں کوئی حس باقی نہیں رہی تھی لیکن اس کا جسم ہر قدم پر مارے درد کے کانپ جاتا تھا۔ اب بھوک کی ٹیس باقی نہیں رہی تھی اب اس کے پیٹ میں چبھن اور کاٹتی ہوئی ٹیس ایک مستقل اور بوجھل درد میں بدل گئی تھی جیسے اس کا خالی پیٹ سخت ہو کر پلٹ گیا ہو اور اندر سے اس کے معدے اور آنتوں کو دبا رہا ہو۔

الکسئی کا کھانا نو نہال چیڑ کے درختوں کی چھالیں تھیں جو وہ آرام کے لمحوں میں اپنے خنجر سے اتارتا تھا اور ساتھ ھی برچ اور لائیم کی کلیاں اور نرم اور ہری کائی بھی جن کو وہ برف کی تہہ کھود کر نکالتا تھا اور اپنے رات کے آرام کے دوران میں پانی میں ڈال کر ابالتا تھا۔ پگھلی ہوئی برف کے نیچے سے جھانکتی ہوئی گوندنیوں کا ''جوشاندہ،، ابال کر پیتا تو اس کا جی باغ باغ ہو جاتا تھا۔ یہ گرم ''جوشاندہ،، اس کے پورے جسم میں ایک روشنی کی لہر سی دوڑا دیتا اور اس میں آرام و آسودگی کا ایک دلفریب احساس پیدا کر دیتا۔ دھوئیں اور پتوں کی بو میں بسا ہوا ''جوشاندہ،، پیتے ہوئے اسے بڑے سکون کا احساس ہوتا اور اس کا سفر اتنا بےمنزل اور ہولناک نہ معلوم ہوتا۔

یہ اس کی چھٹی رات کا پڑاؤ تھا اور وہ پھر فر کے ایک چھتنار پیڑ کے شامیانے تلے لیٹا ہوا تھا۔ اس نے رال ٹپکاتے ہوئے ایک تنے کے چاروں طرف آگ روشن کر رکھی تھی جو اس کے خیال میں رات بھر بھڑکتے رہنے اور گرمی پیدا کرنے کے لئے کافی تھی۔

ابھی رات کا اندھیرا نہیں چھایا تھا— اوپر فر کے پیڑ پر ایک گلہری نظر سے اوجھل اپنی دھن میں محو تھی— وہ فر کے پھل کو کھٹک کھٹک کر اس کے ٹوٹے ہوئے چھلکوں کو زمین پر گرا رہی تھی— الکسئی کا دماغ اب مستقل کھانے کے خیال میں کھویا ہوا تھا— اور وہ سوچ رہا تھا کہ آخر گلہری کو ان پھلوں میں کیا ملتا ہوگا— اس نے ایک پھل اٹھایا اور اس کا چھلکا اتار کر دیکھا تو اندر باجرے جتنا بڑا ایک بیج نظر آیا— دیکھنے میں وہ صنوبر کی چھوٹی چھوٹی پھلیوں جیسا معلوم ہوتا تھا— اس نے بیج کو منہ میں رکھا اور دانتوں سے دبا کر توڑ دیا اور اسے صنوبر کے مزےدار تیل کا ذائقہ محسوس ہوا—

پھر اس نے چند پھل جمع کئے جو اس کے آس پاس بکھرے ہوئے تھے، ان کو آگ کے پاس ڈالا اور جب گرمی سے پھل پھوٹنے لگے تو اس نے ان کو اپنی مٹھیوں میں لے کر ملا اور ہتھیلیوں کے درمیان دبا کر ان کے اندر سے بیج نکال لئے اور پھونک پھونک کر ان کی پردار بھوسی اڑائی اور چھوٹے چھوٹے دانے پھانک لئے—

جنگل میں مدھم مدھم آواز گونج رہی تھی— گوند بھرے درخت کا ٹھنٹھ بھڑک رہا تھا اور اس سے ہلکا ہلکا خوشبودار دھواں نکل رہا تھا اور الکسئی کو لوبان کی یاد دلا رہا تھا— چھوٹے چھوٹے شعلے جھلملا رہے تھے، کبھی تو وہ تیز چمک کے ساتھ جلتے اور کبھی بجھنے لگتے اور اس طرح سنہرے چیڑ اور نقرئی برچ کے تنے کبھی تو روشنی کے ایک دائرے میں بہت نمایاں ہو جاتے اور کبھی گنگناتے ہوئے اندھیرے میں غرق ہو جاتے—

الکسئی نے کچھ اور جھاڑیاں آگ پر ڈال دیں اور کچھ اور پھل بھونے— صنوبر کے تیل کی خوشبو نے اس کے ذہن میں بچپن کی ایک بھولی بسری یاد تازہ کر دی... ایک چھوٹا سا کمرہ جو مانوس

چیزوں سے بھرا پڑا تھا — چھت سے لٹکتے ہوئے لیمپ کے نیچے ایک میز — اس کی ماں، تہوار کے زرق برق لباس میں ملبوس، ابھی شام کی عبادت سے لوٹی ہے، وہ بڑے تزک و احتشام سے صندوق سے کاغذ کا ایک تھیلا نکالتی ہے اور اس میں سے صنوبر کی پھلیاں نکال کر قاب میں رکھتی ہے — پورا خاندان —— ماں، دادی اماں، اس کے دو بھائی اور وہ خود جو سب میں چھوٹا ہے —— سب میز کے چاروں طرف بیٹھ کر صنوبر کی پھلیوں کے چھلکے اتارنا شروع کرتے ہیں — اور تہوار کے جشن کی ابتدا ہوتی ہے — کوئی بھی منہ سے ایک لفظ نہ نکالتا، دادی اماں بالوں کے کانٹے کی مدد سے چھلکے کے اندر سے بیج نکالتیں، ماں بھی سوئی سے بیج نکالتی جاتی — وہ بڑی صفائی اور خوبی سے پھلیوں کو توڑتی اور بیج میز پر جمع کرتی جاتی اور جب اس کے پاس پورا ایک ڈھیر سا لگ جاتا تو وہ کسی ایک بچے کے کھلے منہ میں پورا ڈھیر ڈال دیتی — خوش نصیب بچہ اپنے ہونٹوں پر اس کے ہاتھ کا لمس محسوس کرتا — یہ ہاتھ کھردرا تھا اور محنت و مشقت سے سخت ہو گیا تھا — لیکن تہوار کی وجہ سے اس دن اس کے ہاتھ سے معطر صابن کی خوشبو آتی —

کامی‌شین... بچپن! شہر کے مضافات میں وہ گھر خاصا آرام‌ده تھا!.. لیکن یہاں، جنگل کے شور میں چہرہ تو آگ کی گرمی سے تپنے لگتا ہے لیکن دوسری طرف پیٹھ میں چبھتی ہوئی ٹھنڈک کچوکے لگاتی ہے — تاریکی میں ایک الو کی چیخ گونج جاتی ہے اور لومڑی کی غراہٹ ابھرتی ہے — الاؤ کے پاس ایک تھکا ہارا، بھوکا، بیمار انسان بیٹھا تھا اور سمٹا سمٹایا بھڑکتے ہوئے انگاروں کو گھور رہا تھا — اس وسیع اور گھنے جنگل میں بالکل اکیلا — اور اس کے سامنے ایک بالکل انجانی سڑک سوئی ہوئی تھی جو انجانے خطروں اور آزمائشوں سے بھری پڑی تھی —

''کوئی پروا نہیں، سب کچھ ٹھیک‌ٹھاک ہو جائیگا!،، اس آدمی کے منہ سے بےاختیار نکلا اور آگ کی آخری سرخ جھلملاہٹ میں اس کے پھٹے ہوئے ہونٹوں پر ایک مسکراہٹ ابھرتی ہوئی نظر آئی جو نہ جانے کن دوردراز بھٹکے ہوئے خیالات کی غماز تھی —

۹

ساتویں دن الکسئی کو معلوم ہو گیا کہ برفانی طوفان والی رات کو دور سے سنائی دینے والی جنگ کی آواز کہاں سے آ رہی تھی —

وہ تھک کر بالکل چور ہو چکا تھا — وہ ہر ہر قدم پر سستانے کے لئے رکتا، لیکن پھربھی خود کو جنگل کی سڑک پر گھسیٹتا رہا جس پر برف پگھل رہی تھی — اب بہار صرف دور سے مسکرا کر اپنی چھب نہیں دکھا رہی تھی — اب وہ اس سنسان جنگل میں اپنی گرم گرم ہوا اور اپنے چمکتے ہوئے سورج کی کرنوں کے ساتھہ امنڈ آئی تھی — کرنیں شاخوں سے چھن رہی تھیں اور ٹیلوں اور ڈھیروں سے برف کو بہائے لئے جا رہی تھیں — بہار ان شاموں کے ساتھہ آ گئی تھی جب کوؤں کی اداس کائیں کائیں ہوا میں گونجنے لگتی ہے، بہار اپنے ساتھہ شاندار اور سست گراچ چڑیوں کو لے آئی تھی جو اب سڑکوں پر اٹھے ہوئے سرمئی رنگ کے کوھانوں پر پھدکتی پھرتی تھیں — بہار آ گئی تھی اپنی نم برف کے ساتھہ جو شہد کی مکھیوں کے چھتے کی طرح مساموں سے بھری ہوئی تھی، گڈھوں میں پگھلتی ہوئی برف سے چمکتے ہوئے جوھڑوں کے ساتھہ اور پھر اس مست بنا دینے والی زوردار خوشبو کے ساتھہ جو ہر ذی روح کو مارے نشاط اور سرمستی کے مدھوش کر دیتی ہے —

الکسئی بچپن سے اس موسم پر جان دیتا تھا۔ آج، بھی جب کہ وہ پانی سے پھولے ہوئے اور مٹی میں لتھڑے ہوئے سمور کے جوتوں میں چھپے ہوئے دکھتے پیروں کو جوھڑوں میں گھسیٹ رہا تھا جبکہ وہ بھوکا پیاسا تھا اور درد اور تھکن سے نڈھال تھا، جبکہ وہ کیچڑ بھری برف اور آغاز بہار کی کیچڑ میں لت پت، جوھڑوں کو کوستا ہوا زبردستی پیروں کو گھسیٹ رہا تھا ـــ ہاں آج بھی وہ بڑے چاؤ سے نمی اور خمار آگیں خوشبو اپنے ہرہر سانس کے ساتھ پی رہا تھا۔ اب وہ جوھڑوں کے درمیان اپنا راستہ ڈھونڈنے میں ناکام تھا۔ وہ ٹھوکر کھاتا، گرتا، اٹھتا، اپنا پورا بوجھ چھڑی پر ڈالتا اور زیادہ سے زیادہ دور اپنی چھڑی کو پھینکتا۔ وہ آہستہ آہستہ اپنے راستے پر مشرق کی طرف بڑھتا رہا۔

یکایک ایک نقطے پر پہنچ کر جہاں جنگلی سڑک اچانک بائیں ہاتھ کو مڑ گئی تھی، وہ رک گیا اور اس کے پیر زمین میں جکڑ کر رہ گئے۔ اس جگہ پر جہاں سڑک بہت زیادہ تنگ ہو گئی تھی اور دونوں طرف چیڑ کے نوخیز درختوں کے جھنڈ ایک دوسرے کی طرف جھکتے اور بڑھتے ہوئے معلوم ہوتے تھے، اس کو جرمن موٹریں نظر آئیں جو چند دن قبل اس کے پاس سے گزری تھیں۔ ان کا راستہ چیڑ کے دو تناور درختوں سے رکا ہوا تھا۔ ان درختوں کے بالکل پاس بکتربند موٹر کھڑی تھی۔ اس کا ریڈی‌ایٹر تنے سے اٹکا ہوا تھا، اب اس کا رنگ دھبہ دار سفیدی مائل نہیں رہا تھا۔ اب وہ زنگ جیسا لال ہو گیا تھا۔ موٹر اپنے پہیوں کے فریم پر کھڑی تھی کیونکہ اس کے پہیوں کے ٹائر جل گئے تھے۔ اب اس کا مشین گن والا مینار ایک درخت کے نیچے سانپ کی دیونما چھتری کی طرح پڑا تھا۔ بکتر بند موٹر کے پاس تین لاشیں پڑی ہوئی تھیں۔ کالی، چکٹ وردیوں اور کپڑے کے خود میں ملبوس۔ یہ تھے اس کے چلانے والے۔

دو کھلی گاڑیاں، جن کا رنگ بھی مٹیالا لال تھا اور جو جل کر برباد ہو چکی تھیں، بکتر بند گاڑی کے بالکل پیچھے پگھلتی ہوئی برف میں کھڑی تھیں —— برف دھوئیں، راکھ اور جلی ہوئی لکڑی سے سیاہ پڑ گئی تھی — سڑک کے کنارے، جھاڑیوں کے اندر، اور گڈھوں میں، چاروں طرف جرمن سپاہیوں کی لاشیں بکھری ہوئی تھیں — یہ صاف ظاہر تھا کہ وہ دہشت کھا کر بھاگے اور ان کی سمجھ میں نہ آیا کہ یہ ہو کیا رہا ہے — ہر درخت، ہر جھاڑی کے پیچھے موت چھپی ہوئی ان کا انتظار کر رہی تھی — برفانی طوفان نے موت کو اپنی چادر میں چھپا لیا تھا —

افسر کا جسم جو پتلون سے محروم تھا، ایک درخت سے بندھا ہوا تھا — اس کی سبز وردی کے سیاہ کالر میں کاغذ کا ایک ٹکڑا چپکا ہوا تھا، لکھا تھا: ''چلو تمہاری مراد بر آئی!،، اور اس عبارت کے نیچے دوسری لکھائی میں پنسل سے لکھا تھا: ''رذیل کتے،، —

الکسئی نے جنگ کے اس منظر کا جائزہ لیا اور کھانے کی کسی چیز کے لئے نظر دوڑائی — اسے ایک باسی اور پھپھوند بھرے رسک کے سوا اور کچھ نہ ملا — رسک برف میں دھنسا پڑا تھا اور چڑیوں نے چونچ مار مار کر اسے جگہ جگہ سے نوچ دیا تھا — وہ فوراً اسے اٹھا کر منہ کے قریب لایا اور بڑے چاؤ سے رئی کی روٹی کی کھٹی مہک کو اپنی سانس میں بسا کر پینے لگا — اس کا جی چاہا کہ رسک کو اپنے منہ میں رکھ لے اور خوشبو دار، پھولے پھولے رسک کو چوسے، چبائے اور چباتا چلا جائے لیکن اس نے اپنی اس خواہش کو دبا دیا اور رسک کے تین ٹکڑے کر دئے — دو ٹکڑے تو اس نے اپنی ران والی جیب کے اندر چھپا دئے اور تیسرا ٹکڑا لے کر اس کے چھوٹے چھوٹے ریزے بنانے لگا — وہ ایک ایک ریزہ منہ میں لیتا اور

چوستا جیسے وہ کوئی مٹھائی ہو وہ اس کا لطف زیادہ سے زیادہ دیر تک اٹھانا چاہتا ہو—

ایک بار پھر اس نے جنگ کے منظر کا جائزہ لیا اور اب کے ایک خیال اس کے ذہن میں کوند گیا ''یہاں قریب ہی کہیں چھاپہ مار ساتھی ضرور ہونگے! جھاڑیوں اور درختوں کے ارد گرد کیچڑ بھری برف کو ان کے ہی قدموں نے روندا ہوگا!،، شاید انہوں نے پہلے ہی اس کو ان لاشوں کے درمیان منڈلاتے ہوئے دیکھ لیا ہوگا اور اب شاید فر کے کسی درخت کے اوپر سے، جھاڑیوں کے پیچھے سے کوئی چھاپہ مار اسکاؤٹ اس کو گھور رہا ہوگا؟ اس نے اپنی ہتھیلیوں کو منہ پر رکھ کر بھونپو سا بنایا اور اپنی پوری طاقت سے چلایا:

''اوہو! چھاپہ مارو! چھاپہ مارو!،،

وہ حیران رہ گیا اس کی آواز کتنی مدھم اور کمزور تھی — یہاں تک کہ صدائے بازگشت بھی جو جنگل کی پہنائیوں سے ٹکرا کر گونجتی ہوئی آئی اور درخت کے تنوں سے ٹکرا کر دوبارہ گونجی، اس کی آواز سے زیادہ زوردار تھی —

''چھاپہ مارو! چھا... چھاپہ مارو! اوہو!،، تیل سے سیاہ اور داغدار برف میں دشمن کی خاموش لاشوں کے درمیان بیٹھا ہوا الکسئی باربار پکارتا رہا —

اس نے جواب سننے کے لئے کان پر زور دیا — اس کی آواز بھاری اور بیٹھی بیٹھی سی تھی — اس نے محسوس کر لیا کہ چھاپہ‌مار اپنا کام انجام دے کر اور مال غنیمت سمیٹ کر کب کے جا چکے تھے — واقعی، اس سنسان ویرانے میں ان کے ٹھہرنے کا مطلب بھی کیا تھا؟ لیکن وہ پکارتا رہا، اسے آس تھی کہ شاید کوئی معجزہ ہو جائے، شاید یکایک وہ داڑھی والے لوگ جن کے بارے میں اس نے بہت کچھ سن

رکھا تھا، جھاڑیوں سے نمودار ہوں اور اس کو اٹھا کر ایک ایسی جگہ لے جائیں جہاں وہ ایک دن آرام کر سکے، کچھ نہیں تو ایک گھنٹے کو ہی سہی، کسی چیز کی فکر کئے بغیر اور کہیں جانے کی جدوجہد کئے بغیر آرام تو کر سکے —

صرف جنگل نے اپنی لرزتی ہوئی صدائے بازگشت اور گونج سے اس کی آوازوں کا جواب دیا — لیکن اچانک اس نے چیڑ کے گہرے اور پر آہنگ ترنم میں تیرتی ابھرتی اور ڈوبتی ہوئی ایک اور آواز سنی —— یا کم از کم جس طرح ہمہ‌تن گوش ہو کر وہ سن رہا تھا، اس سے اسے محسوس ہوا کہ اس کے کانوں میں بوجھل اور تیز دھمک کی آواز آئی جو کبھی بہت صاف ہو جاتی اور کبھی بہت مدھم اور مبہم — وہ چونک گیا، جیسے اس ویرانے میں اس کے کانوں تک دور سے کسی دوستانہ پکار کی آواز پہنچ رہی تھی — اس کو اپنے کانوں پر یقین نہ آیا — اور وہ گردن تان کر دیر تک بڑے غور سے آواز سننے کی کوشش کرتا رہا —

نہیں! اسے غلط فہمی نہیں ہوئی تھی! پورب سے نم ہوا آئی اور اپنے ساتھ دور سے توپوں کی دھمک لائی — یہ آواز ان آوازوں کی طرح اکا دکا اور کبھی کبھار ابھرنے والی نہ تھی جو اس نے پچھلے چند مہینوں میں سنی تھیں جب فوجوں کے سپاہی خندقیں کھود لینے اور اچھی طرح اپنا مورچہ جما لینے کے بعد محض دشمن کو ڈرانے اور گھبرانے کے لئے گولیاں چلاتے رہتے تھے — اب کے یہ گولیاں تیزی اور شدت کے ساتھ چل رہی تھیں — لگتا تھا جیسے کوئی ڈھیر کے ڈھیر پتھر گرا رہا ہے یا شاہ‌بلوط کے ٹھنٹھ پر دھواں دھار مکے برسا رہا ہے—

بے‌شک! یہ توپوں کی گھمسان لڑائی تھی — آواز سے ظاہر تھا کہ مورچہ وہاں سے کوئی دس کلومیٹر کی دوری پر تھا اور وہاں کوئی

زبردست اور سنگین واقعہ ہو رہا تھا، کوئی حملہ کر رہا تھا اور کوئی زندگی اور موت کی بازی لگا کر اس کا مقابلہ کر رہا تھا — الکسئی کے گالوں پر خوشی کے آنسو تیرنے لگے —

اس نے آنکھیں پورب کی طرف جما دیں — واقعی، جہاں وہ کھڑا تھا، سڑک اچانک الٹی سمت میں مڑ گئی تھی اور اس کے سامنے برف کا غالیچہ بچھا ہوا تھا — لیکن یہ بلاتی ہوئی آواز پورب کی طرف سے آرہی تھی — چھاپہ ماروں کے کالے نقش قدم اسی طرف غائب ہو گئے تھے — جنگل کے یہ بہادر سپوت یہیں کہیں جنگل میں رہتے تھے —

الکسئی بڑبڑایا ''کوئی بات نہیں ٹھیک ہے ساتھیو، سب ٹھیک ٹھاک ہو جائیگا ،، اس نے پورے زور سے اپنی چھڑی آگے کو بڑھائی، ٹھوڑی اس پر رکھی اور چھڑی پر اپنے جسم کا پورا بوجھ ڈالتے ہوئے برف پر ایک پیر آگے بڑھایا اور پھر دوسرا اور سڑک سے ہٹتے ہوئے جان جوکھوں میں ڈال کر مگر بڑے عزم و استقلال کے ساتھ آگے بڑھنے لگا —

۱۰

اس دن تو وہ برف پر ایک سو پچاس قدم بھی نہ چل سکا — شام کے جھٹپٹے نے اس کو رکنے پر مجبور کر دیا — پھر اس نے درخت کا ایک ٹھنٹھ چنا اور اس کے گرد سوکھی ہوئی جھاڑیوں کا ڈھیر جمع کیا، اپنا کارتوس والا سگریٹ لائٹر کھولا، اس کے چھوٹے سے لوہے کے پہیے کو گھمایا، اس کو دوبارہ جھٹکا دیا —— اس کو پسینہ آگیا — لائٹر خالی ہو چکا تھا — اس نے لائٹر کو بار بار ہلایا اور اس کے اندر پھونک ماری تاکہ اس کی بچی کھچی گیس جلدی سے کام دے جائے، مگر بےکار! رات آئی — ننھے ننھے کوندوں کی طرح پہیے سے جو چنگاریاں

نکلتیں وہ بجلیوں کی طرح چھن بھر کے لئے اس کے چہرے پر چھائے ہوئے اندھیرے کو دھو دیتیں — وہ پہیے کو چھیڑتا رہا یہاں تک کہ اس کا پتھر ختم ہو گیا اور وہ آگ نہ جلا سکا —

اس نے مجبوراً اندھیرے میں ٹٹولتے ہوئے چیڑ کے نوخیز درختوں کا ایک جھنڈ تلاش کیا اور سمٹ سمٹا کر، ٹھوڑی گھٹنوں پر رکھ کر گھٹنوں کو اپنے بازوؤں کے گھیرے میں لے لیا اور خاموش بیٹھ کر جنگل کی سرسراہٹ سننے لگا — اس رات اس کی ہمت جواب دے دیتی لیکن اس سوئے سوئے سے جنگل میں توپوں کی گھن گرج اور بھی زیادہ صاف سنائی دے رہی تھی — اس کو محسوس ہوا کہ وہ گولیوں کی تیز تیز تڑتڑاہٹ اور بموں کے لمبے لمبے دھماکوں کو الگ الگ پہچان سکتا ہے —

صبح کے وقت وہ ایک ناقابل بیان تشویش اور دکھ کے احساس کے ساتھ اٹھا — اس نے اپنے آپ سے فوراً پوچھا ''کیا تھا یہ؟ ایک برا سپنا؟'' اس کو یاد آیا — سگریٹ لائٹر! لیکن سورج کی مہربان کرنوں سے گرم ہو کر اپنے چاروں طرف ہر چیز کو — کیچڑ بھری برف، درختوں کے تنوں اور چیڑ کی ٹہنیوں — ہر چیز کو چمکتا دمکتا دیکھ کر — اپنی بدقسمتی کا احساس کچھ کم ہو گیا — لیکن ایک بات اور بھی بری ہوئی — اس نے اپنے سن ہاتھوں کو الگ کیا اور اٹھنے کی کوشش کی تو اسے معلوم ہوا کہ وہ بالکل اٹھ نہیں سکتا — اس نے اٹھنے کی کئی بار کوشش کی تو اس کی دو شاخوں والی چھڑی ٹوٹ گئی اور وہ زمین پر بورے کی طرح ڈھیر ہو گیا — وہ اپنے جسم کو آرام دینے کے لئے کروٹ لے کر چت لیٹ گیا اور چیڑ کی شاخوں میں سے جھانکتے ہوئے اتھاہ نیلے آسمان کو گھورنے لگا جس میں پھولے پھولے سے بادل اپنے گھنگھریالے سنہرے کناروں کے ساتھ تیزی سے تیر رہے تھے — اس کے جسم میں رفتہ رفتہ جان آ گئی — لیکن اس کے پیروں

کو کچھ ہو گیا تھا — وہ اس کا بوجھ ایک لمحے کو بھی برداشت نہیں کر سکتے تھے — چیڑ کے درخت کو پکڑتے ہوئے اس نے اٹھنے کی ایک بار اور کوشش کی — آخر کامیاب ہوگیا لیکن جیسے ہی اس نے درخت تک اپنی ٹانگوں کو بڑھانے کی کوشش کی، کمزوری اور پیروں میں ایک خوفناک اور نئی چبھتی ہوئی ٹیس سے نڈھال ہو کر گر گیا —

کیا یہ چل چلاؤ ہے؟ کیا میں یہیں، چیڑ کے پیڑوں کے سائے میں دم توڑ دونگا؟ یہاں تو جنگلی درندے میری لاش کو نوچ کر کھا جائینگے — صرف چچوڑی ہوئی ہڈیاں رہ جائینگی — اور شاید کوئی بھی میری لاش نہ پا سکیگا، کوئی بھی اسے دفن نہ کر سکیگا — کمزوری کے آہنی ہاتھ نے اسے زمین پر دے مارا — لیکن دور توپیں دھڑکتی رہیں — وہاں گھمسان کا رن پڑا تھا اور اسکے اپنے لوگ وہاں تھے — کیا وہ یہ آخری آٹھ دس کلومیٹر کا سفر طے کرنے کے لئے طاقت جمع نہیں کر سکیگا؟

توپوں کی گھن گرج نے اس کے اندر ایک نیا حوصلہ پیدا کیا، اسے باربار للکارا اور آخر وہ لبیک کہہ کر اٹھا — وہ اپنے ہاتھوں اور گھٹنوں کے بل جھک گیا اور جانور کی طرح آگے چلنے لگا، پہلے تو جبلی طور پر اور بعد میں شعوری اور ارادی طور پر — اس نے سمجھ لیا کہ جنگل میں اس طرح چلنا چھڑی کی مدد سے چلنے کے مقابلے میں زیادہ آسان ہے — پیروں پر سے بوجھ ہٹ گیا تھا اس لئے ان میں کم تکلیف ہو رہی تھی اور وہ اپنے ہاتھوں اور گھٹنوں کے بل زیادہ تیز چل سکتا تھا — اور پھر مارے خوشی کے اس کے گلے میں کوئی چیز اٹکنے لگی — اس نے زور سے کہا جیسے وہ کسی ایسے شخص کی ڈھارس بندھا رہا ہو جو جی چھوڑ چکا ہو اور جسے اس طرح آگے بڑھنے کا ذرا یقین نہ ہو:

''کوئی پروا نہیں میرے یار، اب سب کچھ ٹھیک ٹھاک ہوجائے گا!،،

ایک مقررہ منزل طے کرنے کے بعد الکسئی نے اپنے ہاتھوں کو بغلوں میں دبا کر گرم کیا، پھر رینگتا ہوا نوخیز فر کے ایک پیڑ کے پاس گیا اور اس میں سے دو مربع ٹکڑے چھال کے نکالے — چھال نکالنے میں اس کے ہاتھوں کے ناخن بھی ٹوٹ گئے — اس نے تنے سے کئی لمبے لمبے ریشے نکالے — اس نے سمور کے بوٹوں سے اپنے اونی اسکارف کے ٹکڑے نکالے اور ان کو ہاتھوں پر لپیٹ لیا — ہتھیلی کی الٹی طرف اس نے چھال کے ٹکڑے رکھے، ان کو ریشوں سے باندھا اور پھر پورے حصے کو پٹی سے لپیٹا — اس طرح دایاں ہاتھ تو بڑا گدیلا گدیلا ہوگیا مگر بایاں ہاتھ اتنا آرام نہیں پا سکا کیونکہ وہ دانت کی مدد سے باندھا گیا تھا — لیکن ان سب باتوں کے باوجود اب اس نے ہاتھوں میں ''جوتے،، پہن لئے تھے — اب پھر الکسئی اپنے سفر پر روانہ ہوا اور اب اسے چلنا زیادہ آسان معلوم ہوا — اگلی منزل پر اس نے اپنے گھٹنوں پر بھی چھال کے ٹکڑے باندھ لئے —

دوپہر تک جب خاصی گرمی پڑنے لگی تو وہ اپنے ہاتھوں کی مدد سے کافی راستہ طے کر چکا تھا — آواز زیادہ تیز ضرور سنائی دے رہی تھی شاید وہ اس جگہ کے قریب آ رہا تھا جہاں سے توپوں کی گھن گرج سنائی دے رہی تھی یا شاید اس کے کان بج رہے تھے — اس وقت اتنی گرمی ہو گئی تھی کہ الکسئی نے اپنے فلائنگ سوٹ کی زنجیر کھول دی —

جب وہ کائی سے ڈھکی ہوئی دلدل میں سے گزر رہا تھا، جہاں پگھلتی ہوئی برف میں سے کہیں کہیں گھاس کے چپے جھانک رہے تھے تو اسے قسمت سے ایک اور نعمت نصیب ہوئی — اس نے دیکھا کہ سرمئی سی نرم اور نم کائی پر ایک پودے کی کونپلیں پھوٹ رہی

هیں جس کی عجیب و غریب نکیلی اور چمکیلی پتیاں ابھری ہوئی ہیں اور ان کے درمیان گھاس کے چپوں کی سطح پر، عنابی رنگ کے قدرے روندے ہوئے مگر رسیلے کروندے پھل رہے ہیں — الکسئی نے سر گھاس کے چپے پر جھکایا اور ہونٹوں سے جلدی جلدی ایک کے بعد دوسرا کروندا گرم اور مخملیں کائی پر سے چننے لگا جس کی نمی سے دلدل کی بو آ رہی تھی —

پچھلے چند دن میں الکسئی کو پہلی بار کوئی سچ مچ کی چیز کھانے کو ملی تھی اور ان کروندوں کے خوشگوار کھٹ مٹھے مزے نے اس کے پیٹ میں ایک جھر جھری سی پیدا کر دی — لیکن اس کے دماغ میں اتنی سکت باقی نہیں رہی تھی کہ وہ ان کچوکوں کے گزر جانے کا انتظار کرتا — وہ ایک گھاس کے چپے سے دوسرے چپے پر ٹوٹتا اور ریچھ کی طرح زبان اور ہونٹوں سے کام لیتے ہوئے، کھٹی گوندنیاں چنتا رہا — اس طرح اس نے گھاس کے کئی چپے صاف کردئے — اور اس کو اب نہ تو اپنے پھولے ہوئے بوٹوں میں موسم بہار کے پانی کا احساس تھا، نہ پیروں میں جلتی ہوئی ٹیس کا اور نہ تھکن کا —— اسے اپنے منہ میں شیریں اور کھٹے مزے اور پیٹ میں خوشگوار بھاری پن کے سوا اور کسی چیز کا احساس نہ تھا —

اس نے قے کر دی لیکن پھر بھی وہ خود کو روک نہ سکا اور پھر گوندنیاں چننے لگا — اس نے اپنے ہاتھوں کے ''جوتے،، اتارے اور گوشت کا پرانا ٹین گوندنیوں سے بھر لیا — اس نے اپنا خود بھی بھر لیا اور اس کو فیتے سے کمر میں باندھ لیا اور بڑی مشکل سے پورے جسم پر چھاتی ہوئی سستی اور غنودگی پر قابو پاتے ہوئے آگے بڑھ گیا —

رات کو اس نے رینگ کر فر کے ایک بوڑھے درخت کے سائے

تلے پناہ لی، گوندنیاں کھائیں اور چھال اور فر کے پھل کی گٹھلیاں چبائیں اور لیٹ گیا — لیکن اس کی نیند ایک بےقرار پہرےدار کی نیند کی طرح تھی — کئی بار اس کو لگا کہ کوئی دبے پاؤں اندھیرے میں اس کی طرف رینگ رہا ہے — وہ آنکھیں پھاڑ کر دیکھتا اور کانوں پر اتنا زور دیتا کہ وہ بجنے لگتے، وہ اپنا پستول نکالتا اور چوکس ہو کر بے حس‌وحرکت بیٹھ جاتا — فر کا کوئی پھل گرتا اور وہ چونک جاتا — رات کی خشک برف کی چرمراہٹ اور برف کے اندر ہی اندر بہتے ہوئے چھوٹے چھوٹے چشموں کی قل قل سن کر اس کا دل دھک سے ہو جاتا —

وہ صرف پو پھٹتے سو سکا — وہ اٹھا تو اجالا پھیل چکا تھا اور اس درخت کے چاروں طرف جس کے نیچے وہ سویا تھا اس نے لومڑی کے پنجوں کے ہر پیچ نشان ابھرے ہوئے دیکھے — ان نشانوں کے درمیان اس کی گھسٹتی ہوئی دم کا لمبا نشان تیرتا چلا گیا تھا —

اچھا، اسی وجہ سے نیند میں گڑبڑ ہو رہی تھی! نشان سے صاف ظاہر تھا کہ لومڑی اس کے چاروں طرف منڈلائی تھی، بیٹھی تھی اور پھر منڈلائی تھی — ایک پریشان کن خیال الکسئی کے دماغ میں کوند گیا — شکاریوں کا کہنا ہے کہ یہ عیار جانور انسان کے قریب آتی ہوئی موت کو بھانپ لیتا ہے اور اس کا پیچھا کرنے لگتا ہے — کیا یہی پیش آگاہی اس ذلیل درندے کو اس کے پاس کھینچ لاتی ہے؟

”بکواس! کتنی فضول بات ہے! سب ٹھیک ٹھاک ہو کر رہے گا!“ اس نے اپنا دل خوش کرنے کو کہا اور ہاتھوں اور گھٹنوں پر جھکتے ہوئے اس ہولناک جگہ سے نکلنے کے لئے زیادہ سے زیادہ پھرتی کے ساتھ رینگنے لگا اور رینگتا رہا —

اس دن اس کی قسمت کا ستارہ ایک بار پھر چمکا — سدابہار

خوشبودار صنوبری جھاڑی میں، ہونٹوں سے سرمئی گوندنیاں چنتے ہوئے اسے جھڑ جھڑ کر گرے ہوئے پتوں کا ایک ڈھیر نظر آیا — اس نے ہاتھ سے اس ڈھیر کو چھوا — لیکن اس کی انگلیاں کسی ٹھوس چیز سے ٹکرائیں — اس نے پتوں کو ہٹانا شروع کیا اور یکایک کوئی چیز اس کی انگلیوں میں چبھ گئی — وہ فوراً تاڑ گیا کہ یہ ساہی ہے— یہ ایک بڑا سا بوڑھا ساہی تھا جو اس جھاڑی میں محض جاڑے کی نیند کا لطف اٹھانے کے لئے آ گیا تھا اور خود کو گرم کرنے کے لئے موسم‌خزاں کے ٹپکے ہوئے پتوں کے ڈھیر میں چھپ گیا تھا — الکسئی کو ایک دیوانگی بھری خوشی نے آ لیا — اپنے پورے سفر میں وہ کوئی جانور یا چڑیا مارنے کا خواب دیکھتا آیا تھا — کتنی بار اس نے اپنا پستول نکالا تھا اور سروکا، سوئیکا یا خرگوش پر نشانہ باندھا تھا اور ہر بار اس نے کتنی مشکل سے گولی چلانے کی خواہش کو دبایا تھا — کیونکہ اس کے پاس صرف تین گولیاں بچ رہی تھیں —— دو دشمن کے لئے اور ضرورت پڑی تو ایک اپنے لئے — اس نے بڑی مشکل سے پستول کو الگ کیا — وہ کسی قسم کا خطرہ مول نہیں لے سکتا تھا —

اور یہاں واقعی اسے گوشت کا ایک ٹکڑا ہاتھ آگیا — ایک لمحہ بھی اس نے نہ سوچا کہ عام عقیدے کے مطابق ساہی ایک ناپاک جانور ہے— جانور، سمٹا سمٹایا، سویا رہا — وہ کچھ عجیب سا بڑے سے لوبھئے کی طرح نظر آ رہا تھا جس پر کانٹے اگے ہوئے ہوں — الکسئی نے خنجر سے اس جانور کو ہلاک کیا، اس کی کھال ادھیڑی، بے ڈھنگے پن سے اس کی نسوں کو کاٹا اور اندر سے پیلی کھال اتاری، دھڑ کے ٹکڑے ٹکڑے کئے، اور ندیدوں کی طرح دانتوں سے بھورے رنگ کے، گرم اور نسیلے گوشت کو نوچنے لگا جو ہڈی پر بری طرح چپکا ہوا تھا — وہ جانور کی بوٹی بوٹی چٹ کر گیا — الکسئی نے تمام

چھوٹی چھوٹی ھڈیاں چبائیں اور ان کو نگل گیا اور تب جا کر اسے کتے کے گوشت جیسے گھناونے مزے کا احساس ھوا — لیکن پورے جسم میں تیرتی ھوئی آسودگی، گرمی اور غنودگی کے احساس کے سامنے اس بو کی کیا حقیقت تھی؟

اس نے پھر ھر ھڈی کو دیکھا بھالا، چوسا اور برف میں لیٹ کر گرمی اور آرام دہ سکون کا لطف اٹھانے لگا — وہ پڑ کر سو گیا ھوتا مگر اسے قریب کی جھاڑی سے ایک لومڑی کی غراھٹ سنائی دی — الکسئی کے کان کھڑے ھو گئے اور یکایک اسے پورب سے آتی ھوئی مستقل گھن گرج کے اوپر تیرتی ھوئی تڑ تڑ کی گرجدار آواز سنائی دی — اس نے پہچان لیا کہ یہ مشین گنوں کی آواز ھے —

اس نے ساری تھکن کو جھٹک ڈالا اور لومڑی اور آرام کی ضرورت کو بالکل بھلا دیا اور پھر جنگل کی گھنی پہنائیوں میں رینگنے لگا —

۱۱

وہ جس دلدل سے رینگتا ھوا گزرا تھا اس کے آگے ایک میدان تھا جس میں کائی سے سیاہ کھمبوں کا ایک احاطہ تھا — اس میں دوھرے تار درخت کے ریشوں اور گھاس کے ریشوں سے کھونٹوں میں بندھے ھوئے تھے اور کھمبے زمین میں گڑے ھوئے تھے —

کھمبوں کی قطاروں کے درمیان جہاں تہاں برف کے اندر سے ایک سنسان اور ویران سڑک کا نشان جھانک رھا تھا — قریب ھی کہیں ضرور انسانی آبادی ھو گی! الکسئی کا دل بلیوں اچھل پڑا — یہ قرین قیاس نہ تھا کہ جرمن اس دور افتادہ مقام تک پہنچ گئے ھونگے — اور اگر وہ پہنچ بھی گئے ھوں تو کیا ھوا، قریب ھی کہیں

اس کے اپنے لوگ بھی ہونگے اور یقینی وہ ایک زخمی انسان کو پناہ دینگے اور اس کی ہر طرح مدد کرینگے ـ

اپنی صحرا نوردی کی منزل قریب محسوس کرتے ہوئے الکسئی نے آرام کئے بغیر تیز تیز آگے کی طرف رینگنا شروع کیا ـ وہ رینگتا رہا، رینگتے رینگتے ہانپنے لگتا، منہ کے بل برف پر گر جاتا اور مارے تھکن کے بے ہوش ہو جاتا ـ وہ ٹیلے پر پہنچنے کے لئے تیز تیز رینگنے لگا جہاں سے اسے یقین تھا کہ وہ اس گاؤں کو دیکھہ سکیگا جو اس کی جنت، اسکی پناہ گاہ بننےوالا تھا ـ اس نے اپنی ایک ایک رگ کی طاقت کو کام میں لاتے ہوئے آبادی تک پہنچنے کی کوشش کی لیکن اس احاطے اور سڑک کے نشان کے سوا جو اب زیادہ سے زیادہ صاف طور پر برف سے ابھرتی جا رہی تھی اسے کوئی ایسی چیز نظر نہ آئی جس سے معلوم ہوتا کہ قرب و جوار میں انسانی آبادی ہے ـ

آخرکار ہانپتے اور لرزتے ہوئے وہ ٹیلے پر پہنچا ـ اس نے آنکھیں اٹھائیں ــــ اور فوراً جھکا لیں ـ اس کی نگاہوں کے سامنے کتنا بھیانک منظر تھا!

اس میں کوئی شبہہ نہ تھا کہ کچھہ دنوں پہلے تک یہ ایک چھوٹا سا جنگلی گاؤں رہا ہوگا ـ اس کے ابھرے ہوئے نقوش نمایاں تھے اور آسانی سے دیکھا جا سکتا تھا کہ یہ چمنیوں کی دو ناھموار قطاریں ھیں جو جلے ہوئے برف‌پوش مکانوں کے اوپر سر بلند ھیں ـ اسے صرف چند باغ کے احاطے اور جنگلے، ریبی‌نا کے درخت نظر آ رہے تھے جو کبھی کھڑکیوں کے پاس جھومتے ہونگے ـ اب یہ سب کچھہ برف سے جھانک رہے تھے ــــ بے جان اور جل کر کوئلہ ـ یہ ایک ویران اور برف سے ڈھکا ہوا میدان تھا جس میں چمنیاں گردن اٹھائے جھانک رہی تھیں جیسے جنگل کے کٹے ہوئے درختوں کے ٹھنٹھہ نظر آتے ھیں اور ان کے درمیان ایک کنویں کی گردن اٹھی ہوئی نظر

آ رہی تھی — اس فضا میں یہ کنواں کچھ عجیب بے جوڑ سا معلوم ہوتا تھا جس میں لوہے سے منڈھی ہوئی لکڑی کی بالٹی زنگ آلود زنجیر میں لٹکی ہوئی ہوا میں آہستہ آہستہ جھول رہی تھی — گاؤں کے اندر داخل ہونے کے راستے پر سبز احاطے کے پاس ایک خوبصورت محراب تھی جس کے نیچے ایک پھاٹک اپنی زنگ آلود چولوں پر آہستہ آہستہ چیختا ہوا ہل رہا تھا —

ایک آدم یا آدم‌زاد نہیں، ایک آواز نہیں، دھوئیں کا ایک تار نہیں... ویرانہ ہے ویرانہ — لگتا ہے جیسے یہاں کبھی کسی انسان کی جھلک نہ دکھائی دی ہوگی — ایک خرگوش، الکسئی سے ڈر کر تڑپتا پھدکتا بھاگا اپنی پچھلی ٹانگوں کو بڑے مضحکہ‌خیز انداز میں پھینکتے ہوئے سیدھا گاؤں کی طرف چل دیا — وہ جا کر پھاٹک کے پاس رکا، اگلے پنجے اٹھائے اور کان کھڑے کر کے سننے لگا — لیکن جب اس نے دیکھا کہ یہ بڑا سا عجیب و غریب جانور اس کے نقش قدم پر رینگتا چلا ہی آرہا ہے تو وہ پھر جلے ہوئے ویران باغوں کی طرف تڑپتا ہوا بھاگ گیا —

الکسئی میکانکی طور پر آگے بڑھتا رہا — اس کی داڑھی اور مونچھوں سے ڈھکے ہوئے گالوں پر آنسوؤں کے موٹے قطرے ڈھلکے اور گر کر برف میں جذب ہوگئے — وہ اس پھاٹک پر رک گیا جہاں چند لمحے پہلے خرگوش کھڑا تھا — پھاٹک پر ایک تختی کا بچا کھچا حصہ لٹک رہا تھا جس پر یہ حروف دکھائی دے رہے تھے ''کنڈ...'' — یہ جاننا مشکل نہ تھا کہ اس سبز احاطے کے اندر کبھی کنڈرگارٹن آباد تھا — وہاں نیچی بنچیں اب تک تھیں جو گاؤں کے بڑھئی نے بنائی تھیں اور اس نے بچوں سے اپنی محبت کی وجہ سے ان کو چھیل چھیل کر اور شیشے سے رگڑ رگڑ کر چکنا کر دیا تھا —

الکسئی نے پھاٹک کھولا، رینگتا ہوا بنچ تک گیا — وہ اس پر بیٹھنا چاہتا تھا — لیکن اس کا جسم اس جھکاؤ کا اتنا عادی ہو گیا تھا کہ وہ سیدھا نہ ہو سکا — جب وہ آخر بنچ پر بیٹھنے میں کامیاب ہو گیا تو اس کی ریڑھ کی ہڈی دکھنے لگی — آرام کرنے کی خاطر وہ برف پر لیٹ گیا اور ایک تھکے ہوئے جانور کی طرح خود کو سکیڑ کر پڑرہا —

اس کا دل بوجھل اور غم گین تھا —

بنچ کے پاس برف پگھل رہی تھی اور اس کے اندر سے کالی زمین جھانک رہی تھی، اس میں سے گرم گرم بھاپ سی نکل رہی تھی اور پیچ وتاب کھاتی اور لرزتی ہوئی نظر آرہی تھی — الکسئی نے مٹھی بھر پگھلتی ہوئی مٹی اٹھائی — یہ اس کی انگلیوں کے درمیان سے رس رس کر ٹپکنے لگی اور اس سے سیلن اور گوبر، گوشالے اور گھر کی بو آنے لگی —

لوگ یہاں رہتے تھے — انہوں نے کبھی، بہت دنوں قبل، سیاہ جنگل سے زمین کا یہ چپہ چھینا تھا، اس کو ہل سے جوتا تھا، اس پر لکڑی کا سراون پھیرا تھا، اس میں کھاد ڈالی تھی اور اسے زرخیز بنایا تھا — یہ ایک کٹھن زندگی تھی، جنگل اور جنگل کے درندوں سے مستقل کشمکش کی زندگی —— اگلی فصل کاٹنے تک مشکل سے دو وقت روٹی کھانے کی فکر میں ڈوبی ہوئی زندگی — سوویت دور میں یہاں ایک پنچائتی فارم قائم ہوا اورلوگ ایک بہتر زندگی کا خواب دیکھنے لگے — کھیتی باڑی کی مشینیں آئیں اور ان کے ساتھ اطمینان اور آسودگی — گاؤں کے بڑھئیوں نے ایک کنڈرگارٹن بنایا اور شام کے وقت گلابی گالوں والے بچوں کو اسی باغ میں دوڑتے اور کھیلتے دیکھ کر گاؤں کے لوگوں نے سوچا ہوگا کہ اب وقت آگیا ہے کہ گاؤں میں ایک کلب گھر بنایا جائے، ایک مطالعے کا کمرہ قائم کیاجائے جہاں وہ

آرام سے گرم گرم بیٹھیں اور جب باھر برفانی طوفان بپھر رھا ھو تو وہ اپنی جاڑے کی شام اچھی طرح مزے میں کاٹیں — انھوں نے اپنے ھاں بجلی لانے کا خواب بھی دیکھا ھوگا، یہاں جنگل کی ان اتھاہ گہرائیوں میں — اب یہاں ایک ویران جنگل اور بیابان کے سوا کچھ نہ تھا —— جہاں ایک جاوداں، شور ناآشنا خاموشی چھائی ھوئی تھی...

الکسئی جتنا زیادہ سوچتا اتنا ھی زیادہ تیز اس کا دماغ کام کرتا — کامی‌شین کا تصور اس کی آنکھوں میں ابھرا —— اتھلے اسٹیپی‌میدان میں دریائےوالگا کے کنارے گرد و غبار میں اٹا ھوا وہ چھوٹا سا شہر — موسم گرما اور موسم‌خزاں میں اسٹیپی‌میدان کی تیز ھوائیں شہر کو جھنجھوڑتی ھوئی بہتیں اور اپنے ساتھ گردوغبار اور ریت کے بادل اڑاتی چلتیں، جو چہروں اور ھاتھوں میں چبھتے، بند کھڑکیوں کی درازوں سے گھروں میں گھستے، آنکھیں اندھی ھو جاتیں اور ریت دانتوں میں بجتی — اسٹیپی میدان کی اس ریت کو لوگ ”کامی‌شین کی بارش،، کہتے تھے اور کئی نسلوں سے کامی‌شین کے لوگ اس ریت کو روکنے اور صاف شفاف تازہ ھوا میں جی بھر کے سانس لینے کے خواب دیکھتے آئے تھے — لیکن یہ خواب صرف سوشلسٹ دیس میں پورا ھوسکا — لوگوں نے آپس میں سر جوڑ کر صلاح مشورہ کیا اور ھوا اور ریت کے خلاف ایک مہم چلا دی — ھر سنیچر کو پوری آبادی کدالوں، پھاوڑوں اور کلہاڑیوں کے ساتھ باھر نکل آتی اور کچھ ھی دنوں میں شہر کے چوک میں جو پہلے خالی خالی نظر آتا تھا، ایک پارک لہلہا اٹھا اور توپل کے نوخیز پیڑ تنگ سڑکوں کے کنارے قطار باندھ کر کھڑے ھوگئے — لوگ بڑی احتیاط سے ان میں پانی ڈالتے اور ان کی کاٹ چھانٹ کرتے رھتے جیسے یہ ان کی اپنی کھڑکیوں میں کھلنےوالے پھولوں کے پودے ھوں — الکسئی کو یاد آیا کہ جب پتلی پتلی چھوٹی شاخوں

میں کونپلیں پھوٹیں اور انہوں نے ہرے لباس زیب تن کر لئے تو تمام لوگوں نے، جوان اور بوڑھوں نے کتنی خوشیاں منائی تھیں... دفعتاً اس نے تصور کی آنکھوں سے اپنے پیدائشی شہر کامی‌شین کی سڑکوں پر جرمنوں کو دیکھا — وہ ان درختوں کو کاٹ کاٹ کر گرا رہے تھے جن کو لوگوں نے اتنی احتیاط سے پال پوس کر جوان کیا تھا اور اب وہ ان کو جلانے کے لئے کاٹ رہے تھے — اس کا اپنا شہر دھوئیں کی چادر میں لپٹا ہوا تھا اور اس جگہ پر جہاں اس کا گھر تھا، جہاں وہ پلا بڑھا تھا اور جہاں اس کی ماں رہتی تھی، اسی چمنی کی طرح، کالک سے تپی ہوئی ایک بھیانک چمنی سر اٹھائے نظر آ رہی تھی —

درد اور تکلیف سے اس کے دل کے پرزے اڑنے لگے —

''ان کو اور زیادہ آگے بڑھنے کی ہرگز اجازت نہیں دینی چاہئے! جب تک ہمارے جسم میں ایک سانس بھی باقی ہے، ہمیں ان سے لڑنا چاہئے — اس روسی سپاہی کی طرح جو جنگلی میدان میں دشمنوں کی لاشوں پر گر پڑا تھا —،،

سورج درختوں کے سرمئی سروں کو چھو رہا تھا —

الکسئی اس راستے پر رینگنے لگا جو کبھی گاؤں کی سڑک رہا ہوگا — راکھ کے ڈھیروں میں سے لاشوں کی بو آ رہی تھی — گاؤں جنگل سے بھی زیادہ ویران معلوم ہورہا تھا — دفعتاً ایک عجیب‌وغریب آواز سنائی دی اور وہ چونک گیا — سڑک کے آخری نکڑ پر راکھ کے ڈھیر کے قریب اسے ایک کتا نظر آیا — وہ ایک جھبرا گھریلو کتا تھا اور اس کے لٹکے ہوئے کان بڑے بڑے تھے —— کوئی معمولی ''بوبک،، یا ''ژوچکا،، — وہ آہستہ آہستہ غراتا ہوا، اپنے پنجوں سے گوشت کے ایک ٹکڑے کو دبوچے ہوئے اس پر منہ مار رہا تھا — الکسئی کو دیکھ کر یہ کتا، جو تمام جانوروں میں سب سے زیادہ نیک اور انسان دوست سمجھا جاتا ہے، جو ہمیشہ گھر گرہستی کرنے والی

عورتوں کی گالیاں اور کوسنے سنتا رہتا ہے اور جو سڑک کے چھوکروں کے لئے مرغوب مشغلہ بن جاتا ہے، ہاں اسی کتے نے اچانک کھیسیں نکال کر غرانا شروع کر دیا — اس کی آنکھیں اتنی شدت سے جلنے لگیں کہ الکسئی کو محسوس ہوا کہ اس کے رونگٹے کھڑے ہو گئے ہیں — اس نے ''جوتے،، اتار دئے اور پستول کی طرف ہاتھہ بڑھایا — چند لمحے آدمی اور کتا (جو ایک وحشی درندہ بن چکا تھا) دونوں ایک دوسرے کو گھورتے رہے، پھر اس جانور کو کچھہ یاد آگیا، کیونکہ اس نے سر جھکایا اور مجرمانہ انداز سے دم ہلاتے ہوئے گوشت کی بوٹی اٹھائی اور دم دبا کر راکھہ کے ڈھیر کے پیچھے غائب ہوگیا —

بھاگو! یہاں سے جتنی جلدی ہو سکے، بھاگ جاؤ! الکسئی روشنی کی آخری کرنوں کا سہارا لیتے ہوئے، کوئی راستہ ڈھونڈے بنا، برف کو پار کرتے ہوئے، رینگتے ہوئے جنگل میں گھس گیا اور بغیر کسی خاص خیال اور ارادے کے اس سمت میں بڑھنے لگا جدھر سے توپوں کی گھن گرج صاف آرہی تھی — یہ آواز مقناطیس کی طرح اس کو اپنی طرف کھینچ رہی تھی اور وہ اس آواز سے جتنا قریب ہوتا گیا اس کی کشش بڑھتی گئی —

۱۲

اور اس طرح الکسئی آئندہ دو تین دن تک رینگتا رہا — وہ وقت کا اندازہ بالکل بھول چکا تھا — ہر چیز ایک بےاختیار جد و جہد کی زنجیر میں جکڑ کر رہ گئی تھی — کبھی کبھی نیند اسے آ لیتی تھی یا شاید وہ بے ہوش ہو جاتا تھا — وہ رینگتے رینگتے سو جاتا لیکن پورب سے جو طاقت اسے کھینچ رہی تھی اتنی زور دار تھی کہ اس بے ہوشی اور خودفراموشی کے عالم میں بھی وہ آہستہ رینگتا

رهتا، یہاں تک کہ کسی درخت یا جھاڑی سے ٹکرا جاتا یا اس کے ہاتھہ پھسلتے اور وہ منہ کے بل پگھلتی ہوئی برف میں گر جاتا۔ اس کی ساری قوت‌ارادی، اس کے تمام مبہم خیالات ایک ہی جگہ روشنی کی کرن کی طرح ٹھہرے ہوئے تھے: رینگتے رہو، آگے بڑھتے رہو، ہر قیمت پر آگے بڑھتے رہو۔

اپنے راستے پر وہ اس امید میں ہر جھاڑی کو دیکھتا چلتا کہ شاید پھر کوئی ساھی مل جائے — برف اور کائی کے نیچے جو گوندنیاں ملتیں وھی اس کی غذا تھیں — ایک بار اس کے راستے میں ایک بہت بڑا دمکوڑا ملا جو جنگل میں پیال کے ڈھیر کی طرح معلوم ہوتا تھا جس کو بارش نے دھو اور سنوار دیا ہو — چیونٹیاں اب تک سو رہی تھیں اور لگتا تھا کہ ان کی دنیا پر موت کی خاموشی طاری ہے — الکسئی نے ہاتھہ اس ڈھیر کے اندر گھسا دیا اور جب نکالا تو اس پر چیونٹیاں چمٹی ہوئی تھیں — وہ ان کیڑوں کو بڑے شوق سے کھانے لگا اور اس کو اپنے خشک اور پھٹے ہوئے منہ میں چیونٹیوں کے اندر سے نکلنےوالے رقیق مادے کا تیز اور میٹھا میٹھا سا مزا محسوس ہوا — اس نے اس ڈھیر کے اندر دو بارہ ہاتھہ ڈالا اور بار بار ڈالا یہاں تک کہ اس حملے نے پوری آبادی میں ایک ہنگامہ اور کھلبلی مچا دی —

ان چھوٹے چھوٹے کیڑوں نے ڈٹ کر مقابلہ کیا — انہوں نے الکسئی کے ہاتھہ، ہونٹ اور زبان کو کاٹنا شروع کیا — وہ اس کی وردی کے اندر گھس گئے اور اس کے جسم کو کاٹنے لگے، لیکن اس جلن کا احساس اسے خوشگوار لگا اور رقیق مادے کی چبھن نے ماء اللحم کا کام کیا — اسے پیاس محسوس ہوئی — اس کو گھاس کے چپوں کے درمیان بھورے رنگ کے پانی کا ایک جوھڑ نظر آیا — وہ پانی پینے کے لئے لیٹ گیا مگر فوراً ہی دور ہٹ گیا — سیاہ پانی میں سے، آسمان کے نیلے عکس میں، اسے ایک بھیانک چہرہ اپنی طرف جھانکتا

ہوا نظر آیا — یہ ہڈیوں کے ڈھانچے کا چہرہ تھا جس کو سیاہ کھال نے چھپا رکھا تھا اور جو سیلے اور کانٹوں جیسے گھنگھریالے بالوں سے ڈھکا ہوا تھا — آنکھوں کے گہرے گڈھوں میں سے بڑی بڑی، گول گول، وحشت سے چمکتی ہوئی آنکھیں جھانک رہی تھیں اور الجھے ہوئے چکٹ بال، جٹوں کی طرح، اس کی پیشانی پر جھول رہے تھے —

''کیا یہ میں ہوں؟،، الکسئی نے اپنے آپ سے پوچھا اور خود کو دوبارہ دیکھنے کے ڈر سے اس نے پانی نہ پیا بلکہ منہ میں پانی کے بجائے برف رکھ لی اور پھر اسی زبردست مقناطیس کے زیراثر پورب کی طرف رینگنے لگا —

اس رات کو اس نے اپنے پڑاؤ کے لئے بم کا بنایا ہوا ایک بڑا گڑھا چنا — بم نے ریت اڑا کر اس کے دہانے کے کنارے منڈیر سی بنا دی تھی — اس گڈھے کا پیٹ اسے پر سکون اور آرام دہ معلوم ہوا — اس میں ہوا کا گزر نہ تھا — ہوا تو ریت میں محض سرسراہٹ پیدا کر رہی تھی جو دہانے سے ناچتی ہوئی گر رہی تھی — یہاں سے ستارے ذرا زیادہ ھی بڑے لگ رہے تھے اور معلوم ہوتا تھا کہ وہ سر کے اوپر قریب ھی فضا میں معلق ھیں — چیڑ کی ایک گھنی شاخ ستاروں کے نیچے ادھر ادھر ہل رہی تھی — وہ ایک ہاتھ کی طرح نظر آ رہی تھی جو کپڑے کا ایک ٹکڑا پکڑے ہوئے ہو اور چمکتی ہوئی روشنیوں کا منہ صاف کر رہی ہو اور ان کو چمکا رہی ہو — پوپھٹنے سے پہلے ٹھنڈ بہت بڑھ گئی — جنگل پر تازہ دھند چھا گئی — ہوا کا رخ بدل گیا — اب یہ ہوا اتر سے بہہ رہی تھی — یہ دھند کو برف کے سانچے میں ڈھالنے لگی — جب آخر، شاخوں سے روشنی چھننے لگی تو دھند اتری اور رفتہ رفتہ مٹنے لگی اور چاروں طرف زمین پھسلوان برف سے ڈھکی نظر آئی —

اب اوپر کی شاخ کپڑے کا ایک ٹکڑا اٹھائے ہوئے ھاتھہ کی طرح نہیں نظر آرھی تھی — اب تو یہ شاخ بلور کا شان‌دار فانوس دکھائی دے رھی تھی جس کے چھوٹے چھوٹے قمقمے ھوا میں معلق ھولے ھولے ھل رہے تھے —

صبح کو الکسئی اٹھا تو اسے اور بھی زیادہ کمزوری محسوس ہوئی — اس نے چیڑ کی چھال بھی نہیں چبائی جس کا پورا ڈھیر وہ اپنی وردی کے اندر سینے سے لگائے رھتا تھا — اس نے بڑی مشکل سے خود کو زمین سے الگ کیا جیسے رات کے دوران میں اس کا بدن اس سے چپک کر رہ گیا ھو — اپنے کپڑوں، داڑھی اور مونچھوں سے برف جھاڑے بغیر اس نے گڈھے کی دیوار پر چڑھنے کی کوشش کی لیکن اس کے ھاتھہ اس ریت پر پھسل پھسل جاتے جس کو رات کے پالے نے جما دیا تھا — اس نے نکلنے کی بار بار کوشش کی لیکن ھر بار وہ پھسل کر گڈھے کے پیٹ میں پہنچ گیا — اس کی کوشش زیادہ سے زیادہ کمزور پڑنے لگی — آخر یہ محسوس کر کے وہ کانپ گیا کہ وہ کسی مدد کے بغیر اس میں سے نہیں نکل سکیگا — اس خیال نے اس کو ایک بار پھر اس پھسلوان دیوار پر چڑھنے کی کوشش کرنے پر مجبور کیا — لیکن ابھی مشکل سے وہ ذرا سا اوپر چڑھا تھا کہ پھر پھسلا اور تھک کر نڈھال اور بے بس اس کی تہہ میں چلا آیا —

''بس قصہ ختم ھوا! اب سب ٹھیک ھے!،،

وہ سمٹ سمٹا کر گڈھے میں بیٹھہ گیا — اسے ایک خوفناک سکون و اطمینان کا احساس ھوا جس نے اس مقناطیسی عمل کو توڑ دیا اور اس کی قوت ارادی کو مفلوج کر دیا -- یہ احساس اس کے انگ انگ میں تیرتا چلا جا رہا تھا — اس نے بے خیالی کے ساتھہ کچلے ہوئے خط اپنی جیب سے نکالے لیکن ان کو پڑھنے کی سکت کب تھی اس میں — اس نے کاغذ کے اندر سے اس لڑکی کی تصویر نکالی جو چھینٹ

کا فراک پہنے ہوئے چراگاہ کی گھاس پر بیٹھی تھی — اس نے ایک غم ناک مسکراہٹ کے ساتھ پوچھا:

''کیا یہ واقعی الوداع ہے؟'' — اور یکایک وہ لرز گیا اور پھر تصویر کو اپنے ہاتھ میں لئے وہ بے حس‌وحرکت بیٹھ گیا — اس کو محسوس ہوا جیسے اس نے ٹھنڈی اور پالے بھری ہوا میں جنگل کے اوپر ایک مانوس آواز تیرتی ہوئی سنی ہو —

اس نے فوراً اپنی کاہلی کا لبادہ اتار پھینکا — آواز میں کوئی خاص بات نہ تھی — یہ اتنی مدھم تھی کہ جنگلی جانور کے تیز کان بھی برف سے ڈھکے ہوئے درختوں کی مستقل سرسراہٹ اور اس بھنبھناہٹ میں کوئی تمیز نہیں کر سکتے تھے — لیکن اس آواز میں دوڑتی ہوئی سیٹی کی ایک لہر سے الکسئی نے یہ بھانپنے میں ذرا غلطی نہ کی کہ یہ ''ایل — ۱۶'' کی آواز ہے — وہ یہی ہوائی جہاز اڑایا کرتا تھا —

انجن کی گھنگھناہٹ قریب آتی اور تیز ہوتی گئی، ہوا کو کاٹتے ہوئے ہوائی‌جہاز کی آواز کبھی سیٹی کی طرح معلوم ہوتی اور کبھی رخ بدلتے وقت کراہ کی طرح سنائی دیتی — آخر الکسئی نے دور آسمان کی بلندیوں میں آہستہ آہستہ تیرتی ہوئی ایک صلیب دیکھی، جو کبھی سرمئی دھند جیسے بادلوں میں غائب ہوجاتی اور کبھی نکل آتی — اب اس کے پروں پر اسے سرخ ستارے صاف نظر آ رہے تھے — ٹھیک اس کے سر پر ہوائی جہاز نے غوطہ لگایا اور سورج کی کرنوں میں چمک اٹھا، چکر کاٹا اور دور نکل گیا — جلد ہی انجن کی گھنگھناہٹ ہوا میں ہلتی ہوئی برف‌پوش شاخوں کی سرسراہٹ میں کھو گئی — لیکن اس کے بہت دیر بعد تک الکسئی سمجھتا رہا کہ وہ اب تک وہ لطیف اور سیٹی بجاتی ہوئی آواز سن رہا ہے —

اس نے تصور ہی تصور میں خود کو ہوائی‌جہاز کے کاک‌پٹ میں دیکھا — ایک ہی آن میں میں خود اپنے جنگل کے ہوائی اڈے

پر پہنچ سکتا ہوں، اتنی دیر میں تو آدمی ایک سگریٹ بھی نہیں پی سکتا — کون ہو سکتا ہے اس ہوائی جہاز میں؟ شاید اندرئی دیگتیارینکو ہو اور صبح ہی صبح پٹرولنگ کر رہا ہو — وہ ایسی اڑانوں کے وقت دشمنوں سے مڈ بھیڑ کی امید میں اپنا ہوائی جہاز بہت اوپر اڑاتا تھا... دیگتیارینکو... ہوائی جہاز... ساتھی...

الکسئی کے اندر طاقت کا ایک تازہ طوفان اٹھا اور اس نے گڈھے کی برفیلی دیوار کو دیکھا — ''میں اس طرح تو کبھی بھی نہیں نکل سکونگا،، اس نے اپنے آپ سے کہا ''لیکن میں یہاں پڑا پڑا موت کا انتظار نہیں کر سکتا!،، اس نے نیام سے خنجر نکالا اور بے جان اور کمزور ضربوں سے برف کو کھودنے اور جمی ہوئی ریت کو ناخنوں سے ہٹانے لگا تاکہ برفیلی دیوار میں پیر جمانے کی جگہیں بن جائیں — وہ ریت ہٹاتا رہا یہاں تک کہ اس کے ناخن ٹوٹ گئے اور انگلیوں سے خون ٹپکنے لگا — لیکن وہ انتھک قوت سے اپنا خنجر چلاتا رہا — پھر وہ ان چھوٹے چھوٹے گڈھوں میں ہاتھ اور گھٹنے جماتے ہوئے آخر آہستہ آہستہ اوپر چڑھ آیا — اگر وہ اس کی منڈیر پر چڑھ کر لڑھک جائے تو اس کی جان بچ جائیگی — لیکن اس کے پیر پھسلے اور وہ نیچے آ رہا اور اس کا چہرہ برف پر رگڑ کھاتا چلا گیا اور اس سے اسے بڑی تکلیف محسوس ہوئی — اس کو بہت زیادہ چوٹ آئی — مگر اب تک اس کے کانوں میں ہوائی جہاز کی گھنگھناہٹ تیر رہی تھی — وہ پھر اس دیوار پر چڑھا اور پھر پھسل کر نیچے چلا گیا — پھر اس نے اپنے بنائے ہوئے طاقوں کو غور سے دیکھا اور ان کو گہرا کرنا شروع کیا — اور اوپر والے طاقوں کے کناروں کو اور تیز کیا — اور جب یہ کام پورا کر چکا تو اس نے دوبارہ چڑھائی شروع کی — ابکے وہ اپنی جواب دیتی ہوئی طاقت کو بڑی احتیاط سے استعمال کر رہا تھا —

اس نے بے حد مشکل سے خود کو ریت کی منڈیر پر پھینک دیا اور لڑھکتا ہوا زمین پر جا رہا — پھر وہ اس سمت میں رینگنے لگا جدھر ہوائی جہاز گیا تھا اور جدھر سے سورج برف پر چھائی ہوئی دھند کو مٹا کر جنگل کے پیچھے سے جھانک رہا تھا اور برف کی پرت کو بلور کی چادر کی طرح جگمگا رہا تھا —

۱۳

لیکن رینگنے میں اسے انتہائی کرب محسوس ہوا — اس کے بازو کانپتے اور اس کے جسم کا بوجھه برداشت کرنے سے انکار کر دیتے — کئی بار اس کا چہرہ پگھلتی ہوئی برف سے جا ٹکرایا — ایسا معلوم ہوتا تھا کہ زمین کی قوت کشش میں بے پناہ اضافه ہو گیا ھے اور اس کا مقابله کرنا ناممکن ھے — الکسئی کا بہت دل چاہ رہا تھا که لیٹ جائے اور کم از کم آدھے گھنٹے کو آرام کرلے لیکن آگے بڑھتے رھنے کا عزم آج جنون کی شکل اختیار کر گیا تھا — اس لئے وہ رینگتا رہا، رینگتا رہا — وہ گرتا، اٹھتا اور پھر رینگتا — اس کو اب نه تو بھوک کا احساس تھا اور نه درد کا — اسے کچھه سجھائی نه دیتا — اس کو توپوں کی گھن گرج اور مشین گنوں کی تڑتڑ کے سوا کچھه سنائی نه دیتا —

جب اس کے بازوؤں نے سہارا دینے سے انکار کردیا تو اس نے کہنیوں پر رینگنے کی کوشش کی، لیکن یه بہت مشکل معلوم ہوا — اس لئے وہ لیٹ گیا اور اپنی کہنیوں کو کانٹے کے طور پر استعمال کرتے ہوئے وہ لڑھکنے لگا — اس نے دیکھا که یه کام تو اس سے ہو سکتا ھے — باربار لڑھکنا رینگنے سے زیادہ آسان تھا اور اس میں اتنی تھکن نہیں ہوتی تھی — لیکن اس سے اس کا سر چکراتا تھا اور وہ باربار

بے ہوش ہو جاتا — اس کو بہت زیادہ رکنا پڑتا اور بیٹھ کر زمین، جنگل اور آسمان کے ناچ کے رکنے کا انتظار کرنا پڑتا —

جنگل کا گھناپن غائب ہونے لگا اور جگہ جگہ پر کھلے ہوئے حصے نظر آنے لگے جہاں سے درخت کاٹ دئے گئے تھے — برف پر جاڑے کی سڑکوں کے نشان ابھر آتے — الکسئی اب اس کے بارے میں بالکل نہیں سوچ رہا تھا کہ وہ اپنے لوگوں تک پہنچ سکیگا یا نہیں — اس نے پکا ارادہ کرلیا تھا کہ جب تک اس میں سکت باقی ہے وہ اسی طرح لڑھکتا رہے گا — جب وہ اس خوفناک تھکن سے بے ہوش ہو جاتا جس کی تکلیف سے اس کا ایک ایک کمزور پٹھا دکھ رہا تھا تو اس کے بازو اور اس کا پورا جسم خود بخود لڑھکنے کا یہ پیچیدہ کام پورا کرتے رہتے اور وہ برف میں لڑھکتا رہتا —— توپوں کی گھن گرج کی طرف، پورب کی طرف —

الکسئی کو یاد نہ تھا کہ اس نے وہ رات کس طرح گزاری تھی یا اگلی صبح اس نے کتنی منزلیں سر کی تھیں — ہر چیز نیم خودفراموشی کے اندھیرے میں کھو کر رہ گئی تھی — اس کو صرف ان رکاوٹوں کا ایک دھندلا سا خیال تھا جو اس کے راستے میں آئی تھیں —— گرے ہوئے چیڑ کے پیڑ کا سنہرا تنا جس سے کہربائی رنگ کا گوند ٹپک رہا تھا، لکڑی کے کندوں کا ایک ڈھیر، برادے اور چھپٹیوں کے ڈھیر جو ہر طرف پڑے ہوئے تھے، ایک درخت کا ٹھنٹھ جس کی کٹی ہوئی سطح پر ہر سال پیدا ہوجانے والے دائرے نظر آ رہے تھے —

ایک غیر معمولی آواز نے اسے اپنی خود فراموشی کی حالت سے چونکا کر نکال لیا — اس کو ہوش آگیا — وہ بیٹھ گیا اور اپنے ارد گرد دیکھنے لگا — وہ جنگل کے ایک کھلے ہوئے حصے میں تھا، جہاں درخت کاٹ کر گرا دئے گئے تھے، جہاں دھوپ سے

جل تھل ہو رہا تھا اور ہر طرف گرے ہوئے درخت اور لکڑی کے کندے بکھرے پڑے تھے — دور ایک طرف جلانے والی لکڑیوں کے صاف ستھرے ڈھیر پڑے تھے — دو پہر کا سورج آکاش میں بلند تھا اور گوند اور گرم گرم صنوبری ٹہنیوں کی بو اور برف کی نمی ھوا میں بسی ہوئی تھی — اور اس زمین سے بہت اوپر، جس پر سے اب تک برف پگھلی نہیں تھی، بلندیوں میں ایک چکاوک گا رہا تھا اور اس کی پوری روح نغمے میں کھنچ آئی تھی —

ایک ناقابل بیان خطرے کے احساس سے الکسئی نے جنگل کے اس کھلے قطعے میں چاروں طرف نظریں دوڑائیں — یہ قطعہ تازہ تازہ صاف ھوا تھا اور معلوم ہوتا تھا کہ اس کو یوں ھی نہیں چھوڑا گیا ہے — درخت حال ھی میں گرائے گئے تھے کیونکہ درختوں کی شاخیں اب تک تازہ اور ہری تھیں، ان کے زخموں سے اب بھی شہد جیسا گوند ٹپک رہا تھا — اور ہر طرف بکھری ہوئی چھپٹیوں اور کچی چھال سے تازہ تازہ سی خوشبو اٹھ رہی تھی — اس کا مطلب یہ تھا کہ اس حصے میں زندہ انسان موجود تھے — ممکن ہے کہ جرمن یہاں اپنے مورچوں اور خندقوں کے لئے لکڑی کے کندے جمع کر رہے ہوں؟ اس صورت میں تو اسی میں خیر ہے کہ وہ جلد از جلد یہاں سے رفوچکر ہو جائے — اس لئے کہ لکڑھارے کسی آن بھی وھاں آسکتے تھے — لیکن اس نے اپنے جسم کو بے جان اور بوجھل اور سخت درد سے جکڑا ہوا محسوس کیا — اس میں ھلنے کی سکت بھی باقی نہ رہی —

کیا میں اسی طرح آگے رینگتا رہوں؟ جنگل میں زندگی گزارنے کے دوران میں اس کے اندر جو ایک خاص حس جاگ گئی تھی اس نے اسے چوکس کر دیا — وہ دیکھ نہ سکتا تھا مگر محسوس کر رہا تھا کہ قریب ھی کوئی ہے اور برابر اس کی نگرانی کر رہا ہے — وہ کون ہوگا؟ جنگل پر خاموشی چھائی ہوئی تھی، اس کھلے ہوئے

قطعے کے اوپر آسمان میں ایک چکاوک گا رہا تھا، کھٹ بڑھئی کی کھٹ کھٹ کی کھوکھلی آواز گونج رہی تھی، سینیتسا چڑیاں گرے ہوئے درختوں کی جھکی جھکی شاخوں میں پھدکتی ہوئی غصے میں چہک چہک کر ایک دوسرے سے کچھ کہہ رہی تھیں — لیکن سب کچھ ہونے کے باوجود الکسئی کے جسم کے ایک ایک تار کو احساس تھا کہ کوئی اس کی کڑی نگرانی کر رہا ہے —

ایک شاخ چٹخی — اس نے مڑ کر دیکھا — چیڑ کے نو خیز درختوں کے سرمئی جھنڈ میں، جن کے گھنگھریالے سر ہوا میں جھوم رہے تھے، اسے چند شاخیں ایسی نظر آئیں جن کے جھومنے کا انداز کچھ اور تھا — وہ دوسری شاخوں کے ساتھ نہیں ہل رہی تھیں — اور وہاں سے اسے جوش و خروش سے بھری ہوئی دبی سرگوشی کی آواز سنائی دی: انسانوں کی سرگوشی — جس طرح کتے کو دیکھ کر اس کے رونگٹے کھڑے ہو گئے تھے اسی طرح پھر ایک بار اس کے رونگٹے کھڑے ہو گئے —

اس نے جلدی سے اپنی وردی کے گریبان والی جیب سے پستول نکال لیا — پستول پر زنگ لگ چکا تھا اور اس کا گھوڑا چڑھانے کے لئے اسے دونوں ہاتھوں سے کام لینا پڑا — ایسا معلوم ہوا جیسے پستول کے گھوڑے کی آواز سن کر چیڑوں کے پیچھے کوئی چونک گیا ہو — کئی درختوں کے سر زور سے جھوم گئے جیسے کوئی ان سے ٹکرا گیا ہو — لیکن پھر جلد ہی سکون چھا گیا —

''یہ ہے کیا، آدمی یا جانور؟،، الکسئی نے اپنے آپ سے پوچھا اور اس کو محسوس ہوا کہ اس نے درختوں کے جھنڈ میں بھی کسی کو یہ پوچھتے ہوئے سنا ''کیا یہ آدمی ہے؟،، کیا یہ اس کا محض وہم تھا یا واقعی اس نے اس جھنڈ کے پیچھے کسی کی روسی بولتی ہوئی آواز سنی تھی؟ ہاں، واقعی روسی! اور چونکہ یہ روسی تھی

اس لئے دفعتاً وہ خوشی سے پاگل ہو گیا اور ایک لمحہ یہ سوچے بغیر کہ یہ دوست ہے یا دشمن، اس کے منہ سے بے اختیار خوشی کی چیخ نکل گئی، وہ اچھلا اور اس جگہ کی طرف لپکا جہاں سے آواز آئی تھی اور فوراً ڈھیر ہوگیا، جیسے کسی نے اسے دھکیل کر گرا دیا ہو، اور اس کا پستول برف میں گر گیا...

۱۴

الکسئی اٹھنے کی ایک ناکام کوشش کے بعد گرا اور بے ہوش ہو گیا — لیکن خطرے کا احساس اسے فوراً دوبارہ ہوش میں لے آیا — اس میں کوئی شبہہ نہیں تھا کہ کچھہ لوگ چیڑ کے درختوں میں چھپے ہوئے اسے دیکھہ رہے تھے اور سرگوشی کر رہے تھے۔

وہ اپنے بازوؤں پر اٹھا — اس نے برف پر سے اپنا پستول اٹھایا، اس کو چھپا کر زمین سے قریب رکھا اور ادھر ادھر نگاہیں دوڑانے لگا — خطرے نے اس کی خود فراموشی بالکل ختم کر دی تھی — اس کا دماغ بالکل ٹھیک ناپ تول کر کام کر رہا تھا — کون لوگ تھے یہ؟ شاید یہ لکڑہارے تھے جن کو جرمنوں نے یہاں آکر لکڑیاں کاٹنے پر مجبور کر دیا ہوگا؟ شاید وہ روسی ہوں جو اسی کی طرح یہاں گھر گئے ہونگے اور اب وہ جرمن مورچے سے گزر کر اپنے لوگوں تک پہنچنے کی کوشش کر رہے ہوں؟ یا شاید آس پاس رہنےوالے کسان ہوں؟ آخر اس نے کسی کو یہ کہتے ہوئے صاف سنا ''آدمی!،،

رینگتے رینگتے سن پڑے ہوئے ھاتھہ میں پستول لرز رہا تھا — لیکن وہ مرنے مارنے اور آخری تین گولیوں کا اچھا استعمال کرنے کے لئے تیار تھا...

ٹھیک اس وقت درختوں کے جھنڈ کے پیچھے سے ہانپتی ہوئی بچکانی آواز سنائی دی:

''اے! کون ہو تم؟ Fershteh Doitch, ؟''*

ان اجنبی الفاظ نے الکسئی کو ہوشیار کر دیا ـ لیکن بلاشبہہ پکارنے والا روسی تھا اور بچہ ـ

''کیا کر رہے ہو تم یہاں؟'' ایک اور بچکانی آواز نے پوچھا ـ

''اور تم کون ہو؟'' الکسئی نے پوچھا اور رک گیا اور اپنی مدھم آواز کی کمزوری پر حیران رہ گیا ـ

اس آواز نے درختوں میں ضرور ہیجان پیدا کر دیا ہوگا کیونکہ وہاں جو لوگ بھی تھے، ان میں سرگوشی میں بات چیت کا لمبا سلسلہ شروع ہو گیا، وہ بڑے ہیجان اور جوش و خروش سے بول رہے تھے کیونکہ شاخیں زوروں پر جھوم رہی تھیں ـ

''بنو مت! تم ہمیں جل نہیں دے سکتے! میں کوسوں دور سے جرمن کو پہچان سکتا ہوں! کیا تم Doitch ہو؟''

''اور تم کون ہو؟''

''یہ تم کیوں جاننا چاہتے ہو؟ Nicht fershteh...''**

''میں روسی ہوں ـ''

''تم جما رہے ہو... میں غلط کہوں تو میری آنکھیں پھوٹ جائیں ــــ تم فاشست ہو!''

''میں روسی ہوں، روسی! ہواباز ـ جرمنوں نے مجھے مار گرایا ـ''

الکسئی نے اب ساری احتیاط کو خیر باد کہا ـ اس کو یقین

---

* جرمن سمجھے؟

** نہیں سمجھتا...

آگیا کہ ان درختوں کے پیچھے اس کے اپنے لوگ تھے، سوویت لوگ! ان کو اس پر یقین نہیں آ رہا تھا ۔ یہ قدرتی بات تھی ۔ جنگ احتیاط کا سبق پڑھاتی ہے۔ اور جب سے وہ اس سفر پر روانہ ہوا تھا اس کے بعد سے پہلی بار وہ اتنی بری طرح نڈھال ہو گیا ۔ اس نے محسوس کیا کہ وہ اپنے ہاتھ پیر بھی نہیں ہلا سکتا، نہ تو وہ ہل سکتا ہے اور نہ اپنی حفاظت کرسکتا ہے۔ اس کے رخساروں کے سیاہ گڈھوں میں آنسو دوڑنے لگے ۔

''ذرا دیکھنا وہ تو رو رہا ہے! '' درختوں کے پیچھے سے ایک آواز آئی ۔ ''اے سنتے ہو! رو کیوں رہے ہو؟''

''میں روسی ہوں، تمہاری طرح روسی، ہواباز...''

''کس ہوائی اڈے کے ہو؟''

''لیکن تم کون ہو؟''

''تم یہ کیوں جاننا چاہتے ہو؟ جواب دو!''

''مونچالوفسکی ہوائی اڈے کا ہوں ۔ تم میری مدد کیوں نہیں کرتے؟ باہر نکل آؤ! لعنت ہو، آخر تم...''

درختوں کے پیچھے اور بھی زیادہ زور شور اور جوش و خروش کے ساتھ پھر صلاح ہوئی۔ الکسئی نے صاف صاف یہ جملے سنے:

''سنا تم نے؟ وہ کہتا ہے کہ وہ مونچالوفسکی ہوائی اڈے سے آیا ہے... شاید وہ سچ ہی کہہ رہا ہے... اور وہ رو رہا ہے...'' پھر ایک پکار سنائی دی ''اے، ہوا باز! اپنا پستول پھینک دو! میں کہتا ہوں گرا دو اسے ہاتھ سے، ورنہ ہم باہر نہیں آئینگے! ہم نودو گیارہ ہو جائینگے!''

الکسئی نے اپنا پستول پھینک دیا — درختوں کی شاخیں الگ ہوئیں اور دو لڑکے، چوکنا چوکس، دو گوریوں کی طرح، جو اڑنے کے لئے پر تول رہی ہوں، بڑی ہوشیاری سے، ھاتھہ میں ھاتھہ ڈالے، الکسئی کے پاس آئے — بڑے لڑکے کے ھاتھہ میں، جو دبلا پتلا اور نیلی آنکھوں اور سنہرے بالوں‌والا تھا، ایک کلہاڑی تھی — چھوٹے لڑکے کے بال لال تھے اور چہرے پر چھائیاں پڑی ہوئی تھیں، آنکھیں دبائے نہ دبنےوالے تجسس سے چمک رہی تھیں — وہ پہلے لڑکے سے ایک قدم پیچھے پیچھے چل رہا تھا اور سرگوشی میں کہہ رہا تھا:

''یہ تو رو رہا ھے— یہ تو سچ مچ رو رہا ھے— ذرا دیکھنا کتنا دبلا ھے یہ — ھڈی سے چمڑا لگا ھوا ھے اس کا!،،

بڑا لڑکا، جو اب تک کلہاڑی پکڑے ھوئے تھا الکسئی کے پاس پہنچا، اس نے اپنے بھاری بھر کم فیلٹ بوٹ سے پستول کو ٹھوکر مار کر اور بھی دور کردیا —— شاید یہ اس کے باپ کے بوٹ تھے —— اور بولا:

''تم کہتے ھو ھواباز ھو؟ کیا تمہارے پاس کاغذ ھے؟ ذرا دیکھیں!،،

''کون ھے یہاں، ھمارے لوگ یا جرمن؟،، بے اختیار الکسئی نے مسکراتے ھوئے پوچھا —

''میں کیا جانوں، میں تو یہاں جنگل میں رھتا ھوں! کوئی مجھے اطلاع نہیں پہنچاتا،، بڑے لڑکے نے مدبرانہ شان سے جواب دیا —

الکسئی کے سامنے اور کوئی چارہ نہ تھا — اس نے اپنی وردی کی جیب میں ھاتھہ ڈالا اور اپنا شناختی کارڈ نکالا — افسر کے لال کارڈ نے، جس کے اوپر ستارہ ابھرا ھوا تھا، لڑکوں پر جادو کا کام کیا — ایسا معلوم ھوا کہ ان کا بچپن، جو جرمنوں کے قبضے میں ان سے چھن

گیا تھا، اپنے ایک پیارے ہواباز پر نظر پڑتے ہی دوبارہ انہیں واپس مل گیا —

''ہاں، ہاں، ہمارے لوگ یہاں ہیں — وہ یہاں تین دن سے ہیں — ''

''تم اتنے دبلے کیوں ہو؟''

''... ہمارے لوگوں نے ان کے چھکے چھڑا دئے، ہاں! انہوں نے خوب اچھی طرح خبر لی ان کی! یہاں بڑے زوروں کی لڑائی ہوئی! اور ان کے بہت سے آدمی مارے گئے، ارے بہت سے!''

''... اور کس طرح بھاگے ہیں وہ سر پر پاؤں رکھ کر! ان کو دیکھ کر ہنسی آتی تھی — ایک تو کٹھوت میں گھوڑا جوت کر چلتا بنا — اور دو زخمی تھے — دونوں نے ایک گھوڑے کی دم پکڑ لی، تیسرا اس کی پیٹھ پر بیٹھا، جیسے کوئی نواب ہو! ذرا دیکھتے ان کو! ... انہوں نے تم کو کہاں مار گرایا؟''

تھوڑی دیر تک زبان کی قینچی چلانے کے بعد لڑکوں کو کچھ کرنے کی دھن ہوئی — انہوں نے بتایا کہ وہ پانچ کلومیٹر کی دوری پر رہتے ہیں — الکسئی اتنا کمزور ہو گیا تھا کہ وہ آرام کی خاطر چت لیٹنے کی غرض سے کروٹ بھی نہیں بدل سکتا تھا — لڑکے برف پر چلنے والی گاڑی ''لکڑیوں کے جرمن کیمپ'' (وہ اس کھلی ہوئی جگہ کو اسی نام سے یاد کرتے تھے) سے لکڑی لاد کر لےجانے کے لئے لائے تھے — یہ گاڑی الکسئی کے لئے بہت چھوٹی تھی — اور دوسرے، وہ ان لڑکوں کے لئے بہت زیادہ بھاری ثابت ہوتا اور وہ اس کو جمی ہوئی برف پر گھسیٹ کر نہیں لےجا سکتے تھے — بڑے لڑکے نے، جس کا نام سیریونکا تھا، اپنے بھائی فیدکا سے کہا تم سرپٹ دوڑتے ہوئے گاؤں جاؤ اور میں یہاں رہ کر جرمنوں سے الکسئی کی حفاظت کرونگا — اس نے کہا تو سہی مگر وہ دل میں اس پر پورا

اعتماد نہیں کر پا رہا تھا — ''کون جانے،، اس نے اپنے آپ سے کہا''یہ فاشسٹ بڑے عیار ہیں —— یہ تو مزے میں مردے کا سوانگ بھی رچالیں اور سوویت کاغذات بھی اڑا لائیں...،، رفتہ رفتہ اس کے اندیشے مٹ گئے اور وہ بڑے دھڑلے سے کھل کر بات کرنے لگا —

الکسئی چیڑ کی ٹہنیوں پر لیٹا اونگھ رہا تھا — اس کی آنکھیں نیم وا تھیں — اور وہ کھویا کھویا لڑکے کی ٹرٹر سن رہا تھا — صرف چند بے ربط الفاظ آرام‌ده سکون اور غنودگی کی دھند کو چیر کر اس کے دماغ تک پہنچ سکے جو اس کے پورے جسم پر فوراً ہی چھا گئی تھی — اس کے بالکل پلے نہیں پڑ رہا تھا کہ ان الفاظ کا مطلب کیا ہے، پھر بھی اپنی مادری زبان کی آواز سے اسے انتہائی راحت حاصل ہو رہی تھی — ہاں صرف بعد میں اسے اس بپتا کا حال معلوم ہوا جو پلاونی گاؤں کے لوگوں پر پڑی تھی —

اکتوبر ہی میں جرمن اس جنگل اور جھیل کے علاقوں میں آگئے تھے جبکہ برچ کے پیڑ اپنے پیلے پتوں سمیت دھک رہے تھے اور جب اوسینا کے درخت بے چین سرخ آگ میں جلتے ہوئے معلوم ہوتے تھے — پلاونی کے بالکل آس پاس کسی قسم کی لڑائی نہیں ہوئی تھی — گاؤں سے کوئی تیس کلومیٹر پرے پچھم میں، جرمنوں نے اپنے ٹینکوں کے ایک زبردست دستے کی سرکردگی میں ایک سوویت دستے کا قصہ پاک کیا جس نے جلدی جلدی تیار کئے ہوئے دفاعی مورچہ پر قدم جمائے تھے — جرمن پلاونی کے پاس سے کتراتے ہوئے گزرے جو سڑک سے دور ایک جھیل کے کنارے چھپا ہوا تھا — پھر جرمن پورب کی طرف آگے بڑھ گئے — ان کو بڑے ریلوے جنکشن بولوگوئے پہنچنے اور اس پر قبضہ کرنے کی جلدی تھی تاکہ وہ مغربی

اور شمال مغربی مورچوں کو کاٹ کے الگ کر دیں — یہاں، شہر سے دور مضافات میں، پورے موسم گرما اور موسم خزاں میں، کالینن علاقے کے لوگوں —— شہر کے باسیوں، کسانوں، عورتوں، بوڑھوں اور بچوں —— غرض ہر عمر اور ہر پیشے کے لوگوں نے دن رات ایک کرکے موسلا دھار بارش میں، گرمی میں، دلدل کی سیلن، مچھروں اور خراب پانی کی مصیبتیں برداشت کرتے ہوئے دفاعی مورچے بنائے — مورچہ بندی جنوب سے شمال کی طرف سینکڑوں کلومیٹر تک جنگلوں اور دلدلوں کے درمیان، جھیلوں کے ساتھ ساتھ چھوٹے چھوٹے نالوں اور چشموں کے کنارے کنارے دوڑتی چلی گئی تھی —

مورچہ بنانے والوں کو بہت دکھ جھیلنے پڑے لیکن ان کی محنت رائگاں نہ گئی — جرمنوں نے اپنے جوش میں ان میں سے چند مورچوں کو ضرور توڑ دیا مگر آخری مورچے پر انہیں رکنا پڑا — لڑائی نے مورچہ‌بندی کی لڑائی کی شکل اختیار کرلی — جرمن بولوگوئے پہنچنے میں ناکام رہے — ان کو اپنے حملے کا بوجھ اور دکھن کی طرف کھسکانا پڑا اور اس علاقے میں پہنچ کر انہیں دفاعی لڑائی لڑنی پڑی —

پلاونی کے کسانوں نے عام طور پر اپنی ریت اور مٹی بھری زمین پر اگنے والی معمولی فصل میں جنگل کی جھیلوں سے نکالی ہوئی مچھلیوں کا اضافہ کیا کرتے اور وہ ابھی سے اس پر خوشی منانے لگے تھے کہ جنگ ان کا بال بیکا کئے بغیر ان کے پاس سے گزر گئی تھی — وہ جرمنوں کے حکم کی تعمیل میں اپنی پنچائتی فارم کے صدر کو گاؤں کا مکھیا کہنے لگے مگر حقیقت میں انہوں نے پنچائتی فارم کی حیثیت قائم رکھی — اور اس امید میں رہے کہ یہ فاشست ہمیشہ سوویت سرزمین کو پامال نہیں کرتے رہینگے، وہ اپنی اس دور افتادہ پناہ‌گاہ میں آرام و سکون سے زندگی گزار سکینگے اور یہ طوفان ان کے

سر پر سے گزر جائیگا ــ لیکن سرمئی وردیوں والے جرمنوں کے پیچھے پیچھے کالی وردیوں والے جرمن آئے جن کی ٹوپیوں پر کھوپڑی اور ہڈیوں کی صلیبیں بنی ہوئی تھیں ــ پلاونی کے باشندوں کو حکم ہوا کہ وہ چوبیس گھنٹے کے اندر جرمنی میں مستقل کام کرنے کے لئے پندرہ والنٹیر مہیا کریں ورنہ انہیں عبرت ناک سزا دی جائیگی ــ والنٹیروں کو گاؤں کے کنارے پنچائتی فارم اور مچھلیوں کے گودام والی عمارت میں جمع ہونا تھا ــ ان سے کہا گیا تھا کہ ہر آدمی اپنے ساتھ کپڑوں کا ایک جوڑا، ایک چمچہ، ایک چاقو، ایک کانٹا لائے اور دس دن کی خوراک ــ لیکن کوئی بھی وقت مقررہ پر نہیں پہنچا ــ یہ ماننا پڑیگا کہ کالی وردیوں والے جرمنوں نے تجربے سے سیکھ لیا تھا اور ان کو زیادہ امید نہیں تھی کہ کوئی بھی آئیگا ــ گاؤں کو سبق دینے کے لئے انہوں نے پنچائتی فارم کے صدر، یعنی گاؤں کے مکھیا کو، کنڈر گارٹن کی بوڑھی میڑن ویرونیکا گریگوریونا کو، پنچائتی فارم کی دو ٹولیوں کے سرداروں کو اور دس اور کسانوں کو جن پر وہ ہاتھ ڈال سکے پکڑ لیا اور ان کو گولیوں سے اڑا دیا ــ انہوں نے حکم دیا کہ ان کی لاشیں دفن نہ کی جائیں اور کہا کہ اگر اگلے دن اسی مقررہ جگہ پر والنٹیر حاضر نہ ہوئے تو سارے گاؤں کا یہی حشر ہوگا ــ

پھر بھی کوئی نہ آیا ــ اگلی صبح جب SS Sonderkommando کے جرمنوں نے گاؤں کی چھان بین کی تو ان کو ہر گھر ویران اور بھائیں بھائیں کرتا نظر آیا ــ کوئی بھی اپنی جگہ پر نہیں تھا، نہ ایک بوڑھا، نہ جوان ــ لوگ اپنا گھر بار، اپنی زمین، اپنا سارا سامان جو انہوں نے برسوں میں جمع کیا تھا، تقریباً اپنے سارے مویشی، اپنا سب کچھ چھوڑ کر راتوں رات، گہری دھند میں چھپتے چھپاتے، جو ان علاقوں میں چھائی رہتی ہے، غائب ہو گئے

اور اس طرح غائب ہوئے کہ ہزار ڈھونڈے ان کا کوئی نشان اور کوئی سراغ نہ ملا — پورا گاؤں، ایک ایک آدمی، جنگل کے اندر اٹھارہ کلومیٹر دور گھنے حصے میں جابسا — رہنے کے لئے خندقیں بنا کر مرد تو چھاپہ ماروں سے جا ملے اور عورتیں اپنے بچوں کے ساتھہ یہاں رہ کر موسم بہار کا انتظار کرنے لگیں — کالی وردیوں والے جرمن فوجیوں نے سارا گاؤں جلا کر راکھہ کر دیا، جیسا کہ انہوں نے اس علاقے کے اکثر گاؤوں کے ساتھہ کیا تھا — اس کو وہ مردہ علاقہ کہتے تھے —

''...میرے ابا پنچائتی فارم کے صدر تھے، جرمن ان کو مکھیا کہتے تھے،، سیریونکا نے کہا اور اس کے یہ الفاظ الکسئی کے دماغ میں اتر گئے، جیسے وہ یہ آواز دیوار کی دوسری طرف سے سن رہا ہو— ''انہوں نے ابا کو مار ڈالا — میرے بڑے بھائی کو بھی مار ڈالا — وہ اپاہج تھے — ان کے صرف ایک ہاتھہ تھا — ان کا ہاتھہ کھلیان میں غلہ گاھتے ہوئے کچل کر رہ گیا تھا— اسے کاٹنا پڑا — انہوں نے سولہ آدمیوں کو مار ڈالا... میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا — جرمنوں نے ہم سب کو یہ تماشا دیکھنے پر مجبور کیا — میرے ابا نے غصے میں للکار کر کہا ''بدمعاشو، تم اس کا خمیازہ بھگتو گے! تم اپنے ان کرتوتوں پر خون کے آنسو روؤ گے!،،

الکسئی نے بڑی بڑی غم‌زدہ اور تھکی ہوئی آنکھوں اور سنہرے بالوں‌والے اس لڑکے کو دیکھتے ہوئے اپنے اندر ایک عجیب سی سنسنی محسوس کی — اسے محسوس ہوا کہ وہ گہری دھند میں تیر رہا ہے— ایک ناقابل شکست تھکن نے اس کے پورے جسم کو آدبوچا جو غیرانسانی بوجھہ اور تکلیف برداشت کرتا رہا تھا — وہ ایک انگلی بھی نہ ہلا سکتا تھا اور اسے اب یقین بھی نہ آسکتا تھا کہ صرف دو گھنٹے قبل وہ آگے بڑھہ رہا تھا —

''تو تم جنگل میں رہتے ہو؟''، اس نے خود کو نیند کے چنگل سے بمشکل چھڑاتے ہوئے، لڑکے سے پوچھا — اس کی آواز اتنی مدھم تھی کہ اسے سننا بھی مشکل تھا —

''ہاں، بے شک! ہاں اب ہم تین ہیں — فیدکا، ماں اور میں — میری ایک بہن تھی — نیوشکا نام تھا اس کا — وہ جاڑے میں مرگئی — وہ سر سے پاؤں تک پھول گئی اور مرگئی — اور میرا منا بھائی... ہاں وہ بھی مر گیا — سو اب ہم تین ہیں... جرمن واپس تو نہیں آئینگے، ہیں؟ کیا خیال ہے تمہارا؟ میرے نانا اب صدر ہیں — وہ کہتے ہیں ''اب جرمن نہیں آئینگے — کہیں مردے بھی قبر سے واپس آتے ہیں —''، لیکن ماں ڈرتی ہے — وہ بھاگ جانا چاہتی ہے — وہ کہتی ہے شاید وہ پھر واپس آجائیں... دیکھو وہ رہے، نانا اور فیدکا —''

اس کھلی جگہ کے کنارے پر کھڑا فیدکا، الکسئی کی طرف اشارہ کر رہا تھا — اس کے ساتھ گول شانوں والا لمبا بڈھا تھا — وہ گھر کا بنا ہوا، بھورے رنگ کا چیتھڑے چیتھڑے کوٹ پہنے ہوئے تھا جو کمر پر ایک رسی سے کسا ہوا تھا — اس کے سر پر جرمن افسروں والی اونچی ٹوپی تھی —

لڑکوں کے قول کے مطابق یہ تھے نانا میخائل — اس کا چہرہ سنٹ نکولاس کی طرح تھا جس سے مہر و محبت کا نور چھن رہا تھا — ایسا ہی نور گاؤں میں دیوتاؤں کی سادہ تصویروں سے جھلکتا ہے — بچے جیسی صاف شفاف، روشن روشن آنکھیں اور نرم نرم سی، پتلی پتلی آب رواں سی داڑھی، جو چاندی جیسی سفید تھی — اس نے الکسئی کو بھیڑ کی کھال کے ایک پرانے کوٹ میں لپیٹا، جو رنگ برنگے پیوندوں سے پٹا ہوا تھا اور جب اس نے اس کا ھلکا اور

مضمحل جسم اٹھایا اور لپیٹا تو بھولپن بھرے تعجب کے ساتھ بڑبڑایا:

''بیچارا، بیچارا لڑکا! ارے، تم تو گھل کر کانٹا ہو گئے ہو! خدا کی پناہ، تم تو ہڈیوں کا ڈھانچہ رہ گئے ہو اور بس! اوہ یہ لڑائی لوگوں پر کیا کیا ستم توڑ رہی ہے! کیسا عذاب ہے یہ!''

اس نے بڑی احتیاط اور نرمی سے الکسئی کو برف والی گاڑی میں ڈالا جیسے وہ کوئی نوزائیدہ بالک ہو — اس کو ایک رسی سے باندھا، ایک لمحے کو سوچا، اپنا کوٹ اتارا، اس کو لپیٹا اور الکسئی کے سر کے نیچے رکھ دیا — تب وہ گاڑی کے آگے گیا اور ٹاٹ سے بنا ہوا جوا اپنی گردن پر رکھا اور دونوں لڑکوں کو ایک ایک رسہ پکڑاتے ہوئے بولا ''اللہ ہمارا نگہبان!''، ان تینوں نے پگھلتی ہوئی برف پر گاڑی کو کھینچنا شروع کیا — برف گاڑی کی نچلی پٹریوں سے چمٹ جاتی، چرمراتی اور ان کے پیروں تلے دھنس دھنس جاتی —

۱۰

اگلے دو تین دن تک، الکسئی کو محسوس ہوا جیسے وہ ایک گھری اور گرم دھند میں لپٹا ہوا ہو جس میں سے اسے اپنے ارد گرد ہونے والی باتوں کی دھندلی دھندلی تصویر نظر آ رہی تھی — حقیقت ہذیانی وہم و خیال میں مدغم ہو رہی تھی اور کہیں بہت دیر بعد اسے اتنا ہوش آیا کہ وہ حقیقی واقعات کو الگ الگ کر کے دیکھ سکے —

پناہ گزیں اس گھنے جنگل میں رہتے تھے — ان کی خندقیں جن پر چیڑ کی شاخوں کے چھپر پڑے ہوئے تھے، اب تک برف سے ڈھکی ہوئی تھیں اور ان کا کھوج لگانا مشکل تھا — ان میں سے جو

دھواں نکلتا تھا، سیدھے زمین سے نکلتا ہوا معلوم ہوتا تھا — جس دن الکسئی وہاں پہنچا تھا فضا میں سکون اور شادابی تھی — دھواں کائی میں ٹھہرتا اور درختوں میں پیچ و خم کھاتا تو الکسئی کو لگتا کہ یہ جگہ جنگل کی بجھتی ہوئی آگ سے گھری ہوئی ہے —

سبھی لوگ —— زیادہ تر عورتیں اور بچے اور چند بوڑھے —— جب انہوں نے سنا کہ میخائل ایک سوویت ہوا باز کو یہاں لانے والا ہے، جو یہاں نہ جانے کس طرح چلا آیا تھا، اور جو بقول فیدکا ''بس ہڈیوں کا ڈھانچہ،، معلوم ہوتا تھا، تو سب کے سب اس کا سواگت کرنے کو دوڑ پڑے — جب درختوں کے جھرمٹ سے ''ترونیکا،، نظر آئی تو عورتیں اس کی طرف دوڑیں اور ان بچوں کو بھگاتے ہوئے، جو آگے پیچھے دوڑ رہے تھے، خود گاڑی کے چاروں طرف گھیرا ڈال کر کھڑی ہو گئیں — پھر روتی اور بسورتی ہوئی اس کے ساتھہ ساتھہ اسی طرح خندقوں تک گئیں — وہ سب چیتھڑوں میں تھیں اور سب کی سب یکساں بوڑھی معلوم ہوتی تھیں — دھویں اور چولھے کی کالک نے خندقوں میں ان کے چہروں کو سنولا دیا تھا اور جوان عورتوں کو محض ان کی جگمگاتی ہوئی آنکھوں اور دانتوں سے جو سیاہ چہروں میں خوب چمکتے تھے، پہچانا جا سکتا تھا —

''عورتو! اوہ عورتو! آخر تم لوگوں نے یہاں میلہ کیوں لگا رکھا ہے؟ یہ کوئی تماشا تو ہے نہیں!،، نانا میخائل نے زور لگاکر جوئے کو کھینچتے ہوئے غصے میں کہا ''خدا کے لئے راستے سے ہٹ جاؤ! خدا کی پناہ، تم بالکل بھیڑوں کا گلہ معلوم ہوتی ہو! دھت تیری!،،

عورتوں کے ھجوم سے الکسئی نے یہ آوازیں سنیں:

''ہائے کتنا دبلا ہے دکھیا! بالکل ہڈیوں کا ڈھانچہ ہے — یہ تو ہلتا ڈولتا بھی نہیں — کیا زندہ ہے؟،،

''بے ہوش ہے — کیا ہوا ہے اسے؟ اوہ کیسا گھل گیا ہے، کیسا کانٹا ہے بیچارا!،،

اور تب حیرت کے نقرے ختم ہو گئے — ان عورتوں پر ان انجانے اور خوفناک تجربوں کے خیال سے بہت اثر ہوا جن سے ہوا باز گزرا تھا — ادھر گاڑی خندقوں میں چھپے ہوئے گاؤں کے قریب آ رہی تھی اور ادھر ان میں آپس میں ایک بحث چھڑ گئی تھی کہ آخر الکسئی کس کی خندق میں جائے —

''میری خندق سوکھی ہے —— ریت ہر طرف ریت، اور وہاں ہوا بھی خوب آتی ہے... اور میرے پاس ایک چولھا بھی ہے،، بوٹے سے قد اور ہنستی چھکتی آنکھوں اور گول چہرے والی ایک عورت نے کہا، اور اس کے دیدوں کی سفیدی نوجوان حبشی کی آنکھوں کی طرح چمک رہی تھی —

''چولھا! لیکن تم سب کتنے ہو وہاں؟ وہاں کی بو ہی تمہیں دوسری دنیا کی سیر کرانے کو کافی ہے! اس کو میری جگہ رکھو میخائل — میرے تین بیٹے سوویت فوج میں ہیں اور میرے پاس کچھہ آٹا بچا ہوا ہے — میں اس کے لئے اچھی سی نان بناؤنگی!،،

''نہیں، نہیں! اس کو میرے ہاں رکھو — میرے پاس بہت جگہ ہے — ہم صرف دو آدمی ہیں اور ہمارے پاس بہت ساری جگہ ہے — تم اپنی نان وہیں لا کر دے دینا — وہ کہیں بھی کھائے اس سے اس کے لئے کوئی فرق نہیں پڑتا — کسیوشا اور میں اس کی پوری دیکھہ بھال کرینگے، تم بےفکر رہو — میرے پاس کچھہ ٹھنڈی مچھلی اور سانپ کی چھتریاں ہیں... میں اس کے لئے مچھلی اور سانپ کی چھتریوں کا شوربہ پکاؤنگی...،،

''بھلا مچھلی سے اس کو کیا فائدہ ہوگا جبکہ وہ قبر میں پاؤں لٹکائے بیٹھا ہے؟ اس کو میرے یہاں لے آؤ، نانا جان، ہمارے پاس گائے ہے اور ہم اس کو دودھ دینگے پینے کو!،،

لیکن میخائل گاڑی کو کھینچتے ہوئے اپنی خندق کے پاس گیا جو اس ''زمیں دوز،، گاؤں کے بیچ میں تھی —

...الکسئی کو یاد تھا کہ وہ زمین کے اندر ایک چھوٹی سی اندھیری خندق میں ایک تخت پر لیٹا ہوا تھا اور ایک مشعل دیوار پر گڑی ہوئی، دھواں دھواں سی روشنی دے رہی تھی اور اس کی چنگاریاں ہوا میں بھڑک رہی تھیں — اس روشنی میں اس نے ایک میز دیکھی جو جرمن مائن کے لکڑی کے تختوں سے بنائی گئی تھی — میز لکڑی کے ایک کھونٹے کے سہارے کھڑی تھی جو زمین میں ٹھکا ہوا تھا، آرے سے کٹے ہوئے کئی کندے میز کے چاروں طرف رکھے تھے جو تپائیوں کا کام دیتے تھے — ایک نازک سا پیکر، سر پر سیاہ رومال باندھے اور بوڑھی عورت کا لباس پہنے میز پر جھکا نظر آ رہا تھا —— یہ تھی وارووارا، نانا میخائل کی سب سے چھوٹی بہو — ساتھ ھی اسے میخائل کا سر بھی، اپنی پتلی پتلی سفیدی مائل لٹوں کے ساتھ نظر آتا —

الکسئی پیال کے ایک دھاری دار گدے پر پڑا ہوا تھا — وہ اب تک بھیڑ کی کھال کے رنگا رنگ پیوندوں والے کوٹ سے ڈھکا ہوا تھا جس سے ایک خوشگوار، کھٹاس بھری، گھریلو بو نکل رہی تھی... اگرچہ اس کا بدن ٹوٹ اور دکھ رہا تھا، جیسے اسے سنگسار کیا گیا ہو، اور پیر جل رہے تھے جیسے ان پر گرم اینٹیں رکھ دی گئی ہوں، پھر بھی اس طرح پڑے رہنا اور یہ محسوس کرنا کہ وہ محفوظ ہے اس کے لئے بہت خوشگوار تھا — اس احساس میں بڑی

راحت تھی کہ اسے اب اپنی جگہ سے ہلنے کی ضرورت نہیں، یا سوچنے یا ہر وقت چوکس اور چوکنا رہنے کی ضرورت نہیں —

کونے میں چولھے سے دھواں سرمئی لچھوں اور پرپیچ تہوں کے ساتھہ چھت تک اٹھتا چلا جاتا اور الکسئی کو لگتا کہ صرف یہ دھواں ہی نہیں بلکہ میز، نانا میخائل کا چاندی جیسا چمکتا ہوا سر، جو ہر وقت کسی نہ کسی ادھیڑبن میں مصروف رہتا تھا اور واروارا کا کومل جسم بھی ہوا میں تیر رہے ہیں، جھوم رہے ہیں اور پگھل رہے ہیں — اس نے آنکھیں بند کرلیں — جب ٹاٹ کے لگے ہوئے دروازے سے ٹھنڈی ہوا کا جھونکا آیا تو اس نے آنکھیں کھول دیں — میز کے پاس ایک عورت کھڑی تھی — اس نے اپنا تھیلا میز پر رکھہ دیا تھا — اس کے ہاتھہ تھیلے پر دھرے ہوئے تھے جیسے سوچ رہی ہو کہ کیوں نہ وہ اسے واپس اٹھا لے — اس نے ٹھنڈی سانس لی اور واروارا سے بولی :

''لو یہ کچھہ سوجی ہے جو لڑائی سے پہلے ہی سے پڑی ہے— میں اسے اپنے کوستیونکا کے لئے بچا بچا کر رکھہ رہی تھی — لیکن اب اس کو کسی چیز کی ضرورت نہیں — لو اس میں سے کچھہ پکا کر اپنے مہمان کو کھلاؤ— یہ بچوں کے لئے ہے اور اسی کی اس وقت اسے ضرورت ہے —،،

وہ مڑی اور خندق میں ہر شخص کو اپنے غم سے متاثر چھوڑ گئی — کوئی اور پالے میں جمائی ہوئی ٹھنڈی مچھلی بریم لے آیا، کوئی چولھے کے پتھر پر سنکی ہوئی نان لایا اور اس طرح پوری خندق تازہ روٹی کی ترش اور گرم خوشبو سے بس گئی —

سیریونکا اور فیدکا آئے — سیریونکا نے کسان کی سی گمبھیرتا سے ٹوپی اتارتے ہوئے کہا ''آداب،، اور میز پر شکر کے دو ٹکڑے رکھے جن پر بھوسا اور تمباکو کے ریزے لگے ہوئے تھے —

''یہ ماں نے بھیجی ہے — تمہارے لئے شکر بہت اچھی ہے — کھاؤ —،، اور اس نے نانا میخائل کی طرف مڑتے ہوئے بہت ہی کاروباری انداز میں کہا ''ہم پھر جلے ہوئے گاؤں گئے تھے — ہمیں لوہے کا ایک برتن، دو کدالیاں، جو قریب قریب بالکل اچھی حالت میں ہیں، اور ایک کلہاڑی ملی — یہ چیزیں کام آ سکتی ہیں —،،

اسی اثنا میں فیدکا اپنے بھائی کے پیچھے کھڑا للچائی ہوئی نظروں سے شکر کے ٹکڑوں کو دیکھتا رہا اور کافی زور زور سے تھوک گھونٹتا رہا —

بعد میں، جب الکسئی نے ان سب باتوں پر غور کیا تو اسے ان تحفوں کی قدر و قیمت کا پورا اندازہ ہوا جو گاؤں میں اسے دئے گئے تھے —— اس گاؤں میں جس کی ایک تہائی آبادی، جاڑے میں فاقے سے تڑپ تڑپ کر مر گئی تھی، جہاں ایک خاندان بھی ایسا نہ تھا جسے اپنے دو ایک جگر پاروں کو رونا نہ پڑا ہو —

''اوہ، عورتو، عورتو، عورتو، تم بے بہا دولت ہو! سنا تم نے، الکسئی، میں کیا کہہ رہا ہوں؟ میں کہتا ہوں روسی عورت ایک بے بہا دولت ہے — بس ذرا سا اس کے دل کو چھونے کی ضرورت ہے اور وہ اپنی آخری دولت بھی تم پر نچھاور کردیگی، ضرورت پڑے تو اپنا سر بھی تمہاری نذر کر دیگی — کیا خوب ہوتی ہیں ہماری عورتیں — کیا میں غلط کہہ رہا ہوں؟،، نانا میخائل الکسئی کے لئے تحفے قبول کرتے جاتے اور اس طرح کی باتیں کہتے جاتے اور پھر اپنے کام میں جٹ جاتے جس سے ان کا ہاتھ ہمیشہ بھرا رہتا تھا —— لگام، گھوڑے کے جوئے یا پھٹے پرانے فیلٹ بوٹ کی مرمت کرتے رہتے —

''اور کام میں بھی ہماری عورتیں ہم سے پیچھے نہیں ہیں — سچی بات تو یہ ہے کہ وہ ہم سے دو قدم آگے ہی ہیں! بس مجھے جو چیز پسند نہیں وہ ان کی زبان ہے! یہ میری جان لے کر رہینگی، میں

کہتا ہوں یہ عورتیں میری جان لے کر رہینگی! جب میری انیسیا چل بسی تو میں نے دل میں سوچا 'الله تیرا شکر ہے، اب مجھے ذرا سکون نصیب ہوگا!، لیکن دیکھو خدا نے مجھے اس کی سزا دی — ہمارے سارے مرد جو فوج میں نہ جا سکے، جرمنوں سے لڑنے کے لئے چھا پہ ماروں میں شامل ہو گئے اور میں اپنے گناہ کی سزا بھگتنے کے لئے عورتوں کا سردار بنا دیا گیا —— جیسے ایک جنگلی بکرا بھیڑوں کے گلے میں آن پھنسا ہو... یہ کام بڑا کٹھن ہے، کہتا ہوں میں!،،

الکسئی کو جنگل کی اس انسانی آبادی میں بہت سی ایسی باتیں نظر آئیں جن پر اسے بڑی حیرانی ہوئی — جرمنوں نے پلاونی کے رہنے والوں سے ان کے گھر، ان کا ساز و سامان، ان کی کھیتی باڑی کا سامان، مویشی، گھر کے برتن اور کپڑے، ہر چیز چھین لی تھی، جو کئی پشتوں کی محنت سے انہیں حاصل ہوئی تھی اور اب لوگ اس جنگل میں انتہائی دکھه کے دن کاٹ رہے تھے — ہمیشه انہیں یه خطرہ ستاتا رهتا که جرمن ان کی مہک نه پالیں — وہ بھوکے رہتے اور ٹھنڈ میں ٹھٹھرتے — لیکن پنچائتی فارم تباہ نه ہوا — اس کے برعکس جنگ کی بلائے ناگہانی نے ان کو اور بھی مضبوطی سے متحد کر دیا تھا — وہ ایک ساتھه مل کر خندقیں کھودتے اور ان زمیں دوز گھروں میں مل جل کر رہتے — وہ یہ کام بے ترتیبی سے نہیں کرتے تھے بلکه وہ اپنی اپنی ٹولیوں کے اعتبار سے رہتے تھے، جو انہوں نے فارم میں بنائی تھیں — جب نانا میخائل کے داماد کو موت کے گھاٹ اتار دیا گیا تو انہوں نے پنچائتی فارم کے صدر کے فرائض سنبھال لئے اور جنگل میں وہ پنچائتی فارم کے تمام رسم و رواج پر ایک مقدس فریضے کی طرح عمل کرتے رہے — اور اب، ان کی رہنمائی میں، جنگل کی اس گھنی پہنائی میں، خندقوں کا یه گاؤں، بریگیڈوں

اور ٹیموں کی شکل میں موسم بہار کا سواگت کرنے کی تیاریاں کر رہا تھا۔

سب فاقہ کر رہے تھے، پھر بھی کسان عورتیں اپنا سارا غلہ لے کر مشترکہ خندق میں جمع ہو گئیں۔ یہ وہ غلہ تھا جو انہوں نے اپنے گاؤں سے بھاگتے بھاگتے بچا لیا تھا ــــ اب اس کا ایک ایک دانہ یہاں جمع کر دیا گیا تھا۔ ان بچھڑوں کا سب سے زیادہ خیال کیا جاتا جن کو جرمن بدمعاشوں کی دست برد سے بچ جانے والی گایوں نے جنم دیا تھا۔ یہ لوگ فاقہ کرتے لیکن پنچائتی ملکیت کو، مویشیوں کو ذبح نہ کرتے۔ سر ہتیلی پر رکھہ کر گاؤں کے چھوکرے جلے ہوئے گاؤں میں جاتے اور راکھہ کے ڈھیروں کو الٹ پلٹ کر، ہل کے پھل نکالتے جو تپ کر نیلے پڑ گئے تھے۔ یہ ہل کے پھل وہ اپنے زمیں دوز گاؤں لاتے اور ان میں سے جو سب سے زیادہ قابل استعمال ہوتے ان کو لکڑی کے دستوں میں لگاتے۔ عورتوں نے بوروں سے جوئے بنائے تاکہ موسم بہار میں ان کی مدد سے گایوں کو ہلوں میں جوتا جا سکے۔ عورتوں کی ٹولیوں نے جھیل میں مچھلیاں پکڑنے کے لئے باری بنا لی تھی اور اس طرح انہوں نے جاڑے بھر سارے گاؤں کے لئے خوراک مہیا کی تھی۔

اگرچہ نانا میخائل ''اپنی عورتوں،، پر غراتے اور بڑبڑاتے رہتے تھے اور اس وقت اپنے کانوں پر ہاتھہ رکھہ لیتے تھے جب وہ اس کی خندق میں پنچائتی فارم سے کسی مسئلے کے متعلق لمبے لمبے اور گرم گرم جھگڑے چکانے لگتیں، جن کے اور چھور کا الکسئی کو کوئی پتہ نہ چلتا ــــ جب اس کے صبر کا پیمانہ چھلک پڑتا تو وہ اپنی تیز باریک آواز میں ان پر برس پڑتا، پھر بھی ساری باتیں سننے والے مہمان کی خاموشی کا فائدہ اٹھا کر وہ ''عورتوں کی امت،، کے گن گاتا اور زمین اور آسمان کے قلابے ملا دیتا۔

''لیکن دیکھنا بات کیا ہے، الکسئی،، وہ کہتا ''عورت ہر چیز کو دونوں ہاتھوں سے دبوچ کر پکڑتی ہے — کیا میں صحیح نہیں کہہ رہا ہوں؟ وہ ایسا کیوں کرتی ہے؟ اس لئے کہ عورت کنجوس ہوتی ہے؟ ذرا بھی نہیں! وہ ایسا اس لئے کرتی ہے کہ یہ چیز اسے عزیز ہے — وہی بچوں کو کھلاتی پلاتی ہے — چاہے تم جو بھی کہو وہی گھر کا کاروبار چلاتی ہے — اب سنو ذرا یہاں کیا ہوا — تم خود ہی دیکھہ سکتے ہو ہم یہاں کس طرح کی زندگی گزار رہے ہیں — ہم ایک ایک ریزے کو گنتے ہیں — ہاں، ہم فاقہ کر رہے ہیں — لیکن یہ قصہ جنوری کا ہے — چھاپہ ماروں کا ایک گروہ یکایک یہاں آگیا — نہیں وہ ہمارے آدمی نہیں تھے — ہم نے سنا ہے ہمارے آدمی تو کہیں اولینن کے قریب لڑ رہے ہیں — یہ لوگ ہمارے لئے اجنبی تھے — یہ ریلوے کے چھاپہ مار تھے — یہ لوگ ہمارے پاس آئے اور بولے 'ہم بھوکے مر رہے ہیں —، اب بتاؤ تم کیا کہتے ہو؟ اگلے دن ان عورتوں نے ان لوگوں کے تھیلے خوراک سے بھر دئے، اور کب جب ان کے بچے بالے بھوک سے پھول پھول کر جان دے رہے تھے — آئیں؟ میں ٹھیک ہی کہہ رہا ہوں نا؟ ہاں میں ٹھیک ہی کہہ رہا ہوں — اگر میں کوئی بڑا کمانڈر ہوتا تو جرمنوں کو مار بھگانے کے بعد اپنی تمام بہترین فوجوں کو ایک عورت کے سامنے قطار اندر قطار کھڑا کراتا اور ان کو حکم دیتا کہ مارچ کرو اور اس روسی عورت کو سلامی دو — میں تو یہی کرتا!..،،

بڈھے کی باتیں الکسئی پر لوری کا اثر کرتیں اور وہ اکثر ایسے وقت جب اس کی زبان طوفان میل کی رفتار سے چلتی رہتی، نیند کی ایک دو جھپکیاں لے لیتا — لیکن کبھی کبھی اس کا جی چاہتا کہ اپنی جیب سے خط اور لڑکی کی تصویر نکالے اور اسے دکھائے لیکن

اس میں تو جنبش کی بالکل سکت نہ تھی — لیکن جب نانا میخائل اپنی عورتوں کے گن گاتے تو الکسئی کو لگتا کہ وہ اپنی وردی کے کرتے میں سے خطوں کی گرمی محسوس کر رہا ہے —

میز پر نانا میخائل کی بے زبان بہو بیٹھی، کسی نہ کسی کام میں لگی رہتی — شروع میں تو الکسئی اسے بوڑھی عورت سمجھ بیٹھا تھا، شاید نانا میخائل کی بیوی — بعد میں اس نے دیکھا کہ وہ بیس بائس برس سے زیادہ کی نہیں ہو سکتی — اس کی چال بڑی سبک تھی — وہ من موہنی اور سندر تھی — اور اس نے دیکھا کہ جب کبھی وہ اپنی خوف زدہ اور تردد بھری نگاہوں سے اس کو دیکھتی تھی تو ہمیشہ لرزجاتی اور ٹھنڈی سانس لیتی، جیسے آنسو پینے کی کوشش کر رہی ہو — کبھی کبھی رات کو، روشنی بجھہ جاتی اور خندق کی دھوئیں بھری تاریکی میں جھینگر بولتا —— (اسے نانا میخائل جلے ہوئے گاؤں سے کسی برتن کے ساتھہ، دستانے میں چھپا لائے تھے تاکہ گھر کا مزا آجائے) —— تو الکسئی کو محسوس ہوتا کہ دوسرے تختے سے کسی کے ہولے ہولے رونے کی آواز آ رہی ہے اور کوئی اپنی سسکیوں کو دبانے کے لئے تکیے کو منہ میں ٹھونس رہا ہے —

۱۶

نانا میخائل کے ساتھہ الکسئی کے قیام کے تیسرے دن، صبح کے وقت بڈھے نے اس سے بڑی قطعیت کے ساتھہ کہا:

''الکسئی تمھارے جسم پر تو جوئیں دوڑتی پھرتی ہیں، ہاں! جوئیں تو گوبر کے کیڑوں سے بھی بد تر ہیں—اور کھجانے میں تمھیں بڑی مشکل ہوتی ہے — بتاؤں کیا کرنا چاہئے — میں تمھیں نہلاؤں گا — کیا رائے ہے تمھاری؟ گرم گرم اشنان — بڑا مزا آئیگا!

میں تمہارا بدن دھوؤں گا — بھاپ سے تمہاری ہڈیوں میں ذرا گرمی پہنچیگی — تم جتنی مصیبتیں جھیل چکے ہو اس کے بعد تمہیں اس سے آرام ہوگا — کیا کہتے ہو تم؟ ٹھیک ہے نا؟،،

اور اس نے نہلانے کا انتظام کرنا شروع کر دیا — اس نے کونے کے چولھے میں آگ اتنی تیز کردی کہ چولھے کے پتھر زور زور سے چٹخنے لگے — خندق کے باہر ایک زوردار الاؤ جلایا گیا اور (جیسا کہ الکسئی کو بتایا گیا) ایک بڑے سے پتھر کو گرم کیا گیا — واریا نے لکڑی کے ایک ٹب کو پانی سے بھر دیا — سنہری پیال زمین پر بچھائی گئی — اس کے بعد، نانا میخائل کمر تک ننگ دھڑنگ، صرف جانگھیا پہنے، جلدی جلدی لکڑی کی ایک چھوٹی سی بالٹی میں سوڈا پوٹاش گھولنے لگے اور چھال سے نہانے کا اسفنج بنایا — جب خندق اتنی گرم ہوگئی کہ چھپر سے ٹھنڈے پانی کے قطرے ٹپکنے لگے تو بوڑھا لپک کر باہر گیا اور جلد ہی لوہے کے ایک پترے پر دھکتا ہوا سرخ پتھر اٹھائے ہوئے واپس آ گیا — اس نے پتھر ٹب میں گرا دیا — بھاپ کا ایک بادل اٹھا اور چھت تک تیرتا چلا گیا اور چھت سے ٹکرا کر پاش پاش ہو گیا اور پھر پر پیچ مرغولوں میں بدل گیا — دھند میں کچھ بھی نظر نہ آ رہا تھا — لیکن الکسئی نے محسوس کیا کہ بوڑھے کے تیز اور چست ہاتھ اس کے کپڑے اتار رہے ہیں —

واریا سسر کا ہاتھ بٹا رہی تھی — اس نے مارے گرمی کے اپنا روئی دار کوٹ اور رومال اتار پھینکا — اس کی گھنی چوٹیاں جن کا تصور بھی پھٹے ہوئے رومال کے نیچے نہ ہو سکتا تھا، اس کی پیٹھ پر لہراتی ہوئی گر گئیں اور وہ آن کی آن میں بدل گئی — اب وہ دیواسی نہیں تھی — وہ اب کومل، بڑی بڑی آنکھوں والی، سبک خرام لڑکی بن گئی — یہ تبدیلی اتنی اچانک ہوئی تھی کہ الکسئی،

جس نے اب تک اس کی طرف کوئی توجہ نہ دی تھی، اپنی عریانی پر کٹ کر رہ گیا —

''پروا نہ کرو، الکسئی، میرے بچے،، نانا میخائل نے اس کو حوصلہ دلاتے ہوئے کہا — ''کوئی چارہ نہیں — تمہارا یہ کام تو ہمیں کرنا ہی ہے — میں نے سنا ہے فن‌لینڈ میں مرد اور عورتیں ایک ساتھہ نہاتے ہیں — کیا یہ سچ نہیں؟ شاید یاروں نے اڑائی ہوگی — لیکن واریا، اس وقت یہاں ہسپتال کی نرس کی طرح ہے — وہ ایک سپاہی کی تیمارداری کر رہی ہے — اس لئے اس میں شرمانے کی کوئی بات نہیں — واریا ذرا سنبھالنا اسے اور میں اس کی قمیص اتارتا ہوں — خدا کی پناہ، یہ تو بالکل سڑی ہوئی ہے — یہ تو چیتھڑے چیتھڑے ہو رہی ہے!،،

اسی آن الکسئی کو اس نوجوان عورت کی بڑی بڑی سیاہ آنکھوں میں خوف نظر آیا — اس تباہی اور حادثے کے بعد سے اس نے پہلی بار بھاپ کے تھرتھراتے ہوئے پردے میں سے خود اپنا جسم دیکھا — سنہری پیال پر ایک انسانی ڈھانچہ پڑا ہوا تھا جس پر کھال منڈھی ہوئی تھی اور گھٹنے کی ہڈیاں بہت نمایاں اور ابھری ہوئی تھیں — پیٹ ایک خالی گڈھا نظر آ رہا تھا اور پسلیاں بہت ابھری ہوئی تھیں —

بڈھے نے بالٹی میں پانی کو خوب ھلایا، اسفنج بھورے رنگ کے تیل جیسے پانی میں ڈبویا اور اس کو الکسئی کے جسم کے اوپر اٹھایا — گرم گرم بھاپ میں سے اسے پیال پر ایک مریل اور ھڈیالا سا ڈھانچہ نظر آیا اور اس کا بازو اسفنج لئے ہوئے ہوا میں اٹھا کا اٹھا رہ گیا —

''خدا کی پناہ!،، اس کے منہ سے نکلا ''قابل رحم ہے تمہاری حالت الکسئی! تمہاری حالت خراب ہے، میں کہتا ہوں — سمجھے؟

تم جرمنوں کے چنگل سے بچ نکلنے میں کامیاب ہو گئے، لیکن کیا تم موت سے...،،

اور یکایک وہ واریا کی طرف غصے سے مڑ گیا جو الکسئی کی پیٹھ کو سہارا دے رہی تھی —

''بےوقوف تو ننگے آدمی کو کیوں تک رہی ہے؟ تو ہونٹ کیوں چبا رہی ہے؟ تم عورتیں... سب ایک ہی جیسی ہو! اور تم الکسئی، تم کسی چیز کے بارے میں نہ سوچو، پریشان نہ ہو! ہم موت کے دیو کو تمہارا بال بیکا نہ کرنے دینگے — یہ ہم ہرگز نہ ہونے دینگے! ہم تمہاری دیکھہ بھال کرینگے، تمہاری صحت واپس لائینگے اور تمہیں بالکل ٹھیک ٹھاک کر دینگے — میرے کہے پر یقین کرو!،،

بڑی احتیاط اور مستعدی سے اس نے الکسئی کا بدن پانی سے دھونا شروع کیا جیسے وہ کوئی دودھہ پیتا بچہ ہو — اس کو ایک کروٹ سے دوسری کروٹ کیا، اس کے اوپر پانی ڈالا اور اتنے زوروں سے اسے ملنا شروع کیا کہ اس کی ابھری پسلیاں چٹخنے لگیں —

واریا خاموشی سے اس کا ھاتھہ بٹاتی رہی —

لیکن بڈھے کے پاس اسے ڈانٹ بتانے کی کوئی وجہ نہ تھی — وہ اس خوفناک اکڑے ہوئے جسم کو نہیں دیکھہ رہی تھی جو بالکل بے بس اس کے بازوؤں میں پڑا تھا — اس نے اس سے اپنی نگاھیں ہٹانے کی پوری کوشش کی لیکن غیر ارادی طور پر اس کی نگاھیں، بھاپ کو چیرتی ہوئی الکسئی کے پیر یا بازو پر پڑتیں تو خوف کا شعلہ سا اس کی آنکھوں میں چمک اٹھتا — وہ سوچتی کہ یہ ھواباز جو اس کے گھر نہ جانے کس طرح آ گیا تھا، کوئی اجنبی نہیں تھا — نہیں وہ تو اس کا اپنا میشا تھا — یہ کوئی انجان مہمان

نہ تھا، وہ اس کا اپنا شوہر تھا جس کے ساتھ اس نے صرف ایک بہار کاٹی تھی —— چوڑے چکلے شانوں والا، جس کے چہرے پر بڑی بڑی، روشن روشن سی چھائیاں پڑی ہوئی تھیں — اس کی بھویں اتنی سنہری تھیں کہ ان کے ہونے نہ ہونے کا فرق مٹ گیا تھا — اس کے ہاتھ بہت بڑے بڑے اور مضبوط تھے — اور یہ وہ تھا جس کی فاشست راکھششوں نے یہ درگت بنا دی تھی — یہ اس کے اپنے میشا ھی کا بےجان جسم تھا جسے وہ اپنے بازوؤں میں تھامے ہوئے تھی — خوف نے اسے آدبوچا، اس کا سر گھومنے لگا اور وہ صرف ہونٹ چبا کر ھی خود کو گرنے سے باز رکھہ سکی —

... کچھہ دیر بعد، الکسئی، پتلے دھاری دار گدے پر نانا میخائل کی پیوند سے پٹی ہوئی ایک صاف اور نرم قمیص پہنے، پڑا تھا — اس کو اپنے پورے جسم میں ایک تازگی اور قوت سی محسوس ہو رہی تھی — جب چولھے کے اوپر چھت والے سوراخ سے بھاپ پگھل پگھل کر اڑگئی تو واریا نے اس کو گرم اور دھوئیں کی بو بھرا ہوا گوندنیوں کا جوشاندہ دیا — وہ شکر کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے منہ میں ڈال کر چائے کی چسکیاں لیتا رہا — یہ وہ شکر تھا جو لڑکے لائے تھے — واریا نے ان کو توڑ کر اور برچ کی چھال پر رکھہ کر اس کے سامنے پیش کیا تھا — پھر وہ سو گیا —— جب سے اس پر مصیبتوں کا پہاڑ ٹوٹا تھا، یہ اس کی پہلی گہری نیند تھی جو خواب کی بھی رسائی سے باہر تھی —

زور زور سے بات چیت کی آواز نے اسے جگا دیا — خندق میں قریب قریب اندھیرا ہو رہا تھا — مشعل برائے نام جل رہی تھی — دھوئیں سے بھری ہوئی اس تاریکی میں اس نے نانا میخائل کی تھرتھراتی ہوئی پاٹ دار آواز سنی —

''بالکل عورت ہو، نری عورت — تمہارا دماغ کہاں ہے؟ گیارہ دن تک باجرے کا ایک دانہ اڑ کر اس آدمی کے منہ میں نہیں گیا اور تم نے کیا کیا، گئیں اور اتنا سخت پکا لائیں!... ان سخت انڈوں سے اس کی جان کے لالے پڑ جائیں گے!''، پھر اس کی آواز میں التجا بھی شامل ہو گئی — ''اس کو انڈوں کی ضرورت نہیں — جانتی ہو اس کے لئے کیا چیز اچھی ہوگی واسی‌لیسا؟ مرغی کا اچھا سا شوربہ! ہاں یہ چیز! اس سے اس میں ایک نئی جان پڑ جائیگی — اب البتہ تم ہمیں اپنی 'پارتی‌زانکا' * لا کر دے دو تو...''

لیکن ایک بوڑھی عورت کی سراسیمہ سی، جھرجھراتی ہوئی آواز نے اس کی بات کاٹ دی —

''نہیں میں نہیں دونگی! نہیں دونگی! مجھ سے کہنا بیکار ہے، بڈھے خناس! اس کے بارے میں اور نہ کہنا! اپنی 'پارتی‌زانکا' دے دوں؟.. مرغی کا شوربہ!.. دیکھتے نہیں لوگ کتنا لا کر دے چکے ہیں — اتنا تو پوری ایک شادی کے لئے کافی ہے! آگے تم اور کیا مانگنے کی سوچ رہے ہو؟''

''واسی‌لیسا! تمہیں یوں عورت کی طرح ٹرانے پر شرم آنی چاہئے!''، مرد کی جھنجھناتی ہوئی آواز پھر ابھری ''خود تمہارے دو بیٹے مورچے پر ہیں اور پھر بھی تم ایسی حماقت کی باتیں کرتی ہو! اس آدمی نے خود کو ہماری خاطر اپاہج بنا لیا ہے، اس نے خون بہایا ہے...''

''میں اس کا خون نہیں چاہتی! میرے بیٹے میرے لئے اپنا خون بہا رہے ہیں! مجھ سے کہنے کی ضرورت نہیں — میں نے کہہ جو دیا، میں نہیں دونگی —— اور بس میں نہیں دونگی!''

---

* چھاپہ مار —

ایک بڑھیا کا ھیولا دروازے کی طرف چلا اور جب دروازہ کھلا تو بہار کی روشنی کی ایک کرن خندق میں تیر گئی — یہ روشنی اتنی تیز تھی کہ الکسئی کی آنکھوں میں چکا چوند سی مچ گئی، اس کے منہ سے کراہ نکل گئی اور اس نے آنکھیں کس کر بند کر لیں — بڈھا لپک کر اس کے پاس پہنچا —

''تم سو نہیں رہے تھے الکسئی؟ کیا تم نے یہ باتیں سنیں؟ سنیں؟ لیکن الکسئی اس کی باتوں کا برا نہ مانو، اس کی باتوں پر اسے برا بھلا مت کہو — الفاظ کیا ھیں، چھلکے ھیں چھلکے — الفاظ کے اندر کا مغز اچھا ھے — کیا تم سمجھتے ھو کہ اس کو مرغی کا اتنا موہ ھے؟ الیوشا! نہیں بالکل ایسا نہیں — جرمنوں نے اس کے پورے خاندان کا صفایا کر دیا — اور وہ ایک بڑا خاندان تھا — سب ملکر دس آدمی تھے — اس کا سب سے بڑا بیٹا کرنل ھے — جرمنوں کو اس کا پتہ چل گیا — واسی‌لیسا کے سوا، کرنل کا پورا خاندان ایک ساتھہ ختم کر دیا گیا — انہوں نے ان کا گھر جلا دیا — تم سمجھہ سکتے ھو، اس عمر میں ایک عورت کے لئے سب کچھہ کھو بیٹھنے کا مطلب کیا ھوتا ھے! اس کے پاس صرف ایک مرغی رہ گئی ھے — میں تمہیں بتاؤں الیوشا، بڑی کائیاں ھے یہ مرغی — پہلے ھی ھفتے، جرمنوں نے ساری مرغیوں اور بطخوں کا صفایا کر دیا — ان جرمنوں کو مرغیاں بہت پسند ھیں، بس ان کے منہ سے صرف اتنا سنائی دیتا ''مرغی، ماں، مرغی!''، لیکن یہ مرغی ان کے نرغے سے نکل بھاگی! یہ معمولی مرغی نہیں ھے، ھاں میں کہتا ھوں! یہ مرغی تو سرکس میں کرتب دکھا سکتی ھے — جب کوئی فاشست احاطے میں آتا تو یہ ڈربے میں گھس جاتی اور یوں چپکی بیٹھہ جاتی جیسے اس کا وجود ھی نہ ھو لیکن جب کبھی ھمارا کوئی آدمی آتا وہ مگن رھتی — خدا ھی بہتر جانتا ھے وہ اس فرق کو کیسے بھانپ لیتی

تھی — اور اس طرح یہی واحد مرغی ہے جو گاؤں بھر میں بچ رہی — اور اس کی اسی چالاکی کی وجہ سے ہم نے اس کا نام 'پارتی‌زانکا' رکھ دیا —،،

الکسئی آنکھیں کھولے اونگھ گیا — وہ جنگل میں اس کا عادی ہو چکا تھا — اس کی خاموشی نے نانا میخائل کو ضرور پریشان کر دیا ہوگا — اس نے خندق میں چکر لگاتے ہوئے اور میز پر کوئی کام کرتے ہوئے آخر دوبارہ یہی مسئلہ چھیڑ دیا —

''الکسئی اس عورت کو برا نہ سمجھو! میرے دوست اس کو سمجھنے کی کوشش کرو — وہ ایک بڑے سے جنگل میں برچ کے ایک بوڑھے پیڑ کی طرح تھی جو ہر طرف سے ہوا سے محفوظ ہو — لیکن اب وہ جنگل کے کٹے ہوئے حصے میں ایک سڑے ہوئے ٹھنٹھہ کی طرح ہے اور اکیلی یہ مرغی ہی اس کے دل کا پھایا ہے — تم کچھہ بولتے کیوں نہیں؟ کیا تم سو رہے ہو؟ اچھا، سوؤ سوؤ!،،

الکسئی جاگ بھی رہا تھا اور سو بھی رہا تھا — وہ بھیڑ کی کھال کے نیچے پڑا ہوا تھا اور اس کھال سے روٹی کی بو آ رہی تھی —— ایک ایسی بو جو کسانوں کے پرانے گھروں میں بسی ہوتی ہے — وہ جھینگر کی سکون بخش آواز سنتا رہا — اسے اپنی انگلی ہلانے میں بھی جھجک محسوس ہو رہی تھی — اس کو محسوس ہوا جیسے اس کا جسم بغیر ہڈیوں کا ہو جس میں گرم روئی بھر دی گئی تھی اور اس کے اندر خون دوڑ اور دھڑک رہا تھا — اس کے ٹوٹے ہوئے اور سوجے ہوئے پیروں میں بھنبھوڑتے ہوئے شدید درد سے جلن ہو رہی تھی — لیکن اس میں کروٹ لینے یا ذرا سا ہلنے کی بھی سکت نہ تھی —

اس نیم خود فراموشی کے عالم میں، الکسئی کو اپنے گرد و پیش کی زندگی کا کچھہ کچھہ احساس تھا —— جیسے یہ کوئی حقیقی

زندگی نہ ہو، جیسے فلم کے پردے پر محض خیالی اور بے ربط مناظر جھلملا رہے ہوں —

بہار آگئی تھی — پناہ گزینوں کا یہ گاؤں بڑے کٹھن دن کاٹ رہا تھا — یہاں کے رہنے والوں نے زمین میں جو کھانے پینے کی چیزیں چھپا رکھی تھیں، ان کا بچا کھچا حصہ ختم کر رہے تھے — یہ وہ سامان تھا جس کو انہوں نے چپکے چپکے رات کے وقت نکالا تھا اور جلے ہوئے گاؤں سے جنگل میں لےآئے تھے — زمین پر برف پگھل رہی تھی — جو خندقیں جلدی جلدی بنائی گئی تھیں اب ''آنسو بہا رہی تھیں،، — ان کی دیواروں اور چھتوں سے پانی ٹپک رہا تھا — وہ لوگ جو گاؤں کے پچھم کی اور، اولینن کے جنگل میں چھاپہ ماروں کے دستے میں دشمن سے لڑ رہے تھے، اکا دکا، رات کے وقت یہاں آتے تھے — لیکن اب مورچے کی لائن نے ان کا رستہ کاٹ دیا تھا — ان کا کچھ اتہ پتہ نہ تھا — اس چیز نے عورتوں کی مصیبتوں میں اور بھی اضافہ کر دیا — اور اب بہار آگئی تھی، برف پگھل رہی تھی اور انہیں فصل بونے اور ترکاریوں کے باغ لگانے کی فکر کرنی تھی —

عورتیں تردد میں ڈوبی ہوئی، جھنجھلائی جھنجھلائی ادھرادھر چلتی پھرتی نظر آتیں — نانا میخائل کی خندق میں بار بار زور شور سے جھگڑے شروع ہو جاتے اور ایک دوسرے سے توتو میں میں ہونے لگتی اور ان جھگڑوں کے دوران میں عورتیں اپنے سارے پرانے اور نئے، کچھ سچے، کچھ جھوٹے گلوں شکوؤں کی گردان شروع کر دیتیں — کبھی کبھی تو محض شور مچتا رہتا اور کان پڑی آواز سنائی نہ دیتی — مگر اس کائیاں بڈھے کے منہ سے کام کی بات پھوٹنے کی دیر ہوتی اور ہر طرف سناٹا چھا جاتا — وہ ان کے پنچائتی فارم کے بارے میں بعض کام کی صلاح دیتا ''کیا ابھی اس کا وقت نہیں آیا کہ ہم میں سے کوئی ہمارے جلے ہوئے گاؤں میں جائے اور دیکھے کہ زمین سوکھی

ہے یا نہیں؟،، یا ''اب بڑی اچھی ہوا چل رہی ہے — کیوں نہ ہم بیج ہوا میں رکھیں — زمین کے اندر کھلیان میں چھپا کر رکھنے کی وجہ سے بیج نم ہو گئے ہیں —،، بس اتنا کہنا کافی ہوتا — یہ سنتے ہی لڑائی جھگڑا ختم ہو جاتا —

ایک دن نانا میخائل خندق میں داخل ہوا تو وہ بیک وقت خوش بھی نظر آ رہا تھا اور پریشان بھی — وہ اپنے ساتھ ہری گھاس کا ایک تنکا لایا تھا — اس نے آہستہ سے اسے اپنی کھردری ہتیلی پر رکھا اور الکسئی کو دکھایا —

''دیکھنا اسے،، اس نے کہا ''میں ابھی کھیت سے آ رہا ہوں — زمین پر سے برف پگھل رہی ہے اور خدا کا شکر ہے کہ جاڑے کی فصل اپنی بہار دکھا رہی ہے — بہت برف گرتی رہی تھی — اگر ہم بہار کی فصل نہیں بھی کاٹ سکیں تو کوئی بات نہیں، جاڑے کی فصل سے ہمیں روٹی ملتی رہیگی — میں جا کر عورتوں کو بلاتا ہوں —اس سے ان بیچاریوں کا دل نہال ہو جائیگا!،،

خندق کے باہر عورتیں گالکاؤں * کے جھنڈ کی طرح چہکنے لگیں — کھیت سے لائی ہوئی ہری گھاس نے امید کی تازہ کرن جگا دی — شام کے وقت نانا میخائل ہاتھ ملتے ہوئے آئے اور بولے:

''کیوں تمہارا کیا خیال ہے، الکسئی، ہماری لمبے لمبے بالوں والی وزیروں نے کیا فیصلہ کیا ہوگا؟ فیصلہ برا نہیں، میں بتاؤں — ایک ٹولی تو اس چھوٹی سی گھاٹی میں، جہاں ہل چلانا مشکل ہے، جتائی کریگی — وہ گائے جوتینگی ہلوں میں اگرچہ ایسا نہیں ہے کہ ان سے بہت زیادہ کام چل سکیگا — پورے گلے میں سے صرف چھ بچ رہی ہیں — دوسری ٹولی اتھلے حصے میں جتائی کریگی جہاں نسبتاً زیادہ

---

* گالکا —— روسی چڑیا —

خشکی ہے — وہ کدالوں اور پھاوڑوں سے کھدائی کرینگی — ہم ترکاریوں کے کھیت اسی طرح کھودتے ھیں، ہے نا؟ تیسری ٹولی پھاڑی پر جائیگی — وھاں کی زمین ریت بھری ہے — ہم اس کو آلوؤں کے لئے تیار کرینگے — یہ کام آسان ھوگا — ہم اس کام پر لڑکوں اور ذرا کمزور قسم کی عورتوں کو لگائینگے — اور جلد ھی ھمیں حکومت سے بھی مدد مل جائیگی — لیکن اگر ھمیں یہ مدد نہ بھی ملے تو ہم کام چلا لینگے — ہم یہ کام خود ھی کر لینگے — میں تم کو یقین دلاتا ھوں کہ ہم زمین کا ایک چھوٹا سا ٹکڑا بھی بیکار نہیں جانے دینگے — ھمارے سپاھیوں کا بھلا ھو کہ انہوں نے فاشستوں کو ٹھوکر مار کر یہاں سے نکال دیا — اب ہم زندہ رہ سکینگے — ہم ایک مضبوط نسل کے لوگ ھیں اور ھر چیز کا مقابلہ کر سکتے ھیں، چاہے وہ کتنی ھی کٹھن ھو!،،

نانا میخائل بہت دیر تک سو نہ سکا — وہ اپنے پیال کے بستر پر کروٹیں بدلتا رھا — کبھی وہ کھانستا، کبھی بدن کھجاتا اور کبھی کراھتا ''یا خدا، او میرے اللہ!،، وہ کئی بار اٹھا، پانی کی بالٹی کے پاس گیا، ڈونگا بجایا اور ھانپتے ھوئے گھوڑے کی طرح غٹ غٹ پانی چڑھا گیا — آخر وہ اسے برداشت نہ کر سکا — اس نے مشعل جلائی، الکسئی کو چھو کر دیکھا جو نیم بے ھوشی کی حالت میں آنکھیں کھولے پڑا تھا — وہ بولا:

''الکسئی کیا تم سو رہے ھو؟ میں تو یہاں پڑا پڑا سوچ رھا ھوں — وھاں، گاؤں میں، گاؤں کے چوپال میں شاہ بلوط کا ایک پیڑ ہے — تیس برس پہلے پہلی جنگ عظیم کے زمانے میں، جب زار نکولائی کا راج تھا، اس شاہ بلوط پر بجلی گری جس نے اس کا اوپر کا حصہ جلا کر راکھ کر دیا — لیکن یہ درخت بڑا زوردار تھا — اس کی جڑیں مضبوط تھیں — جڑوں سے بہت سی ٹہنیاں پھوٹیں اور جب ان کو اوپر جانے

کا راستہ نہ ملا تو چاروں طرف پہلو میں پھوٹ نکلیں اور اب ذرا دیکھتے تم، کتنا گھنگھریالا شاندار پھیلاؤ ہے اس کا... یہی حال پلاونی کا ہے... بس اگر ذرا دھوپ چمکتی رہے اور زمین زرخیز ثابت ہو تو ہم اپنی سوویت سرکار کے سائے میں، بھیا الکسئی، بس پانچ برس کے اندر اندر سب کچھ ٹھیک ٹھاک کر دینگے — ہم بڑے سخت جان ہیں — بھولنا مت! ہاں کاش یہ جنگ جلد ہی ختم ہو جائے! ہم ان کے پرخچے اڑا دینگے اور پھر ہم سب ملکر اپنے کام میں جٹ جائیں گے — کیا خیال ہے تمہارا؟،،

اس رات کو الکسئی کی حالت زیادہ نازک ہوگئی —

نانا نے جو غسل دلوایا تھا اس نے محرک کا کام کیا اور اس کی بے حسی اور غفلت دور کردی — اسے انتہائی تھکن اور خستگی کا احساس اور ٹانگوں کا درد بڑی شدت کے ساتھ ستانے لگا — وہ بخار میں اپنے گدے پر کروٹیں بدلتا، کراہتا، دانت پیستا، کسی کو پکارتا، کسی پر جھپٹتا اور طرح طرح کے مطالبے کرتا رہا —

واریا نے ساری رات اس کے پاس بیٹھ کر آنکھوں میں کاٹ دی — اس کے گھٹنے اوپر اٹھے ہوئے تھے، ٹھوڑی گھٹنوں پر رکھی ہوئی تھی اور اس کی بڑی بڑی گول گول غم‌زدہ سیاہ آنکھیں، سیدھے سامنے گھور رہی تھیں — تھوڑی تھوڑی دیر پر وہ ایک ٹھنڈا بھیگا ہوا کپڑا الکسئی کے ماتھے یا سینے پر رکھتی، بھیڑ کی کھال کا کوٹ برابر کرتی رہتی جو وہ برابر اٹھا اٹھا کر پھینک رہا تھا — پورے وقت وہ اپنے شوہر کے بارے میں سوچتی رہی جو اس سے بہت دور تھا، جو جنگ کی آندھی میں ادھر ادھر بھٹکتا پھر رہا تھا —

پو پھٹتے ہی بڈھا اٹھ گیا، اس نے الکسئی پر ایک نظر ڈالی جو اب خاموش پڑا اونگھ رہا تھا — اس نے واریا سے سرگوشی میں

کچھ کہتے ہوئے سفر کی تیاری شروع کردی — اس نے دھکیل دھکیل کر فیلٹ بوٹ میں چھپے ہوئے پیروں کو ربر کے جوتوں میں گھسایا جو اس نے خود ہی موٹر کے ٹائر سے بنائے تھے — پھر زور سے اپنے کوٹ پر ریشے کی پیٹی باندھی صنوبر کا ایک ڈنڈا ہاتھہ میں لیا جو لمبے سفر پر ہمیشہ اس کا ہمراھی رھتا تھا اور اس کے ہاتھہ کی گرفت سے چکنا ہو گیا تھا —

وہ الکسئی سے ایک لفظ بھی کہے بغیر باہر نکل گیا —

۱۷

میریسئف کی حالت کچھہ ایسی تھی کہ اس کو اپنے میز بان کی روانگی کا کچھہ پتہ ہی نہ چلا — اگلے پورے دن وہ بے ہوش رہا اور کہیں تیسرے دن جا کر اسے ہوش آیا — اس وقت سورج چڑھہ آیا تھا اور ایک تابناک اور موٹی کرن، آتش دان کے سرمئی تہہ در تہہ دھوئیں کو چیرتی ہوئی، الکسئی کے پیروں تک دوڑتی چلی گئی تھی — اس سے اندھیرا دور کیا ہوتا الٹا اور گہرا اور شدید ہو گیا تھا —

خندق میں کوئی نہیں تھا — دروازے سے واریا کی دبی دبی سی کھسر پھسر سنائی دی — ظاہر تھا کہ وہ کسی کام میں محو تھی اور وہ کوئی پرانا گیت گنگنا رہی تھی جو اس جنگلی علاقے میں بہت مقبول تھا — یہ گیت ریبی‌نا کے پیڑ کے بارے میں تھا — ریبی‌نا شاہ بلوط کے پاس جانے کو تڑپ رہی ہے جو اس سے کچھہ ہی دور اکیلا کھڑا ہے —

الکسئی پہلے بھی کئی بار یہ گیت سن چکا تھا — یہ گیت وہ لڑکیاں گاتی تھیں جو چہکتی ہوئی ٹولیوں میں ہوائی اڈے کو

برابر اور صاف کرنے کے لئے آس پاس کے گاؤں سے آیا کرتی تھیں — اس کو گیت کا نرم رو اور حزن انگیز نغمہ پسند تھا — لیکن پہلے اس نے اس گیت کے بولوں کی طرف دھیان نہ دیا تھا اور فوجی زندگی کے ہنگامے میں یہ بول کوئی اثر چھوڑے بغیر ہی ذہن سے نکل گئے تھے — لیکن اب وہی بول اس نوجوان، بڑی بڑی آنکھوں والی عورت کے ہونٹوں سے کتنے نازک جذبات کے ساتھ پھوٹ رہے تھے اور ان میں محض شاعرانہ جذبات ہی نہیں بلکہ اتنی سچی نسوانی تڑپ رچی ہوئی تھی کہ الکسئی نے اس نغمے کی پوری گہرائی محسوس کر لی اور اب اس کی تھاہ ملی کہ واریا جو ریبی‌نا کا پیڑ تھی، اپنے شاہ بلوط کے لئے کتنا تڑپ رہی تھی —

...لیکن یہ ریبی‌نا کے نصیب میں نہیں
کہ وہ اکیلے شاہ بلوط سے ہم کنار ہو
یہ روشن ہے کہ اس بیچاری یتیم کو
صدیوں اسی طرح برہا کی آگ میں جلنا ہے

واریا گا رہی تھی اور اس کی آواز میں سچے آنسوؤں کی تلخی تھی — الکسئی نے تصور کی آنکھوں سے دیکھا کہ وہ باہر درختوں تلے بیٹھی ہے اور ان درختوں میں بہار کی دھوپ کھیل رہی ہے اور اس کی بڑی بڑی، گول گول، بیقرار آنکھیں ڈبڈبائی ہوئی ہیں — اس کو گلے میں کوئی چیز پھنستی ہوئی محسوس ہوئی اور اس کے دل میں ان خطوں کو دیکھنے کی —— ہاں پڑھنے کی نہیں، بس دیکھنے کی —— خواہش پیدا ہوئی — وہ خط جن کا مضمون اسے زبانی یاد تھا —— وہ خط جو اس کی وردی کی جیب میں پڑے ہوئے تھے — اس کا جی چاہا کہ وہ اس نازک لڑکی کو دیکھے جو چراگاہ میں بیٹھی ہوئی ہے — اس نے تصویر نکالنے کی کوشش کی

مگر اس کا بے جان ہاتھہ گدے پر آ رہا — پھر ہر چیز سرمئی رنگ کے اندھیرے میں تیرنے لگی، جو دھنک کے رنگ کے دائروں سے داغ داغ تھا — اندھیرے سے عجیب و غریب آواز ابھر رہی تھی جیسے کوئی خنجر کی ضربیں لگائے جا رہا ہو — اسی اندھیرے سے اسے دو آوازیں سنائی دیں —— واریا کی آواز اور ایک اور آواز —— دوسری آواز کسی بوڑھی عورت کی تھی — یہ آواز بھی جانی پہچانی تھی — دونوں سرگوشیوں میں باتیں کر رہی تھیں —

''کیا نہیں کھاتا وہ؟،،

''نہیں وہ کھا نہیں سکتا — کل اس نے کیک کا ایک ٹکڑا چبانا چاہا —— بس ایک چھوٹا سا ٹکڑا —— اور اس سے اسے متلی ہوگئی — اس کے لئے یہ غذا ٹھیک نہیں — وہ کچھہ دودھہ پی لیتا ہے، اس لئے ہم اسے تھوڑا سا دودھہ دیتے ہیں —،،

''دیکھو، میں تھوڑا سا شوربہ لائی ہوں... شاید بیچارا لڑکا شوربہ پی لے —،،

''خالہ واسیلیسا!،، واریا کے منہ سے نکلا ''کیا تم نے سچ مچ...،،

''ہاں یہ مرغی کا شوربہ ہے — کیوں تمہیں تعجب کاہے پر ہو رہا ہے؟ یہ کوئی بڑی بات نہیں ہے — اسے جگاؤ شاید تھوڑا سا پی لے —،،

اور اس سے پہلے کہ الکسئی (جس نے یہ پوری بات چیت نیم بےہوشی میں سنی تھی) آنکھیں کھولے واریا نے اسے زور زور اور بےتکلفی سے جھنجھوڑا اور خوش ہوکر چلائی:

''الکسئی پیتروو‌چ! الکسئی پیتروو‌چ! اٹھہ جاؤ! خالہ واسیلیسا تمہارے لئے مرغی کا شوربہ لائی ہیں — میں کہتی ہوں، جاگ جاؤ!،،

مشعل دروازے کے قریب دیوار پر لٹکی ہوئی اور زیادہ تب‌وتاب کے ساتھہ روشنی بکھیرنے لگی — جھلملاتی ہوئی دھواں سی روشنی میں الکسئی کو ایک چھوٹی سی، کمر سے جھکی ہوئی بڑھیا نظر آئی — اس کی ناک عقابی تھی اور چہرے سے جو جھریوں سے بھرا ہوا تھا، چڑچڑاپن جھانک رہا تھا — وہ میز پر کسی کام میں لگی ہوئی تھی — وہ کوئی بڑی سی چیز کھول رہی تھی — پہلے تو اس نے ٹاٹ الگ کیا، اس کے بعد بڑھیا کا کوٹ، پھر کاغذ کا ایک تختہ اور آخرکار لوہے کا ایک برتن نکلا، جس سے پوری خندق میں مرغی کے شوربے کی اتنی لذیذ خوشبو پھیل گئی کہ الکسئی کے خالی پیٹ میں چوہے دوڑنے لگے —

خالہ واسی‌لیسا کے جھریوں بھرے چہرے پر وہی سختی اور چڑچڑاپن قائم رہا —

''لو یہ لائی ہوں میں تمہارے لئے،، اس نے کہا ''لینے سے انکار نہ کرنا — شوربہ پیو اور جلدی سے اچھے ہو جاؤ — شاید، خدا کی مہربانی سے، تم کو اس سے فائدہ ہو —،،

اور الکسئی کو اس بوڑھی عورت کے خاندان کا المناک قصہ اور اس مرغی کا قصہ یاد آ گیا جس کا نام ''پارتی‌زانکا،، پڑ گیا تھا — اور ہر ہر چیز —— بوڑھی عورت، واریا، میز پر بھاپ پھینکتے ہوئے لوہے کے برتن سے نکلتی‌ہوئی مزیدار خوشبو —— ہر چیز آنسوؤں کے ریلے میں تیرنے لگی — اس نے آنسوؤں کی دھند میں سے جھانک کر دیکھا تو اسے بڑھیا کی کڑی نگاہیں نظر آئیں جو بے پناہ رحم کے ساتھہ اس پر جمی ہوئی تھیں —

''نانی، بہت بہت شکریہ،، جب بڑھیا جانے کے لئے دروازے کی طرف مڑی تو وہ صرف اتنا کہہ سکا —

حب وہ دروازے پر پہنچ گئی تو صرف اتنا بولی:

''اس کی ضرورت نہیں — اس میں شکرئیے کی کیا بات ہے؟ میرے بیٹے بھی لڑرہے ہیں — شاید ان کو بھی کوئی شوربہ دیگا — پیو — خدا کرے اس سے تمھیں فائدہ ہو — جلدی سے اچھے ہو جاؤ —،،

''نانی! نانی!،، الکسئی نے اٹھنے کی کوشش کی — لیکن واریا نے اس کو روک دیا اور ہولے سے اسے گدے پر لٹا دیا —

''لیٹ جاؤ، لیٹ جاؤ! لو یہ رہا شوربہ، پی لو —،، اس نے جرمن برتن کا الیمونیم کا ڈھکن بڑھایا جس سے بڑی لذیذ خوشبودار بھاپ نکل رہی تھی اور سر دوسری طرف پھیر لیا — شاید وہ ان آنسوؤں کو چھپانے کی کوشش کر رہی تھی جو بےاختیار آنکھوں میں امڈے چلے آرہے تھے — ''ذرا سا پی لو،، اس نے دوہرایا —

''نانا میخائل کہاں ہیں؟،،

''وہ باہر گئے ہوئے ہیں — وہ کام سے گئے ہیں — ان کو پتہ لگانا ہے کہ ضلع کمیٹی کہاں ہے — وہ بہت دنوں تک واپس نہ آ سکینگے — لیکن تم یہ شوربہ پیو — پی لو نا —،،

ٹھیک اپنی ناک کے نیچے الکسئی کو کہربائی رنگ کے شوربے سے بھرا ہوا لکڑی کا ایک بڑا سا چمچہ نظر آیا — چمچہ اتنا پرانا تھا کہ اس کا رنگ سیاہ پڑگیا تھا اور کنارہ کٹ چھٹ گیا تھا —

شروع کے چند چمچے پی کر تو اس کی بھوک چمک اٹھی اور وہ خود کو بھیڑئیے کی طرح بھوکا محسوس کرنے لگا — اس کی بھوک اتنی بڑھ گئی تھی کہ اسے پیٹ میں درد محسوس ہونے لگا — لیکن اس نے دس چمچے شوربہ پیا اور مرغی کے خستہ گوشت کے چند ریشے ہی کھا سکا — گرچہ اس کا پیٹ زیادہ سے زیادہ مانگ رہا تھا لیکن اس نے پوری قطعیت کے ساتھ شوربے کا برتن ایک

طرف ہٹا دیا — وہ جانتا تھا کہ اس کی موجودہ حالت میں اور ایک چمچہ بھی زہرہلاہل ثابت ہو سکتا ہے —

خالہ واسی‌لیسا کے شوربے نے تو معجزے کا کام کیا — کھانے کے بعد الکسئی سو گیا — یہ بےہوشی نہیں تھی بلکہ یہ سچی اور گہری نیند تھی، صحت بخش اور مفرح نیند — وہ جاگا — اس نے کچھ اور کھایا اور دوبارہ سو گیا اور نہ تو وہ آتش‌دان کے دھوئیں سے جاگا، نہ عورتوں کی چخ چخ سے اور نہ واریا کے چھونے سے —— اس ڈر سے کہ کہیں وہ چل نہ بسا ہو، واریا بار بار اس کے اوپر جھکتی اور یہ محسوس کرنے کی کوشش کرتی کہ اس کا دل دھڑک رہا ہے یا نہیں —

وہ زندہ تھا — وہ بڑے آہنگ سے گہری سانس لے رہا تھا — وہ پورے دن سویا، رات بھر سویا اور مستقل سویا رہا جیسے دنیا کی کوئی طاقت اسے جگا نہ سکتی ہو —

اگلی صبح سویرے سویرے، جنگل پر چھائی ہوئی آوازوں کو چیرتی ہوئی دور سے ایک مدھم مدھم سی گھنگھناہٹ سنائی دی — الکسئی چونک گیا، اس نے تکیے سے سر اٹھایا اور گہری توجہ سے سننے لگا —

ایک ناقابل تسخیر، مجنونانہ مسرت کی لہر اس کی رگ رگ میں سرائت کر گئی — وہ بے حس و حرکت پڑا رہا — اس کی آنکھوں سے مارے جوش جذبات کے چنگاریاں سی نکلنے لگیں — اس نے چولھے کے پتھروں کے آہستہ آہستہ چٹخنے کی آواز سنی، جو ٹھنڈے ہو رہے تھے، جھینگر کی مدھم مدھم ٹراہٹ کی آواز آ رہی تھی، جو رات بھر چیخنے کے بعد تھک چکا تھا — خندق کے چاروں طرف چیڑ کے پرانے جھومتے ہوئے درختوں کا پرسکون اور مسلسل آہنگ اور دروازے سے باہر موسم بہار کی بھاری بھاری بوندوں میں ٹپکنے کی

آواز آ رہی تھی — لیکن ان سب آوازوں سے الگ مستقل گھنگھناہٹ آسانی سے پہچانی جا سکتی تھی — الکسئی نے تاڑ لیا کہ یہ آواز ہوائی جہاز ''او — ۲'' کے انجن کی تھی — اب آواز زیادہ تیز ہوتی جا رہی تھی — کبھی یہ گھنگھناہٹ دب جاتی کبھی پھر ابھر آتی اور ایک منٹ کو بھی اس کا سلسلہ نہ ٹوٹتا — الکسئی نے سانس روک لی — یہ صاف تھا کہ ہوائی جہاز کہیں قریب ہی تھا اور جنگل کے اوپر چکر لگا رہا تھا — یا تو ہوائی جہاز اسکاؤٹنگ کر رہا تھا یا اترنے کے لئے جگہ ڈھونڈ رہا تھا —

''واریا، واریا!'' الکسئی نے کہنیوں پر اٹھنے کی کوشش کرتے ہوئے آواز دی —

لیکن واریا خندق میں نہ تھی — باہر سے عورتوں کی جوش سے بھری ہوئی آوازیں اور تیز تیز قدموں کی آہٹ سنائی دی — وہاں کچھ ہو رہا تھا —

خندق کا دروازہ کھلا اور فیدکا کا چھائیوں بھرا چہرہ جھانکتا ہوا نظر آیا —

''چچی واریا، چچی واریا!'' لڑکا چلایا اور پھر جوش و خروش کے ساتھ بولا ''ہوائی جہاز! ہمارے اوپر چکر لگا رہا ہے!'' اور اس سے پہلے کہ الکسئی کچھ کہے وہ رفو چکر ہو گیا —

بڑی کوشش کر کے الکسئی اٹھ بیٹھا — اس کے دل کی دھڑکن، کنپٹیوں میں دھڑکتے ہوئے خون اور زخمی پیروں کے درد نے اس کے پورے جسم میں زلزلہ سا پیدا کر دیا — وہ گننے لگا کہ ہوائی جہاز کتنے چکر لگا رہا ہے — ایک، دو، تین اور مارے جوش کے کچھ ایسا بے قابو ہوا کہ گدے پر گر گیا اور پھر تیزی سے اسی ناقابل تسخیر، گہری، صحت بخش نیند کی آغوش میں چلا گیا —

ایک جوان، خوش آھنگ، گرج‌دار، بھاری آواز نے اس کو جگا دیا — وہ اس آواز کو نقارخانے میں بھی پہچان سکتا تھا — پورے لڑاکو رجمنٹ میں اس آواز کا واحد آدمی، اسکواڈرن کمانڈر اندرئی دیگتیارینکو تھا —

الکسئی نے آنکھیں کھولیں لیکن سوچا کہ اب تک سو رہا ہے اور وہ محض خواب میں اپنے دوست کا رخساروں کی ابھری ہڈیوں والا، چوڑا کھردرا چہرہ دیکھہ رہا ہے جس سے نیکی ٹپک رہی ہے اور جس کی پیشانی پر زخم کا سرخ نشان ہے، ہلکے ہلکے رنگ کی آنکھیں اور اسی طرح ہلکی اور بےرنگ پلکیں جن کو اندرئی کے دشمن ''سور کی پلکیں،، کہتے تھے —— دو ہلکی نیلی آنکھیں دھواں دھواں سی نیم تاریکی کو چیرتی ہوئی سوالیہ نظروں سے دیکھہ رہی تھیں —

''اب، نانا، ذرا اپنا مال غنیمت دکھاؤ،، دیگتیارینکو نمایاں یوکرینی لہجے میں دھاڑا —

اس کا خواب مٹا نہیں — واقعی یہ تو دیگتیارینکو ھی تھا اگرچہ یہ بات ناقابل یقین معلوم ھوتی تھی کہ اس کا دوست یہاں ھو سکتا ھے، جنگل کی گھنی پہنائیوں کے اندر، اس زمیں‌دوز گاؤں میں— وہ کھڑا تھا، لمبا تڑنگا چوڑے چکلے شانے اور حسب دستور اپنی وردی کے بٹن کھولے ھوئے — وہ اپنا خود ریڈیو فون کے تاروں سے پکڑے ھوئے تھا اور ساتھہ ھی اس کے ھاتھہ میں کچھہ بنڈل اور پیکٹ بھی تھے — مشعل اس کے پیچھے جل رھی تھی اور اس کے چھوٹے چھوٹے کھڑے سنہرے بال ھالے کی طرح چمک رہے تھے —

دیگتیارینکو کے پیچھے نانا میخائل کا زرد اور تھکا ھوا چہرہ دکھائی دے رھا تھا — جوش کے مارے اس کی آنکھیں نکلی

پڑ رہی تھیں — اس کے پاس ہی ہسپتال کی ایک نرس کھڑی تھی — یہ تھی مڑی ہوئی ناک والی، شوخ لڑکی لینوچکا، جو اندھیرے میں تجسس بھری نظروں سے جھانک رہی تھی — اس کی بغل میں کینوس کا تھیلا تھا جس پر ریڈ کراس بنا ہوا تھا — وہ عجیب و غریب قسم کے پھولوں کا گچھا سینے سے لگائے ہوئے تھی —

ہر شخص خاموش تھا — دیگتیارینکو غالباً اندھیرے کی وجہ سے گھبرایا گھبرایا چندھیائی ہوئی آنکھوں سے ادھر ادھر دیکھ رہا تھا — ایک دو بار اس کی نگاہیں الکسئی کے چہرے پر سے بےنیازی کے ساتھ پھسلتی چلی گئیں — الکسئی اس خیال کو اپنا نہ سکا کہ اس کا دوست اچانک یہاں نمودار ہو سکتا ہے اور وہ کانپ گیا کہ کہیں یہ سب محض سرسامی خواب نہ ثابت ہو —

''خدا کی پناہ، کیا تم اس کو دیکھ بھی نہیں سکتے؟ یہ رہا وہ،، واریا میریسئف پر سے بھیڑ کی کھال کا کوٹ کھینچتے ہوئے سرگوشی میں بولی —

پھر دیگتیارینکو نے الکسئی پر حیرت بھری نظر دوڑائی —

''اندرئی!،، خود کو کہنیوں کے سہارے اٹھانے کی کوشش کرتے ہوئے میریسئف نے بڑی نحیف آواز میں کہا —

اندرئی نے اس کو حیرت بھری نظر سے دیکھا اور بڑی مشکل سے اپنے خوف کو چھپا سکا —

''اندرئی! کیا تم مجھے پہچانتے نہیں؟،، میریسئف زیر لب بولا اور اسے محسوس ہوا کہ وہ سر سے پیر تک کانپ رہا ہے —

اندرئی ایک لمحہ اور اس زندہ ڈھانچے کو دیکھتا رہا جو سیاہ کھال میں چھپا ہوا تھا، جو بالکل جلا ہوا معلوم ہو رہا تھا —

وہ اپنے خوش رو دوست کے دلکش خد و خال ڈھونڈنے کی کوشش کرتا رہا — وہ صرف اس کی بڑی بڑی اور تقریباً گول آنکھوں میں میریسئف کے کھرے اور پر عزم خد و خال کی جھلک کا سراغ پا سکا جن سے وہ اتنا مانوس تھا — اس کا خود فرش پر گر گیا، پیکٹ اور بنڈل اس کے ھاتھہ سے نیچے آ رہے اور سیب، سنترے اور بسکٹ فرش پر بکھر گئے —

''الیوشکا! کیا تم ہو؟،، جذبات سے اس کی آواز بھاری ہو گئی اور اس کی لمبی لمبی بے رنگ پلکیں بھیگ گئیں— ''الیوشکا! الیوشکا!،، وہ پھر چلایا — اس نے بہت ہولے ہولے اس کمزور جسم کو بستر سے اٹھایا جیسے وہ کوئی دودھہ پیتا بچہ ہو، اس کو اپنے کلیجے سے لگایا اور مستقل رٹ لگاتا رہا ''الیوشکا! الیوشکا!،،

اس نے الکسئی کو ایک، لمحہ اپنے سینے سے الگ کر کے غور سے دیکھا جیسے وہ خود کو قائل کرنے کی کوشش کر رہا ہو کہ یہ واقعی اس کا دوست ھے اور پھر دوبارہ اس کو کلیجے سے لگا لیا —

''ھاں تم ھی ھو! الیوشکا! شیطان کے بچے!،،

واریا اور نرس نے اس کے جسم کو اندرئی کی ریچھہ جیسے مضبوط گرفت سے چھڑانے کی کوشش کی —

''خدا کے لئے اس کو چھوڑ دو، اس میں ذرا جان نہیں!،، واریا نے بپھر کر کہا —

''اس کے لئے جذباتی ھیجان برا ھے — اس کو نیچے اتار دو!،، نرس نے تیزی سے کہا —

لیکن اندرئی نے جب یقین کر لیا کہ یہ سیاہ، سکڑا ھوا، بے وزن جسم واقعی الکسئی میریسئف کا ھے، اس کے اپنے ساتھی کا، اپنے فوجی دوست کا، جس کو پورے رجمنٹ نے مردہ سمجھہ لیا تھا تو اس نے

اسے بستر پر لٹا دیا، اپنا سر پکڑا اور فاتحانہ نعرہ لگایا، پھر اس نے الکسئی کے شانوں کو پکڑا اور اس کی سیاہ آنکھوں میں گھور کر دیکھا جو اپنے گہرے گڈھوں میں مارے مسرت کے چمک رہی تھیں اور چلایا :

''زندہ! پاک مریم! زندہ، شیطان کے بچے! کہاں رہے اتنے دنوں؟ کیا ہوا تھا تمہیں؟''

لیکن نرس نے جذبات میں پاگل ہواباز کو زور سے پرے دھکیلا، گول مٹول سی بوٹے سے قد کی نرس، جس کی ناک اوپر کی طرف اٹھی ہوئی تھی — پورے دستے میں لوگ اس کے لفٹیننٹ کے عہدے کا خیال کئے بغیر، محض لینوچکا یا ''طبی سائنس کی بہن'' کہتے تھے کیونکہ اس نے بد قسمتی سے خود ہی اپنے افسر سے ان ہی الفاظ میں اپنا تعارف کرایا تھا — لینوچکا، جو ہر وقت گاتی اور ہنستی رہتی تھی، جو بیک وقت سارے لفٹیننٹوں پر لطف و کرم کی بارش کرتی تھی، آخر سختی سے بولی :

''کامریڈ کپتان، مریض کو چھوڑ دو!''

اس نے پھولوں کا گچھا میز پر پھینک دیا — ان پھولوں کے لئے پچھلے دن وہ ہوائی جہاز سے علاقے کے مرکز میں گئی تھی — اب یہ پھول بالکل غیر ضروری تھے — اس نے اپنا ریڈ کراس والا کینوس کا تھیلا کھولا اور کاروباری انداز میں مریض کا معائنہ کرنے لگی — اس نے موٹی موٹی سبک انگلیوں سے اس کی ٹانگوں کو ٹھونک بجا کر دیکھا اور پوچھا :

''دکھتا ہے یہاں؟ یہاں؟ اور یہاں؟''

الکسئی نے پہلی بار اپنی ٹانگوں کو اچھی طرح دیکھا — پیر بری طرح سوجے ہوئے تھے اور کالے کالے سے نظر آ رہے تھے — ذرا سا چھونے سے بھی درد بجلی کی لہر کی طرح اس کے انگ انگ میں

دوڑ جاتا — پیر کی انگلیوں کا رنگ دیکھ کر لینوچکا کا ماتھا سب سے زیادہ ٹھنکا — انگلیاں بالکل سیاہ پڑ گئی تھیں اور ان میں کوئی حس باقی نہیں رہی تھی —

نانا میخائل اور دیگتیارینکو میز پر بیٹھ گئے — انہوں نے چپکے سے ہوا باز کے فلاسک سے، اس موقع کی خوشی میں، دو گھونٹ پی اور جوش و خروش سے بات چیت کرنے لگے — نانا میخائل نے پھٹی پھٹی سی پاٹ‌دار آواز میں پوری داستان سنانی شروع کی کہ الکسئی ان کو کس طرح ملا تھا — ظاہر ہے کہ وہ یہ کہانی پہلی بار نہیں سنا رہا تھا —

”ہاں ہمارے چھوکروں کو وہ جنگل میں ملا — جرمنوں نے اپنی خندقوں کے لئے درخت کاٹ گرائے تھے اور ان لڑکوں کی ماں نے یعنی میری بیٹی نے ان کو لکڑی کی چھپٹیاں جمع کرنے کے لئے بھیجا تھا — وہاں ان کو الکسئی مل گیا — ’اہا! وہاں وہ کیا عجیب سی چیز پڑی ہے؟، پہلے تو وہ سمجھے کہ یہ کوئی زخمی ریچھ ہے جو لوٹ لگا رہا ہے اور وہ سر پر پاؤں رکھ کر بھاگے — لیکن انہیں ٹوہ لگانے کی سوجھی اور وہ پلٹ کر گئے — ’دیکھیں کیسا ریچھ ہے یہ؟ یہ لڑھک کیوں رہا ہے؟ یہ عجیب بےتکا سا معلوم ہوتا ہے!، وہ لوٹ کر گئے اور انہوں نے اس کو بار بار لڑھکتے ہوئے دیکھا — وہ کراہ رہا تھا...،،

”کیا مطلب ہے تمہارا ’لڑھکتے ہوئے،؟،، دیگتیارینکو نے مشکوک نظروں سے دیکھتے ہوئے پوچھا اور اپنا سگریٹ کا ڈبہ نانا میخائل کے سامنے پیش کیا ”کیا آپ سگریٹ پیتے ہیں؟،،

نانا میخائل نے ڈبے سے سگریٹ لی، جیب سے اخبار کا مڑا ہوا ایک ٹکڑا نکالا، اس سے ایک دھجی پھاڑی، سگریٹ سے تمباکو

جھاڑ کر اس میں رکھا، اس کو لپیٹ کر سگریٹ بنائی اور سلگا کر ایک زوردار کش لیا ـ

''سگریٹ پیتا ہوں! ضرور پیتا ہوں،، اس نے ایک اور کش لے کر کہا ـ ''ہاں بس، جب سے جرمن آئے ہیں ہم نے تمباکو کی صورت نہیں دیکھی ہے ـ میں تو کائی اور سوکھی گھاس پیتا ہوں، ہاں! ...جہاں تک اس کے لڑھکنے کا تعلق ہے، اس سے پوچھو ـ میں نے تو اس کو لڑھکتے دیکھا نہیں ـ چھوکروں کا کہنا ہے کہ وہ کروٹ بدل کر پیٹ کے بل لڑھکتا اور پھر پیٹ سے پیٹھ کے بل ـ دیکھو بات یہ ہے کہ اس میں گھٹنوں اور ہاتھوں کے بل رینگنے کی سکت باقی نہیں رہی تھی ـ کس دل گردے کا آدمی ہے یہ!،،

تھوڑی تھوڑی دیر پر دیگتیارینکو اپنے دوست کو دیکھنے کے لئے اچھلتا جس کو عورتیں سرمئی رنگ کے فوجی کمبلوں میں لپیٹ رہی تھیں ـ یہ کمبل نرس اپنے ساتھ لائی تھی ـ

''لڑکے میرے، نچلے بیٹھو ـ بچے کے لنگوٹی باندھنا مردوں کا کام نہیں!،، نانا نے کہا ـ ''سنو تم میری بات اور اپنے اعلی افسروں کو یہ بتانا نہ بھولنا کہ اس آدمی نے ایک بڑا کام کیا ہے ـ دیکھتے ہو اب وہ کیا سے کیا ہو گیا ہے ـ ہم سب، پورا پنچائتی فارم، ایک ہفتے سے اس کی تیمارداری کر رہا ہے اور وہ اپنے ہاتھ پیر بھی نہیں ہلا سکتا ـ لیکن اس میں ہمارے جنگلوں اور دلدلوں میں رینگنے کی سکت تھی ـ ایسے لوگوں کی تعداد بہت نہیں ہوسکتی جو ایسا کر سکتے ہوں ـ بڑے بڑے سادھو بھی اپنے تپسیا کے دوران میں ایسا کارنامہ انجام نہیں دے سکتے ـ کھمبے پر کھڑے ہوجانےمیں کیا رکھا ہے؟ کیا میں ٹھیک کہہ رہا ہوں؟ میں سمجھتا ہوں ٹھیک ہی کہہ رہا ہوں ـ لیکن میرے لڑکے ذرا میری بات تو سنو!..،،

بڈھا، دیگتیارینکو کے کان پر جھک گیا اور اپنی نرم فرفری قسم کی داڑھی چبھوتے ہوئے بولا:

''لیکن مجھے امید ہے مریگا نہیں — کیا خیال ہے تمہارا؟ وہ جرمنوں کے چنگل سے بچ نکلا— لیکن کیا آدمی ملک الموت سے بچ کر نکل سکتا ہے؟ کھال اور ہڈیاں اور بس — وہ کس طرح رینگتا رہا، میں تو تصور بھی نہیں کر سکتا! اس کا جی بےحد چاہتا ہوگا اپنے لوگوں کے پاس پہنچنے کو... ایں؟ اپنی بیہوشی میں وہ برابر بکتا رہا 'ہوائی اڈہ! ہوائی اڈہ!'، اور بھی کچھ الفاظ تھے — ہاں اس نے اولگا کا نام بھی لیا تھا — کیا تمہارے ہاں کوئی لڑکی ہے اس نام کی؟ شاید وہ اس کی بیوی ہو — کیا تم میری بات سن رہے ہو؟ سنا تم نے میں نے کیا کہا؟ ائے، ہواباز — ''

لیکن دیگتیارینکو اس کی بات نہیں سن رہا تھا — وہ اس آدمی کے بارے میں، اپنے دوست کے بارے میں سوچنے کی کوشش کر رہا تھا، جو ایک معمولی لڑکا دکھائی دیتا تھا، جو پالے سے ٹھٹھرے اور ٹوٹے ہوئے پیروں کے ساتھہ پگھلتی ہوئی برف پر، جنگل اور دلدل میں رینگ رہا تھا جو دشمن سے دور ہونے کے لئے اور اپنے لوگوں میں پہنچنے کے لئے رینگ اور لڑھک رہا تھا — ایک لڑاکو ہواباز کی حیثیت سے اس کے اپنے تجربے نے اس کو خطرے کے سامنے نڈر بنا دیا تھا — وہ جب فضائی جنگ کے شعلوں میں کودتا تھا تو اسے موت کا خیال بھی نہ ستاتا تھا بلکہ اسے ایک مسرت انگیز ترنگ کا احساس ہوتا تھا — لیکن اکیلے جنگل میں آدمی کے لئے یہ سب کچھہ کرنا...''

''تمہیں یہ ملا کب؟''

''کب؟'' بڈھے کے ہونٹ ہلے اور اس نے سگریٹ کے کھلے

ہوئے ڈبے سے ایک اور سگریٹ نکالی — ''بھلا کب؟ ہاں ہاں ٹھیک ہے! پورا ایک ہفتہ ہوا —''

دگتیارینکو نے دل ہی دل میں تاریخیں گنیں اور اس نے حساب لگایا کہ الکسئی میریسئف اٹھارہ دن تک رینگتا رہا تھا — ایک زخمی آدمی اتنے دنوں رینگتا رہے اور وہ بھی بغیر کھائے پئے —— یہ بات ناقابل یقین معلوم ہوتی تھی —

''اچھا، نانا ابا، بہت بہت شکریہ!'' ہواباز نے زور سے بڈھے کو گلے سے لگایا اور سینے پر دبایا — ''شکریہ، میرے بھیا!''

''اس کی ضرورت نہیں — شکریہ کا ہے کا — 'شکریہ، کہتے ہو — میں ہوں کون؟ اجنبی، کوئی پردیسی یا کیا؟'' پھر وہ غصے سے اپنی بہو پر چیخا جو اپنے ہاتھہ پر گال رکھے تلخ تصورات میں بھی چلی جا رہی تھی — ''یہ سامان فرش سے اٹھاؤ! ذرا دیکھنا کیا عمدہ چیزیں زمین پر پھینک رکھی ہیں!.. اور وہ کہتا ہے، شکریہ،!''

اسی اثنا میں، لینوچکا نے میریسئف کو سفر کے لئے تیار کر لیا تھا۔

''ٹھیک ہے، یہ ٹھیک ہے، کامریڈ سینئر لفٹیننٹ'' وہ چہکی — اس کے الفاظ منہ سے یوں نکل رہے تھے جیسے تھیلے سے مٹر کے دانے گرتے ہیں — ''ہاں، ماسکو میں وہ لوگ یوں چٹکیوں میں اچھا کر دینگے — ماسکو بڑا شہر ہے، کیوں ہے نا؟ وہ تم سے زیادہ برے مریضوں کو بھی اچھا کر دیتے ہیں —''

وہ جتنے زور شور سے اور جس طرح باربار یہ دوہرا رہی تھی کہ میریسئف یوں چٹکیوں میں اپنے پیروں پر کھڑا ہو جائے گا، اس سے دیگتیارینکو نے بھانپ لیا کہ اس کے معائنے نے یہ ثابت کر دیا تھا کہ مریض کی حالت نازک ہے اور اس کا دوست خطرے میں ہے — ''سروکا کی طرح چہک رہی ہے'' وہ دل ہی دل میں غرایا اور بپھری ہوئی

نظروں سے ''طبی سائنس کی بہن،، کو دیکھا - یکایک اسے یاد آیا کہ اس کے ہوائی دستے میں کوئی بھی اس لڑکی کو سنجیدگی سے نہیں دیکھتا اور ہر شخص مذاقاً کہا کرتا ہے کہ اگر وہ کسی کی کوئی بیماری دور کر سکتی ہے تو وہ ہے محبت کا روگ —— اور یہ سوچ کر دیگتیارینکو کے دل پر کچھ پھایا پڑا -

الکسئی کمبلوں میں اچھی طرح لپٹا ہوا تھا اور صرف اس کا سر دکھائی دے رہا تھا - اس کو دیکھ کر دیگتیارینکو کو کسی فرعون کی ممی یاد آئی جس کی تصویر اس نے قدیم تاریخ کی درسی کتاب میں دیکھی تھی — اس نے اپنے بڑے بڑے ہاتھ سے اپنے دوست کے گالوں کو سہلا کر دیکھا جو سرخی مائل گھنی داڑھی سے ڈھکے ہوئے تھے -

''یہ ٹھیک ہے الکسئی! تم پھر اپنے پیروں پر کھڑے ہو جاؤ گے! ہمیں ہدایت ملی ہے کہ ہم تمہیں ماسکو کے ایک اچھے ہسپتال میں بھیج دیں — بہت عمدہ ہسپتال ہے — سب ڈاکٹر پروفیسر ہیں! جہاں تک نرسوں کا تعلق ہے،، اس نے اپنی زبان سے چٹخارے کی آواز پیدا کی اور لینوچکا کی طرف آنکھ ماری ''یہ تو مردوں کو بھی چلنے پر مجبور کر دیتی ہیں! تم اور میں —— دونوں اب بھی ہوا کے کان کتر سکیں گے...،، اور یہاں پہنچ کر دیگتیارینکو کو محسوس ہوا کہ وہ خود بھی اسی بے جان اور نقلی خوشی کے ساتھ بات کر رہا ہے جو انداز لینوچکا نے اختیار کیا تھا - یکایک جب اس نے اپنے دوست کے گال تھپتھپائے تو اس نے ایک نمی سی محسوس کی - ''اسٹریچر کہاں ہے؟،، اس نے غصے میں پوچھا - ''آؤ ہم اس کو باہر لے چلیں! وقت برباد کرنے کی کیا ضرورت ہے؟،،

بڈھے کی مدد سے انہوں نے الکسئی کو احتیاط سے اٹھایا، جو

کمبلوں میں لپٹا ہوا تھا، اور اسے اسٹریچر پر ڈال دیا — واریا نے اس کا تمام سامان سمیٹا اور ان کو لپیٹ کر ایک بنڈل بنایا —

''نانا!،، جب واریا نازی خنجر بنڈل میں رکھنے لگی تو الکسئی نے پکار کر کہا — گھر گرہستی کی بدولت نانا میخائل نے کئی بار بڑے تجسس کے ساتھہ اس خنجر کا معائنہ کیا تھا، اس کو صاف اور تیز کیا تھا اور اپنے انگوٹھے پر اس کی دھار کا امتحان بھی لیا تھا — ''یہ ہے میری نشانی، لیجئے!،،

''شکریہ الکسئی! شکریہ! اس کا لوہا خوب ہے — اور ذرا دیکھنا! اس پر کچھہ لکھا ہوا بھی ہے — لیکن یہ ہماری زبان میں نہیں ہے —،، اس نے دیگتیارینکو کو خنجر دکھاتے ہوئے کہا — دیگتیارینکو نے خنجر پر ابھری ہوئی عبارت پڑھی '' Alles für Deutschland،، اور اس کا ترجمہ کر کے سنایا — ''سب کچھہ جرمنی کے لئے،، —

''سب کچھہ جرمنی کے لئے،، الکسئی نے دوہرایا اور اسے یاد آگیا کہ اس نے یہ خنجر کس طرح حاصل کیا تھا —

''اچھا اب بڑے میاں، اسے اٹھاؤ، اٹھاؤ!،، ایک طرف اسٹریچر کا دستہ پکڑتے ہوئے دیگتیارینکو چلایا —

اسٹریچر ہلتا ہوا بڑی مشکل سے خندق کے تنگ دروازے سے نکل سکا اور اس کی رگڑ سے دیوار کی مٹی جھڑجھڑ کر نیچے آرہی —

وہ سب لوگ جو خندق میں جمع ہو گئے تھے اس ''یتیم،، کو الوداع کہنے کے لئے دوڑے — واریا اکیلی پیچھے رہ گئی — اس نے بڑی سستی سے مشعل کی لو کتری، دھاری دار گدے کے پاس گئی جس پر اب تک ایک انسانی جسم کا نشان موجود تھا — اس نے اس گدے کو تھپتھپایا — اس کی نگاہیں ان پھولوں پر پڑیں

جو جلدی میں بھول سے پیچھے رہ گئے تھے — پود گھر میں کھلنے والے بنفشئی پھول، جو زرد اور مرجھائے مرجھائے سے تھے — ٹھیک اس پناہ گزیں گاؤں کے لوگوں کی طرح جنھوں نے ٹھنڈی اور سیلی خندقوں میں جاڑا کاٹا تھا — اس جوان عورت نے پھول اٹھائے، ان کی پر بہار لطیف مہک سانسوں میں بسائی — یہ مہک اتنی بھینی، اتنی ہلکی تھی کہ دھوئیں اور کالک کی بو میں اس کی تمیز مشکل سے کی جا سکتی تھی — اس نے خود کو ایک تختے پر گرا دیا اور پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی —

۱۸

پلاونی کی پوری آبادی اس غیرمتوقع مہمان کو الوداع کہنے کے لئے جمع ہو گئی — ہوائی‌جہاز جنگل کے پیچھے، ایک چھوٹی سی لمبوتری جھیل پر کھڑا ہوا تھا — اس کی برف، جو کنارے پر پگھلنے لگی تھی، بیچ میں مضبوط اور ٹھوس تھی — اس جھیل کی طرف کوئی سڑک نہیں جاتی تھی — اس کی طرف ایک پگڈنڈی جاتی تھی — ایک گھنٹہ قبل پگھلتی ہوئی نرم برف پر چلتے ہوئے نانا میخائل، دیگتیارینکو اور لینوچکا نے یہ پگڈنڈی بنائی تھی — اسی راستے پر ایک پورا ہجوم اس وقت جھیل کی طرف جا رہا تھا — ان کے آگے آگے متین صورت سیریونکا اور فیدکا چل رہے تھے — وہ مارے جوش کے دندناتے ہوئے بالکل آگے آگے چل رہے تھے — سیریونکا ایک پرانے دوست کی طرح جس نے ہواباز کا جنگل میں پتہ لگایا تھا، ٹھیک اسٹریچر کے آگے آگے بڑی شان سے چل رہا تھا اور بڑی محنت سے اپنے پیر، جو اس کے باپ کے بڑے بڑے فیلٹ بوٹوں میں چھپے ہوئے تھے، برف سے اٹھا رہا تھا اور ساتھ ہی سفید سفید دانتوں اور گمبھیر چہرے والے چھوکروں کو کوستا بھی جارہا تھا جو چیتھڑوں میں کچھ

عجیب و غریب انداز سے لپٹے ہوئے تھے۔ دیگتیارینکو اور نانا میخائل قدم سے قدم ملا کر اسٹریچر اٹھائے ہوئے چل رہے تھے۔ لینوچکا ہموار برف پر، اسٹریچر کے پہلو میں چل رہی تھی۔ کبھی تو وہ الکسئی کے کمبل برابر کرتی اور کبھی اس کا سر رومال سے ڈھکتی۔ سب سے پیچھے عورتیں، لڑکیاں اور بڑی بوڑھیاں چل رہی تھیں اور ساتھ ہی ان کی زبانیں بھی زوروں پر چل رہی تھیں۔

شروع میں تو برف پر پھیلی ہوئی تیز دھوپ کی چمک سے الکسئی کی آنکھیں خیرہ ہو گئیں۔ موسم بہار کے شاندار دن نے اس کی آنکھوں میں اتنے زور سے چکاچوند پیدا کی کہ اس نے آنکھیں بند کر لیں اور بےہوش ہوتے ہوتے رہا۔ اس نے پلکوں کو آہستہ آہستہ اوپر اٹھاتے ہوئے روشنی کا مقابلہ کیا اور پھر اپنے چاروں طرف دیکھنے لگا۔ زمیں‌دوز گاؤں کی تصویر اس کی نگاہوں میں ابھرنے لگی۔

جدھر بھی نظر اٹھتی بوڑھا جنگل دیوار کی طرح سینہ تانے نظر آتا۔ اوپر درختوں کی پھننگیں ایک دوسرے کے گلے میں بانہیں ڈالے دے رہی تھیں اور نیچے زمین پر نیم تاریکی پھیلا رہی تھیں۔ یہ مختلف قسم کے پیڑوں اور پودوں کا جنگل تھا۔ برچ کے ننگے درختوں کے سفید تنے جن کی پھننگیں ہوا میں جمے ہوئے دھوئیں کی طرح دکھائی دیتی تھیں، چیڑ کے درختوں کے سنہرے تنوں کے ہم پہلو نظر آتے تھے۔ ان کے درمیان یہاں وہاں فر کے سیاہ پیڑوں کے چوٹی نما سرے نظر آرہے تھے۔

ان درختوں کے نیچے، جو ہوائی اور زمین کے دشمن کی نظروں سے انہیں چھپائے ہوئے تھے، ایک نقطے پر جہاں برف سینکڑوں قدموں تلے روندی جا چکی تھی، خندقیں آباد تھیں۔ سینکڑوں برس کے بوڑھے فر کے درختوں کی شاخوں پر پوتڑے سوکھ رہے تھے۔ چیڑ کے درختوں کے ٹھنٹھوں پر برتن اور ہانڈیاں رکھی تھیں۔ فر کے ایک

بوڑھے درخت کے تنے سے بھوری کائی داڑھی کی طرح لٹک رہی تھی اور ہوا میں ہل رہی تھی — اس کی مضبوط جڑوں کے درمیان، جہاں قاعدے کے مطابق، کسی خوفناک درندے کو ہونا چاہئے تھا چیتھڑوں کی ایک چکٹ گڑیا پڑی ہوئی تھی جس کے چپٹے اور بھولے بھالے مکھڑے پر رنگین پنسل سے نقوش ابھارے گئے تھے—

اسٹریچر کے پیچھے پیچھے یہ قافلہ کائی سے ڈھکی، روندی ہوئی ''سڑک،، پر آہستہ آہستہ چل رہا تھا—

کھلی ہوا میں الکسئی کو پہلے تو فطری مسرت کا احساس ہوا لیکن پھر ایک شیریں اور خاموش اداسی نے اس کی جگہ لے لی—

لینوچکا نے ایک چھوٹے سے رومال سے اس کے آنسو پونچھے اور ان آنسوؤں کا مطلب کچھہ اور سمجھتے ہوئے اس نے لوگوں سے کہا کہ اسٹریچر آہستہ آہستہ لے چلو—

''نہیں، نہیں! تیز! تیز چلو!،، میریسئف نے ان کو للکارتے ہوئے کہا—

اس کو محسوس ہو رہا تھا کہ وہ حد سے زیادہ آہستہ چل رہے ہیں — اس کو یہ اندیشہ ہونے لگا کہ وہ یہاں سے نہیں نکل سکیگا، ماسکو کا ہوائی جہاز اس کا انتظار کئے بغیر اڑ جائیگا اور وہ کبھی بھی ہسپتال نہیں پہنچ سکیگا — اسٹریچر لےجانے والوں کے تیز قدموں سے اس کے درد کی ٹیس بڑھہ گئی اور وہ دھیرے سے کراہ اٹھا — لیکن وہ بار بار یہی دوھراتا رہا ''مہربانی سے تیز، اور تیز!،، وہ ان کو آگے بڑھنے کے لئے للکارتا رہا حالانکہ اسے نانا میخائل کے ہانپنے کی آواز سنائی دے رہی تھی — وہ دیکھہ رہا تھا کہ وہ بار بار پھسل رہا ہے اور ٹھوکر کھا رہا ہے— دو عورتوں نے اسٹریچر لے جانے والوں میں بڑے میاں کی جگہ لے لی — نانا میخائل لینوچکا کے دوسری طرف اسٹریچر کے پہلو میں چلتا رہا — اس نے

افسروں والی ٹوپی سے پسیجتی ہوئی چندیا، لال چہرہ اور جھریوں بھری گردن پونچھی اور اطمینان کے ساتھ بڑبڑایا:

''ہمیں چابک لگا رہے ہو، ایں؟ جلدی میں ہو! ٹھیک ہے الکسئی — تم ٹھیک کہتے ہو، ان سے جلدی چلنے کے لئے کہو! جب آدمی جلدی میں ہو تو اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس میں زندگی ہے اور یہ زندگی تیزی سے دھڑک رہی ہے۔ میرے پیارے بچے، کیا میں سچ نہیں کہتا؟.. ہسپتال سے ہمیں خط لکھنا — پتہ یاد رکھنا: کالینن علاقہ، بولوگوئے ضلع، بننے والا گاؤں پلاونی، کیا؟ بننے والا، کہا میں نے — گھبراؤ مت، خط ہمیں ضرور مل جائیگا — بھولنا مت — پتہ ٹھیک ہے!''

جب اسٹریچر اٹھا کر ہوائی‌جہاز میں ڈالا گیا اور ہوائی‌جہاز کے تیل کی تیز بو الکسئی کو اپنی ناک میں گھستی ہوئی محسوس ہوئی تو مسرت کے ایک اور طوفان نے اسے آلیا — سلولائڈ کا ہوڈ اس کے سر پر کھینچ دیا گیا — اس نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو اس کو الوداع کہنے آئے تھےاور ہاتھ ہلا رہے تھے — اس نے عقابی ناک اور بوٹے سے قد والی بڑھیا کو نہیں دیکھا جو اپنے سرمئی رومال میں بپھرے ہوئے کوے کی طرح نظر آرہی تھی — اس نے نہیں دیکھا کہ یہ بڑھیا کس طرح خوف اور ہوائی‌جہاز کے پنکھے کی اڑائی ہوئی ہوا سے لڑتی ہوئی آگے بڑھی اور مرغی کے بچے کھچے حصے کا بنڈل بھی دیگتیارینکو کے ہاتھ میں پکڑا دیا، جو اس وقت کاک پٹ میں بیٹھ چکا تھا — اس نے نہیں دیکھا کہ نانا میخائل کس طرح ہوائی جہاز کے چاروں طرف شور مچاتا ہوا بھاگ دوڑ کر رہا ہے، کس طرح عورتوں کو ڈانٹ بتا رہا ہے اور بچوں کو بھگا رہا ہے اور جب ہوا کے ایک تیز جھونکے نے اس کے سر سے ٹوپی اڑاکر برف پر گرا دی تو وہ کس

طرح اپنی چمکتی ہوئی چندیا کے ساتھ کھڑا رہ گیا — وہ گاؤں میں بنائی ہوئی سنٹ نکولاس کی سادہ تصویر سے ملتا جلتا نظر آ رہا تھا — وہ کھڑا دور ہوتے ہوئے ہوائی جہاز کو ہاتھ ہلا کر خدا حافظ کہہ رہا تھا — عورتوں کے اس رنگا رنگ ہجوم میں وہ اکیلا مرد تھا —

دیگتیارینکو نے جھیل کی برفیلی سطح پر ہوائی‌جہاز کو دوڑا کر اڑایا اور ہجوم کے اوپر سے اڑتے ہوئے اور اونچے اور سیدھے کھڑے کناروں کے ساتھ ساتھ ہوائی‌جہاز کو بڑی احتیاط سے بلند کرتے ہوئے جنگل سے ڈھکے ہوئے ایک جزیرے کے پیچھے غائب ہوگیا — ابکے یہ نڈر ہواباز، جو نہ‌جانے کتنی بار اپنی بے‌احتیاطی کی وجہ سے اپنے افسروں سے ڈانٹ سن چکا تھا، بڑی احتیاط سے ہوائی‌جہاز اڑا رہا تھا — وہ اڑ نہیں رہا تھا بلکہ رینگ رہا تھا —— بالکل زمین سے لگا لگا، چھوٹی چھوٹی ندیوں کے ساتھ ساتھ اور جھیل کے ساحلوں کو پردہ بناتے ہوئے — الکسئی نہ تو کچھ دیکھ رہا تھا اور نہ کچھ سن رہا تھا — پٹرول اور چکنائی کی مانوس خوشبو اور ہوا میں پرواز کرنے کے نشاط انگیز احساس نے اسے بے‌ہوش کردیا — اسے ہوائی اڈے پر اس وقت ہوش آیا جب اس کا اسٹریچر اتار کر دوسرے امبولنس ہوائی جہاز میں لے جایا جا رہا تھا جو ابھی ماسکو سے آیا تھا —

۱۹

وہ اپنے ہوائی اڈے پر انتہائی مصروفیت کے وقت پہنچا تھا — وہاں زوروں پر کام ہو رہا تھا، جیسا کہ بہار کے اس پورے ہیجانی موسم میں ہر دن ہوا کرتا تھا —

انجنوں کی گھنگھناہٹ ایک آن کو نہ رکتی — ایندھن لینے کے لئے جو اسکواڈرن زمین پر اترتا اس کی جگہ دوسرا لے لیتا اور اسی

طرح پھر تیسرا — ہر شخص ہواباز سے لے کر پٹرول کی ٹنکی چلانے والے ڈرائیور اور گودام کے محافظ تک، اس وقت تک بے تحاشا کام کرتا رہتا جب تک کہ نڈھال ہو کر گر نہ جائے — چیف آف اسٹاف کی آواز بیٹھ گئی تھی اور وہ اب صرف دبی دبی آواز میں بات کر سکتا تھا —

لیکن شدید سرگرمیوں اور عام تناؤ کی فضا کے باوجود، اس دن ہر شخص میریسئف کے آنے کا انتظار کر رہا تھا —

''کیا وہ اب تک نہیں آیا؟،، ہوا باز ہوائی جہاز کو اپنے ٹھکانے پر پہنچانے سے پہلے ہی انجن کی گھنگھناہٹ کو چیرتی ہوئی آواز میں پکار کر مستریوں سے پوچھتے —

''کچھ خبر بھی سنی اس کی؟،، جب پٹرول کی ٹنکی چلانے والے ڈرائیور زمیں دوز ٹنکیوں تک پہنچتے تو ''پٹرول کے بادشاہ،، ان سے پوچھتے —

ہر شخص کے کان کھڑے تھے کہ کہیں جنگلوں کے اوپر سے اپنے امبولنس ہوائی‌جہاز کی مانوس گھنگھناہٹ تو نہیں سنائی دے رہی ہے —

جب الکسئی کو ہوش آیا تو اس نے دیکھا کہ وہ ہچکولے کھاتے ہوئے اسپرنگ دار اسٹریچر پر دراز ہے — اس کو اپنے چاروں طرف جانے پہچانے چہروں کا ہالہ نظر آیا — پورے ہجوم کے منہ سے خوشی کے نعرے پھوٹ نکلے — اسٹریچر کے بالکل پاس والے ونگ کمانڈر کا جوان اور جامد چہرہ نظر آیا جس کے ہونٹوں پر ایک دبی دبی سی مسکراہٹ پھیلی ہوئی تھی — اس کے بعد ہی اسے چیف آف اسٹاف کا سرخ اور پسینہ پسینہ چہرہ نظر آیا اور ساتھ ہی ہوائی اڈے کے انتظامی بٹیلین کے کمانڈر کا گول، بھرا بھرا، زرد چہرہ بھی دکھائی دیا جس سے الکسئی اس کی ضابطہ پرستی اور کنجوسی کی وجہ سے

نفرت کرتا تھا — کتنے بہت سارے مانوس چہرے! آگے آگے جو اسٹریچر اٹھائے چل رہا تھا، وہ تھا یورا — وہ ہر بار جب کبھی مڑ کر الکسئی کو دیکھنے کی ناکام کوششیں کرتا، ٹھوکر کھا جاتا — اس کے پاس پاس سرخ بالوں والی ایک چھوٹی سی لڑکی تھی — یہ موسمیات کے اسٹیشن کی سرجنٹ تھی — پہلے الکسئی کو یہ گمان تھا کہ وہ کسی وجہ سے اسے ناپسند کرتی ہے — وہ اس کی نظروں سے بچنے کی کوشش کرتی تھی اور اس کو چپکے چپکے کچھ عجیب نگاہوں سے دیکھتی تھی — وہ مذاقاً اسے ''موسمی سرجنٹ،، کے نام سے یاد کرتا تھا — اس سے پاس ہی کوکوشکن پھدکتا ہوا چل رہا تھا — یہ چھوٹے قد کا آدمی تھا اور اس کا یرقانی چہرہ دیکھنے میں ناخوشگوار معلوم ہوتا تھا — اسکواڈرن میں لوگ اس کی آدم بیزار حرکتوں کی وجہ سے اسے ناپسند کرتے تھے — وہ بھی مسکرا رہا تھا اور یورا کے لمبے لمبے ڈگ سے ڈگ ملا کر چلنے کی کوشش کر رہا تھا — میریسئف کو یاد آیا کہ اس نے ہوائی‌جہاز میں اڑنے سے ذرا ھی پہلے اس کی خوب خبر لی تھی کیونکہ اس نے اس کا قرض واپس نہیں کیا تھا اور اسی لئے اسے یقین تھا کہ یہ کینہ پرور آدمی اس کو کبھی بھی معاف نہیں کرے گا — لیکن اب وہ اسٹریچر کے ساتھ چل رہا تھا اور بڑی احتیاط سے اسٹریچر کو سہارا دے رہا تھا اور راستے میں کھڑے لوگوں کو کہنیاں مار مار کر ہٹاتا جا رہا تھا تاکہ وہ دھکا نہ دے سکیں —

الکسئی کو کبھی وہم و گمان بھی نہیں ہوا تھا کہ اس کے اتنے دوست ھیں — لوگ جب اپنا باطن کھول کر سامنے آتے ھیں تو ایسے ھی نکلتے ھیں! اب اسے ''موسمی سرجنٹ،، کے بارے میں افسوس ہو رہا تھا جو کسی وجہ سے اس سے خوف زدہ نظر آ رہی تھی — ہوائی اڈے کے انتظامی بٹیلین کے کمانڈر کے سامنے اسے ندامت محسوس

ہو رہی تھی جس کی کنجوسی کے بارے میں اس نے نہ جانے کتنے لطیفے اور چٹکلے ڈویژن میں پھیلا رکھے تھے — اور اسے لگا جیسے اس کا جی کوکوشکن سے معافی مانگنے کو چاہ رہا ہو — اس کا دل چاہا کہ وہ لوگوں کو بتائے کہ وہ کوئی ایسا آدم بیزار بھی نہیں — الکسئی نے جتنی مصیبتیں جھیلی تھیں ان کے بعد آخر وہ اپنے خاندان میں واپس آگیا تھا جہاں اس کی واپسی پر ہر شخص دل سے خوشیاں منا رہا تھا —

اس کو بڑی احتیاط سے میدان پار کر کے امبولنس ہوائی جہاز تک پہنچایا گیا جو برچ کے ننگے جنگل کے کنارے چھپا ہوا تھا — مستریوں نے انجن کو چلانا بھی شروع کر دیا تھا —

''کامریڈ میجر،، میریسئف نے یکایک ونگ کمانڈر سے مخاطب ہوتے ہوئے اور حتی الامکان بلند آواز اور اعتماد کے ساتھ کہنا شروع کیا —

کمانڈر اپنی حسب معمول خاموشی اور پر اسرار مسکراہٹ کے ساتھ الکسئی پر جھکا —

''کامریڈ میجر.... مجھے اجازت دیجئے کہ میں ماسکو نہ جاؤں اور یہیں رہوں — آپ کے ساتھ...،،

کمانڈر نے اپنا خود اتار لیا جس کی وجہ سے وہ اس کی بات نہ سن سکا —

''میں ماسکو نہیں جانا چاہتا — میں یہیں میڈیکل بٹیلین میں رہنا چاہتا ہوں...،،

میجر نے اپنا سمور کا دستانہ اتارا، کمبل کے اندر ٹٹول کر الکسئی کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا اور ہاتھ دباتے ہوئے بولا:

''مسخرے کہیں کے! تمہیں واقعی ذرا اچھے اور کڑے علاج کی ضرورت ہے — ،،

الکسئی نے سر ہلایا — یہاں اسے کتنا آرام اور سکون محسوس ہو رہا تھا — اب اسے نہ اپنے پچھلے تجربے اتنے ہولناک معلوم ہو رہے تھے نہ پیروں کا درد —

''وہ کہہ کیا رہا ہے؟،، چیف آف اسٹاف نے بیٹھی ہوئی آواز میں پوچھا —

''وہ یہاں ہمارے ساتھ رہنا چاہتا ہے،، کمانڈر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا —

اس وقت اس کی مسکراہٹ پہیلی جیسی نہیں تھی، بلکہ اس کی مسکراہٹ میں دوستی اور غم گساری تھی —

''بیوقوف! سر پھرا رومانی کہیں کا! ،پیونیرسکایا پراودا، کے لئے ایک اچھی مثال!،، چیف آف اسٹاف بولا — ''وہ لوگ تو ماسکو سے براہ راست فوج کے کمانڈر کے حکم سے اس کے لئے ہوائی جہاز بھیجتے ہیں لیکن برخوردار... کیا خیال ہے تمہارا اس کے بارے میں؟..،،

میریسئف اس کا جواب دینا چاہتا تھا اور کہنا چاہتا تھا کہ وہ رومانی نہیں ہے، بس اتنی سی بات تھی اور اسے یقین تھا کہ وہ یہاں، اس میڈیکل بٹیلین کے خیمے میں، اس مانوس ماحول میں، ماسکو ہسپتال کے اجنبی آرام و سکون کے مقابلے میں زیادہ جلدی اچھا ہو جائیگا — کیونکہ یہیں ایک بار پہلے اس کے ٹخنے کی موچ کا علاج ہو چکا تھا جب اس کے ہوائی جہاز کو مجبوراً نیچے اترنا پڑا تھا — اس کے دماغ میں وہ الفاظ بھی آچکے تھے جن کی مدد سے وہ چیف آف اسٹاف کو چبھتا ہوا جواب دینا چاہتا تھا لیکن اس سے پہلے کہ وہ یہ الفاظ ادا کر سکے سائرن کی المناک چیخ سنائی دی —

ہر چہرے سے ایک گمبھیر اور کاروباری کیفیت جھلکنے لگی — میجر نے بڑے تیکھے انداز میں کئی احکام صادر کئے اور لوگ چیونٹیوں کی طرح دوڑنے بھاگنے لگے — کچھ لوگ ان ہوائی جہازوں کی

طرف دوڑے جو جنگل کے کنارے چھپے ہوئے تھے، کچھ کمانڈ پوسٹ کی طرف دوڑے، جو میدان کے کنارے ایک چھوٹے سے ٹیلے کی طرح نظر آ رہا تھا ــ کچھ لوگ مشینوں کی طرف دوڑے جو جنگل میں چھپی ہوئی تھیں ــ الکسئی کو آسمان میں دھوئیں کی ایک صاف لکیر دکھائی دی اور پھر دم‌دار راکٹ کی ایک سرمئی دھاری جو آہستہ آہستہ مٹتی جا رہی تھی ــ وہ فوراً تاڑ گیا کہ معاملہ کیا ہے ــــ ''ہوائی حملے،، کا سگنل ــ اس کا دل دھڑکنے لگا، اس کے نتھنے پھڑکنے لگے اور اس نے ایک ٹھنڈی سنسنی سی محسوس کی ــ خطرناک لمحوں میں وہ ہمیشہ ایسا ہی محسوس کیا کرتا تھا ــ جب الارم سنائی دیا تو لینوچکا، مستری یورا اور ''موسمی سرجنٹ،، جن کو اس ہنگامے میں کوئی خاص فرض انجام دینا نہ تھا ــــ تینوں نے اسٹریچر اٹھایا اور بھاگ کر جنگل کے قریب ترین دامن میں پناہ لی ــ انہوں نے ایک دوسرے سے قدم ملا کر چلنے کی کوشش کی مگر اپنے ہیجان کی وجہ سے ناکام رہے ــ

الکسئی کراہا ــ وہ دوڑنے کے بجائے چہل‌قدمی کی رفتار سے چلنے لگے ــ دور طیارہ شکن توپیں بےتحاشا گرج رہی تھیں ــ ہوائی‌جہازوں کے ایک دستے کے بعد دوسرا دستہ ''اڑان والی سڑک،، پر نکل کر آتا اور دوڑتا ہوا ہوا میں بلند ہوجاتا ــ ان کے انجنوں کی مانوس گھنگھناہٹ کے ساتھ ساتھ جلد ہی جنگل کے پیچھے سے بےربط اور بھاری گھنگھناہٹ سنائی دینے لگی اور یہ آواز سن کر خود بخود میریسئف کے پٹھے تنے ہوئے تاروں کی طرح سخت ہو گئے ــ اس آدمی نے جو اسٹریچر سے بندھا ہوا تھا یہ محسوس کیا کہ وہ ایک لڑا کو ہوائی‌جہاز کے کاک پٹ میں بیٹھا ہوا ہے اور اب دشمن کا مقابلہ کرنے کے لئے ہوا کو چیرتا ہوا بڑھ رہا ہے ــ

اسٹریچر اس تنگ گڑھے میں نہ سما سکا — یورا اور لڑکیاں اس کو اپنے بازوؤں میں اٹھا کر نیچے لے جانا چاہتے تھے لیکن الکسئی نے احتجاج کیا اور ضد کرنے لگا کہ اس کا اسٹریچر برچ کے ایک بڑے سے تناور درخت کے سائے میں رکھہ دیا جائے — وہاں لیٹا لیٹا وہ ان واقعات کا مشاہدہ کرنے لگا جو بڑی تیزی سے رو نما ہو رہے تھے — صرف بھیانک خواب میں واقعات اتنی تیزی سے رو نما ہوتے ھیں — ہوا بازوں کو زمین سے فضائی جنگوں کا مشاہدہ کرنے کا موقع کبھی کبھار ھی ملتا ہے — میریسئف نے جنگ کے آغاز سے ھی فضائی فوج میں حصہ لینا شروع کر دیا تھا لیکن اس نے کبھی بھی زمین سے فضائی لڑائی نہیں دیکھی تھی — اور اب، فضائی لڑائی میں بجلی کی سی تیز رفتاری کا عادی ہونے کے بعد، وہ حیران تھا کہ زمین سے یہ فضائی لڑائی کتنی سست رو اور بے ضرر نظر آرھی ہے — تھپکی ہوئی ناک والے پرانے لڑا کو ہوائی جہازوں کی حرکت کتنی بےجان معلوم ہوتی تھی اور ان کی مشین گنوں کی گھن گرج زمین سے کتنی بےضرر سنائی دیتی تھی — اسے کسی گھریلو آواز کی یاد آتی تھی، سلائی کی مشین کی چخ چخ یا کسی کپڑے کے تھان کے پھٹنے کی آواز —

بارہ جرمن بمبارے، تیر کے پھل کی شکل میں اڑتے ہوئے ہوائی اڈے کو نظر انداز کرتے ہوئے گزر گئے اور آسمان میں بلند سورج کی تیز شعاعوں میں غائب ہو گئے — بادلوں کے پیچھے سے، جن کے کنارے دھوپ کی تیزی سے اتنا چمک رہے تھے کہ آنکھیں خیرہ ہوئی جا رھی تھیں، بھونروں کی بھنبھناھٹ کی طرح، ہوائی جہازوں کی آواز آرھی تھی — طیارہ شکن توپیں جنگلوں میں اور زیادہ وحشت سے گرجنے اور دھڑکنے لگیں — ان کے پھٹتے ہوئے گولوں کا دھواں آسمان میں ککروندے کے پھولے پھولے بیجوں کی طرح تیرنے لگا — لیکن

لڑاکو جہاز کے پروں کی کوندتی ہوئی چمک کے سوا اور کچھ دکھائی نہ دیا۔

بار بار کپڑے کے پھٹنے کی آواز بھونروں کی بھنبھناہٹ کو چیرنے لگی —— چرچر، چرچر، چرچر! خیرہ کن دھوپ کی چمک میں گھمسان کی ان دیکھی لڑائی ہو رہی تھی – لیکن نیچے سے یہ لڑائی، فضائی جنگ کے ان تجربوں سے بالکل مختلف معلوم ہو رہی تھی جن سے ہوا باز دوچار ہوتے ہیں – یہ لڑائی الکسئی کو اتنی غیر اہم اور غیردلچسپ معلوم ہوئی کہ وہ سب کچھ ذرا بھی سنسنی محسوس کئے بغیر دیکھتا رہا۔

جب تیر کی طرح چبھتی ہوئی چیخ سنائی دیتی اور تیزی سے نیچے آتے ہوئے بم سائز میں بڑھتے چلے جاتے جیسے کسی برش سے سیاہ قطرے ٹپک رہے ہوں، تو اس وقت بھی الکسئی کو ڈر نہ لگتا اور وہ ذرا سا سر اٹھا کر دیکھ لیتا کہ بم کہاں گرے۔

اس وقت ''موسمی سرجنٹ،، کی حرکات و سکنات نے الکسئی کو بھونچکا کر دیا – جب بموں کی چیخ اپنے نقطۂعروج پر پہنچ گئی اس وقت لڑکی اس گڑھے میں کمر تک دھنسی ہوئی کھڑی تھی اور بدستور چپکے چپکے اسے کنکھیوں سے دیکھ رہی تھی، دفعتاً وہ اچھل کر باہر نکلی اور اسٹریچر کی طرف دوڑی، زمین پر گری اور اس نے الکسئی کے جسم کو اپنے جسم سے چھپا لیا اور مارے ڈر اور ھیجان کے سر سے پاؤں تک کانپنے لگی۔

ایک آن کو اسے، اپنی آنکھوں سے قریب، ایک سنولایا ہوا بالکل بچکانہ چہرہ نظر آیا، بھرے بھرے ہونٹ اور اوپر کی طرف اٹھی ہوئی چھلی چھلی سی ناک نظر آئی – جنگل میں کہیں سے ایک دھماکا سنائی دیا اور اس کے بعد تابڑ توڑ دوسرے، تیسرے اور چوتھے دھماکے کی آواز اور بھی قریب سے آئی – پانچواں دھماکا اتنا

زوردار تھا کہ زمین لرز اٹھی — اس درخت کا سر، جس کے نیچے الکسئی پڑا ہوا تھا، بم کے ایک ٹکڑے سے کٹ کر شور مچاتا ہوا نیچے آرہا — اس نے دوبارہ لڑکی کا زرد، دہشت‌زدہ چہرہ دیکھا اور اپنے گال پر اس کے ٹھنڈے گال کا لمس محسوس کیا — اور دو بموں کے دھماکوں کے درمیان اس لڑکی نے سرگوشی میں کہا:

''میری جان! میری جان!...''

بموں نے زبردست دھماکے کے ساتھ زمین کو لرزا دیا اور ایسا لگا کہ پورے پورے درخت جن کے سر پھٹ گئے تھے جڑ سے اکھڑ کر ہوا میں بلند ہوئے اور ہوائی اڈے کے اوپر تیرنے لگے، اور پھر زبردست گھڑگھڑاہٹ اور دھمک کے ساتھ مٹی کے تودے زمین پر آ رہے اور ہوا میں بھورے رنگ کا دھانس پھینکتا ہوا دھواں باقی رہ گیا جس میں لہسن جیسی بو بسی ہوئی تھی —

جب دھواں مٹا تو ہر طرف خاموشی چھائی ہوئی تھی — جنگل کے پیچھے سے فضائی لڑائی کی موہوم سی دھمک سنائی دے رہی تھی — لڑکی کھڑی ہو چکی تھی — اس کا چہرہ اب زرد نہیں رہا تھا — اس پر سرخی چھا چکی تھی — اس کے چہرے میں غضب کی تمتماہٹ پیدا ہوگئی اور ایسا لگا کہ وہ آن کی آن میں رو دے گی — اس نے معذرت بھری آواز میں الکسئی سے آنکھیں بچاتے ہوئے کہا:

''میں نے تمہیں تکلیف تو نہیں دی، ایں؟ خدا کی پناہ، میں کیسی بے وقوف ہوں، کیسی نادان ہوں! مجھے بہت افسوس ہے!''

''اب معذرت کرنے کی ضرورت نہیں'' یورا غرایا — وہ شرمندہ تھا کہ اس کے بجائے موسمیات کے اسٹیشن کی یہ لڑکی اس کے دوست کو بچانے کے لئے جان پر کھیل گئی —

اس نے بڑبڑاتے ہوئے اپنے فلائنگ سوٹ پر سے ریت جھاڑی، چندیا کھجائی اور برچ کے سر کٹے درخت کو تعجب بھری نظروں

سے گھورنے لگا جس کے تنے سے بلور جیسی ڈھیروں رال ٹپک رہی تھی — ٹوٹے ہوئے درخت کے گھاؤ سے رال ٹپک ٹپک کر کائی سے ڈھکی ہوئی چھال پر دوڑتی ہوئی زمین پر گر رہی تھی، آنسوؤں کی طرح صاف شفاف اور شیشے کی طرح جھلمل جھلمل —

''دیکھو! درخت رو رہا ہے!،، اینوچکا نے کہا جو خطرناک لمحوں میں بھی اپنا طرار تجسس نہیں کھوتی تھی —

''اسی طرح تم بھی روؤ گی!،، یورا نے یاس انگیز آواز میں کہا۔ ''چلو تماشا ختم، پیسہ ھضم! چلو اب چلیں! امید تو یہی ہے کہ امبولنس ھوائی جہاز کو نقصان نہ پہنچا ھوگا —،،

''بہار آگئی!،، میریسئف نے درخت کے پاش پاش تنے کو دیکھتے ہوئے زمین پر ٹپکتی ہوئی چمکتی اور جھلملاتی رال اور ڈھیلے ڈھالے کوٹ میں ملبوس، مڑی ہوئی ناک والی ''موسمی سرجنٹ،، کو دیکھتے ہوئے کہا جس کا نام بھی اسے معلوم نہ تھا —

یورا نے آگے سے اور دونوں لڑکیوں نے پیچھے سے اسٹریچر اٹھایا اور بم کے دھماکوں کے بنائے ہوئے گڈھوں کے درمیان چکر کھاتے ہوئے اسے لے چلے — ان گڈھوں میں پگھلتی ہوئی برف کا پانی دوڑ رہا تھا — الکسئی نے کنکھیوں سے چھوٹے سے مضبوط ھاتھ کو دیکھا جو بڑے فوجی کوٹ کی آستین سے جھانک رہا تھا اور اسٹریچر کو کس کر پکڑے ہوئے تھا — آخر اس کو ھوا کیا تھا؟ یا اس نے خوف کے عالم میں محض یہ تصور کر لیا کہ اس کے منہ سے ایسے الفاظ نکلے تھے؟

اس دن، جو اس کے لئے گوناگوں واقعات سے بھرا ھوا تھا، الکسئی میریسئف کو ایک اور واقعے سے دو چار ھونا پڑا — چاندی کے رنگ کا امبولنس ھوائی جہاز نظر آنے لگا تھا اور ھوائی مستری بھی جو اس کے چاروں طرف گھوم رہا تھا، سر ہلا رہا تھا اور یہ دیکھنے

کی کوشش کر رہا تھا کہ بم کے کسی ٹکڑے یا دھماکے سے ہوائی جہاز کو کوئی نقصان تو نہیں پہنچا ہے — اسی وقت یکے بعد دیگرے، لڑاکو طیارے لوٹے اور اترنا شروع ہوئے — وہ سیدھے جنگل کے اوپر سے تیرتے ہوئے آئے اور عام دستور کے مطابق چکر لگائے بغیر اتر گئے اور دوڑتے ہوئے جنگل کے کنارے اپنی اپنی جگہوں میں جا کر کھڑے ہو گئے —

جلد ہی آسمان پر بالکل خاموشی چھا گئی — ہوائی اڈے کو صاف کیا گیا اور انجنوں کی گھنگھناہٹ بند ہو گئی — لیکن لوگ اب ایک کمانڈ پوسٹ میں موجود تھے اور اپنی آنکھوں پر ہاتھوں کی آڑ کر کے آسمان کو چھاننے کی کوشش کر رہے تھے —

''نمبر نو، نہیں لوٹا! لگتا ہے کوکوشکن کہیں بھٹک گیا،، یورا بولا —

الکسئی کو کوکوشکن کا چھوٹا سا یرقانی چہرہ یاد آگیا جس سے ہمیشہ بےاطمینانی جھلکتی رہتی تھی اور اسے یاد آیا کہ اس نے کتنی احتیاط سے اس دن صبح کو اس کے اسٹریچر کو سہارا دیا تھا — کیا وہ؟.. اس قسم کے گرما گرم دنوں میں اس قسم کا خیال، ایک ہواباز کے لئے کوئی اہمیت نہ رکھتا تھا — لیکن اب اس وقت جبکہ وہ ہوائی اڈے کی زندگی سے کٹ چکا تھا، اس خیال نے اس کے بدن میں جھرجھری سی دوڑا دی —

اسی لمحے انہیں ایک انجن کی گھنگھناہٹ سنائی دی —

خوشی سے یورا کی چیخ نکل گئی:

''وہ آگیا وہ!،،

کمانڈ پوسٹ میں جو لوگ کھڑے تھے ان میں کھلبلی سی مچ گئی — کوئی حادثہ ہو گیا تھا — ''نمبر نو،، اترا نہیں بلکہ ہوائی اڈے کے اوپر بڑا سا چکر کاٹنے لگا — الکسئی نے اس کو اپنے

سر پر اڑتے ہوئے دیکھا — اس نے فوراً دیکھ لیا کہ اس کے پر کا ایک حصہ ٹوٹ کر الگ ہو گیا تھا اور سب سے بری بات یہ تھی کہ اس کے نیچے صرف ایک ہی ''ٹانگ،، نظر آرہی تھی — یکے بعد دیگرے دو سرخ راکٹ ہوا میں سنسنائے — ایک بار پھر کوکوشکن اوپر سے اڑتا ہوا گزر گیا — اس کا ہوائی جہاز ایک ایسے پرندے کی طرح نظر آ رہا تھا جو اپنے اجڑے ہوئے گھونسلے کے اوپر منڈلا رہا ہو اور اس کی سمجھ میں نہ آ رہا ہو کہ کہاں اترے — اس نے تیسرا چکر کاٹنا شروع کیا —

''ایک منٹ میں وہ چھتری لے کر نیچے اتر آئیگا — اس کا تیل ختم ہو چکا ہے — وہ آخری قطروں سے ہوائی‌جہاز اڑا رہا ہے!،، یورا نے زیر لب کہا — اس کی آنکھیں گھڑی پر جمی ہوئی تھیں —

ان حالات میں جبکہ اترنا ناممکن ہو جائے تو ہوابازوں کو اجازت تھی کہ ہوائی جہاز بلندیوں میں لے جائیں اور وہاں سے ہوائی چھتری کے ذریعہ نیچے اتر آئیں — غالباً ''نمبر نو،، کو اس قسم کی ہدایت مل چکی تھی — لیکن وہ پوری ہٹ‌دھرمی سے اسی طرح چکر لگاتا رہا —

یورا باربار ہوائی‌جہاز کو دیکھتا اور پھر اپنی گھڑی کو — جب اسے محسوس ہوا کہ ہوائی جہاز کی رفتار سست پڑ گئی ہے تو وہ بیٹھ گیا اور منہ پھیر لیا — ''کیا اسے ہوائی‌جہاز کو بچانے کی سوجھی ہے؟،، وہاں پر موجود ہر شخص کے دماغ میں ایک ہی خیال گونج رہا تھا — ''کود جاؤ! کود جاؤ! بھلے آدمی!،،

ایک اڑاکو طیارہ، جس کی دم پر ''۱،، کا نشان بنا ہوا تھا، جھٹ سے ہوا میں بلند ہوا اور پہلے ہی جھونکے میں بڑی خوبی سے زخمی ''نمبر نو،، کے برابر آ گیا — لیکن جس سکون اور چابکدستی سے ہوائی‌جہاز اڑایا جا رہا تھا، اس سے الکسئی تاڑ گیا کہ اس کو خود ونگ کمانڈر

اڑا رہا ہے— معلوم ہوتا تھا کہ جب اس کو اندازہ ہو گیا کہ کوکوشکن کا ریڈیو کام نہیں کر رہا ہے یا ہواباز ہوش و حواس کھو بیٹھا ہے تو وہ اس کی مدد کو پہنچا — اس نے اپنے پروں سے اشارہ کیا کہ ''جو میں کروں کرو،، اور ایک طرف جھکتے ہوئے اوپر اٹھنے لگا — اس نے کوکوشکن کو حکم دیا کہ ایک طرف ہٹتے ہوئے چھتری لے کر کود جاؤ — لیکن اسی لمحے کوکوشکن نے گیس کم کی اور اترنے کی تیاری کی — اس کا ہوائی جہاز ٹوٹے ہوئے پیر کے ساتھہ، ٹھیک الکسئی کے سر کے اوپر جھکا اور تیزی سے زمین کے قریب آنے لگا — یکایک وہ ہوائی اڈے پر اپنی سلامت ''ٹانگ،، کے سہارے اترا اور ایک ہی پہیے پر دوڑنے لگا، اس کی رفتار کم ہوئی، وہ دائیں طرف جھکا اور اس کا محفوظ پر زمین سے جا لگا — ہوائی جہاز گھوما اور برف کا ایک بادل سا اٹھا —

جب برف کے بادل ذرا تھمے تو کوئی سیاہ سی چیز لنگڑے ہوائی جہاز کے پاس پڑی نظر آئی — لوگ اس کالی چیز کی طرف دوڑ پڑے اور ایک امبولنس کار سائرن بجاتی ہوئی بھاگی —

''اس نے اپنا ہوائی جہاز بچا لیا! کیسا جیوٹ کا آدمی نکلا کوکوشکن! اس نے یہ سب کرنا کب سیکھا؟،، میریسئف اسٹریچر میں پڑا سوچ رہا تھا اور اپنے ساتھی پر رشک کر رہا تھا —

بار بار اس کے دل میں ایک خواہش سر اٹھا رہی تھی کہ وہ اس جگہ کی طرف دوڑے جہاں وہ چھوٹا سا آدمی پڑا تھا جس کو سبھی ناپسند کرتے تھے —— جو اتنا بہادر اور ہوشیار ہواباز ثابت ہوا تھا — لیکن وہ تو اسٹریچر سے بندھا ہوا تھا اور ایک جان لیوا درد تھا کہ اسے جکڑے لے رہا تھا — جیسے ہی اعصابی تناؤ ختم ہوا اس درد نے پھر اسے بے دست و پا کردیا —

ان تمام واقعات میں ایک گھنٹے سے زیادہ نہ لگا — لیکن یہ سب، اتنی بہت ساری باتیں اتنی تیزی سے رو نما ہوئی تھیں کہ الکسئی اپنے ذہن میں ان کا تجزیہ نہ کر سکا — ہاں صرف اس وقت جبکہ اس کا اسٹریچر امبولنس ہوائی‌جہاز کے اندر خانے میں رکھا گیا اور جب پھر ایک بار اس کی آنکھیں ''موسمی سرجنٹ،، کی آنکھوں سے چار ہوئیں تو وہ واقعی ان الفاظ کا صحیح مطلب سمجھ سکا جو بمباری کے وقت اس لڑکی کے زرد ہونٹوں سے پھوٹے تھے — اس کو یہ سوچ کر شرمندگی محسوس ہوئی کہ وہ اس شاندار جانباز لڑکی کا نام بھی نہ جانتا تھا —

''کامریڈ سرجنٹ...،، اس نے ممنونیت بھری آنکھوں سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے ہولے سے کہا —

کہا نہیں جا سکتا کہ اس نے انجن کے شور میں اس کی آواز سنی یا نہیں لیکن وہ آگے بڑھی اور اس نے ایک چھوٹا سا پیکٹ بڑھاتے ہوئے کہا:

''کامریڈ سینئر لفٹیننٹ — یہ آپ کے خط ھیں — میں نے ان کو بچا کر رکھا اس لئے کہ میں جانتی تھی آپ زندہ سلامت ھیں اور ایک دن لوٹ آئینگے — میں یہ جانتی تھی — میرا دل کہتا تھا —،،

اس نے خطوں کا چھوٹا سا پلندہ اس کے سینے پر رکھہ دیا — اس نے دیکھا کہ ان میں کئی اس کی ماں کے خط ھیں جو مثلث کی طرح مڑے ہوئے تھے — ان پر پتہ بےربط اور بوڑھے ھاتھوں نے لکھا تھا اور کئی خط ان مانوس لفافوں میں تھے — ایسے ھی لفافے اس کی وردی کی جیب میں ھمیشہ موجود رہتے تھے — اس کا چہرہ ان لفافوں کو دیکھہ کر کھل اٹھا اور اس نے کمبل سے اپنے ھاتھہ کو چھڑانے کی کوشش کی —

''کیا یہ خط کسی لڑکی کے ہیں؟،، ''موسمی سرجنٹ،، نے اداسی کے ساتھہ دوبارہ سرخ ہوتے ہوئے پوچھا — اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور اس کی لمبی لمبی حسین پلکیں بھیگ گئیں —

میریسئف نے محسوس کیا کہ اس نے وہ الفاظ بمباری کے وقت محض تصور کے کانوں سے نہیں سنے تھے — اور یہ جاننے کے بعد اسے سچ بتانے کی ہمت نہ ہوئی —

''یہ میری شادی شدہ بہن کے خط ہیں — اب اس کا نام بدل گیا ہے،، اس نے جواب دیا اور اسے اپنے آپ سے نفرت سی محسوس ہوئی —

انجن کی گھنگھناہٹ کو چیرتی ہوئی آوازیں سنائی دیں — پہلو کا دروازہ کھلا اور ایک سرجن داخل ہوا — یہ ایک اجنبی تھا اور اپنے بھاری کوٹ کے اوپر سفید لبادہ پہنے ہوئے تھا —

''اچھا ایک مریض یہاں پہلے ہی سے موجود ہے؟ اچھا!،، اس نے میریسئف کو دیکھتے ہوئے کہا ''دوسرے کو بھی اندر لے آؤ — ہم ایک منٹ میں چل دینگے — اور مادام آپ کیا کر رہی ہیں یہاں؟،، اس نے بھاپ سے دھندلائی ہوئی عینک سے ''موسمی سرجنٹ،، کو گھورتے ہوئے پوچھا جو یورا کے پیچھے چھپنے کی کوشش کر رہی تھی — ''جاؤ اب — ہم ایک منٹ میں روانہ ہو رہے ہیں — اے! اسٹریچر کو اندر رکھو!،،

''خط ضرور لکھنا! خدا کے لئے مجھے خط لکھنا، میں انتظار کروں گی!،، الکسئی نے لڑکی کی سرگوشی سنی —

یورا کی مدد سے سرجن نے اسٹریچر کو ہوائی جہاز کے اندر کھینچا جس میں کوئی شخص پڑا آہستہ آہستہ کراہ رہا تھا — اسٹریچر کو اپنے خانے میں رکھا جا رہا تھا کہ اس پر سے چادر

کھسک گئی اور الکسئی نے کوکوشکن کا چہرہ دیکھا جس سے درد جھلک رہا تھا — سرجن نے ہاتھ ملے، کیبن میں نظریں دوڑائیں اور میریسئف کے پیٹ کو تھپکتے ہوئے بولا :

''خوب، بہت خوب! چلو تمہیں ایک ہمسفر مل گیا، میرے نوجوان — خوب ہوا؟ اور اب وہ سب جو ہمارے ساتھ نہیں جا رہے ہیں، ہوائی‌جہاز سے اتر جائیں! اچھا تو وہ سرجنٹ کے فیتوں والی لوریلی چل دی، ایں؟ ٹھیک! اچھا اب ہم چل دیں!..،،

یورا کو اترنے میں جھجک ہو رہی تھی — سرجن نے آخر اسے دھکیل کر اتار دیا — دروازہ بند ہو گیا — ہوائی‌جہاز کانپنے لگا، اس نے دوڑنا شروع کیا اور پھر سکون اور آہنگ کے ساتھ ہوا میں پرواز کرنے لگا — اس کے انجن کی ہموار گھنگھناہٹ سنائی دینے لگی — سرجن، دیوار کے سہارے میریسئف کے پاس ٹک گیا —

''کیسے ہو تم؟،، اس نے پوچھا — ''آؤ تمہاری نبض دیکھیں —،، اس نے سوالیہ نظروں سے مریض کو دیکھا اور بڑبڑایا ''زوردار کردار ہے!،، اور پھر اس نے میریسئف سے کہا ''تمہارے دوست تمہارے کارناموں کے ایسے ایسے قصے سناتے ہیں کہ ان پر یقین نہیں آتا، جیسے جیک لنڈن کی کہانی ہو —،،

وہ اپنی جگہ پر بیٹھ گیا، آرام سے ہاتھ پیر پھیلائے اور فوراً ڈھلک کر سو گیا — صاف ظاہر تھا کہ یہ پیلے چہرے والا آدمی، جو اب کسی طرف سے جوان نہیں تھا، تھک کر کتنا نڈھال ہو چکا تھا —

''جیک لنڈن کی کہانی ،، میریسئف نے سوچا اور اس کے ذہن میں اپنے لڑکپن کی یادیں لہرانے لگیں، ایک آدمی کی کہانی جس کی ٹانگ چوٹ سے سوج گئی تھی — وہ ایک ویرانے سے رینگتا

ھوا گزر رہا تھا اور ایک نیم مردہ اور بھوکا بھیڑیا اس کا پیچھا کر رہا تھا -- ہر چیز انجن کی گھنگھناھٹ سے خواب آلود ھوکر تیرنے لگی،ہر چیز کے خطوط مٹنے لگے، ہر چیز سرمئی اندھیرے میں گھلنے لگی اور نیند آنے سے پہلے ایک آخری خیال الکسئی کے ذھن میں کوند گیا --- کہ جنگ کہیں نہیں ہو رہی ہے، نہ بم گر رہے ہیں اور نہ پیروں میں مستقل جان لیوا درد اور ٹیس ہے، ماسکو کی طرف کوئی ھوائی جہاز نہیں اڑ رہا ہے-- ھاں یہ ساری باتیں تو اس کی اس پرلطف کتاب میں تھیں جو اس نے اپنے دور افتادہ شہر کامی‌شین میں پڑھی تھی --

دوسرا حصہ

۱

جب اندرئی دیگتیارینکو اور لینوچکا نے اپنے دوست کے سامنے راجدھانی کے اس ہسپتال کی شان اور آن بان کے گن گائے تھے جس میں میریسئف اور لفٹینٹ کونستانتن کوکوشکن کا داخلہ ہوا تھا، تو یقینی انہوں نے کسی مبالغے سے کام نہیں لیا تھا۔

جنگ سے پہلے، یہ ہسپتال ایک انسٹی‌ٹیوٹ کا کلینک تھا۔ یہاں ایک نامور سوویت سائنس‌داں نے بیماروں اور زخمیوں کو تیزی سے پوری طرح صحت‌یاب کرنے کے نئے طریقوں کے سلسلے میں تجربے کئے تھے۔ انسٹی‌ٹیوٹ اپنی مستحکم روائتوں پر قائم تھا اور اسے عالمگیر شہرت حاصل تھی۔

جب جنگ چھڑی تو اس سائنس‌داں نے کلینک کو فوجی افسروں کے لئے ایک ہسپتال کی شکل دے دی۔ ہسپتال اپنے مریضوں کے لئے اس زمانے کی جدید ترین ترقی پذیر سائنس کی تمام سہولتیں مہیا کرتا۔ جب ماسکو کے قریب گھمسان کا رن پڑا تو کلینک کی مقررہ گنجائش کے مقابلے میں پلنگوں کی تعداد چوگنی ہو گئی۔ تمام ضمنی جگہیں —— ملاقاتیوں کے کمرے، مطالعے اور تفریح کے کمرے، عملے کے کمرے اور کھانے کے کمرے—— سبھی وارڈ میں بدل دئے

گئے — خود سائنس‌داں نے لیبارٹری سے متصل اپنا مطالعے کا کمرہ چھوڑ دیا اور اپنی کتابوں سمیت اس چھوٹے سے کمرے میں اٹھ آیا جو ڈیوٹی پر موجود نرس کے کام آتا تھا — اس پر بھی اکثر گلیاروں میں مریضوں کے پلنگ بچھانے کی ضرورت ہوتی تھی —

ان چمکتی ہوئی سفید دیواروں کے پیچھے سے، جو معلوم ہوتا تھا کہ خاص طور پر علم طب کے اس شوالے کی مقدس خاموشی کے لئے بنائی گئی تھیں، مریضوں کی کراہیں، بڑبڑاہٹیں اور سوئے ہوئے مریضوں کے خراٹے اور سرسامی مریضوں کی ہذیانی باتیں سنائی دیتی تھیں — اس جگہ جنگ کی تکلیف‌دہ گھٹن پیدا کرنے والی بو بسی ہوئی تھی —— خون میں لتھڑی ہوئی پٹیوں کی بو، سوجے اور دھکتے ہوئے زخموں کی بو، زندہ انسانوں کے سڑتے ہوئے زخموں کی بو —— تازہ سے تازہ ہوا کے جھونکے بھی اس بو کو مٹانے میں ناکام رہتے — سائنس‌داں کے اپنے ڈیزائن کے مطابق بنائے ہوئے آرام‌دہ پلنگوں کے پہلو میں مڑنے تڑنے والی چارپائیاں بھی پڑی تھیں — برتنوں کی کمی تھی — کلینک کے چینی کے حسین برتنوں کے ساتھ الیمونیم کے برتن بھی استعمال ہوتے تھے — قریب ہی ایک بم آ کر پھٹا تھا اور اس کے دھماکے سے بڑی بڑی اطالوی کھڑکیوں کے شیشے چکناچور ہو گئے تھے اور ان کو لکڑی کے تختوں سے گھیرنا پڑا تھا — پانی کا بھی بڑا ٹوٹا تھا — باربار گیس بند ہو جاتی تھی اور اوزاروں کو اسپرٹ سے جلنے والے دقیانوسی اسٹوو پر ابالنا پڑتا تھا — لیکن زخمیوں کی ریل پیل جاری رہی — ان کی تعداد بڑھتی ہی جاتی تھی —— وہ ہوائی جہازوں، موٹروں اور گاڑیوں میں لائے جاتے — اور ان کی تعداد ہمارے جوابی حملے اور پیش قدمی کی بڑھتی ہوئی طاقت اور زور کے تناسب سے بڑھتی جاتی —

لیکن ان سب باتوں کے باوجود، ہسپتال کا سارا عملہ —— اس کے چیف، نامور سائنس‌داں اور اعلی سوویت کے رکن سے لے کر، وارڈ کی نرسوں، وارڈ کے خادموں اور قلیوں تک —— سبھی، اپنے انسٹی ٹیوٹ کے دیرینہ ضابطوں کی پابندی کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگاتے تھے، حالانکہ سب کے سب، تھک کر نڈھال ہو چکے تھے اور کبھی کبھی انہیں نیم‌فاقہ بھی کرنا پڑتا تھا — وارڈ کی خادمائیں کبھی کبھی آرام کئے بغیر، تابڑ توڑ تین تین بار ڈیوٹی پوری کرتی تھیں اور انہیں فرصت کے جو لمحے میسر آجاتے ان کو صفائی ستھرائی اور دھلائی وغیرہ میں صرف کرتیں — دبلی پتلی، تھکی ہاری نڈھال نرسیں پہلے کی طرح اپنے سفید اور صاف ستھرے کپڑوں میں کام پر آتیں اور ڈاکٹروں کی ہدایتوں پر پوری طرح عمل کرنے میں پہلے کی طرح اسی مستعدی اور تندھی سے کام لیتیں — ہاؤس سرجن پہلے کی طرح سختی سے کام لیتے اور مریض کے بستر کی سفید چادر پر ایک دھبہ بھی برداشت نہ کرتے، وہ دیواروں، کٹھروں اور دروازوں کے دستوں کو اپنے رومالوں سے رگڑ رگڑ کر صاف کرتے اور دیکھتے کہ آیا انہیں پوری طرح صاف بھی کیا گیا ھے یا نہیں — دن میں دو بار، مقررہ وقت پر، ہسپتال کا چیف معائنے پر نکلتا — وہ لمبا، سرخ چہرے والا بوڑھا آدمی تھا — وہ ہمیشہ گرجتا برستا رہتا تھا — اس کے کھچڑی بال پیشانی پر جھکے ہوئے تھے، اس کی مونچھیں کالی تھیں اور شاہی داڑھی میں سفید تار نمایاں تھے — وہ جنگ سے پہلے کی طرح، اسی شان سے دن میں دو بار، ہاؤس سرجنوں کے قافلے کے ساتھ وارڈ کے معائنے پر نکلتا — ساتھ ھی سفید لبادوں میں اسسٹنٹ بھی ہوتے — وہ نئے مریضوں کا پروانہ دیکھتا اور جن مریضوں کی حالت نازک ہوتی ان کے بارے میں مشورے دیتا —

ان اضطراری دنوں میں ہسپتال سے باہر بھی اسے بہت زیادہ کام کرنا پڑتا تھا، لیکن وہ اپنی نیند اور آرام حرام کر کے اپنے چہیتے انسٹی ٹیوٹ کے لئے ضرور وقت نکال لیتا - کوئی بھی لغزش ہوتی تو عملے پر خوب برستا —— اس کی خفگی میں ایک عجیب لڑکپن اور جوش ہوتا - وہ اپنی بھڑاس ''موقعہ واردات،، پر ہی نکال لیتا اور ہمیشہ اصرار کرتا کہ جنگ کے دور کے ماسکو میں بھی، چاہے بلیک آوٹ ہو، سائرن بج رہا ہو، کلینک کو اپنا فرض ایک نمونے کے ادارے کے طور پر پورا کرنا چاہئے - ہٹلر اور گوئرنگ کا جواب یہی ہے- وہ جنگ کی بنا پر پیدا ہونے والی مشکلات کی کوئی داد فریاد نہ سنتا اور کہتا کہ کام‌چور اور کاہل قسم کے لوگ یہاں سے دفان ہوں اور جہنم کا راستہ لیں اور خاص طور پر اس وقت جبکہ کڑا وقت آن پڑا ہے، یہاں سخت نظم و ضبط ہونا چاہئے - وہ خود اتنی پابندی سے اپنا دورہ کرتا کہ وارڈ کی آیائیں اس کو دیکھ کر وارڈ کی گھڑی ملا لیتیں - بمباری بھی اس کی پابندی وقت میں رکاوٹ نہ پیدا کرتی - اسی کی بدولت عملے میں معجزے کر دکھانے کا جوش پیدا ہوتا اور وہ ناقابل یقین کٹھنائیوں میں بھی کلینک میں جنگ سے پہلے والی ٹیپ ٹاپ اور نظم و ضبط قائم رکھتے -

صبح کے ایسے ہی ایک دورے کے وقت، چیف، جس کو ہم واسیلی واسیلی‌وچ کے نام سے یاد کرینگے، دو ہم پہلو پلنگوں کے پاس آیا جو تیسری منزل کے زینے کی لینڈنگ پر بچھے ہوئے تھے -

''یہ کیسی نمائش ہے؟،، وہ گرجا اور اپنی گھنی بھوؤں کی چھاؤں میں تڑپتی ہوئی ایسی شعلہ‌بار نگاہوں سے ہاؤس سرجن کو دیکھا کہ لمبا تڑنگا، گول شانوں والا یہ خوش رو آدمی، جو اب جوانی کی منزل سے گزر چکا تھا بالکل اسکول کے لڑکے کی طرح تن کر کھڑا ہو گیا اور بولا :

"رات ہی پہنچے ہیں... ہوا باز ہیں — اس کی ایک ران ٹوٹی ہوئی ہے اور سیدھا بازو بھی ٹوٹا ہے — حالت نارمل ہے — لیکن وہ..."
اس نے ایک دوسرے دبلے پتلے پیکر کی طرف اشارہ کیا جس کی عمر کے بارے میں کچھ کہا نہ جا سکتا تھا — وہ آنکھیں بند کئے بے حس و حرکت پڑا تھا — "یہ ایک نازک مریض ہے — اس کے پنجے کچلے ہوئے ہیں — دونوں پیروں میں گنگرین ہے — لیکن سب سے زیادہ یہ مصیبت ہے کہ بالکل نڈھال ہو چکا ہے — مجھے یقین نہیں آتا، لیکن اس کے ہمراہ آنے والے میڈیکل افسر کی رپورٹ ہے کہ یہ آدمی اپنے ٹوٹے پیروں سے اٹھارہ دن تک جرمن مورچے کے پیچھے اپنے مورچے کی طرف رینگتا رہا — بے شک یہ مبالغہ ہے..."

ہاؤس سرجن کی باتیں سنی ان سنی کرتے ہوئے واسیلی واسیلی وچ نے کمبل اٹھایا — الکسئی میریسئف سینے پر ہاتھ باندھے پڑا تھا — اس کے سنولائے ہوئے بازو تازہ تازہ سفید قمیص اور چادروں پر بہت نمایاں تھے — اس طرح اس شخص کی ہڈیوں کے ڈھانچے کا بھی پورا اندازہ ہوجاتا تھا — پروفیسر نے بڑی آہستگی سے کمبل کو رکھ دیا اور ہاؤس سرجن کی بات کاٹتے ہوئے بڑبڑایا:

"یہ یہاں کیوں پڑے ہیں؟"

"گلیارے میں اور جگہ نہیں — آپ نے خود..."

"آپ نے خود! آپ نے خود! اور نمبر بیالیس کے بارے میں کیا کہتے ہو؟"

"وہ تو کرنلوں کا وارڈ ہے —"

"کرنلوں کا!" پروفیسر دھاڑا "کس بے وقوف کی ایجاد ہے یہ؟"

"لیکن ہم سے کہا گیا تھا 'سوویت یونین کے سورماؤں' کے لئے جگہ ریزرو رکھو!"

''سورما! سورما! اس جنگ میں سبھی سورما ھیں! لیکن تم مجھے سبق پڑھانے کی کوشش کیوں کر رہے ہو؟ یہاں کا انچارج کون ہے؟ جس کو میری بات پسند نہ آئے یہاں سے چلتا ہو جائے! ان دونوں کو فوراً پیالیس میں پہنچاؤ! 'کرنلوں کا وارڈ!'۔ — کیسی کیسی حماقتوں کی سوجھتی ہے لوگوں کو!''

وہ اپنے بجھے بجھے سے قافلے کے ساتھ آگے چل پڑا لیکن جلد ہی پلٹا میریسئف کے اوپر جھکا اور اپنا پھولا پھولا ھاتھ جس کی جلد بھانت بھانت کی دواؤں کے اثر سے ادھڑ رہی تھی اس نے ہواباز کے شانے پر رکھا اور پوچھا:

''کیا یہ سچ ہے کہ تم جرمن مورچے کے پیچھے دو ھفتے تک رینگتے رہے؟''

''کیا مجھے گنگرین ہے؟'' میریسئف نے ڈوبتی ہوئی آواز کے ساتھ پوچھا۔

پروفیسر نے اپنے قافلے پر غصے بھری نظر ڈالی جو دروازے کے پاس کھڑا ہو گیا تھا۔ پھر اس نے اپنی آنکھیں مریض کی بڑی بڑی کالی آنکھوں میں ڈال دیں جن سے دکھ اور بے چینی جھانک رہی تھی اور اس کے منہ سے نکلا:

''تمہارے جیسے آدمی کو دھوکا دینا گناہ ہے۔ ہاں یہ گنگرین ہے۔ لیکن اپنا دل بڑا رکھو۔ کوئی بیماری ناقابل علاج نہیں۔ آدمی کسی مصیبت میں گھرجائے نکلنے کا راستہ ضرور مل سکتا ہے۔ سمجھے تم؟ بس یہ ٹھیک ہے!''

اور وہ جھومتا جھامتا اپنے لمبے ڈیل ڈول کے ساتھ، گرجتا برستا وہاں سے چلا گیا اور جلد ہی کہیں دور سے گلیارے کے دروازے کے شیشے سے اس کی غراتی ہوئی آواز سنائی دی۔

''خوب آدمی ہے،، میریسئف نے اپنی بھاری آنکھوں سے دور جاتے ہوئے ہیولے کا تعاقب کرتے ہوئے کہا۔

''وہ پاگل ہے۔ تم نے سنی اس کی بات؟ وہ ہمارا بننے کی کوشش کر رہا ہے۔ ہم ان سادہ لوحوں کو خوب جانتے ہیں،، کوکوشکن نے اپنے بستر سے ایک ٹیڑھی مسکراہٹ کے ساتھہ کہا۔ ''اچھا تو اب ہمیں 'کرنلوں کے وارڈ، میں رہنے کی عزت حاصل ہوئی ہے۔،،

''گنگرین،، میریسئف نے دھیرے سے کہا اور پھر دوہرایا ''گنگرین!،،

۲

''یہ 'کرنلوں کا وارڈ، دوسری منزل کے گلیارے کے آخر میں واقع تھا۔ اس کی کھڑکیاں دکھن اور پورب کی طرف کھلتی تھیں۔ اس لئے دن بھر اس میں دھوپ آتی تھی اور سورج کی کرنیں ایک پلنگ سے دوسرے پلنگ پر رینگتی رہتی تھیں۔ یہ ایک چھوٹا سا وارڈ تھا۔ لکڑی کے فرش پر جو سیاہ دھبے نمایاں تھے ان سے ظاہر تھا کہ پہلے وہاں صرف دو پلنگ رکھے جاتے تھے، دو چھوٹی الماریاں اور بیچ میں ایک گول میز۔ اب کمرے میں چار پلنگ تھے۔ ان میں سے ایک پر زخمی آدمی پڑا تھا اور وہ سر سے پیر تک پٹیوں سے ڈھکا ہوا تھا۔ معلوم ہوتا تھا کہ وہ کوئی لپٹا لپٹایا نوزائیدہ بچہ ہے۔ وہ چت لیٹا ہوا تھا اور پٹیوں کی اوٹ سے اپنی خالی، بے حس و حرکت آنکھوں سے چھت کو گھور رہا تھا۔ ایک دوسرے بستر پر، بالکل الکسئی کے پہلو میں، ایک اور مریض لیٹا ہوا تھا۔ اس کا فوجی چہرہ جھریوں سے بھرا ہوا تھا جس پر چیچک

کے داغ ابھرے ہوئے تھے — اس کی مونچھیں سنہری اور پتلی تھیں — وہ بڑا باتونی اور زندہ دل آدمی تھا —

ہسپتال میں لوگوں کی یاری جلدی جڑ پکڑتی ہے — شام ہوتے ہوتے الکسئی کو معلوم ہو گیا کہ چیچک رو آدمی سائبیریا کا رہنے والا ہے — وہ پنچائتی فارم کا صدر ہے، شکاری ہے اور فوج میں نشانہ‌باز ہے اور اپنے فن میں یکتا — اس نے شروع کیا یلنا کے قریب کی مشہور لڑائیوں سے جبکہ اپنے سائبیریائی ڈویژن کے ساتھ جس میں اس کے دو بیٹے اور داماد بھی شامل تھے، وہ میدان جنگ میں آیا — بقول خود وہ ستر فاشسٹوں کو ''جہنم کا راستہ،، دکھا چکا تھا — وہ سوویت یونین کا ہیرو تھا — اور جب اس نے الکسئی کو اپنا نام بتایا تو اس نے بڑی تجسس بھری نظروں سے اس کے سادہ اور ملنسار چہرے کو دیکھا — اس وقت فوج میں اس کے نام کا ڈنکا بجا ہوا تھا اور بڑے بڑے اخباروں نے اس پر اداریے لکھے تھے — ہسپتال میں ہر شخص —— نرسیں، ہاؤس سرجن اور خود واسیلی واسیلی‌وچ —— سبھی بڑے احترام سے اس کو استیپان ایوانووچ کے نام سے یاد کرتے تھے —

وارڈ کا چوتھا آدمی جو پٹیوں میں جکڑا ہوا تھا، پورے دن اپنے بارے میں ایک لفظ نہیں بولا — سچی بات تو یہ ہے کہ اس کے منہ سے ایک لفظ بھی نہیں نکلا تھا — لیکن استیپان ایوانووچ نے، جس کو دنیا میں ہر بات کی خبر تھی، دھیرے دھیرے اس کا سارا قصہ میریسئف کو سنایا — اس کا نام تھا گریگوری گووزدیف — وہ ٹینکوں کے دستے میں لفٹیننٹ تھا اور وہ بھی سوویت یونین کا ہیرو تھا — وہ ٹینک اسکول سے سند لے کر نکلا تھا اور شروع سے ہی جنگ میں شامل تھا — پہلی بار اس نے بریست لیتوفسک کے قریب کسی مورچے پر جنگ میں حصہ لیا — بیلوستوک کے قریب ٹینکوں کی مشہور لڑائی میں اس کا ٹینک پھٹ گیا — وہ فوراً اس میں سے نکل کر دوسرے ٹینک

میں گھس گیا جس کا کمانڈر مارا جا چکا تھا اور ٹینک ڈویژن کے بچے کھچے حصے کے ساتھ مینسک کی طرف پیچھے ھٹتی ھوئی فوج کی حفاظت کرتا رھا — دریائے بوگ کے قریب لڑائی میں وہ زخمی ھوا اور اس کا دوسرا ٹینک بھی ھاتھ سے جاتا رھا — پھر وہ ایک تیسرے ٹینک میں گھس گیا جس کا کمانڈر ھلاک ھو چکا تھا — اس نے کمپنی کی کمان اپنے ھاتھ میں لے لی — بعد جب دشمنوں کے مورچے کے پیچھے رہ گیا تو اس نے تین ٹینکوں کی ایک گشتی ٹولی بنائی اور ایک مہینے تک دشمنوں کی لائن کے پیچھے رہ کر دشمن کی آمد و رفت کو نقصان پہنچاتا رھا اور دشمنوں کے دل دھلاتا رھا — حال کی لڑائیوں میں اس نے میدان جنگ میں ھی اپنے ٹینک میں ایندھن بھرا، گولہ بارود اکٹھا کیا اور ضروری پرزے وغیرہ جمع کئے —— جنگلوں اور دلدلوں میں شاھراھوں کے کنارے کنارے سرسبز گڈھے ھر قسم کی ٹوٹی پھوٹی مشینوں سے بھرے پڑے تھے —

وہ دوروگوبوژ کے آس پاس کا رھنے والا تھا — جب اس نے سوویت اطلاعاتی بیورو کا اعلان سنا (جو کمانڈر کے ٹینک کے وائرلس سے روزانہ سنا جاتا تھا) کہ لڑائی کا مورچہ اس کی پیدائشی جگہ کے قریب بڑھ رھا ھے تو وہ اپنے آپ پر قابو نہ رکھ سکا اور تینوں ٹینکوں کو برباد کر دینے کے بعد اس نے اپنے باقی آٹھ آدمیوں کو ساتھ لیا اور دوبارہ اپنی فوج سے جا ملنے کے لئے جنگل جنگل چل پڑا —

جب جنگ چھڑی ھے، اس سے کچھ ھی دن پہلے، گووزدیف چھٹیوں میں اپنے چھوٹے سے گاؤں آیا تھا جو سبزہ زاروں میں بل کھاتی ھوئی ایک ندی کے کنارے آباد تھا — اس کی ماں، جو گاؤں کے اسکول میں استانی تھی، بری طرح بیمار تھی اور اس کے باپ نے، جو ایک پرانا ماھر زراعت اور محنت کشوں کے نمائندوں کی علاقائی سوویت کا ممبر تھا، تار دے کر اسے بلایا تھا —

گووزدیف کو، اسکول کے قریب، لکڑی کی ایک کٹیا یاد تھی — اس کی ماں —— چھوٹے سے قد کی نڈھال عورت، ایک پرانے صوفے پر بے بس پڑی ہوئی — اس کا باپ، جو اس کی ماں کے صوفے کے پاس کھڑا کھانس رہا تھا اور تردد میں اپنی چھوٹی چھوٹی سفید داڑھی کھجا رہا تھا اور اس کی سیاہ بالوں والی تین سیانی بہنیں جو ماں سے بے حد ملتی تھیں — اس کو گاؤں کی ڈاکٹر ژینیا بھی یاد تھی — وہ چھریرے بدن کی لڑکی تھی — اس کی آنکھیں نیلی تھیں — وہ اس کو چھوڑنے کے لئے گھوڑا گاڑی میں بیٹھ کر اسٹیشن تک آئی تھی — اور اس نے لڑکی سے وعدہ کیا تھا کہ وہ ہر روز اسے خط لکھیگا — بیلوروس کے روندے ہوئے کھیتوں اور جلے ہوئے ویران دیہاتوں سے درندے کی طرح رینگ کر گزرتے ہوئے، شاھراھوں اور شہروں سے بچ کر نکلتے ہوئے، وہ دکھی دل کے ساتھ سوچنے کی کوشش کرتا کہ اسے اپنے گاؤں میں کیا رنگ نظر آئیگا — وہ سوچتا کہ آیا اس کے لوگ وہاں سے نکل بھاگنے میں کامیاب ہوئے یا نہیں — اور اگر وہ وہاں سے نکل کر نہ بھاگ سکے تو ان کا کیا حشر ہوا ہوگا —

جب وہ اپنے گاؤں پہنچا تو وہاں کا حال اسے اپنی تمام تر توقعات سے کہیں زیادہ بھیانک نظر آیا — اسے نہ تو اپنا گھر ملا، نہ اپنے لوگ، نہ ژینیا اور نہ خود گاؤں — اسے ایک سڑی سی بڑھیا ملی جو ناچنے کے انداز میں تھرکتی ہوئی اور آپ ھی آپ بڑبڑاتی ہوئی، جلے ہوئے ملبوں کے بیچوں بیچ ایک چولہے پر کچھ پکا رھی تھی — اس سے معلوم ہوا کہ جب جرمن قریب آ رہے تھے تو اسکول کی استانی اتنی بیمار تھی کہ ماھر زراعت اور اس کی لڑکیاں اس کو وہاں سے لے جانے کی ہمت نہ کر سکے اور نہ اسے چھوڑ کر وہ کہیں جا سکے — جرمنوں کو سراغ مل گیا کہ محنت کشوں کے نمائندوں کی علاقائی سوویت کا ایک ممبر اور اس کا خاندان گاؤں میں

ہی رہ گئے ہیں — انہوں نے پورے خاندان کو پکڑ لیا اور اسی رات کو ان سب کو برچ کے ایک درخت سے لٹکا کر پھانسی دے دی — اور گھر کو جلا کر راکھ کر دیا — بڑھیا نے یہ بھی بتایا کہ ژینیا جرمن افسر اعلی کے پاس گووزدیف خاندان کی سفارش اور وکالت کرنے گئی لیکن افسر نے اس پر خوب ظلم توڑے کہ مجبور ہو کر وہ اپنا جسم اس کی آغوش میں ڈال دے — آخر ہوا کیا بڑھیا کو ٹھیک ٹھیک معلوم نہ تھا — اگلی صبح، اس گھر سے جہاں افسر رہتا تھا، اس لڑکی کی لاش نکالی گئی اور دو دن تک وہ لاش ندی کے کنارے پڑی رہی — بعد میں، جرمنوں نے پورے گاؤں میں آگ لگا دی کیونکہ کسی نے ایندھن کی ٹنکیوں میں آگ لگا دی تھی جو پنچائتی فارم کے اصطبل میں رکھی ہوئی تھیں — اس واقعے کو صرف پانچ دن ہوئے تھے —

بڑھیا گووزدیف کو اس کے جلے ہوئے گھر کے ملبوں تک لے گئی اور اس کو برچ کا درخت دکھایا — اس کے لڑکپن میں اس کا جھولا اسی تناور درخت کی شاخ سے لٹکتا تھا — اب یہ درخت بالکل سوکھا ہوا تھا — اور اس کی جلی ہوئی شاخ سے پانچ پھندے لٹکے ہوئے ہل رہے تھے — بڑھیا پیروں کو ناچنے کے انداز میں اٹھا اٹھا کر چلتے ہوئے اور من ہی من میں کچھ دعا بڑبڑاتے ہوئے، گووزدیف کو ندی تک لے گئی اور اس کو وہ جگہ دکھائی جہاں اس لڑکی کی لاش دو دن تک پڑی رہی تھی جس کو اس نے روز خط لکھنے کا وعدہ کیا تھا مگر جس سے اپنا وعدہ وفا کرنے کا وقت نہ مل سکا تھا — وہ سوان کی سرسراتی ہوئی گھاس کے درمیان کچھ دیر کھڑا رہا اور پھر جنگل کی طرف لوٹ گیا جہاں اس کے لوگ اس کا انتظار کر رہے تھے — اس نے نہ تو ایک لفظ کہا اور نہ آنکھوں سے آنسو کی ایک بوند ٹپکائی —

جون کے آخر میں، جب جنرل کونیف نے حملے میں پیش قدمی کی تو اس وقت گریگوری گووزدیف اور اس کے ساتھی جرمن لائن کو توڑ کر نکلنے میں کامیاب ہو گئے — اگست میں اس کو ایک نیا ٹینک دیا گیا تھا — اس کا نام تھا ''ت — ۳۴''، اور جاڑے سے پہلے پہلے وہ بٹیلین میں مشہور ہو گیا اور لوگ کہتے ''اس آدمی نے حد کر دی'' — اس کے بارے میں کہانیاں کہی اور لکھی جاتیں، جن پر یقین نہ آتا — لیکن تھیں وہ سچی کہانیاں — ایک رات، وہ گشت کے لئے نکلا — وہ انتہائی تیز رفتاری سے جرمن لائن کو چیرتا ہوا بڑھا، اس نے بخیر تمام ان کا مائن سے پٹا ہوا علاقہ پار کر لیا، اندھا دھند توپیں داغتا دشمن کا دل دہلا تا، وہ ایک ایسے شہر جا پہنچا جو آدھا سوویت فوج سے گھرا ہوا تھا اور دشمن کی صفوں میں خاصی افراتفری مچاتا ہوا وہ دوسری طرف اپنی فوج سے جا ملا — ایک اور موقع پر جرمن لائن کے پیچھے ایک گشتی ٹولی کے ساتھ گھومتے ہوئے وہ کمین گاہ سے جھپٹا اور رسل و رسائل کے ایک دستے سے جا ٹکرایا اور سپاہیوں، گھوڑوں اور گاڑیوں کو کچل کر رکھ دیا —

جاڑے میں، ٹینک کی ایک ٹولی کی رہنمائی کرتے ہوئے، اس نے شہر رژیف کے قریب ایک قلعہ بند گاؤں کے ایک فوجی دستے پر حملہ کیا — یہاں دشمن کا ہیڈ کوارٹر تھا — ابھی وہ گاؤں کے نکڑ ھی پر تھا اور دفاعی مورچے کو پار کر رہا تھا کہ اس کا اپنا ٹینک کسی ایسی بوتل سے ٹکرا گیا جس میں کوئی آتش گیر چیز بھری ہوئی تھی — دھوئیں کے سیاہ شعلے بھڑک اٹھے اور پورا ٹینک شعلوں میں غرق ہو گیا — لیکن ٹینک کا عملہ اپنا کام کرتا رہا — ٹینک ایک بہت بڑی مشعل کی طرح گاؤں کے درمیان دوڑتا رہا اور اس کی ساری توپیں برابر گرجتی برستی رہیں — ٹینک مڑتا اور جھپٹتا رہا اور بھاگتے ہوئے جرمنوں کا تعاقب کر کے انہیں کچلتا رہا — گووزدیف اور

اس کے ساتھی، جو جرمن مورچے کو توڑ کر نکل آئے تھے، یہ جانتے تھے کہ کسی وقت بھی ایندھن کی ٹنکی یا گولے بارود کے خزانے میں آگ کا دھماکا ہو سکتا ھے اور ان کے ٹینک کے پرزے اڑ سکتے ھیں — وہ دھوئیں میں گھٹ رھے تھے — تپتے ھوئے سرخ بکتر سے وہ جل رھے تھے — ان کے کپڑے بھڑک اٹھے لیکن وہ لڑتے رھے — ایک بھاری شل، جو ٹینک کے نیچے آ گیا تھا، پھٹا اور ٹینک الٹ گیا — ھوا کے جھونکے سے یا اس کے اڑائے ھوئے ریت اور برف سے کچھہ ایسا ھوا کہ شعلے بجھہ گئے — گووزدیف جب ٹینک سے نکالا گیا تو وہ خوفناک طور پر جل چکا تھا — وہ توپ کے پاس مردہ توپچی کے پھلو میں پڑا تھا جس کی جگہ اس نے لے لی تھی —

دو مھینے تک یہ ٹینک مین موت اور زندگی کے درمیان لٹکتا رھا — صحت کی ذرا بھی امید نہ تھی — اس کا جی ھر چیز سے اچاٹ ھوگیا تھا — بعض مرتبہ وہ کئی کئی دن تک ایک لفظ بھی منہ سے نہ پھوٹتا —

سخت مجروح ھونے والے سپاھیوں کی دنیا عام طور پر اپنے ھسپتال کی چار دیواری تک محدود ھوتی ھے — ان دیواروں کے اس پار کھیں گھمسان کا رن پڑا ھے، بڑے بڑے اور چھوٹے چھوٹے واقعات رونما ھو رھے ھیں، جذبات اپنے نقطہ عروج پر ھیں اور ھر نیا دن انسان کی روح پر تازہ نقش چھوڑ جاتا ھے — لیکن باھر کی دنیا کی زندگی کو ''سخت مجروح سپاھیوں،، کے وارڈ میں قدم رکھنے کی اجازت نھیں — یھاں تو ھسپتال کی چار دیواری کے باھر اس بپھرتے ھوئے طوفان کی محض ھلکی ھلکی دھمک، دور دراز کی صدائے بازگشت ھی سنائی دیتی ھے — دھوپ سے گرم کھڑکی کے شیشے پر اونگھتی ھوئی سی میلی کچیلی ایک مکھی بھی آن بیٹھے تو یہ بھت بڑا واقعہ ھوتا ھے — وارڈ کی نگراں، نرس کلاودیا میخائلوونا آج اونچی ایڑی کے نئے جوتے اس لئے

پہن کر آئی ہے کہ اسے شام کے وقت یہاں سے سیدھے تھیٹر جانا ہے تو جناب یہ بھی ایک بڑی خبر ہے — اگر کھانے پر خوبانیوں کی جیلی کے بجائے جس سے لوگوں کا جی اوب گیا ہے، آلوچوں کا اسٹو مل جائے تو یاروں کو اچھا خاصا موضوع بحث ہاتھہ آ جاتا ہے —

لیکن ''سخت مجروح،، آدمی کے ہسپتال کے تکلیف‌دہ دن جس چیز سے معمور ہوتے ہیں، جس پر اس کا تمام تر خیال مرکوز ہوتا ہے، وہ ہے خود اس کا گھاؤ، وہ گھاؤ جس نے اس کو مجاھدوں کی صف سے کھینچ کر الگ کر لیا ہے، جس نے اس کو جنگ کی جانفشانیوں سے بھری ہوئی زندگی سے الگ کر لیا ہے اور اسے اٹھا کر اس نرم اور آرام دہ بستر پر پھینک دیا ہے، جس سے وہ پہلے ہی لمحے سے نفرت کرنے لگا ہے — وہ سوتا ہے تو اس زخم کے بارے میں، اس سوجن یا ٹوٹے ہوئے عضو کے بارے میں سوچتا ہوا سوتا ہے، وہ نیند میں بھی اسی کو دیکھتا رہتا ہے اور جس لمحے اس کی آنکھہ کھلتی ہے وہ فوراً جاننا چاہتا ہے کہ اس کی سوجن کم ہوئی یا نہیں، اس کا بخار اترا یا بڑھہ گیا — جس طرح رات کے وقت چوکنا کان ہر ہر سرسراہٹ پر کھڑے ہو جاتے ہیں اسی طرح یہاں اپنی بے بسی اور زخم پر دماغ کی مستقل توجہ زخم کا درد بڑھا دیتی ہے اور مضبوط ترین عقیدے اور قوی ترین ارادے کے لوگ بھی، جنھوں نے میدان جنگ میں بڑے دھیرج سے موت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھا ہے، اب یہاں ڈرتے ڈرتے پروفیسر کی ہلکی سے ہلکی آواز سننے کی کوشش کرتے ہیں اور دھڑکتے دل سے پروفیسر کے چہرے کے رنگ اور کیفیت سے یہ بھانپنے کی فکر میں رہتے ہیں کہ ان کی بیماری کیا رخ اختیار کر رہی ہے —

کوکوشکن مستقل چڑچڑاتا اور بڑبڑاتا رہتا تھا — اس کا خیال تھا کہ کھپچیاں اچھی طرح نہیں باندھی گئی ہیں اور یہ کہ کھپچیاں

بہت کسی ہوئی ہیں اور اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ ہڈیاں اچھی طرح نہیں جڑینگی اور ان کو دوبارہ توڑنا پڑیگا — گریگوری گووزدیف ایک یاس انگیز نیم بے ہوشی کے عالم میں پڑا رہتا تھا — وہ کچھ نہ بولتا — لیکن آسانی سے دیکھا جا سکتا تھا کہ وہ اپنے جھلسے ہوئے جسم اور پھٹی ہوئی کھال کو اس وقت کتنی چاؤ بھری بے صبری سے دیکھتا تھا جب کلاودیا میخائلوونا مٹھی بھر بھر کر واسلین اس کے زخموں میں بھرتی تھی اور پٹیاں بدلتی تھی اور وہ کتنے غور سے سرجنوں کے صلاح و مشورے کی بھنک سننے کی کوشش کرتا تھا — واحد استیپان ایوانووچ ھی ایسا آدمی تھا، جو دوہرا ہو کر گھومتا رہتا اور پلنگ کی دیواروں کو پکڑتے ہوئے برابر بکتا جاتا ''الو کا پٹھا ہم،، جس سے وہ زخمی ہوا تھا اور پھر یہ ''ملعون بیماری،، جو سخت چوٹ کی وجہ سے رونما ہوئی تھی —

میریسئف اپنے جذبات پر پردہ ڈالنے کی پوری کوشش کرتا اور یوں بن جاتا جیسے اسے سرجنوں کی آپس کی باتوں سے کوئی دلچسپی نہیں تھی — لیکن ہر بار جب بجلی کے علاج کے لئے اس کے پیروں کی پٹیاں کھلتیں اور وہ دیکھتا کہ اس کے پیروں کی دھکتی ہوئی خوفناک سوجن اوپر کی طرف آہستہ آہستہ مگر مستقل بڑھ رہی ھے تو اس کی آنکھیں مارے دھشت کے پھٹی کی پھٹی رہ جاتیں —

وہ بے چین اور غم زدہ رہنے لگا — کسی مریض ساتھی کا بھونڈا مذاق، بستر کی چادر پر ایک شکن، یا وارڈ کی بڑھیا ماما کے ھاتھہ سے جھاڑو کا پھسل جانا اسے بھڑکا دینے کے لئے کافی تھا، جس کو وہ بڑی مشکل سے دبا پاتا تھا — یہ سچ ھے کہ ھسپتال کی بہترین غذا کی رفتہ رفتہ بڑھتی ہوئی مقدار نے جلد ھی اس کی طاقت بحال کر دی اور اب، پٹیاں بدلتے وقت یا بجلی کے علاج کے وقت اس کے اکڑے ہوئے جسم کو دیکھہ کر ڈاکٹری کی نوجوان

طالبعلم لڑکیوں کی آنکھوں میں خوف و ہراس نہ پیدا ہوتا ــ لیکن اس کا جسم جتنا مضبوط ہوتا گیا اس کے پیر اتنے ہی خراب ہوتے گئے ــ سوجن نے اس کے پورے پنجوں کو گھیر لیا تھا اور اب ٹخنوں سے اوپر بڑھ رہی تھی ــ پنجے کی حس تو بالکل مر چکی تھی ــ سرجن سوئیاں چبھوتا اور اندر تک گوشت کی گہرائیوں میں گھونپتا چلا جاتا لیکن الکسئی کو درد کا کوئی احساس نہ ہوتا ــ سرجن سوجن کو ایک نئے طریقے سے روکنے میں کامیاب ہو گئے ــ اس طریقے کا عجیب و غریب نام تھا ـــ ''ناکہ بندی،، ــ لیکن اس کے پیروں کا درد بڑھ گیا ــ درد بالکل ناقابل برداشت ہوگیا ــ دن کے وقت الکسئی تکیے میں منہ چھپائے خاموش پڑا رہتا ــ رات کے وقت کلاودیا میخائلوونا اس کے مارفیا کا انجکشن لگاتی ــ

سرجن اپنے صلاح و مشورے کے دوران میں ''کاٹنے،، کا لفظ زیادہ سے زیادہ استعمال کرنے لگے ــ واسیلی واسیلیوچ کبھی کبھی میریسئف کے پلنگ کے پاس رکتا اور پوچھتا:

''اچھا، اس رینگنے والے بہادر کا کیا حال ہے آج؟ ہم کاٹ دیں تو کیسا رہے؟ ایک جنبش اور صاف!،،

الکسئی ٹھنڈا پڑ جاتا اور کانپ اٹھتا ــ وہ دانت بھینچ کر خود کو چیخنے سے باز رکھتا اور محض سر ہلاتا اور پروفیسر غراتا:

''ہاں جھیلو اسے، جھیلو اسے ـــ یہ تمہارا معاملہ ہے ــ دیکھیں اس سے کیا فائدہ ہوتا ہے،، اور وہ کسی نئی دوا کا نسخہ لکھتا ــ

اس کے جاتے ہی دروازہ بند ہو جاتا، اس کے قدموں کی آہٹ گلیارے میں غائب ہو جاتی، لیکن میریسئف اپنے بستر پر آنکھیں میچے پڑا رہتا اور سوچتا ''میرے پیر، میرے پیر، میرے پیر...،، کیا وہ بغیر پیروں کے رہ جائے گا، کیا وہ بوڑھے ملاح ارکاشا کی طرح

لکڑی کے ٹھنٹھوں پر چلیگا، کیا وہ اس بوڑھے کی طرح ندی کے کنارے اپنے پیروں کو کھولیگا اور ان کو کنارے پر چھوڑ کر ھاتھوں کے بل بندر کی طرح پانی میں اتریگا؟

ایک اور بات نے اس کے ان تلخ خیالات کو اور بھی شدید بنا دیا تھا — ھسپتال میں آنے کے پہلے دن ھی اس نے وہ خط پڑھے جو کامی‌شین سے آئے تھے — چھوٹے چھوٹے تکونے مڑے ہوئے خط اس کی ماں کے تھے اور ھمیشہ کی طرح مختصر — آدھا خط تو رشتہ داروں کے دعا سلام اور ان یقین دھانیوں سے بھرا تھا کہ وہ سب بخیرتمام ھیں، خدا کا سب فضل ھے اور ماں کی طرف سے اسے یعنی الکسئی کو فکر تردد نہیں کرنا چاھئے اور آدھے خط میں یہ تھا کہ اپنا خیال رکھو، سردی اور زکام سے بچو، اپنے پیروں کو بھیگنے نہ دینا، خطروں میں نہ کودنا اور جرمنوں کی عیاریوں سے ھوشیار رھنا، جن کے بارے میں اس نے اپنی پڑوسنوں سے بہت کچھہ سن رکھا تھا — ان تمام خطوں کا مضمون ایک ھی تھا سوائے اس کے کہ ایک میں ماں نے لکھا تھا کہ اس نے اپنی ایک پڑوسن سے کہا تھا کہ گرجا میں اس کے بیٹے کے لئے دعا کرے — ایسی بات نہیں تھی کہ وہ خود مذھبی طبیعت کی تھی، لیکن کون جانے شاید کوئی اوپر آسمان پر واقعی بیٹھا ھو تو یہ دعا کام آ جائے — دوسرے میں لکھا تھا کہ وہ اس کے بڑے بھائیوں کی طرف سے بہت پریشان تھی، جو دکھن میں لڑ رھے تھے اور جنھوں نے بہت دنوں سے کوئی خط نہیں لکھا تھا — اور آخری خط میں لکھا تھا کہ اس نے خواب میں دیکھا کہ والگا میں موسم بہار میں سیلاب آیا ھوا ھے اور اس کے بیٹے اس کے پاس لوٹ آئے ھیں اور وہ اپنے مرحوم باپ کے ساتھہ مچھلی کے کامیاب شکار سے واپس آئے ھیں — اس نے ان کے لئے ان

کا محبوب کھانا پکایا ھے ــــ ویازیگا پائی* ــــ اور پڑوسنوں نے خواب سن کر یہ تعبیر بتائی ھے کہ اس کے بیٹوں میں سے ایک تو ضرور مورچے سے واپس آ جائےگا۔ اس لئے اس نے الکسئی سے التجا کی تھی کہ وہ اپنے افسر سے کہے کہ کم از کم ایک دن کے لئے اسے گھر جانے کی اجازت دے دے۔

نیلے لفافوں میں، جن پر لڑکی کے ھاتھہ کی بڑی بڑی گول گول لکھائی میں پتے لکھے ھوئے تھے ایک لڑکی کے خط تھے، جو کارخانے کے ٹکنیکل ٹریننگ اسکول میں اس کی ھم‌جماعت تھی۔ اس کا نام تھا اولگا۔ اب وہ کامی‌شین کے کارخانے میں ٹکنیشین تھی جہاں اس نے خود بھی دھات کے ٹرنر کی حیثیت سے کبھی کام کیا تھا۔ یہ لڑکی لڑکپن کے دوست سے کچھہ زیادہ تھی اور اس کے خط عام خطوں سے مختلف تھے۔ یہ کوئی تعجب کی بات نہ تھی کہ اس نے ھر خط کو کئی بار پڑھا، ان کو باربار اٹھایا، اور ان کی ایک ایک سادہ سے سادہ سطر پر اس امید میں نظر دوڑائی کہ شاید ان میں کوئی اور نشاط انگیز معنی پنہاں ھو۔ حالانکہ وہ خود بھی اچھی طرح یہ نہیں سمجھہ پا رھا تھا کہ وہ آخر ان خطوں میں اور کیا ڈھونڈ رھا ھے۔

اس نے لکھا تھا کہ وہ سر سے پاؤں تک کام میں غرق تھی۔ وہ رات کے وقت بھی گھر نہیں جاتی تھی اور وھیں دفتر میں پڑ کر سوجاتی تھی تاکہ گھر آنے جانے میں وقت برباد نہ ھو۔ اور یہ کہ الکسئی تو اب مل کو بالکل پہچان نہ سکیگا اور اگر وہ یہ جان پائے کہ وھاں اب کیا کچھہ تیار ھو رھا ھے تو یقینی وہ خوشی

---

* مچھلی سے بھرا ھوا سموسہ۔

سے دیوانہ ہو جائےگا — کبھی کبھار جب ایک دن کی چھٹی ملتی ھے، اور ایسا مہینے میں ایک آدھہ ھی بار ھوتا ھے، تو وہ الکسئی کی ماں کو دیکھنے جاتی ھے — بڑی بی اپنے بڑے بیٹوں کی خاموشی سے بڑی بدحواس ھیں، ان پر بڑا کڑا وقت آن پڑا ھے اور پچھلے دنوں ان کی صحت خراب رھنے لگی ھے — اس نے الکسئی سے التجا کی تھی کہ اپنی ماں کو زیادہ جلدی جلدی خط لکھا کرو اور ذرا زیادہ تفصیل سے اور ان کو کسی قسم کی بری خبر سے ذرا بھی پریشان نہ کرو کیونکہ شاید تم ان کی واحد خوشی، کلیجے کی آخری ٹھنڈک ھو —

اولگا کا خط باربار پڑھنے کے بعد، الکسئی اپنی ماں کے خواب کی ننھی سی پہیلی کے بارے میں سمجھہ گیا — اس نے محسوس کیا کہ اس کی ماں اس کے لئے تڑپ رھی ھے، وہ اس کی تمام امیدوں کا سہارا ھے اور اس نے یہ بھی محسوس کر لیا کہ اگر اس نے اپنی ٹانگوں کے بارے میں لکھا تو اس سے ماں اور اولگا کو کتنا خوفناک صدمہ پہنچیگا — اس نے بہت دیر تک سوچا کہ کیا کرے اور اسے خط لکھنے اور سچ بتانے کی ھمت نہ ھوئی — اس نے فیصلہ کیا کہ کچھہ دن اور سب کچھہ چھپایا جائے — اس نے دونوں کو لکھا کہ وہ اچھا ھے اور اب اس کا تبادلہ ایک محفوظ علاقے میں ھو گیا ھے — اس نے پتے کی تبدیلی کی توجیہہ کرنے کے لئے لکھہ دیا کہ وہ مورچے کے عقب میں ایک خاص کام پر مامور کیا گیا ھے اور معلوم ھوتا ھے کہ وھاں وہ بہت دنوں تک مقیم رھیگا —

اور اب جبکہ اس کے بستر کے پاس سرجنوں کے آپس کے صلاح ومشورے کے دوران میں ''کاٹنے،، کا لفظ باربار آنے لگا تھا، خوف کا احساس اسے دبوچ لیتا تھا — وہ اپاھج بن کر کامی‌شین کیوں کر لوٹ سکیگا؟ وہ کس طرح اولگا کو اپنے لکڑی کے پیر دکھا سکیگا؟

اس سے اس کی ماں کو کتنا روح فرسا صدمہ پہنچیگا جو لڑائی میں اپنے دوسرے بیٹوں کو کھو بیٹھی تھی اور اب آخری بیٹے کی واپسی کا انتظار کر رہی تھی! وہ وارڈ کی حسرت ناک اور اذیت بخش خاموشی میں پڑا پڑا، کوکوشکن کے بے چین جسم کے بوجھہ تلے گدے دار اسپرنگ کی چیخ، خاموش ٹینک مین کی ٹھنڈی سانس اور استیپان ایوانووچ کی انگلیوں کی کھٹ کھٹ سنتا رہتا جو کھڑکی کے پاس دن بھر جھکا جھکا شیشے کو بجاتا رہتا — وہ سب کچھہ دیکھتا اور سنتا اور اپنے خیال میں کھویا رہتا —

''کاٹ دوگے؟ نہیں! چاہے کچھہ کرو یہ نہ کرو! اس سے کہیں بہتر موت ہے... اوہ کتنا ٹھنڈا اور خوفناک لفظ ہے یہ ''کاٹنا،، — لگتا ہے جیسے سینے میں خنجر پیوست ہو گیا ہو —— کاٹنا؟ نہیں کبھی نہیں! یہ ہرگز نہیں ہو سکتا!،، الکسئی سوچتا — وہ خواب میں بھی اس لفظ کو ایک آہنی مکڑے کے روپ میں دیکھتا جو اپنے نکیلے اور ٹیڑھے پنجوں سے اسے نوچتا پھاڑتا رہتا —

۳

ایک ہفتے تک تو وارڈ نمبر بیالیس میں چار ہی مریض رہے — لیکن ایک دن کلاودیا میخائلوونا بہت ہی پریشان سی دو خدمتگاروں کے ساتھہ اندر آئی اور ان سے بولی کہ انہیں ذرا ایک دوسرے کے قریب قریب سونا پڑیگا — استیپان ایوانووچ کا پلنگ بالکل کھڑکی تک کھسکا دیا گیا — وہ تو اس پر کھل اٹھا — کوکوشکن کا بستر استیپان ایوانووچ کے پہلو میں کونے میں کھسکا دیا گیا اور اس کی جگہ ایک اچھا سا نیچا پلنگ رکھہ دیا گیا جس پر اسپرنگ کا نرم گدا بچھا ہوا تھا —

اس پر کوکوشکن کا پارہ چڑھ گیا — اس کا چہرہ زرد ہو گیا — اس نے پاس والی الماری پر گھونسہ مارنا شروع کیا اور اونچی اور چچیاتی ہوئی آواز میں نرس، ہسپتال اور یہاں تک کہ واسیلی واسیلی‌وچ کو بھی گالیاں دینے لگا — اس نے کسی سے شکائت کرنے کی دھمکی دی اور کچھ ایسا آپے سے باہر ہوا کہ بیچاری کلاودیا میخائلوونا پر قریب قریب ڈونگا اٹھا مارا — وہ اسی طرح ہنگامہ کرتا رہتا اگر الکسئی جپسیوں جیسی شعلہ بار آنکھوں سے دیکھتے ہوئے اسے ڈانٹ نہ بتاتا —

ٹھیک اسی لمحہ پانچواں مریض اندر لایا گیا —

یقینی اس کا وزن بہت زیادہ ہوگا کیونکہ اسٹریچر برداروں کے قدموں کے آہنگ کے ساتھ اسٹریچر چیختا ہوا بھاری بوجھ سے لٹکا جاتا تھا — بالکل منڈا ہوا ایک چکنا گول سر بڑی بے بسی سے تکیے پر ایک طرف سے دوسری طرف ڈھلک رہا تھا — اس کا چوڑا، موم جیسا زرد چہرہ بے جان معلوم ہو رہا تھا — بھرے بھرے زرد ہونٹوں سے کرب کی کیفیت عیاں تھی —

ایسا معلوم ہوتا تھا کہ نیا مریض بے ہوش ہے — لیکن جیسے ہی اسٹریچر فرش پر رکھا گیا اس نے آنکھیں کھول دیں، کہنیوں پر ٹک کر اٹھا، تجسس بھری نظروں سے وارڈ میں نگاہیں دوڑائیں، کسی وجہ سے استیپان ایوانووچ کو دیکھ کر آنکھ ماری جیسے کہہ رہا ہو ”زندگی کا کیا رنگ ہے، اتنا برا تو نہیں، ایں؟“ اور زور سے کھانسا — ظاہر تھا کہ اس کا بھاری جسم بم کے دھچکے سے چور چور تھا اور اسے سخت تکلیف ہو رہی تھی — شروع میں کسی وجہ سے میریسئف کو اس آدمی کا بھاری بھرکم ہیولا پسند نہ آیا اور اس نے کچھ ناخوشگوار نظروں سے خدمتگاروں، وارڈ کی دو ماماؤں اور نرس کو دیکھا جو اسے اسٹریچر سے اٹھا کے پلنگ پر

لٹا رہے تھے — انہوں نے اس کے کندے جیسے پیر کو جھنجھوڑا اور الکسئی نے دیکھا کہ نئے مریض کا چہرہ دفعتاً زرد پڑ گیا اور اس پر پسینے کے موتی چمکنے لگے اور ساتھہ ہی اس کو کرب کی جھلک بھی اس کے سفید ہونٹوں پر تیرتی ہوئی نظر آ گئی — لیکن مریض کے منہ سے ایک آواز بھی نہ نکلی — اس نے صرف دانت پیس لئے —

بستر پر دراز ہوتے ہی اس نے اپنے کمبل کے نیچے کی چادر کا سرا برابر کیا اور کتابوں اور کاپیوں کا جو انبار اس کے ساتھہ لایا گیا تھا، ان کو الماری کے اوپر سجانا شروع کیا — اس نے بڑی احتیاط سے منجن اور برش، اوڈی کلون، داڑھی بنانے کا سامان اور صابن نیچے کی شلف میں رکھا اور اپنے کارنامے پر ایک تنقیدی نظر دوڑائی اور تب وہ فوراً ہی خانہ بے تکلف سا محسوس کرتے ہوئے گھری اور زوردار آواز میں بولا:

''اچھا، اب تعارف ہو جائے — میں ہوں رجمنٹل کمیسار سیمیون وروبیوف — مزاج کا مدھم، تمباکو نہیں پیتا — مہربانی کر کے مجھے اپنی منڈلی میں شامل کرلو —،،

اس نے ایک خاموش دلچسپی کی نظر سے اپنے وارڈ کے ساتھیوں کو دیکھنا شروع کیا اور میریسئف کی نگاہیں اس کی اشتیاق بھری، چھوٹی چھوٹی سنہری آنکھوں کی تیز اور چبھتی ہوئی نگاہوں سے لڑ گئیں —

''میں تم لوگوں کے درمیان بہت دنوں نہیں رہونگا — میں دوسروں کے بارے میں نہیں جانتا، لیکن میرے پاس اتنا وقت نہیں کہ میں یہاں زیادہ دنوں تک پڑا رہوں — میرے شہسوار میرا انتظار کر رہے ہیں — ادھر برف پگھلی، سڑکیں سوکھیں اور ادھر میں چل دیا! 'ہم سرخ فوج کے گھوڑ سوار ہیں...' کیا؟،، اس نے اپنی

لن ترانی جاری رکھی اور اس کی خوش مزاجی سے بھری ہوئی پاٹ دار آواز وارڈ میں گونجتی رہی —

''ہم میں سے کوئی بھی یہاں بہت لمبی مدت کے لئے نہیں آیا ہے — جیسے ہی برف پگھلیگی —— ہم سب چل دینگے... پاؤں پسارے ہوئے پچاس نمبر وارڈ میں،، کوکوشکن نے کہا اور منہ دیوار کی طرف پھیر لیا —

ہسپتال میں کوئی بھی وارڈ نمبر پچاس نہ تھا — مریضوں نے آپس میں یہ نام مردہ گھر کو دے رکھا تھا — اس میں شک تھا کہ کمیسار اس کے بارے میں سن چکا تھا یا نہیں گو اس نے اس مذاق کا خوفناک مطلب فوراً بھانپ لیا — لیکن اس نے اس کا برا نہ مانا — اس نے صرف کوکوشکن کی طرف تعجب سے دیکھا اور پوچھا :

''میرے یار تمہاری عمر کیا ہے؟ تمہاری تو داڑھی پک رہی ہے! لگتا ہے تم وقت سے بہت پہلے بوڑھے ہو گئے ہو!،،

۴

اس نئے مریض کے آنے سے، جس کو وہ لوگ آپس میں کمیسار کے نام سے یاد کرتے تھے، وارڈ نمبر بیالیس کی زندگی میں بالکل کایاپلٹ سی ہوگئی — اگلے دن تک اس بھاری بھرکم اور بری طرح زخمی آدمی نے ان سب سے دوستی کر لی اور جیسا کہ استیپان ایوانووچ نے بعد میں کہا اس نے ''ہر شخص کے دل کی کنجی پا لی تھی —،،

استیپان ایوانووچ سے وہ جی بھر کے گھوڑوں اور شکار کی باتیں کرتا — دونوں گھوڑوں اور شکار کے رسیا تھے اور بڑے ماہر —

میریسئف سے، جو جنگ کے متعلق فلسفیانہ خیال آرائی کیا کرتا تھا، موجودہ جنگ میں ہوائی جہاز، ٹینک اور گھوڑسوار فوج استعمال کرنے کے متعلق بڑی گرما گرم بحث کیا کرتا اور بعض مرتبہ بپھر کر کہتا کہ یہ ٹھیک ہے کہ ہوائی جہاز اور ٹینک بہت کارآمد چیزیں ھیں لیکن گھوڑے بھی کوئی ایسے بیکار نہیں ھیں اور وہ اب بھی بہت ھی مفید ثابت ھونگے ــ اگر گھوڑسوار فوج کی اچھی طرح دوبارہ تنظیم ھو اور ٹینک اور توپ خانے اس کا حصہ بن جائیں اور بہت سے بہادر اور ذھین نوجوان افسروں کو تربیت دی جائے اور وہ اپنے پرانے تجربہ کار کمانڈروں کا ھاتھہ بٹائیں تو اب بھی گھوڑسوار فوج ایسے کارنامے کر دکھائیگی کہ ساری دنیا دانتوں تلے انگلی دبا کر رہ جائیگی ــ اس نے خاموش ٹینک مین سے بھی بات چیت کرنے کے لئے کوئی نہ کوئی موضوع ڈھونڈ لیا ــ معلوم ھوا کہ جس ڈویژن میں وہ کمیسار کی حیثیت سے خدمات انجام دے رھا تھا وہ ڈویژن یارتسیوا کے قریب لڑ چکا تھا اور بعد میں دوخووشچینا میں جنرل کونیف کے جوابی حملے میں حصہ لے چکا تھا جہاں ٹینک مین اور اس کے گروہ نے جرمنوں کا حصار توڑا تھا ــ کمیسار بڑے جوش سے ان گاوؤں کے نام لیتا جن سے دونوں واقف تھے، وہ قصہ سناتا کہ کس کس طرح اور کہاں کہاں انہوں نے جرمنوں کے دانت کھٹے کر دئے تھے ــ ٹینک مین خاموش رھتا لیکن اب وہ سنتا رھتا اور پہلے کی طرح دوسری طرف منہ نہ پھیرتا ــ پٹیوں کی وجہ سے اس کا چہرہ نظر نہ آتا لیکن وہ اس سے اتفاق کرتے ہوئے سر ھلاتا ــ جیسے ھی کمیسار نے کوکوشکن کو شطرنج کی بساط پر جمنے کی دعوت دی، اس کا غصہ کافور ھو گیا اور وہ مزے میں چہکنے لگا ــ شطرنج کی بساط کوکوشکن کے بستر پر بچھہ گئی اور کمیسار آنکھیں بند کر کے اپنے پلنگ پر پڑا پڑا بازی کھیلتا ــ

اس نے بڑبڑاتے، بھنبھناتے لفٹیننٹ کو زبردست مات دی اور اس طرح کوکوشکن کی نظر میں اس کا مرتبہ بہت بڑھ گیا ـ

وارڈ میں کمیسار کی آمد ماسکو کے آغاز بہار کی تازہ اور نم ہوا کی طرح تھی جو ہر صبح، کھڑکی کھلنے پر وارڈ کے اندر لہراتی ہوئی آتی اور سڑک کی گھما گھمی اور شور سے وارڈ کے اندر کی تکلیف دہ خاموشی کو درھم برھم کر دیتی ـ یہ جوش و خروش پیدا کرنے کے لئے کمیسار کو کوئی خاص کوشش نہیں کرنی پڑتی تھی ـ وہ تو بس زندگی کی تڑپ سے سرشار تھا ـ اس کے انگ انگ سے زندگی پھوٹتی رھتی ـ وہ درد کی تکلیف کو بھول جاتا یا بھولنے کی کوشش کرتا ـ

جب صبح کو اس کی آنکھ کھلتی تو اٹھ کر بیٹھ جاتا اور ''کھینچ تان،، شروع کر دیتا: وہ دونوں ھاتھ سر کے اوپر اٹھاتا اور دھڑ ایک طرف جھکاتا، پھر دوسری طرف ـ وہ آھنگ کے ساتھ سر جھکاتا اور موڑتا ـ جب منہ ھاتھ دھونے کے لئے پانی لایا جاتا تو وہ اصرار کرتا کہ پانی زیادہ سے زیادہ ٹھنڈا ہو ـ وہ دیر تک تسلے میں پانی سے کھیلتا اور پچکاریاں پھینکتا اور تب وہ تولئے سے اپنے بدن کو اتنے زور زور سے رگڑتا کہ اس کا پھولا ہوا جسم سرخ پڑ جاتا ـ اس کو دیکھ کر دوسرے مریضوں میں بھی وھی کرنے کی تڑپ پیدا ہو جاتی ـ جب اخبار آتے تو وہ بڑے شوق سے انھیں نرس کے ھاتھ سے جھپٹ لیتا اور تیزی سے سوویت یونین کی اطلاعاتی بیورو کا اعلان پڑھتا اور اس کے بعد مختلف مورچوں سے نامہ نگاروں کی بھیجی ہوئی رپورٹیں دلجمعی سے پڑھتا ـ اس کا اپنا پڑھنے کا انداز تھا جسے ''جی لگا کر'' پڑھنے کا انداز کہا جا سکتا ھے ـ بعض مرتبہ وہ کسی رپورٹ کا وہ ٹکڑا جو اسے پسند آتا سرگوشی کے انداز میں دو بارہ پڑھتا اور بڑبڑاتا ''یہ ٹھیک

ھے،، اور وہ اس حصے پر نشان لگا دیتا — یا یکایک بے ساختہ اس کے منہ سے نکلتا ''جھوٹا ھے، کتے کا پلا! میں اپنے سر کی بازی لگا سکتا ھوں یہ آدمی محاذ کے قریب بھی نہیں پھٹکا، بدمعاش! اور پھر بھی لکھتا ھے!،، ایک دن تو وہ بالکل بھڑک اٹھا — کسی انتہائی زرخیز دماغ والے جنگی نامہ نگار نے کچھہ ایسی ویسی باتیں لکھہ دی تھیں — کمیسار نے فوراً اس اخبار کو جل کر لکھا کہ جنگ میں ایسی باتیں نہ ھوتی ھیں اور نہ ھو سکتی ھیں اور درخواست کی کہ اس ''بے لگام جھوٹے،، کی لگام کھینچی جائے — کبھی کسی رپورٹ کو پڑھہ کر وہ سوچ میں پڑ جاتا — وہ آنکھیں کھولے ھوئے اپنے تکیے پر چت لیٹ جاتا اور اپنے خیال میں کھو جاتا یا اپنے گھوڑسوار سپاھیوں کے بارے میں کوئی دلچسپ کہانی سناتا — اگر اس کی بات کا یقین کیا جائے تو اس دستے کا ایک ایک سپاھی سورما تھا، ''بڑے کلیجے کا نوجوان،، — پھر وہ پڑھنا شروع کر دیتا — ممکن ھے کہ یہ بات تعجب خیز معلوم ھو لیکن اس کی ان تمام باتوں سے، تمام پر لطف گریز سے سننے والوں کی توجہ نہ ھٹتی بلکہ جو کچھہ وہ پڑھتا، اس کو بہتر طور پر سمجھنے میں ان کو مدد ملتی —

دن میں دو گھنٹے، کھانے اور علاج کے درمیانی وقفے میں، وہ جرمن پڑھتا، الفاظ رٹتا، جملے بناتا اور بعض مرتبہ اجنبی الفاظ کے مطلب پر چونک کر بول اٹھتا:

''جانتے ھو یارو، جرمن زبان میں چوزے کو کیا کہتے ھیں؟ 'Küchelchen' — سننے میں یہ آواز بھلی معلوم ھوتی ھے — جانتے ھو، اس سے کسی چھوٹی سی، پھولی پھولی اور نازک چیز کا تصور قائم ھوتا ھے — اور جانتے ھو، گھونگھرو کو کیا کہتے ھیں؟ 'Glöckling'، — اس لفظ میں گھنٹی کی گونج ھے، ھے نا؟،،

ایک دن، آخر استیپان ایوانووچ نے بے قابو ہو کر پوچھا:
''آخر جرمن کیوں پڑھنا چاہتے ہو، کامریڈ کمیسار؟ بے کار خود کو ھلکان کر رہے ہو— تم اپنی طاقت بچاؤ تو زیادہ بہتر ہوگا...،،

کمیسار نے چالاک نظروں سے بڈھے سپاھی کو دیکھا اور بولا ''اماں یار! بھلا ایک روسی کے لئے یہ کوئی زندگی ھے؟ جب میں برلن پہنچونگا تو آخر جرمن لڑکیوں سے کس زبان میں بات کرونگا؟ روسی میں؟،،

کمیسار کے پلنگ کے کنارے بیٹھ کر، استیپان ایوانووچ نے بڑے منطقی انداز میں جواب دینا چاھا کہ لڑائی کا مورچہ ابھی ماسکو سے بہت زیادہ دور نہیں ھے اور جرمن لڑکیاں تو خیر ابھی بہت دور ھیں — لیکن کمیسار کی آواز میں ایک طربناک اعتماد کی ایسی گونج تھی کہ بوڑھا سپاھی کھانسا اور بڑی سنجیدگی سے بولا:

''نہیں، نہیں ظاھر ھے روسی میں نہیں — لیکن پھر بھی کامریڈ کمیسار، تم پر جو کچھ بیتی ھے اس کے بعد اپنی صحت کا خیال رکھنا چاھئے —،،

''لاڈ اور پیار میں بگڑا ھوا گھوڑا سب سے پہلے خراب ھوتا ھے — کیا تم نے یہ کہاوت پہلے نہیں سنی؟ میرے بڑے میاں، یہ ٹھیک نہیں!،،

وارڈ میں کسی کے داڑھی نہیں تھی — مگر نہ جانے کیوں کمیسار ان سب کو ''بڑے میاں،، کے لقب سے مخاطب کرتا تھا اور جس طرح وہ کہتا اس میں دل آزاری کا شائبہ تک نہ ھوتا — اس کے برعکس اس کے کہنے کے انداز میں نیک دلی سے بھری ھوئی بذلہ سنجی ھوتی اور اس سے مریضوں کے دلوں پر چھایا سا لگ جاتا تھا —

الکسئی دن دن بھر کمیسار کا جائزہ لیتا رھتا اور یہ بھانپنے کی کوشش کرتا رھتا کہ اس کی اتھاہ زندہ دلی کے سوتے کہاں سے پھوٹتے ھیں — اس میں کوئی شک نہ تھا کہ وہ بڑا دکھہ جھیل رھا تھا — نیند آتے ھی اس کا ضبط جاتا رھتا اور وہ آھستہ آھستہ کراھنے لگتا، وہ اضطراب میں تڑپتا اور دانت بھینچ لیتا — اس کے چھرے پر کرب کی کیفیت طاری ھو جاتی — معلوم ھوتا تھا کہ وہ یہ جانتا تھا اور اسی لئے وہ دن کے وقت جاگتے رھنے کی کوشش کرتا تھا — اس کو ھمیشہ کوئی نہ کوئی شغل ھاتھہ آ جاتا — لیکن جب جاگتا ھوتا تو پرسکون اور شگفتہ رھتا جیسے اسے سرے سے کوئی دکھہ تھا ھی نہیں — وہ بڑے اطمینان سے سرجنوں سے بات کرتا اور جب وہ انگلیوں سے دبا دبا کر اس کے زخمی حصے کا معائنہ کرتے تو وہ مذاق کرتا — لیکن وہ بستر کی چادر کو جس طرح اپنی مٹھی میں بھینچ لیتا اور جس طرح اس کی ناک پر پسینے کے موتی جھلکنے لگتے، صرف اس سے ھی بھانپا جا سکتا تھا کہ اپنے آپ پر قابو رکھنا اس کے لئے کتنا مشکل تھا — ھوا باز یہ نہ سمجھہ پاتا کہ آخر یہ آدمی ایسا خوفناک درد کیوں کر برداشت کر لیتا ھے اور اس میں اتنی طاقت، اتنی شگفتگی اور زندہ دلی کہاں سے آتی ھے — الکسئی اور بھی زیادہ اس گتھی کو سلجھانے کی کوشش کرتا کیونکہ تمام دواؤں کے باوجود وہ رات کے وقت سو نہ پاتا اور بعض مرتبہ صبح تک آنکھیں کھولے پڑا رھتا اور اپنی کراھوں کو دبانے کے لئے کمبل منہ میں ٹھونس لیتا —

اب سرجنوں کے معائنے کے دوران میں ''کاٹنے،، کا لفظ اور بھی زیادہ سنائی دینے لگا — اس نے محسوس کیا کہ وہ ھولناک دن قریب آ رھا ھے اور اس نے فیصلہ کر لیا کہ پیروں کے بغیر زندگی اکارت ھے —

اور وہ دن آ ہی گیا — ایک دن معائنے کے وقت واسیلی واسیلیوچ دیر تک الکسئی کے کالے اور بالکل بے حس پیروں کو انگلیوں سے دبا دبا کر دیکھتا رہا اور پھر یکایک کمر سیدھی کرتے ہوئے اور سیدھے الکسئی کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولا ''کاٹنا ہی پڑیگا!،، اور اس سے پہلے کہ ھوا باز جو بالکل زرد پڑ گیا تھا، زبان سے کچھہ کہے، پروفیسر نے سختی سے دوھرایا ''کاٹنا ہی پڑیگا! بس فاضل ایک لفظ نہیں، سنا تم نے؟ ورنہ تمہارا قصہ پاک ہو جائے گا! سمجھتے ہو میری بات؟،،

اپنے قافلے پر نظر ڈالے بغیر وہ وارڈ سے نکل گیا — وارڈ میں ایک تکلیف دہ خاموشی چھا گئی — میریسئف اپنے ستے ہوئے چہرے کے ساتھہ آنکھیں پھاڑے پڑا تھا — اس کی آنکھوں میں، دھند میں لپٹے ہوئے سے بوڑھے ملاح کے زرد اور مکروہ ٹھنٹھہ پھر گئے اور اس نے پھر دیکھا کہ وہ دریا کے کنارے ھاتھوں کے بل بندر کی طرح رینگ رہا ہے —

''الکسئی،، کمیسار نے اس کو نرمی سے پکارا —

''کیا؟،، اس نے کھوکھلی اور بے جان آواز میں جواب دیا —

''میرے دوست، کٹوانا ہی پڑیگا —،،

اس آن الکسئی کو محسوس ہوا کہ ملاح نہیں بلکہ وہ خود ان ٹھنٹھوں پر رینگ رہا تھا اور اس کی لڑکی، اس کی اپنی اولگا دریا کے ریت بھرے کنارے پر کھڑی تھی — وہ بھڑکیلے رنگ کا فراک پہنے ہوئے تھی جس کو ہوا لہرا رہی تھی — وہ سبک سبک سی دمکتی ہوئی اور خوبصورت لڑکی تھی — وہ الکسئی کو غور سے دیکھہ رہی تھی اور اپنے ہونٹ کاٹ رہی تھی — یہ انجام ہوگا

اپنا! اور وہ تکیے میں منہ چھپا کر، پھوٹ پھوٹ کر، خاموشی سے رونے لگا — سب لوگوں پر وحشت سی طاری ہو گئی — استیپان ایوانووچ گرجتے اور کراهتے ہوئے اپنے بستر سے نکلا، لبادہ پہنا اور سلیپر میں چھپے ہوئے پیر گھسیٹتے ہوئے اور پلنگ کی ریلنگ کا سہارا لیتے ہوئے، بھٹکتا بھٹکاتا الکسئی کے بستر کی طرف آیا لیکن کمیسار نے اس کو متنبہ کرتے ہوئے انگلی اٹھائی جیسے کہہ رہا ہو ''مت چھیڑو — اسے جی بھر کے رولینے دو —،،

واقعی اس کے بعد الکسئی کا جی هلکا ہو گیا — جلد ہی وہ خاموش اور مطمئن ہو گیا اور اسے وہ سکون محسوس ہوا جو ہر شخص کوئی ایسا مسئلہ طے کرنے کے بعد محسوس کرتا ہے، جو اسے بہت دنوں سے ستا رہا ہو — وہ شام تک ایک لفظ بھی نہ بولا — شام کے وقت خدمتگار اسے آپریشن کے کمرے میں لے جانے کے لئے آئے — اس خیرہ کن سفید کمرے میں بھی اس کے منہ سے ایک لفظ نہ نکلا — جب اس سے کہا گیا کہ اس کے دل کی حالت اسے بے ہوش کرنے کی اجازت نہیں دیتی اور آپریشن محض اس حصے کو سن کر کے کرنا پڑیگا تو اس وقت اس نے اثبات میں سر ہلا دیا اور بس — آپریشن کے دوران میں نہ تو اس کے منہ سے کراہ نکلی اور نہ چیخ — واسیلی واسیلیوچ یہ سادہ آپریشن خود ہی کر رہا تھا — حسب معمول، وہ کئی بار اپنی نرسوں اور معاونوں پر جھلایا اور بار بار اس اسسٹنٹ کو دیکھتا رہا جس کے ہاتھ میں الکسئی کی نبض تھی —

جب ہڈی کاٹی گئی تو خوفناک درد ہوا — لیکن الکسئی اب درد برداشت کرنے کا عادی ہو چکا تھا اور اب یہ بھی اس کی سمجھ میں نہ آتا کہ سفید لبادوں میں ملبوس، چہرے پر نقاب ڈالے ہوئے یہ لوگ اس کے پیروں کے ساتھ کیا کچھ کر رہے

ھیں — لیکن جب لوگ اسے واپس وارڈ میں لے جا رھے تھے تو وہ بے ھوش ھو گیا —

جب اس کی آنکھ کھلی تو سب سے پہلے اس کو کلاودیا میخائلوونا کا ھمدردی بھرا چہرہ نظر آیا — تعجب کی بات یہ تھی کہ اسے کچھ بھی یاد نہ تھا — وہ سوچنے لگا کہ آخر اس خوب صورت، نیک دل، سنہرے بالوں والی عورت کے چہرے پر تردد اور پریشانی کے آثار کیوں ھیں — جب کلاودیا میخائلوونا نے دیکھا کہ اس نے آنکھیں کھول دی ھیں تو اس کا چہرہ دمک اٹھا اور اس نے کمبل کے اندر ھی اندر اس کا ھاتھ دبایا —

''واقعی تم نے کمال کر دیا،، اس نے کہا اور فوراً اس کی کلائی ھاتھ میں لے کر نبض دیکھنے لگی —

''کیا کہہ رھی ھے یہ؟،، الکسئی نے سوچا — اس نے پہلے سے کہیں اوپر اپنی ٹانگوں میں درد محسوس کیا — اور یہ پہلے والا جلتا، دھکتا اور بھڑکتا ھوا درد نہ تھا — یہ درد ایک بوجھل درد تھا جیسے اس کے گھٹنوں کے نیچے زور سے تار باندھ دئے گئے ھوں — یکایک کمبل کی تہوں اور شکنوں سے اس نے محسوس کیا کہ اس کا جسم پہلے کے مقابلے میں چھوٹا ھو گیا تھا اور اسے یاد آ گیا : خیرہ کن سفید کمرہ، واسیلی واسیلی وچ کی زبردست غراھٹ، تام چینی کے تسلے میں بوجھل کھٹ کھٹ کی آواز — ''کٹ بھی چکیں؟،، اس نے کچھ بے حسی سے سوچا اور ایک زبردستی کی مسکراھٹ ھونٹوں پر لاتے ھوئے نرس سے بولا :

''لگتا ھے کہ میرا قد کچھ چھوٹا ھو گیا ھے —،،

یہ ایک کڑوی مسکراھٹ تھی جیسے منہ بگاڑ رھا ھو — کلاودیا میخائلوونا نے بڑی نرمی سے اس کے بال برابر کئے اور بولی :

''پروا نہ کرو، میرے پیارے، اب تمہیں آرام ھوگا —،،

''ھاں کیوں نہیں ـــــ سیروں بوجھہ کم ھو گیا ـ''
''یہ مت کہو، یہ مت کہو، پیارے! لیکن واقعی تم نے کمال کر دیا ـ بعض لوگ بہت چیختے ھیں ـ اور بعض کو تو باندھنا پڑتا ھے ـ لیکن تمہارے منہ سے تو آواز بھی نہ نکلی ـ اوہ، یہ لعنت ماری جنگ!''

شام کے جھٹپٹے میں کمیسار کی غصیلی آواز سنائی دی:
''بس، اپنا بین بند کرو! نرس اس کو یہ خط دے دو ـ بعض لوگ بڑے خوش نصیب ھیں ـ مجھے تو بڑا رشک آتا ھے ـ ذرا سوچو تو بھلا اتنے سارے خط اکٹھے!''

کمیسار نے میریسئف کو خطوں کا ایک پورا گڈا دے دیا ـ یہ خط الکسئی کے رجمنٹ سے آئے تھے ـ ان پر مختلف تاریخیں تھیں ـ لیکن کسی وجہ سے وہ سب ایک ھی دن موصول ھوئے تھے ـ اور اب الکسئی اپنی کٹی ھوئی ٹانگوں کے ساتھہ پڑا ان دوستی بھر خطوں کو یکے بعد دیگرے پڑھہ رھا تھا ـ ان خطوں میں ایک دور دراز کی زندگی کی کہانی تھی ـ ایک ایسی زندگی جو بے پناہ محنت و جانفشانی، سختیوں اور خطروں سے بھری ھوئی تھی، جو اسے ایک مقناطیس کی طرح کھینچ رھی تھی ـ لیکن وہ زندگی اب اس سے ھمیشہ ھمیشہ کو چھن چکی تھی ـ اس نے ان خطوں میں تمام بڑی اور چھوٹی خبروں کو بڑے چاؤ سے پڑھا ـ کور کے ھیڈکوارٹر میں ایک سیاسی افسر کے منہ سے یہ سنا گیا تھا کہ رجمنٹ کی سفارش ''سرخ پرچم'' کے تمغے کے لئے کی گئی ھے ـ ایوانچوک کو ایک ساتھہ دو تمغے ملے تھے ـ پاشین شکار کرنے گیا تھا اور ایک لومڑی مار لایا جو کسی وجہ سے دم کٹی نکلی ـ استیوپا روستوف کے مسوڑھے پھول گئے تھے اور لینوچکا سے اس کے عشق کا پٹرا لگ گیا ـــــ یہ ساری باتیں اس کے لئے یکساں دلچسپ

تھیں — ایک لمحے کو اس کا دماغ اسے لے اڑا اور وہ اپنے ہوائی اڈے پہنچ گیا جو جنگلوں اور جھیلوں کے درمیان چھپا ہوا تھا — ہواباز اس ہوائی اڈے کو کوستے تھے کیونکہ یہاں کی زمین بڑی دغاباز تھی — اب وہ اسے دھرتی پر سب سے اچھی جگہ معلوم ہوتی تھی —

وہ خطوں کے مضامین میں اتنا کھویا ہوا تھا کہ اسے تاریخوں کے فرق کا بھی پتہ نہ چلا — اس نے یہ بھی نہ دیکھا کہ کمیسار نرس کو انکھہ مار رہا ہے اور اس کی طرف اشارہ کر کے سرگوشی میں کہہ رہا ہے ''میری دوا تمہاری تمام خواب‌آور دواؤں سے بہتر ہے!،، الکسئی کو کبھی بھی پتہ نہ چل سکا کہ کمیسار نے اس برے دن کا اندازہ کر لیا تھا اور اس نے جان بوجھہ کر اس کے بعض خط روک رکھے تھے تاکہ اس کے محبوب ہوائی اڈے سے آئے ہوئے دوستی‌بھرے پیغاموں اور خبروں سے اس کے اندوھناک صدمے میں کچھہ کمی ہو — کمیسار پرانا سپاهی تھا — اس کو ان جلدی جلدی لکھے ہوئے کاغذ کے ٹکڑوں کی قدر و قیمت معلوم تھی — وہ جانتا تھا کہ یہ کاغذ کے ٹکڑے بعض مرتبہ محاذ پر دوا اور روٹی سے زیادہ کارگر ہوتے ہیں —

اندرئی دیگتیارینکو کا خط بہت ہی سادہ اور کھردرا تھا — بالکل جیسا وہ خود تھا — اسی لفافے میں ایک اور چھوٹا سا خط تھا اور اس کی لکھائی باریک اور پر پیچ تھی اور پورا خط استعجابیہ نشانوں سے پٹا ہوا تھا —

''کامریڈ سینئر لفٹیننٹ! یہ بہت بری بات ہے کہ تم اپنا وعدہ وفا نہیں کرتے!!! رجمنٹ میں اکثر تمہارا ذکر رہتا ہے — میں جھوٹ نہیں کہہ رہی ہوں — لوگ بس تمہارا ہی ذکر کرتے رہتے ہیں — کچھہ ہی دن پہلے رجمنٹ کے کمانڈر نے کھانے کے

کمرے میں کہا 'یہ الکسئی میریسئف خوب آدمی ہے!!!'، تم خود ہی جانتے ہو کہ اس طرح وہ صرف بہترین لوگوں کے بارے میں بات کرتا ہے۔ جلدی سے آجاؤ، یہاں تمہارا انتظار ہے!!! کھانے کے کمرے والی بڑی لیولیا مجھہ سے کہہ رہی ہے کہ میں تمہیں لکھہ دوں کہ اب وہ تم سے جھگڑا نہیں کریگی اور کھانے میں وہ تمہیں دوسرے کورس کی تین پلیٹیں دیا کریگی چاہے اس کی بدولت اس کی نوکری کا پتہ کٹ جائے ۔ لیکن یہ بہت بری بات ہے کہ تم اپنا وعدہ وفا نہیں کرتے!!! تم نے دوسروں کو خط لکھے ہیں لیکن مجھے نہیں لکھا۔ مجھے اس سے بہت دکھہ ہو رہا ہے اور اسی لئے میں تم کو الگ سے خط نہیں لکھہ رہی ہوں ۔ لیکن مہربانی سے مجھے ضرور خط لکھو ـــ الگ خط لکھو ـــ اور بتاؤ کہ تمہارا کیا حال ہے، اپنے بارے میں سب کچھہ لکھو!..،،

اس دلچسپ خط کے آخر میں لکھا تھا ''موسمی سرجنٹ،، ۔ میریسئف مسکرایا ۔ لیکن اس کی آنکھیں پھر الفاظ پر دوڑنے لگیں ''جلدی سے آجاؤ، یہاں تمہارا انتظار ہے۔،، ان الفاظ کے نیچے ایک لکیر دوڑتی چلی گئی تھی ۔ وہ اپنے بستر پر بیٹھہ گیا۔ وہ دم بخود ہو کر اس جگہ پر ہاتھہ لے گیا جہاں پہلے اس کی ٹانگیں ہوا کرتی تھیں ۔ اس کی حالت ایک ایسے آدمی کی طرح تھی جو اپنی جیب میں ہاتھہ ڈالتا ہے اور دیکھتا ہے کہ اس کی ایک بہت ہی قیمتی دستاویز کھو گئی ہے اور اس کے ہاتھہ خالی جیب کو ٹٹولنے لگے ۔

اب جا کر الکسئی کو اپنے سنگین نقصان کی شدت کا پورا احساس ہوا ۔ وہ اب کبھی بھی اپنے رجمنٹ میں، ہوائی فوج میں، محاذ پر واپس نہ جا سکیگا ۔ وہ اب کبھی بھی ہوا میں بلند نہ ہو سکیگا ۔ اب وہ خود کو فضائی لڑائی میں نہ جھونک سکیگا، کبھی نہیں! وہ اب

اپاهج تها، وہ اب اپنے محبوب پیشے سے محروم ہو گیا تها، اب وہ ایک ہی جگہ سے چپکا رهیگا — وہ اپنے گهر کے لئے ایک بوجهه هوگا۔ زندگی کو اس کی کوئی ضرورت نہ ہوگی — اور زندگی کے آخری لمحے تک یہی سلسلہ رهیگا —

٦

آپریشن کے بعد جو سب سے بری چیز ان حالات میں ایک آدمی کے ساتهه ہو سکتی تهی، الکسئی میریسئف کے ساتهه ہوئی: اس نے خود کو اپنے دل کے اندر نظر بند کر لیا۔ نہ تو وہ شکائت کرتا، نہ روتا اور نہ جهنجهلاتا — بس چپ چاپ پڑا رهتا —

پورے پورے دن وہ چت پڑا رهتا — اس کی آنکهیں دیوار کی بل کهاتی ہوئی دراڑ پر جمی رهتیں — جب اس کے وارڈ کے ساتهی اس سے بات کرتے تو وہ ''هاں،، یا ''نہیں،، میں جواب دے دیتا اور اکثر اس کی ''هاں،، اور ''نہیں،، بےموقع هوتی — پهر وہ خاموش ہو جاتا اور پهر پلاستر کی دراڑ کو گهورنے لگتا جیسے وہ تحریری تصویر ہو — ایسا معلوم هوتا تها کہ اس کو سلجهانے هی میں اس کی نجات هے— وہ بڑی فرماں برداری سے ڈاکٹروں کے تمام احکام بجا لاتا، ڈاکٹر جو کچهه اسے دوا کے طور پر دیتا وہ کها لیتا، بےپروائی سے اپنا کهانا کهاتا بغیر کسی شوق اور جوش کے، اور پهر چت دراز ہو جاتا —

''اے، بڑے میاں !،، کمیسار پکارتا ''تم کیا سوچ رهے ہو؟،،

الکسئی سر کمیسار کی طرف گهماتا اور ایک کهوکهلی نظر سے اسے گهورتا جیسے وہ اس کو نہ دیکهه رہا ہو۔

''تم کیا سوچ رهے ہو، میں پوچهتا ہوں؟،،

''کچھہ بھی نہیں —،،

ایک دن واسیلی واسیلی وچ وارڈ میں آیا اور اپنے خاص چکمہ دینے والے انداز میں پوچھا:

''اچھا، رینگنے والے آدمی، زندہ سلامت ہو؟ کیا حال چال ہیں؟ تم ایک ہیرو ہو، میں کہتا ہوں، ہیرو ہو ہیرو— تم نے تو اف بھی نہیں کی— اب میں یقین کر سکتا ہوں کہ تم اٹھارہ دن تک رینگ رینگ کر جرمنوں کے نرغے سے نکل آئے ہو— میں نے اپنی زندگی میں جتنے آدمیوں کا آپریشن کیا ہے تم نے اپنی زندگی میں اتنے آلو بھی نہیں کھائے ہونگے— لیکن میں نے اب تک تمہارے جیسے آدمی کا آپریشن نہیں کیا تھا—،، پروفیسر نے ہاتھہ ملے— اس کے ہاتھہ سرخ تھے اور ان پر سے چھلکا سا اتر رہا تھا اور اس کے ناخن گلے سے جا رہے تھے— ''تم منہ کیوں بسور رہے ہو؟ میں اس کی تعریف کر رہا ہوں اور لو یہ منہ بسور رہا ہے! میں میڈیکل کور میں لفٹیننٹ جنرل ہوں— میں حکم دیتا ہوں، مسکراؤ!،،

بڑی مشکل سے اس کے ہونٹ پھیلے، جیسے مسکراہٹ نہ ہو بلکہ ربر کا بے جان پھیلاؤ ہو— اور اس نے سوچا ''اگر مجھے پتہ ہوتا کہ میرا یہ انجام ہوگا تو میں رینگنے کی تکلیف کیوں اٹھاتا— میرے پستول میں تین گولیاں باقی تھیں—،،

ایک اخبار میں کمیسار نے ایک دلچسپ لڑائی کے بارے میں نامہ نگار کی رپورٹ پڑھی تھی— ہمارے چھہ لڑاکو طیاروں نے بائیس جرمن ہوائی جہازوں کا مقابلہ کیا اور ان میں سے آٹھہ کو مار گرایا اور اپنا صرف ایک ہوائی جہاز برباد ہوا— کمیسار نے یہ کہانی اتنے جوش و خروش سے پڑھہ کر سنائی جیسے یہ کہانی انجان ہوا بازوں کے بارے میں نہیں بلکہ اس کے اپنے گھوڑ سواروں کے بارے میں ہو، جنہوں نے اتنا کمال کر دکھایا تھا— اس کے

بعد جو بحث شروع ہوئی اور ہر ایک نے اپنے اپنے طور پر نقشہ کھینچنا شروع کیا کہ سب کس طرح ہوا ہوگا تو کوکوشکن تک نے اس میں پر جوش حصہ لیا — لیکن الکسئی پڑا پڑا سوچتا رہا ''خوش نصیب لوگ! وہ اب تک فضا میں پرواز کر رہے ہیں اور لڑ رہے ہیں — لیکن میں پھر کبھی ہوا میں پرواز نہ کر سکونگا —،،

سوویت اطلاعاتی بیورو کے اعلان زیادہ سے زیادہ خشک اور مختصر ہوتے جاتے — تمام علامتوں سے معلوم ہوتا تھا کہ کہیں سوویت فوج کے عقب میں ایک اور حملے کے لئے ایک باپناہ قوت پروان چڑھہ رہی تھی — کمیسار اور استیپان ایوانووچ بڑی گمبھیرتا سے اس پر بحث کرتے کہ یہ حملہ کہاں پر ہوگا اور جرمنوں پر اس حملے کا کیا اثر ہوگا — کچھہ ہی دنوں پہلے تک الکسئی اس قسم کی بحثوں میں بڑھہ بڑھہ کر حصہ لیتا تھا — اب وہ سنی ان سنی کرنے کی کوشش کرتا — اس نے بھی محسوس کیا کہ کچھہ اہم، عظیم الشان واقعات رونما ہونے والے ہیں، شاید یہ لڑائیاں فیصلہ کن ہونگی — لیکن یہ خیال اس کے لئے بڑا کڑوا گھونٹ تھا کہ اس کے رفیق، شاید کوکوشکن بھی، جو بڑی تیزی سے صحت یاب ہو رہا تھا، ان لڑائیوں میں حصہ لیں اور وہ محاذ کے پیچھے یونہی دن کاٹتا رہیگا — اب اس سلسلے میں کچھہ بھی نہیں ہو سکتا — جب کمیسار اخبار پڑھتا یا جب کبھی جنگ کے بارے میں کوئی بات چیت شروع ہوتی تو الکسئی کمبل کے اندر سر چھپا لیتا اور تکیے پر سر کو رگڑنے لگتا تاکہ کچھہ سن اور دیکھہ نہ سکے — اور میکسم گورکی کے ''شاہیں کا گیت،، کے مانوس بول اس کے دماغ میں گونج اٹھتے ''جو رینگنے کے لئے پیدا ہوئے ہیں پرواز نہیں کر سکتے —،،

کلاودیا میخائلوونا 'ویربا، پودے کے چند گچھے لے آئی — اس نے ایک ایک گچھا گلاس میں رکھہ کر ہر ہر پلنگ کے سرھانے رکھہ دیا — خدا جانے یہ پودا زمانہ جنگ کی کڑی پابندیوں میں گھرے ہوئے ماسکو میں کس طرح آگیا تھا — سرخی مائل پودا اور اس کے سفید پھولے پھولے گچھوں کی خوشبو میں اتنی تازگی تھی کہ معلوم ہوا جیسے خود بہار وارڈ نمبر بیالیس میں خراماں خراماں چلی آئی ہو — اس دن ہر شخص نے بڑی خوشی، بڑی راحت محسوس کی — یہاں تک کہ خاموش ٹینک مین بھی اپنی پٹیوں میں سے چند لفظ بڑبڑایا —

الکسئی پڑا پڑا سوچ رہا تھا: کامی‌شین میں گلیوں اور روشوں پر سے دوڑتے ہوئے پانی کے تڑپتے ہوئے بیقرار نالے چمکتی ہوئی پتھریلی سڑکوں پر دوڑ رہے ہیں اور گرم ہوتی ہوئی دھرتی کی خوشبو اور تازہ نمی اور گھوڑے کی لید کی بو فضا میں بسی ہوئی ہے — اسی قسم کا ایک دن تھا جب وہ اور اولیا والگا کے ڈھلوان کنارے پر کھڑے تھے اور ایک اتھاہ اور مقدس خاموشی میں، دریا کی بیکراں وسعتوں میں برف بہہ رہی تھی — البتہ اس خاموشی کا دل چکاوکوں کی چاندی کی گھنٹیوں جیسی آواز سے چھلنی ہو جاتا تھا — لیکن معلوم ہوتا تھا کہ ان بیکراں وسعتوں میں برف نہیں تیر رہی ہے بلکہ یہ خود الکسئی اور اولیا ہیں جو خاموشی سے ایک طوفانی اور ہنگامہ خیز دریا سے ملنے کے لئے تیر رہے ہیں — وہ وہاں ایک لفظ بھی منہ سے نکالے بغیر کھڑے رہے — وہ سپنے دیکھہ رہے تھے — مستقبل کی مسرتوں کے سپنے، ایسے سپنے کہ والگا کے کنارے ان بیکراں وسعتوں میں، جہاں موسم بہار کے جھونکے رواں دواں تھے، ان کے لئے سانس لینا بھی مشکل تھا — اب یہ خواب کبھی پورے نہ ہونگے — اولیا اب اس سے منہ پھیر لیگی — اگر

وہ منہ نہ بھی پھیرے تو کیا میں یہ قربانی قبول کر سکتا ہوں؟ کیا میں خود اس شوخ، دمکتی ہوئی، نازک لڑکی کو اپنے پہلو میں چلنے کی اجازت دے سکتا ہوں جبکہ میں خود اس کے پہلو میں لکڑی کے ٹھنٹھوں کے سہارے بھٹکتا ہوا چلوں؟.. اور اس نے نرس سے التجا کی کہ اس کے بستر کے پاس سے بہار کے اس نادان پیغام بر کو ہٹا دیا جائے۔

ویربا کا گچھا ہٹا دیا گیا لیکن وہ اپنے تلخ خیالات سے اتنی آسانی سے نجات حاصل نہ کر سکا۔ جب اولیا کو معلوم ہوگا کہ اس کے پیر کٹ گئے ہیں تو وہ کیا کہیگی؟ کیا وہ اس کو چھوڑ دیگی؟ اس کو بھول جائیگی؟ اس کو اپنی زندگی سے نکال پھینکیگی؟ اس کا پورا وجود اس کے خلاف احتجاج کر رہا تھا۔ نہیں! نہیں وہ ایسی نہیں ہے! وہ اس کو نہیں ٹھکرائیگی، وہ اس سے منہ نہیں موڑیگی! لیکن یہ تو اور بھی برا ہوگا۔ اس نے تصور کیا کہ اولیا نے اس سے، اس اپاہج سے، اپنے وسیع دل کی چاہت سے مجبور ہو کر شادی کر لی ہے اور اس نے اپنی اعلی ٹکنیکی تعلیم کا خواب اس کی خاطر ختم کر دیا ہے اور اپنے لئے، اپاہج شوہر کی خاطر، اور کون جانے بچوں کی خاطر بھی، خود کو دفتری گھس گھس کے لئے وقف کر دیا ہے۔

کیا اسے حق ہے کہ وہ اس قسم کی قربانی قبول کرے؟ وہ اب تک ایک دوسرے سے بندھے نہیں تھے۔ صرف ان کی منگنی ہوئی تھی۔ وہ اب تک شوہر اور بیوی نہیں تھے۔ وہ اس سے محبت کرتا تھا اور دل و جان سے اس پر فریفتہ تھا۔ اس لئے اس نے فیصلہ کیا کہ اسے ایسا کوئی حق نہیں۔ اسے خود فوراً اس سے سارا ناتا توڑ دینا چاہئے، ایک ہی جنبش میں! اور اس طرح

اسے نہ صرف ایک بوجھل اور گراں بار مستقبل سے بچانا چاہئے بلکہ موجودہ تذبذب کی اذیت سے بھی نکال لینا چاہئے —

لیکن اتنے میں اسے ایک خط ملا جس پر کامی‌شین کی مہر تھی — اس خط نے اس کے تمام فیصلوں کو درھم برھم کر کے رکھہ دیا — یہ اولیا کا خط تھا اور اس کی ایک ایک سطر میں پوشیدہ پریشانی اور بیقراری رچی ہوئی تھی جیسے اسے اس بربادی کا اندازہ ہو گیا ہو — اس نے لکھا تھا وہ ہمیشہ اس کے ساتھہ رھیگی، چاھے اس پر جو بھی بیتے وہ اس کے ساتھہ ہوگی — وہ صرف اس کے لئے زندہ تھی — ایک ایک پل اس کے من میں الکسئی کا خیال بسا ہوا تھا اور یہی خیال اس میں جنگ کی سختیوں کو برداشت کرنے کا حوصلہ پیدا کرتا تھا —— وہ اسی کی بدولت مل میں بے خواب راتیں کاٹ دیتی تھی، چھٹی کے دنوں اور راتوں میں خندقیں اور ٹینکوں کو روکنے کے لئے گڈھے کھودتی تھی — وہ یہ کیوں چھپاتی بھلا کہ اسی خیال کے بل بوتے پر وہ نیم فاقہ کشی کی زندگی کاٹ رہی تھی — ”وہ آخری چھوٹی سی تصویر، جس میں تم ایک کتے کے ساتھہ درخت کے چھوٹے سے ٹھنٹھہ پر بیٹھے ہو اور مسکرا رہے ہو، ہر وقت میرے ساتھہ رھتی ھے — میں نے اس کو اماں کے لاکٹ میں رکھہ لیا ھے اور اب گلے میں پہنے رھتی ہوں — جب کبھی جی اداس ہوتا ھے تو میں لاکٹ کھول کر تمہیں دیکھہ لیتی ہوں... مجھے یقین ھے کہ جب تک ھم ایک دوسرے کو چاھتے ھیں ھمیں کسی چیز سے نہیں ڈرنا چاھئے —“ اس نے یہ بھی لکھا تھا کہ پچھلے کچھہ دنوں سے اس کی ماں الکسئی کے لئے بہت بدحواس رھنے لگی ھے — اس نے پھر التجا کی تھی کہ وہ اپنی بوڑھی ماں کو ذرا زیادہ خط لکھا کرے — لیکن اس کو کوئی بری خبر سنا کر پریشان نہ کرے —

وطن سے آئے ہوئے یہ خط ہمیشہ اس کے لئے خوشی کا مژدہ ہوا کرتے تھے۔ یہ خط اس کے دل کو گرماتے تھے اور محاذ کی سختیوں کو جھیلنے کا دم خم پیدا کرتے تھے۔ لیکن اب اس وقت پہلی بار ان کو پڑھ کر اسے ذرا خوشی نہ ہوئی۔ ان کو پڑھ کر اس کا دل اور بھی بوجھل ہو جاتا۔ اس نے ایک ایسی غلطی کی جس نے بعد میں اس کو اتنا زیادہ دکھ دیا۔ اس نے گھر کے لوگوں کو نہیں لکھا کہ اس کے پیر کاٹ دئے گئے ھیں۔

اگر اس نے کسی کو اپنی حرماں نصیبی اور اپنے غم انگیز اندیشوں کا قصہ ذرا تفصیل سے بتایا تو وہ تھی موسمیات کے اسٹیشن کی لڑکی۔ ان کی آپس میں مشکل ھی سے کوئی جان پہچان تھی۔ اس لئے اس سے یہ سب کچھ کہنا نسبتاً آسان تھا۔ اس کو چونکہ لڑکی کا نام بھی معلوم نہ تھا اس لئے اس نے اس پتے پر خط لکھا ''فوجی ڈاک خانے فلاں، موسمیاتی اسٹیشن، 'موسمی سرجنٹ، کو ملے،،۔ اس کو معلوم تھا کہ محاذ پر خط کی کیا قدر و قیمت ھے۔ اس لئے اسے امید تھی کہ دیر یا سویر اس عجیب و غریب پتے پر بھی یہ خط پہنچ ھی جائیگا۔ اگر یہ خط نہ بھی پہنچا تو کوئی بات نہیں۔ وہ محض اپنے جذبات کا اظہار کرنا چاھتا تھا۔

الکسئی میریسئف اپنے بے کیف دن، تلخ خیالات میں کھویا ہوا، کاٹتا رھا۔ اس کے فولادی بدن نے بڑی ہنرمندی سے کی ہوئی جراحی کی تکلیف آسانی سے برداشت کر لی تھی اور اس کے زخم تیزی سے بھر رہے تھے پھر بھی اس کی کمزوری دن بدن بڑھنے لگی۔ ہر شخص کو نظر آ رھا تھا کہ وہ گھل رھا ھے اور روز بروز نڈھال ہوتا چلا جا رھا ھے، ساری تدبیریں بیکار گئیں۔

باہر بہار پورے جوش سے لہلہا رہی تھی —

بہار آنڈوفارم کی خوشبو میں بسے ہوئے وارڈ نمبر بیالیس میں دراتی ہوئی آئی — بہار کھڑکی سے لہراتی ہوئی آئی اور اپنے ساتھہ پگھلتی ہوئی برف کی ٹھنڈی اورنم ہوا لائی — بہار آئی اوراپنے ساتھہ گورئیوں کی چہچہاہٹ، سڑک کے نکڑ پر مڑتی ہوئی سرسراتی ٹراموں کی گونج اور برف سے آزاد کولتار کی پختہ سڑک پر سے تیز تیز قدموں کی آہٹ لائی — بہار شام کے دھندلکے میں ابھرتے ہوئے اکارڈین کے نغمے کی بے رنگ و بے کیف آواز لائی — بہار پہلو کی کھڑکی سے جھانکتی جہاں سے چنار کے درخت کی شاخ دھوپ کی چاندی سے منڈھی ہوئی چمکتی نظر آتی — اس شاخ پر لمبی لمبی کلیاں زرد رنگ کے گوند سے ڈھکی ہوئی پھولی پھولی سی معلوم ہوتی تھیں — بہار وارڈ کے اندر کلاودیا میخائلوونا کے زرد چہرے کی سنہری چھائیوں کے روپ میں آئی — یہ چھائیاں ہر قسم کے غازے کی لیپ پوت کے باوجود جھانکتی رہتیں اور اس سے نرس کو خاصی جھنجھلاہٹ ہوتی — کھڑکی کے باہر ٹین کے تختے پر بوندیں ٹپکتیں اور بجتیں اور لوگوں کا دل بہار کی طرف کھنچ جاتا —

ہمیشہ کی طرح بہار نے دلوں کو نرم کر دیا اور خوابوں کو پر لگا دئے —

”کیوں استیپان ایوانووچ اس وقت اگر ہم کسی جنگل میں بندوق ہاتھہ میں لئے کھڑے ہوتے تو کیسا مزا آتا؟“، کمیسار نے بڑی تڑپ سے کہا — ”پو پھٹ رہی ہو اور ہم شکار کے انتظار میں بیٹھے ہوں —— کیا اس سے زیادہ کوئی بات پرلطف ہو سکتی ہے؟ تم جانتے ہی ہو گلابی سویرا کیا چیز ہے، امسی امسی فضا اور

ساتھ ہی ہلکا ہلکا پالا ہو اور آدمی بیٹھا ہو جنگل میں — اچانک ''فر فر فر''... پروں کی پھڑ پھڑاہٹ —— ''فو فو فو''... اور چڑیا ٹھیک سر کے اوپر آ بیٹھتی ہے، دم پنکھے کی طرح کھل جاتی ہے، پھر اس کے بعد دوسری چڑیا آتی ہے، پھر تیسری...''

استیپان ایوانووچ نے گہری ٹھنڈی سانس لی — اس کے منہ سے کچھ نگلنے کی آواز پیدا ہوئی جیسے اس منہ میں پانی بھر آیا ہو — لیکن کمیسار اپنے خواب میں ڈوبا رہا:

''پھر آگ روشن ہو، آدمی اپنا لبادہ اتارے، اچھی سی خوشبو دار چائے تیار کرے جس میں دھوئیں کا مزا ہو، اور بس ایک گھونٹ وادکا کہ بدن کا ایک ایک پٹھا گرم ہو جائے ایں؟ حق حلال کی محنت کے بعد...''

''اوہ بس بس، اس کا ذکر نہ کرو کامریڈ کمیسار...'' استیپان ایوانووچ نے جواب دیا ''جانتے ہو اس زمانے میں ہمارے علاقے میں کس قسم کا شکار ملتا ہے؟ مچھلی کا شکار! تم یقین نہیں کرو گے مگر یہ سچ ہے — کیا تم نے اس کے بارے میں نہیں سنا ہے؟ بڑا لطف آتا ہے اس میں — اور اس سے تھوڑا سا روپیہ بھی بن سکتا ہے — جیسے ہی برف ٹوٹتی ہے اور ندیاں پانی سے لبالب ہونے لگتی ہیں، مچھلیاں کناروں پر آ جاتی ہیں، موسم بہار کے پانی میں چھپی ہوئی گھاس اور کائی پر جھنڈ کے جھنڈ جمع ہو جاتی ہیں — وہ گھاس میں گھس جاتی ہیں اور وہیں انڈے دیتی ہیں — ہم کنارے کنارے ٹہلنے نکلتے اور دیکھتے کیا ہیں کہ لکڑی کے کندے دھرے ہوئے ہیں — یہ کندے نہیں، مچھلیاں ہیں مچھلیاں! بندوق اٹھاؤ اور دھائیں — بعض مرتبہ تو وہ یوں ڈھیر ہو جاتی ہیں کہ تھیلے میں ان کے لئے جگہ نہیں رہتی —— میں قسم کھا کر کہتا ہوں!..''

اور پھر شکاریوں کی یادوں اور گپوں کا سلسلہ شروع ہوجاتا — انجانے طور پر گفتگو کا رخ جنگ کی طرف مڑ جاتا اور وہ سوچنے لگتے کہ اس وقت ڈویژن یا کمپنی میں کیا ہو رہا ہوگا، جاڑے میں جو خندقیں بنائی گئی تھیں، ان کی چھتوں سے ''آنسو،، تو نہیں ٹپک رہے ہونگے، یا مورچہ بندی جو ہوئی تھی وہ ''سلسلا،، تو نہیں رہی ہے — اور ہاں ان جرمنوں پر کیا بیت رہی ہوگی کیونکہ مغرب میں تو وہ لوگ کولتار کی پختہ سڑکوں کے عادی ہیں —

کھانے کے بعد وہ گورئیوں کے آگے روٹی کے ٹکڑے پھینکتے — یہ تفریح کی ایک شکل تھی اور استیپان ایوانووچ کی ایجاد — وہ نچلا نہ بیٹھہ سکتا تھا اور ہر وقت پتلی پتلی بے چین انگلیوں سے کچھہ نہ کچھہ کرتا رہتا تھا — ایک دن اس نے صلاح دی کہ روٹی کے چھوٹے ٹکڑے چڑیوں کے لئے کھڑکی کے باہر دیوار کے نکلے ہوئے حصے پر بکھیر دئے جائیں — یہ ایک معمول بن گیا — اور اب وہ کھڑکی سے باہر محض جھوٹی روٹی کے ٹکڑے ہی نہ پھینکتے — وہ جان بوجھہ کر روٹی کے ٹکڑے چھوڑ دیتے، ان کا مالیدہ بناتے اور اس طرح چڑیوں کا ''ایک پورا جھنڈ راشن کی فہرست میں شامل کرلیا گیا،، استیپان ایوانووچ یہی کہا کرتا تھا — وارڈ کے مریضوں کو اس پورے تماشے میں بڑا لطف آتا — چھوٹی چھوٹی چڑیاں شور مچاتی ہوئی آتیں اور روٹی کے کسی بڑے سے ٹکڑے پر چونچ مارتیں، چہچہاتیں، لڑتیں اور جب دیوار کا وہ حصہ بالکل صاف ہو جاتا تو وہ اڑ کر چنار کی شاخ پر بیٹھہ جاتیں اور مزے میں اپنے پروں میں چونچیں صاف کرتیں اور پھر پھر کرتی ہوئی اپنی اپنی دنیا میں اڑ جاتیں — گورئیوں کو کھلانا ایک محبوب مشغلہ بن گیا — مریضوں نے بعض چڑیوں کو باضابطہ پہچاننا شروع کر دیا اور ان کے نام تک رکھہ دئے — ان میں سے ایک

محبوب چڑیا کی دم صاف تھی — وہ بہت شوخ اور چنچل تھی — غالباً اس کی دم کسی شرارت کی بدولت جاتی رہی تھی — استیپان ایوانووچ نے اس کا نام ''توپچی،، رکھا تھا —

یہ بڑی دلچسپ بات ہے کہ ان ننھی ننھی جانوں کی تفریح کی بدولت ٹینک مین اپنی اداس خاموشی کے خول سے نکل سکا — جب اس نے شروع شروع میں دیکھا کہ استیپان ایوانووچ قریب قریب دوہرا ہو کر اپنے بیساکھیوں کے سہارے ریڈی‌ایٹر پر چڑھ کر کھڑکی تک پہنچنے کی کوشش کر رہا ہے تو اس نے یہ سب کچھ بے نیازی سے دیکھا اور کوئی دلچسپی نہ لی — لیکن اگلے دن، جب گوریاں اڑتی ہوئی کھڑکی پر آئیں تو وہ درد سے ہونٹ کاٹتے ہوئے اٹھ بیٹھا تاکہ یہ ننھی ننھی جانیں ذرا زیادہ اچھی طرح نظر آ سکیں — اگلے دن اس نے اپنے کھانے میں سے ان کے لئے سموے کا کافی بڑا حصہ بچا لیا — اس کو یقین تھا کہ ہسپتال کی یہ بڑھیا چیز ان کو خاص طور پر بہت مزیدار معلوم ہوگی — ایک دن ''توپچی،، نہیں آئی — کوکوشکن نے سوچا کہ شاید اسے بلی چٹ کر گئی — چلو اچھا ہی ہوا — اداس ٹینک مین بھڑک اٹھا اور اس نے کوکوشکن کو ''جھگڑالو،، کے نام سے پکارا — اور جب اس سے اگلے دن دم کتری چڑیا آگئی اور پھر کھڑکی پر چہچہانے اور لڑنے لگی اور سر گھما کر اپنی موتیوں جیسی گستاخ آنکھیں چمکانے لگی تو ٹینک مین کا قہقہہ پھٹ پڑا — پچھلے کئی مہینوں میں یہ اس کا پہلا قہقہہ تھا —

کچھ دن بعد گووزدیف بالکل چمک اٹھا — ہر شخص یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ یہ آدمی تو بڑا خوش مزاج اور باتونی نکلا — اس کے ساتھ نباہ کرنا بہت آسان تھا — لیکن یہ سب کمیسار

کا کمال تھا کیونکہ بقول استیپان ایوانووچ، وہ ہر شخص کے دل کی کنجی جانتا تھا — اور یہ سب کچھ یوں ہوا —

وارڈ کا حسین ترین لمحہ وہ تھا جب کلاودیا میخائلوونا اپنے چہرے کو بہت ہی پر اسرار بنائے ہوئے داخل ہوتی اس کے ھاتھ پیچھے کمر پر ہوتے، وہ ہر شخص کے چہرے کا جائزہ لیتے ہوئے پوچھتی:

''اچھا بتاؤ آج کون ناچیگا؟''

اس کا مطلب یہ تھا کہ ڈاک آئی ھے — ہر خوش نصیب کو خط دینے سے پہلے کلاودیا میخائلوونا اسے بطور ناچ بستر میں ھلنے پر مجبور کرتی — اکثر یہ ناچ کمیسار کو ناچنا پڑتا کیونکہ بعض مرتبہ اسے بیک وقت دس دس خط موصول ہوتے — اس کے پاس اپنے ڈویژن سے خط آتے، محاذ کے پیچھے رھنے والے لوگوں کے خط اور رفیق کار افسروں کے خط آتے، سپاهیوں اور رفیق کار افسروں کی بیویوں کے خط آتے — بیویاں محض پرانے تعلقات کی خاطر لکھتیں اور پھر اس سے التجا کرتیں کہ ذرا میرے میاں کی ''خبر لو'' کیونکہ وہ ھاتھ سے نکلے جا رھے ھیں — اس کے پاس اپنے ساتھی افسروں کی بیواؤں کے خط آتے جو لڑائی میں کام آئے تھے — وہ ان کے معاملات طے کرانے کے سلسلے میں اس کی صلاح مانگتیں — اس کے پاس قزاخستان کی ایک پائنیر بچی کا بھی خط آیا — وہ ایک رجمنٹل کمانڈر کی لڑکی تھی جو لڑائی میں مارا گیا تھا — اور اس لڑکی کا نام ہزار یاد کئے یاد نہ ہوتا تھا — وہ یہ سارے خط بڑی دلچسپی سے پڑھتا اور باقاعدہ ان کے جواب دیتا — وہ مناسب حکام کو بھی خط لکھتا اور فلاں فلاں کمانڈر کی بیوی کی امداد کی درخواست کرتا — وہ اس شوہر کو بھی خط لکھتا جو ''ھاتھ سے نکلا جا رہا تھا'' — وہ اس کی خوب خبر لیتا — وہ کسی گھر کے مینجر کو خط لکھتا

اور اسے دھمکی دیتا کہ اگر فلاں کمانڈر کے خاندان کے گھر میں چولھا نہ لگا تو یاد رکھو کہ میں خود آؤنگا اور ''تمہاری گردن مڑوڑ دونگا'' — وہ اس قزاخستانی لڑکی کو بھی خط لکھتا جس کا نام یاد رکھنا اس کے لئے اتنا مشکل تھا، اور دوسرے سہ ماہی امتحان میں گرامر کے پرچے میں کم نمبر لانے پر اسے خوب ڈانٹ پلاتا —

استیپان ایوانووچ بھی محاذ اور محاذ کے پیچھے رہنے والے لوگوں سے خوب جی بھر کے خط و کتابت کرتا — اس کو اپنے بیٹوں کے خط ملتے — وہ بھی بڑے بے خطا نشانہ باز تھے — اس کی بیٹی بھی خط لکھتی جو ایک پنچائتی فارم میں اپنی ٹولی کی لیڈر تھی — اس کے خطوں میں تمام رشتہ داروں اور دوستوں کے ان گنت دعا سلام ہوتے — ان خطوں میں یہ اطلاع بھی ہوتی کہ اگرچہ پنچائتی فارم کے بہت سے لوگ تعمیراتی کاموں کو پورا کرنے کے لئے بھیج دئے گئے ھیں فلاں فلاں منصوبے مقررہ مقدار سے اتنا نیصدی زیادہ پورے ہوئے ھیں — استیپان ایوانووچ ان خطوں کو فوراً باآواز بلند پڑھتا اور پورے وارڈ، آیاؤں اور نرسوں کو بلکہ ھاؤس سرجن کو بھی، جو یرقانی صورت کا خشک آدمی تھا، اپنے گھر کے تمام حالات سے برابر باخبر رکھتا —

یہاں تک کہ آدم بیزار کوکوشکن کو بھی، جو ساری دنیا سے لڑائی مول لئے ہوئے آتا تھا، اپنی ماں کا خط ملتا جو برناؤل میں کہیں رہتی تھی — وہ نرس کے ھاتھہ سے خط چھین لیتا اور اس لمحے کا انتظار کرتا جب سب سوجاتے — وہ خط پڑھتا اور منہ ھی منہ میں الفاظ دوھراتا — ان لمحوں میں اس کے سخت خد و خال نرم پڑ جاتے اور اس کے چھوٹے چہرے پر ایک ملائمت اور پاکیز گی پیدا ہو جاتی جو اس کے مزاج کے لئے بالکل اجنبی چیز ہوتی — وہ اپنی ماں پر جان دیتا تھا — وہ گاؤں کی پرانی ڈاکٹر تھی — لیکن

کسی وجہ سے وہ اپنے اس جذبے پر شرمندہ تھا اور اس کو چھپانے کی کوشش کرتا تھا —

ٹینک مین وہ واحد شخص تھا جو اس خوشگوار لمحے میں حصہ نہ بٹاتا — جب ایک دوسرے کو حیات بخش خبریں سنائی جاتیں، وہ اس وقت اور بھی زیادہ اداس ہو جاتا — وہ دیوار کی طرف منہ پھیر لیتا اور کمبل کو سر تک کھینچ لیتا — اس کا کوئی اپنا پرایا نہ تھا جو اسے خط لکھتا — وارڈ میں جتنے زیادہ خط آتے اسی قدر شدت سے وہ اپنی تنہائی کو محسوس کرتا — لیکن ایک دن جب کلاودیا میخائلوونا دروازے میں داخل ہوئی، تو اس کا چہرہ معمول سے زیادہ کھلا ہوا تھا — اس نے کمیسار سے آنکھیں بچاتے ہوئے جلدی جلدی کہا:

''اچھا بتاؤ آج کون ناچیگا؟،،

اس نے ٹینک مین کے بستر کی طرف دیکھا اور اس کے شفقت بھرے چہرے پر ایک مسکراہٹ دوڑ گئی — ہر شخص کو محسوس ہوا کہ کوئی غیر معمولی بات ہوئی ہے — پورے وارڈ میں امیدوں اور توقعات سے بھرا ہوا ایک عجیب سا تناؤ پیدا ہو گیا —

''لفٹیننٹ گووزدیف ابکے ناچنے کی تمھاری باری ہے — چلو اب ناچ دکھاؤ —،،

میریسئف نے دیکھا کہ گووزدیف چونک گیا اور تیزی سے مڑا اور اس نے پٹیوں کی باریک درزوں سے دیکھا کہ اس کی آنکھیں چمک اٹھی ہیں — لیکن گووزدیف نے فوراً خود کو قابو میں کر لیا اور تھرتھراتی ہوئی آواز میں بولا — وہ انتہائی بے نیازی کا لہجہ پیدا کرنے کی کوشش کر رہا تھا —

''غلطی ہوئی ہے — کسی دوسرے وارڈ میں کوئی اور گووزدیف ہوگا —،، لیکن اس کی آنکھیں بڑے شوق اور پیاس کے ساتھ ان تین

خطوں کی طرف اٹھ گئیں، جو نرس کے ہاتھ میں جھنڈے کی طرح اٹھے ہوئے تھے۔

''نہیں! کوئی غلطی نہیں ہوئی ہے!'' نرس بولی ''دیکھو! 'لفٹیننٹ گ۔ م۔ گووزدیف، اور وارڈ کا نمبر: بیالیس۔ پھر؟''

کمبل کے اندر سے پٹیوں میں بندھا ہوا ایک ہاتھ تڑپ کر نکلا۔ ہاتھ لرز رہا تھا۔ اس نے خط منہ میں رکھا اور دانت کی مدد سے پھاڑا۔ اس کی آنکھوں سے جوش کے مارے چنگاریاں نکلنے لگیں۔ عجیب بات! تین لڑکیوں نے، جو ڈاکٹری کی ایک ہی جماعت اور ایک ہی یونیورسٹی میں پڑھتی تھیں، مختلف لکھائی اور الفاظ میں قریب ایک ہی قسم کی باتیں لکھی تھیں۔ جب انہیں معلوم ہوا کہ ہیرو ٹینک مین گووزدیف زخمی ہو کر ماسکو کے ایک ہسپتال میں پڑا ہوا ہے تو انہوں نے اس سے خط و کتابت کا فیصلہ کیا۔ انہوں نے لکھا تھا کہ اگر ان کی یہ جرأت اس پر گراں نہ گزرے تو جواب ضرور دے اور بتائے کہ کس حال میں زندگی کٹ رہی ہے؟ ان میں سے ایک نے، جس نے اپنا نام انیوتا لکھا تھا، پوچھا تھا کہ آیا وہ اس کی کوئی خدمت کر سکتی ہے۔ کیا اسے کسی کتاب کی ضرورت ہے اور اگر اسے کسی چیز کی ضرورت ہو تو بتانے میں ذرا نہ جھجکے۔

دن بھر، لفٹیننٹ یہ خط الٹ پلٹ کر بار بار پڑھتا رہا، پتے پڑھے اور لکھائی کا جائزہ لیا۔ بے شک، اس کو معلوم تھا کہ اس قسم کی خط و کتابت ہوتی ہے اور اس نے خود بھی ایک انجان ہستی سے خط و کتابت کی تھی۔ تہوار کے تحفے کے طور پر جو اونی دستانے اسے ملے تھے ان کے اندر ایک محبت بھرا خط رکھا ہوا تھا۔ لیکن یہ خط و کتابت آپ ہی ختم ہو گئی جب خط لکھنے والی نے از راہ مذاق اپنی تصویر بھیجی۔ اب راز کھلا کہ

وہ ادھیڑ عمر کی عورت تھی اور چار بچوں کی ماں — لیکن یہ بات دوسری تھی — واحد چیز جس پر اس کا ماتھا ٹھنکا یہ تھی کہ یہ خط بالکل غیر متوقع تھے اور وہ سب ایک ساتھہ ھی آئے تھے — ایک بات اور اس کے پلے نہ پڑی: ڈاکٹری کی یہ طالبعلم لڑکیاں جنگ میں اس کی سرگرمیوں سے کیوں کر اور کس طرح واقف ھوئیں؟ پورے وارڈ نے اس پر حیرانی کا اظہار کیا اور خاص طور پر کمیسار نے — لیکن استیپان ایوانووچ اور نرس سے اس کی معنی خیز نظر بازی کو اس نے تاڑ لیا اور سمجھہ گیا کہ اس کی تہہ میں کمیسار کا ھاتھہ ھے —

چاھے جو بھی ھو، اگلی صبح گووزدیف نے کمیسار سے خط لکھنے کا کاغذ مانگا اور بغیر اجازت کے اس نے اپنے سیدھے ھاتھہ کی پٹی کھولی اور شام تک لکھتا رھا، لکیریں کھینچتا رھا، خط کو توڑتا مڑوڑتا اور پھینکتا رھا یہاں تک کہ آخر اس نے اپنے انجانے دوستوں کے نام خط لکھہ ھی لئے —

دو لڑکیوں نے تو جلد ھی خط لکھنا بند کر دیا — لیکن نیک دل انیوتا ان کی طرف سے اکیلی لکھتی رھی — گووزدیف آدمی خاصا گپ باز تھا اور اب سب لوگوں کو معلوم تھا یونیورسٹی کے ڈاکٹری کے شعبے کی تیسری جماعت میں کیا کھچڑی پک رھی ھے، علم حیاتیات کتنا جاندار اور دلچسپ ھے اور نامیاتی کیمیا کتنا بے رنگ اور پھیکا مضمون ھے — پروفیسر کی آواز کتنی اچھی ھے اور وہ اپنا مضمون کتنی اچھی طرح پڑھاتا ھے اور فلاں فلاں لکچرر کتنا زبردست بور ھے اور پچھلے اتوار کو، رضاکارانہ کام کے دن طلبا نے جلاون کی کتنی لکڑی مال گاڑی میں لادی، ھسپتال میں کام کرتے ھوئے تعلیم کا سلسلہ جاری رکھنا کتنا مشکل کام ھے — اور ساتھہ ھی

یہ بھی معلوم ہوجاتا کہ فلاں نک چڑھی لڑکی کتنی ڈینگیں بگھارا کرتی ہے —

گووزدیف صرف باتیں ہی نہ کرتا بلکہ وہ کھلتا ہوا نظر آتا اور جلد ہی وہ تیزی سے صحت یاب ہونے لگا —

کوکوشکن نے اپنی کھپچیاں نکلوا دیں — استیپان ایوانووچ اب کسی سہارے کے بغیر چلنے کی مشق کر رہا تھا اور خاصے اطمینان سے گھومنے پھرنے لگا تھا — اب وہ پورا پورا دن کھڑکی پر کاٹ دیتا اور دیکھتا رہتا کہ ''وسیع دنیا،، میں کیا کچھ ہو رہا ہے — صرف کمیسار اور میریسئف کی حالت دن بدن نازک ہوتی چلی گئی — خاص طور پر کمیسار کے ساتھ یہی ہوا — وہ اب صبح کے وقت اپنے ہاتھ پیر کو جھٹکے بھی نہیں دے سکتا تھا — اس کے جسم میں ایک خطرناک قسم کی زردی مائل سوجن اور شیشے جیسی چمک پیدا ہو گئی تھی — وہ مشکل سے ہاتھ موڑ پاتا اور اب وہ نہ تو پنسل پکڑ سکتا تھا اور نہ چمچہ —

صبح کے وقت ہسپتال کی آیا اس کے ہاتھ منہ دھلاتی، کھلاتی پلاتی اور صاف ظاہر تھا کہ وہ اپنے درد سے نہیں بلکہ اس بے بسی سے اتنا زیادہ نڈھال اور غم زدہ تھا — لیکن وہ جی نہیں ہارا — اس کی آواز میں وہی پہلے والی طربناکی تھی — وہ اسی جوش و خروش سے اخبار پڑھتا — یہاں تک کہ جرمن پڑھنے کا سلسلہ بھی جاری رکھتا — لیکن پڑھتے وقت وہ اپنی کتاب نہیں پکڑ سکتا تھا — اس لئے استیپان ایوانووچ نے تار سے اس کے لئے ایک رحل بنائی اور اس کے بستر پر فٹ کردی — وہ اس کے بستر پر بیٹھ جاتا اور اس کی خاطر اس کے ورق الٹتا جاتا — صبح کو، اخبار کے آنے سے پہلے، کمیسار بڑے شوق سے نرس سے پوچھتا، تازہ ترین خبر میں کیا کہا گیا ہے، ریڈیو پر کیا خبریں آئی ہیں، موسم کا کیا رنگ ہے اور

ماسکو کی کیا خبریں ھیں — اس نے اپنے بستر کے پاس ریڈیو لگوانے کی اجازت خاص طور پر واسیلی واسیلی‌وچ سے لےلی تھی —

ایسا لگتا تھا کہ جوں جوں اس کا جسم کمزور ھوتا جاتا ھے اس کی روحانی قوت اتنی ھی بڑھتی جاتی ھے — اس کو جو ان گنت خط موصول ھوتےتھے ان کو اسی دلچسپی اور شوق سے پڑھتا اور ان کے جواب دیتا اور باری باری سے کوکوشکن اور گووزدیف سے لکھواتا — ایک دن میریسئف کسی علاج کے بعد اونگھه رھا تھا — لیکن وہ کمیسار کی گرجدار بھاری آواز سے چونک گیا —

اس کے پلنگ پر، تار کی رحل میں ڈویژنل اخبار رکھا ھوا تھا جو اس ممانعت کے باوجود کہ ''کوئی اٹھا کر دستے سے نہ لے جائے،، کوئی اس کے پاس بلا ناغہ پہنچاتا رھتا تھا —

''اماں، لوگوں کا دماغ چل گیا ھے کیا، دفاعی لڑائی میں؟،، وہ چنگھاڑا ''کراوتسوف اور دفترشاھی چلائے؟ پوری فوج میں مویشیوں کا بہترین سرجن اور دفترشاھی چلائے؟ گریشا، فوراً لکھو!،،

اور اس نے گووزدیف سے ایک گرم خط جنگی فوجی کانسل کے ایک ممبر کو لکھوایا جس میں اس نے درخواست کی تھی کہ ان ''اخبارنویسوں،، کو باندھ کے رکھو جو ناحق ایک اچھے اور پرجوش افسر کو بدنام کرتے ھیں — وہ ان ''قلمی گھس گھس،، کرنے والوں کو کوستا حالانکہ وہ خط ڈاک میں ڈالنے کے لئے نرس کے حوالے کر چکا تھا — اس کے منہ سے اتنی پرجوش باتیں سن کر واقعی تعجب ھوتا تھا جبکہ اس کے لئے تکیے پر سر موڑنا بھی دو بھر تھا —

اس شام ایک اور اھم بات ھوئی — اس خاموش گھڑی میں، جب ابھی روشنیاں نہیں جلی تھیں اور کمرے کے کونوں میں سائے گھرے ھونے لگے تھے، استیپان ایوانووچ کھڑکی پر بیٹھا فکر میں ڈوبا ھوا

دریا کے پشتے کو دیکھ رہا تھا — کچھ عورتیں کینوس کا لبادہ اوڑھے دریا کی برف کاٹ رہی تھیں — وہ برف میں ایک کالے مربع سوراخ میں سے سلاخ کی مدد سے برف کی تہہ توڑتیں، ان کو سلاخوں کی دو تین ضربوں سے توڑ توڑ کر سلیں بناتیں اور لوہے کے کانٹے میں پھنسا کر لکڑی کے تختوں پر گھسیٹتی ہوئی پانی سے نکال لاتیں — یہ سلیں قطار اندر قطار رکھی ہوئی تھیں —— نیچے تو وہ سبزی مائل شیشے کی طرح چمکتی اور جھلملاتی نظر آتیں اور اوپر سے زرد اور بھربھراتی ہوئی سی — یکے بعد دیگرے، ایک دوسرے سے جڑی ہوئی برف گاڑیوں کا پورا ایک کارواں دریا کے کنارے کنارے اس جگہ کی طرف چل رہا تھا جہاں برف کاٹی جا رہی تھی — ایک بوڑھا آدمی کن ٹوپ اوڑھے، روئی دار پتلون اور مرزئی پہنے، مرزئی کو ایک پیٹی سے کسے ہوئے، پیٹی میں کلہاڑی اڑسے ہوئے، گھوڑوں کو اس طرف لے جا رہا تھا جہاں برف کی سلیں پڑی تھیں — عورتیں سلیں اٹھا اٹھا کر برف گاڑیوں میں ڈال رہی تھیں —

استیپان ایوانووچ کی نکتہ رس آنکھوں نے بھانپ لیا کہ یہ کام پنچائتی فارم کی کوئی ٹولی انجام دے رہی ہے — لیکن اس نے سوچا کہ یہ کام پھوہڑاپے سے ہو رہا ہے — اس کام میں ضرورت سے زیادہ لوگ لگے ہوئے تھے اور وہ ایک دوسرے کے راستے میں حائل تھے— اس کے عملی دماغ میں اس کام کا ایک پورا پلان تیار ہو گیا — اس نے خیال ہی خیال میں اس ٹولی کو تین تین کے گروہوں میں بانٹ دیا —— ہر گروہ آسانی سے برف کی سلیں پانی سے نکال سکتا تھا — اس نے پھر ہر گروہ کو الگ الگ کام دیا — اور اس نے پوری ٹولی کے لئے یکساں اجرت مقرر نہیں کی — ہر گروہ جتنی سلیں کھینچتا، اسی کے مطابق اس کو معاوضہ ملتا — اسے ٹولی میں ایک سرگرم قسم کی گول چہرے اور سرخ گالوں والی عورت

نظر آئی اور اس نے دل ہی دل میں اسے صلاح دی کہ اسے اپنے گروہوں میں اشتراکی مقابلے کا رواج عام کرنا چاہئے... وہ اپنی سوچ میں اتنا کھویا ہوا تھا کہ اسے یہ بھی نظر نہ آیا کہ ایک گھوڑا برف کے گڈھے کے قریب اتنا آگے چلا گیا ھے کہ اس کی دو ٹانگیں پھسل گئیں اور وہ پانی میں گر گیا — گاڑی کے وزن کی وجہ سے گھوڑا سطح پر ڈٹا رہا لیکن تیز لہریں اسے اندر کھینچ رہی تھیں — بڈھا، جس کی پیٹی میں کلہاڑی تھی، بے بسی سے شور مچاتا رہا — وہ کبھی گاڑی کی پٹریوں کو کھینچتا اور کبھی گھوڑے کی لگام سے زور آزمائی کرتا —

استیپان ایوانووچ کی سانس رک سی گئی اور اس نے زور سے چلا کر کہا ''گھوڑا ڈوب رہا ھے!،،

کمیسار نے انتہائی جد و جہد سے کام لیتے ہوئے خود کو کہنیوں پر اٹھا لیا اور کھڑکی سے جھانک کر دیکھا — درد کے مارے اس کا چہرہ راکھ کی طرح بے جان ہو گیا — اور سینے کے بل کھڑکی پر جھکتے ہوئے اس نے باہر دیکھتے ہوئے بڑبڑا کر کہا ''خر دماغ! کیا وہ اتنا نہیں جانتا؟ رسہ! ارے رسہ! رسہ کاٹ دو اور وہ خود بخود باہر آجائیگا — اوہ! وہ اس جانور کی جان لے کر رہیگا!،،

بڑے بھونڈے انداز میں استیپان ایوانووچ کھڑکی پر چڑھا — گھوڑا ڈوب رہا تھا — تڑپتا ہوا پانی اس کے اوپر لپکنے لگا تھا — لیکن وہ پانی سے نکلنے کی آخری کوشش کر رہا تھا — وہ اپنے نعل بھرے کھروں کو برف کے کنارے گاڑنے کی جان توڑ جد و جہد کر رہا تھا —

''رسہ کاٹ دو!،، کمیسار چلایا گویا دریا پر وہ بڈھا اس کی آواز سن ہی تو لیگا —

استیپان ایوانووچ نے اپنے ھاتھوں کی مدد سے بھونپو بنایا اور کھڑکی سے کمیسار کی صلاح چلا کر سڑک کے اس پار نشر کر دی —

''اے! بڈھے! رسہ کاٹ دو! تمہاری پیٹی میں ایک کلہاڑی لٹک رہی ھے بڑے میاں —— رسہ کاٹ دو، کاٹ دو!،،

بڈھے نے سن لیا— اس کو یہ آسمان سے آتی ھوئی ندا معلوم ھوئی — اس نے پیٹی سے کلہاڑی جھپٹ لی اور دو وار میں رسہ کاٹ دیا — جوئے سے آزاد ھونے کے بعد، گھوڑا فوراً برف پر چڑھہ گیا اور گڈھے سے ذرا پرے ھٹ کر کھڑا ھو گیا اور کتے کی طرح ھانپتے ھوئے بدن کو جھاڑنے لگا —

''کیا مطلب ھے اس کا؟،، اس وقت ایک آواز آئی —

واسیلی واسیلیوچ گریبان چاک، سفید لبادہ پہنے اور ننگے سر دروازے میں کھڑا تھا — وہ غصے میں بھوت پیر پٹکنے لگا — وہ کوئی جھاڑ پھونک سننے کو تیار نہ تھا — اس نے کہا کہ یہ وارڈ پاگل خانہ بن گیا ھے اور وہ ان سب کو یہاں سے نکال کر سیدھا جہنم کی طرف چلتا کر دیگا — اور یہ سب معلوم کئے بغیر کہ ھوا کیا ھے، وہ ھانپتا اور ھر شخص کو صلواتیں سناتا ھوا وھاں سے چلا گیا — چند منٹ بعد کلاودیا میخائلوونا وارڈ کے اندر آئی — اس کا چہرہ آنسوؤں سے بھیگا ھوا تھا اور وہ بہت پریشان حال نظر آ رھی تھی — ابھی ابھی واسیلی واسیلیوچ نے اس کو خوب برا بھلا کہا تھا — لیکن جب اس کی نظر کمیسار کے راکھہ جیسے بجھے ھوئے بے جان چہرے پر پڑی جو آنکھیں بند کئے بے حس و حرکت پڑا تھا تو وہ لپک کر اس کے پاس پہنچی —

شام کے وقت کمیسار بہت بیمار ھو گیا — انہوں نے اس کو کافور کا انجکشن دیا، پھر اکسیجن دی لیکن وہ بہت دیر تک

بے سدھ پڑا رھا — لیکن جیسے ھی اسے ھوش آیا اس نے کلاودیا میخائلوونا کو دیکھ کر مسکرانے کی کوشش کی جو اکسیجن بیگ کے ساتھ اس کے اوپر جھکی ھوئی تھی —

''پریشان نہ ھو، میری نرس — میں تو جہنم سے بھی تمہیں وہ چیز دینے کے لئے لوٹ آؤنگا جس کو لگا کر شیطان اپنی چھائیاں مٹاتے ھیں —''

یہ کتنا دل خراش منظر تھا — روز بروز یہ دیو ھیکل آدمی گھلتا اور سوکھتا چلا جا رھا تھا — وہ اپنی بے بسی سے ایک خوفناک لڑائی لڑ رھا تھا —

۸

میریسئف بھی دن بدن کمزور اور نڈھال ھوتا جا رھا تھا — اس نے ''موسمی سرجنٹ'' کو جو اگلا خط لکھا تھا، اس میں یہاں تک لکھ دیا کہ شاید وہ اب ھسپتال سے زندہ نہ نکل سکیگا اور یہی سب سے اچھا ھوگا — کیونکہ ایک ھواباز ٹانگوں کے بغیر ویسا ھی ھے جیسے بے بال و پر پرندہ، جو زندہ تو رہ سکتا ھے اور دانہ چگ سکتا ھے، لیکن پرواز — کبھی پرواز نہیں کر سکتا! وہ بے بال و پر پرندہ نہیں بننا چاھتا تھا اور بد سے بد تر انجام کے لئے تیار تھا — کاش یہ برا انجام جلد ھو — وہ اپنے دل کا دکھ درد صرف اس لڑکی سے ھی کہتا تھا — لیکن اسے اس قسم کی باتیں لکھنا اس پر بڑا ظلم تھا اس لئے کہ وہ الکسئی سے اقرار کر چکی تھی کہ وہ ''کامریڈ سینئر لفٹیننٹ'' کی طرف ایک زمانے سے کھنچ رھی تھی اور اگر اسے یہ خوفناک صدمہ نہ پہنچتا تو وہ ھرگز ھرگز اپنا راز ظاھر نہ کرتی —

''وہ شادی کرنا چاہتی ہے — بھئی مردوں کا بڑا ٹوٹا ہے — اگر کسی کو اچھی پنشن ملے تو اس کی پروا کسے ہے کہ اس کی ٹانگیں ہیں یا نہیں،، کوکوشکن نے ہمیشہ کی طرح بڑی قطعیت سے رائے زنی کی —

لیکن الکسئی کو وہ زرد چہرہ یاد آیا جو اس کے چہرے پر اس وقت آ گرا تھا جب موت ان کے سروں پر منڈلا رہی تھی اور اس کو معلوم ہو گیا کہ کوکوشکن کی بات غلط تھی — وہ یہ بھی جانتا تھا کہ اس کا الم ناک اعتراف پڑھ کر لڑکی کا دل دکھیگا — اس کو ''موسمی سرجنٹ،، کا نام معلوم نہ تھا — لیکن وہ اسے اپنے مسرت ناآشنا خیالات کا رازدار بنائے رہا —

کمیسار کو سب کے دل کی کنجی معلوم تھی لیکن اب تک وہ میریسئف کے دل کی کنجی نہ پا سکا تھا — جس دن اس کا آپریشن ہوا تھا اس کے اگلے دن وارڈ میں نکولائی اوستروفسکی کی کتاب ''دارو رسن کی آزمائش،، آئی — یہ بلند آواز میں پڑھی گئی — الکسئی کو احساس تھا کہ یہ کتاب زور زور سے اس کی خاطر پڑھی جا رہی ہے — لیکن اس کہانی سے اس کے دل پر کوئی خاص پھایا نہ پڑا — پاویل کورچاگن اس کے لڑکپن کے سورماؤں میں سے تھا — ''لیکن کورچاگن ہواباز نہ تھا،، اب الکسئی سوچتا — ''کیا وہ جانتا تھا کہ 'ہوا کے لئے تڑپنے' کا کیا مطلب ہے؟ اوستروفسکی نے یہ کتاب اس وقت نہیں لکھی تھی جب ملک کے سارے مرد اور بہت ساری عورتیں لڑ رہی ہوں، جب بہتی ہوئی ناکوں والے چھوٹے لڑکے بھی خراد تک رسائی حاصل کرنے کے لئے لکڑی کے ڈبوں پر کھڑے ہو کر، شل بنا رہے ہوں —،،

مختصر یہ کہ اب کے کتاب کوئی زیادہ چلی نہیں — اس لئے کمیسار نے داؤ پر لانے کے لئے پینترے بدلنے شروع کئے — کبھی

کبھی تذکرے کے طور پر کسی دوسرے آدمی کا قصہ سناتا جس کی ٹانگیں مفلوج ہو گئی تھیں اور اس کے باوجود وہ ایک بڑے پبلک عہدے پر مامور تھا — استیپان ایوانووچ جسے دنیا بھر کی ہر ہر چیز سے دلچسپی تھی، اس پر حیران ہو کر سانس لیتا اور اسے یاد آجاتا کہ اس کے اپنے علاقے میں ایک ڈاکٹر تھا جس کا صرف ایک ہاتھ سلامت تھا — لیکن اس کے باوجود وہ ضلع کا سب سے اچھا ڈاکٹر تھا، وہ شہسواری کرتا تھا، شکار کا بڑا رسیا تھا اور بندوق کے نشانے کا ایسا دھنی کہ بھاگتی گلہری کی آنکھ میں تاک کر گولی مار دینا اس کے بائیں ہاتھ کا کھیل تھا — یہاں پر کمیسار کو اکادمیشین ولیمس یاد آیا جس کو وہ ذاتی طور پر جانتا تھا — وہ شخص آدھا مفلوج تھا — وہ صرف ایک ہاتھ استعمال کر سکتا تھا اور پھر بھی زراعتی انسٹی‌ٹیوٹ کے کام کی ہدائت کرتا تھا اور بڑے پیمانے پر تحقیق کا کام انجام دیتا تھا —

میریسئف نے یہ بات سنی اور مسکرایا: بغیر ٹانگوں کے سوچنا، بات کرنا، لکھنا، حکم جاری کرنا، لوگوں کا علاج معالجہ کرنا اور شکار کرنا بھی ممکن ہے — وہ تو ایک ہواباز تھا، پیدائشی ہوا باز! وہ تو لڑکپن سے ہواباز تھا، اسی دن سے جب وہ تربوز کے کھیت کی نگرانی کر رہا تھا، جہاں پھٹی پھٹی سی زمین پر، سوکھے پتوں میں، والگا کے علاقے کے مشہور بڑے بڑے دھاری دار تربوز چھپے ہوئے تھے —— ہاں، اسی دن اس نے ایک آواز سنی اور پھر دیکھا کہ چاندی کے رنگ کا ایک چمکتا ہوا بھونرا اڑ رہا ہے — اس کے دوہرے پر دھوپ میں چمک رہے تھے — وہ غبارآلود اسٹیپی میدان کے اوپر آہستہ آہستہ استالن گراد کی طرف تیر رہا تھا —

اسی لمحے سے ہواباز بننے کے خواب نے اسے ایک پل کو نہ چھوڑا — اسکول میں پڑھائی کے وقت بھی اس کے دماغ میں

یہی خیال گونجتا رہتا تھا، اس وقت بھی جب وہ کارخانے میں خراد چلاتا تھا۔ جب سب لوگ سوتے ہوتے تو وہ مشہور ہواباز لیاپی دیفسکی کے ساتھ چیلوسکن مہم کا پتہ چلاتا اور اس کو بچا کر محفوظ جگہ پر لے آتا اور وودوپیانوف کے ساتھ وہ قطب شمالی میں برف کے ایک تودے پر اپنا ہوائی جہاز اتارتا اور چکالوف کے ساتھ قطب شمالی سے ہوتے ہوئے امریکہ تک پہنچنے کا انجانا ہوائی راستہ تلاش کرتا۔

نوجوان کمیونسٹ لیگ نے اس کو مشرق بعید میں بھیجا اور وہاں اس نے تائگا کی پہنائیوں میں کمسومولسک بردریائے آمور نامی نوجوانوں کا شہر بسانے میں ہاتھہ بٹایا۔ لیکن وہ اپنی ہوابازی کے خواب کو وہاں بھی ساتھہ لے گیا۔ اس شہر کے معماروں میں اس کی طرح اور بھی جوان لڑکے اور لڑکیاں تھے۔ وہ بھی اس کی طرح ہوا میں اڑنے کے خواب دیکھتے تھے۔ یہ یقین کرنا مشکل تھا کہ انھوں نے واقعی اپنے ہاتھوں سے اس شہر میں ایک ہوائی کلب بنایا تھا۔ ان دنوں اس شہر کا وجود محض کاغذ پر تھا۔ شام کے وقت جب یہ عظیم الشان تعمیری پروجکٹ دھند میں کھو جاتا، معمار اپنے اپنے بیرکوں میں واپس آ جاتے، کھڑکیاں بند کر دیتے اور دروازے کے باہر نم ٹہنیوں کی دھویں بھری آگ روشن کر دیتے۔ اس طرح وہ مچھروں اور کیڑوں مکوڑوں کو بھگاتے جن کی زوردار خوفناک بھنبھناہٹ سے ہوا بس جاتی تھی —— اس وقت جب دوسرے تمام معمار دن بھر کی محنت کے بعد آرام کرتے، ہوائی کلب کے ممبر، الکسئی کی رہنمائی میں، اپنی کلہاڑیوں، کدالوں، آروں اور بارود کی سرنگوں سے بھرے ہوئے لیس تائگا میں نکلتے۔ وہ اپنے جسم پر مٹی کا تیل مل لیتے۔ ان کا خیال تھا کہ وہ اس طرح مچھروں کی یلغار سے بچ جائینگے۔ وہاں وہ ہوائی اڈے کے لئے درخت

گراتے، درختوں کے ٹھنٹھوں کو اڑاتے اور تانگا سے زمین چھین کر ہموار کرتے — اور آخر انہوں نے تانگا سے یہ حگہ چھین ھی لی — انہوں نے اس جنگل سے، جس کو کسی نے ھاتھہ نہ لگایا تھا، کئی کلومیٹر زمین اپنے زور بازو سے چھین لی —

اسی ھوائی اڈے سے پہلی بار الکسئی ایک ٹریننگ ھوائی جہاز میں بیٹھہ کر، ھوا میں اڑا — آخر اس کے لڑکپن کا خواب پورا ھوا —

بعد میں، اس نے فوجی ھوا بازی کے ایک اسکول میں تعلیم پائی اور خود استاد بن گیا — وہ اسی اسکول میں تھا کہ جنگ چھڑ گئی — اسکول کے حکام کی ساری مخالفت کے باوجود اس نے اپنا کام چھوڑ دیا اور فوج میں شامل ھوگیا — اس کی زندگی کا سارا آدرش، اس کی تمام تر دلچسپیاں، مسرتیں، مستقبل کے سارے خواب، ساری کامرانیاں اسی ھوا بازی سے جڑی ھوئی تھیں —

اور پھر بھی انہوں نے اس سے ولیمس کی بات کی —

''لیکن ولیمس ھوا باز نہیں تھا،، الکسئی نے کہا اور منہ دیوار کی طرف پھیر لیا —

لیکن کمیسار اس کی ''گرہ کھولنے،، کی مہم پر جٹا رہا — ایک دن جب وہ بدستور غفلت میں پڑا تھا تو اس نے کمیسار کی آواز سنی :

''الکسئی! پڑھو اسے — یہ تمہارے بارے میں ھے —،،

استیپان ایوانووچ رسالہ میریسئف کی طرف بڑھا رہا تھا — اس میں ایک مضمون تھا جس پر پنسل کا نشان لگا ھوا تھا — الکسئی نے پورے صفحے پر نظر دوڑائی مگر اس کو اپنا نام کہیں نظر نہ آیا — یہ مضمون پہلی جنگ عظیم کے روسی ھوا بازوں کے متعلق تھا — رسالے کے صفحے سے ایک نوجوان افسر کا انجان چہرہ اسے

گھور رہا تھا — اس کی مونچھیں مڑی ہوئی تھیں اور ان کی نوکیں بہت ھی باریک تھیں — وہ کج کلاھی کی شان سے ٹوپی پہنے ہوئے تھا جس میں ایک سفید طرہ لگا ھوا تھا —

''پڑھو، پڑھو — یہ تمہارے لئے ھی لکھا گیا ھے،، کمیسار نے کہا —

میریسئف نے مضمون پڑھا — یہ مضمون ایک روسی ھوا باز لفٹیننٹ ولیریان کارپووچ کے متعلق تھا — دشمن کے مورچے پر اڑتے ہوئے ایک بار اس کے پیر میں ''ڈم — ڈم،، گولی لگی — پاش پاش پیر کے باوجود وہ اپنے ''فارمین،، ھوائی جہاز کو اپنے مورچے تک اڑا کر لانے اور اتارنے میں کامیاب ھو گیا — اس کا پیر کاٹ دیا گیا — لیکن افسر فوج سے نکلنا نہ چاھتا تھا — اس نے ایک نقلی پیر ایجاد کیا اور اپنے ڈیزائن کے مطابق بنوایا — وہ بڑی مستعدی اور ثابت قدمی سے بہت دنوں تک مشق کرتا رہا اور جنگ کے ختم ہوتے ہوتے فوج میں واپس آ گیا — اس کو ھوا بازی کے ایک فوجی اسکول کا انسپکٹر مقرر کیا گیا اور جیسا کہ مضمون میں کہا گیا تھا ''وہ کبھی کبھی اپنے ھوائی جہاز کو اڑانے کا خطرہ مول لیتا —،، اس کو انعام میں افسروں کا ''سنٹ جارج کراس،، ملا اور وہ ایک ھوائی حادثے میں ھلاک ہونے تک برابر ھوائی فوج میں خدمات انجام دیتا رہا —

میریسئف نے ایک بار، دو بار اور پھر تیسری بار مضمون پڑھا — پتلا دبلا نوجوان لفٹیننٹ اپنے تھکے ہوئے مگر پرعزم چہرے کے ساتھ اسے دیکھ رہا تھا — اس کے ھونٹوں پر ذرا تھکی ہوئی مگر ایک مجاھدانہ مسکراھٹ تیر رھی تھی — اس عرصے میں پورا وارڈ تناؤ کے ساتھ الکسئی کو دیکھتا رہا — اس نے اپنی انگلیوں سے بالوں میں کنگھا کیا — رسالے پر نظر جمائے ہوئے وہ اپنی چھوٹی

سی الماری میں پنسل ٹٹولنے لگا — اور اس نے احتیاط سے مضمون کے چاروں طرف ایک نشان کھینچا —

''تم نے پڑھا مضمون؟'' کمیسار نے معنی خیز نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے پوچھا — الکسئی خاموش رہا — اس کی نظریں اب تک مضمون پر گڑی ہوئی تھیں اور سطروں پر دوڑ رہی تھیں —

''ہاں، کیا کہتے ہو تم؟''

''لیکن اس کا تو ایک پیر کٹا تھا —''

''لیکن تم سوویت ہواباز ہو —''

''وہ تو 'فارمین' اڑاتا تھا — یہ بھی کوئی ہوائی جہاز تھا — کھلونا تھا یہ تو — اس کو اڑانا آسان تھا — اس کے لئے کسی ٹکنیک یا تیز رفتار کی ضرورت نہ تھی —''

''لیکن تم تو سوویت ہواباز ہو!'' کمیسار اڑا رہا —

''سوویت ہواباز'' الکسئی نے اسی طرح مضمون پر آنکھیں جمائے ہوئے میکانکی پیرائے میں دوہرایا — پھر کسی اندرونی روشنی سے اس کا چہرہ دمک اٹھا اور پھر اس نے اپنے ایک ایک ساتھی مریض کی آنکھوں میں شاداں اور حیران آنکھیں ڈال دیں —

اس رات کو الکسئی نے رسالہ اپنے تکیے کے نیچے رکھہ دیا اور اس کو یاد آیا کہ بچپن میں جب وہ تختے پر اپنے بھائیوں کے ساتھہ سونے لیٹتا تھا، تو وہ اپنی ماں کی پرانی پلش کی صدری سے بنائے ہوئے بد شکل سے بھالو کو بالکل اسی طرح چھپاتا تھا — وہ اپنے اس تصور پر زور سے ہنس پڑا —

وہ اس رات ایک پل نہ سویا — پورا وارڈ گہری نیند میں غرق تھا — گووزدیف اپنے بستر پر کروٹیں لے رہا تھا اور پلنگ کی اسپرنگ چیخ رہی تھی — استیپان ایوانووچ سیٹی بجاتے ہوئے خراٹے لے رہا تھا جیسے اس کا کلیجہ پھٹ جائیگا — بار بار کمیسار کروٹ

لیتا اور اس کے بھنچے ہوئے دانتوں سے ایک ھلکی سی کراہ نکل جاتی — لیکن الکسئی کچھہ سن نہیں رہا تھا — تھوڑی دیر پر وہ اپنے تکیے کے نیچے سے رسالہ نکالتا اور رات کے لیمپ کی روشنی میں لفٹیننٹ کا مسکراتا ہوا چہرہ دیکھتا — ''کام جان جوکھوں کا تھا، لیکن تم نے کر دکھایا،، وہ آپ ھی آپ بولتا — ''میرا کام اس سے دس گنا زیادہ کٹھن ھے، لیکن دیکھہ لینا میں بھی کر دکھاؤنگا!،،

آدھی رات تھی — کمیسار دفعتاً خاموش ھو گیا — الکسئی نے کہنیوں کے سہارے اٹھتے ہوئے دیکھا تو وہ زرد اور ساکت پڑا تھا — معلوم ھوتا تھا کہ وہ سانس بھی نہیں لے رہا ھے — اس نے گھنٹی اٹھائی اور زور زور سے بجانے لگا — کلاودیا میخائلوونا بھاگتی ہوئی آئی — وہ ننگے سر تھی، اس کی آنکھیں نیند کی ماتی تھیں اور اس کی چوٹی پشت پر جھول رھی تھی — چند لمحے بعد، ھاؤس سرجن کو بلایا گیا — اس نے کمیسار کی نبض چھوئی، اس کو کافور کا انجکشن لگایا اور اکسیجن بیگ کی گردن اس کے منہ میں ڈال دی — سرجن اور نرس دونوں کوئی ایک گھنٹے تک اس کو ٹھیک کرنے کی تدبیریں کرتے رھے — لیکن لگتا تھا کہ کوئی تدبیر کارگر نہ ہوئی — آخر کمیسار نے آنکھیں کھول دیں اور کلاودیا میخائلوونا کو دیکھہ کر نقاھت کے ساتھہ مسکرایا — اس کی مسکراھٹ اتنی ھلکی تھی کہ نظر نہ آتی تھی — وہ دھیرے سے بولا:

''مجھے افسوس ھے کہ میری وجہ سے بیکار تم سب کو اتنی تکلیف ہوئی — میں جہنم تک پہنچ نہ سکا — اس لئے تمہاری چھائیوں کو بھگانے والی دوا نہ لا سکا — اب تو ان چھائیوں سے نباہ کرنا ھی پڑیگا، پیاری نرس — اب کوئی چارہ نہیں —،،

اس مذاق سے سب کی جان میں جان آئی — وہ تو ایک تناور شاہ بلوط تھا اور شاید ایسے طوفان بھی جھیل سکتا تھا — ہاؤس سرجن وارڈ سے چلا گیا — جاتے ہوئے گلیارے میں اس کے جوتے مچ مچ کرتے رہے — وارڈ کی آیائیں بھی چل دیں — صرف کلاودیا میخائلوونا رہ گئی — وہ کمیسار کے پلنگ کے کنارے بیٹھ گئی — مریض پھر سو گئے — صرف میریسئف نہ سویا — وہ آنکھیں بند کئے پڑا تھا — وہ پڑا پڑا ان نقلی پیروں کے بارے میں سوچ رہا تھا جو فیتوں کے ذریعہ ہوائی جہاز کے پیڈل سے جوڑے جا سکتے تھے — اس کو اپنے استاد ہوا باز کی بات یاد آئی — خانہ جنگی کے زمانے میں کوئی ہوا باز تھا جس کی ٹانگیں چھوٹی تھیں — اس نے انجن کے پیڈلوں میں لکڑی کے ٹکڑے لگا دئے تھے —

''میں بھی تمہاری ٹکر کا نکلونگا، میرے یار،، وہ کارپووچ کو یقین دلاتا رہا — ''میں اڑونگا، میں اڑونگا!،، یہ الفاظ مسرت کے ساتھ اس کے دماغ میں گونجتے رہے اور اس کی نیند کو بھگاتے رہے — وہ آنکھیں بند کئے چپ چاپ پڑا رہا — اس کو دیکھ کر یہ خیال ہو سکتا تھا کہ وہ گہری نیند میں پڑا مسکرا رہا ہے —

یونہی پڑے پڑے اس نے ایک گفتگو سنی جو بعد میں اسے کٹھن لمحوں میں بہت سے موقعوں پر یاد آیا کی —

''لیکن تم یہ سب کیوں کرتے ہو؟ اتنے درد اور تکلیف میں ہنسنا اور مذاق کرنا جان جوکھوں کا کام ہے — جب میں یہ سوچتی ہوں کہ تم کتنے عذاب سے گزر رہے ہو تو میرا دل روتا ہے — تم ایک الگ وارڈ میں کیوں جانا نہیں چاہتے؟،،

ایسا معلوم ہوا کہ یہ نیک دل اور خوبصورت اور ظاہراً جذبات سے خالی نرس کلاودیا میخائلوونا نہیں بول رہی تھی — یہ تو عورت کی آواز تھی —— مخلص اور شاکی — اس کی آواز سے دکھ اور شاید

اس کے علاوہ کچھہ اور ٹپک رہا تھا — میریسئف نے آنکھیں کھول دیں — لیمپ کی روشنی میں، جو ایک رومال سے ڈھکا ہوا تھا، اسے تکیے کے پس منظر میں کمیسار کا زرد اور سوجا ہوا چہرہ نظر آیا، اس کی مہربان اور چنگاریاں اگلتی ہوئی آنکھیں اور عورت کے نرم چہرے کا ایک رخ دکھائی دیا — اس کے سر کے پیچھے نرم اور سنہرے بالوں پر روشنی پڑ رہی تھی اور بال ایک ہالے کی طرح چمکتے نظر آ رہے تھے — میریسئف اپنی نگاہیں نہ ھٹا سکا حالانکہ وہ جانتا تھا کہ یہ اچھی بات نہیں —

''ارے ارے یہ کیا! میری اچھی سی نرس، تمھیں ہرگز رونا نہیں چاھئے! تمھیں تھوڑا سا برومائڈ دیں؟،، کمیسار نے کہا جیسے کسی چھوٹی سی بچی سے بات کر رہا ہو —

''اچھا! تم پھر مذاق کر رہے ہو! تم کتنے عجیب آدمی ہو! واقعی یہ بڑی عجیب بات ہے کہ آدمی اس وقت قہقہے لگائے جب اسے رونا چاھئے، اس وقت کسی اور کا دل بڑھائے جبکہ خود اس کا بدن درد سے تڑپ رہا ہو — میرے پیارے، میرے بھلے آدمی، اب آئندہ اس قسم کی حرکت کرنے کی جرأت نہ کرنا، سنتے ہو میں کیا کہہ رہی ہوں؟،،

اس نے سر جھکا لیا اور چپکے چپکے روتی رہی — کمیسار محبت بھری غمگین آنکھوں سے سفید لبادے میں چھپے اور کانپتے ہوئے اس کے دبلے شانوں کو گھورتا رہا —

''بہت دیر ہو چکی ہے، بہت دیر ہو چکی ہے، میری پیاری،، اس نے کہا ''میں اپنے ذاتی معاملوں میں شرمناک حد تک لیٹ لطیف رہا ہوں — میں ہمیشہ دوسرے کاموں میں زیادہ محو رہا ہوں — اور اب سمجھتا ہوں کہ بہت دیر ہوچکی ہے — اب کچھہ نہیں ہو سکتا —،،

کمیسار نے ٹھنڈی سانس لی — نرس نے سر اٹھایا اور ڈبڈبائی ہوئی پرشوق آنکھوں سے اسے دیکھا — وہ مسکرایا، پھر ٹھنڈی سانس لی — اس نے اپنے خاص محبت بھرے اور قدرے مذاق کے انداز میں کہا:

''ایک کہانی سنو، میری عقل مند ننھی لڑکی — ابھی ابھی یہ کہانی یاد آئی ھے — بہت دنوں کی بات ھے — خانہ جنگی کا زمانہ تھا — ترکستان میں یہ واقعہ ہوا تھا — ہاں... انقلاب دشمن لٹیروں کا پیچھا کرتے ہوئے گھوڑسواروں کا ایک دستہ آگے بڑھ رہا تھا — یہ دستہ ایک ریگستان میں جا پھنسا —— ایک ایسے ویرانے میں جہاں گھوڑے ایک ایک کرکے ڈھیر ہونے لگے — یہ تھے روسی گھوڑے اور ان کو ریت کی عادت نہ تھی — اس لئے ہم گھوڑ سوار دستے سے پیادے دستے میں بدل گئے — دستے کے کمانڈر نے فیصلہ کیا کہ ہم سارا سامان چھوڑ دیں اور صرف ھتھیار لے کر قریب ترین شہر کی طرف چلیں — یہ شہر ایک سو ساٹھ کلومیٹر کے فاصلے پر تھا اور ھمیں ریگ زار میں مارچ کرنا پڑا — کیا تم اس کا تصور کر سکتی ہو، میری ننھی لڑکی؟ ہم ایک دن چلے، دو دن چلے، تین دن چلے — سورج آگ بگولہ ہو رہا تھا — ہمارے پاس پانی نہ تھا — ہمارے منہ خشک ہو گئے، ہونٹ پھٹنے لگے — ہوا میں ریت اڑتی تھی — ریت ہمارے قدموں تلے سرسراتی تھی، ہمارے دانتوں میں بجتی تھی، آنکھوں میں چبھتی تھی اور ہمارے گلے میں پھنستی تھی — میں کہتا ہوں یہ ایک خوفناک تجربہ تھا! اگر کوئی لڑکھڑاتا اور گرجاتا تو وہ ریت میں منہ کے بل پڑا رہتا — اس سے ہزار جتن کئے اٹھا نہ جاتا — ہمارا ایک کمیسار تھا — اس کا نام تھا یاکوف پاولووچ ولودین — دیکھنے میں بڑا تھل تھل، بے جان سا انٹلکچول معلوم ہوتا تھا —— وہ مورخ تھا —

لیکن وہ بڑا زبردست بالشویک تھا — ایسا لگتا تھا کہ وہ سب سے پہلے گریگا — لیکن وہ آگے بڑھتا رہا اور دوسروں کا دل بڑھاتا رہا — ''اب زیادہ دور نہیں — ہم جلد ہی وہاں پہنچ جائینگے،، وہ بار بار دوہراتا — اور اگر کوئی لیٹ جاتا تو وہ اپنا پستول اس کے سینے پر رکھہ دیتا اور کہتا ''اٹھو ورنہ گولی سے اڑا دونگا!،،

''چوتھے دن جب ہم شہر سے صرف پندرہ کلومیٹر رہ گئے تو سپاھیوں میں بالکل جان باقی نہ رہی — ہم یوں چل رہے تھے جیسے نشے میں دھت ہوں اور ہمارے قدموں کے نشان کسی زخمی جانور کے چھوڑے ہوئے نشان کی طرح بل کھاتے ہوئے معلوم ہوتے تھے — یکایک کمیسار نے ایک گیت چھیڑا — اس کی آواز بہت ہی بے سری اور باریک تھی اور اس نے جو گیت چھیڑا تھا نہایت احمقانہ تھا — یہ ایک مارچنگ گیت تھا جو پرانی فوج میں گایا جاتا تھا — لیکن ہم سب شامل ہو گئے اور یہی گیت گانے لگے — میں نے حکم دیا 'صف سیدھی کرو!، اور سپاہی قدم سے قدم ملا کر چلنے لگے — تمہیں یقین نہیں آئیگا لیکن اس طرح چلنا آسان ہو گیا —

''اس کے بعد ہم نے ایک گیت گایا، دوسرا، پھر تیسرا — کیا تم اس کا تصور کر سکتی ہو، میری ننھی لڑکی؟ وہ چلچلاتی ہوئی گرمی اور ہم اپنے خشک اور پھٹے ہوئے منہ سے گیت گاتے رہے! ہم جتنے گیت جانتے تھے، گاتے رہے اور آخر ہم اپنی منزل پر پہنچ گئے —— ایک آدمی بھی ریگستان میں نہ رہا... کیا خیال ہے تمہارا، کہو؟،،

''کمیسار کا کیا ہوا؟،،

''کمیسار؟ وہ زندہ ہے اور اچھا ہے — وہ آثار قدیمہ کا پروفیسر ہے — وہ ان قدیم بستیوں کی کھدائی کرتا ہے — یہ سچ ہے کہ اس مارچ میں اسے اپنی آواز سے ھاتھہ دھونا پڑا — وہ پھنسی پھنسی

آواز میں، سرگوشی کے انداز میں بات کرتا ہے — لیکن اس کو آواز کی ضرورت بھی کیا ہے؟.. اچھا اب آج کی رات بس، کہانیاں ختم — جاؤ میری چھوٹی سی لڑکی — میں ایک گھوڑسوار سپاہی کی حیثیت سے تم سے وعدہ کرتا ہوں کہ آج کی رات اب میں دوبارہ نہیں مرونگا —،،

آخر میریسئف گہری نیند کی آغوش میں چلا گیا اور اس نے خواب میں ایک عجیب و غریب ریگستان دیکھا — اس نے پھٹے ہوئے، خون تھوکتے ہوئے منہ دیکھے اور ان خون تھوکتے ہوئے ہونٹوں سے گیت پھوٹ رہے تھے — اس نے کمیسار ولودین کو بھی دیکھا جو خواب میں کسی وجہ سے کمیسار وروبیوف سے ملتا جلتا معلوم ہوتا تھا —

وہ بہت دیر سے اٹھا — اس وقت وارڈ کے بیچوں بیچ سورج کی کرنیں ناچ رہی تھیں — اس سے ظاہر تھا کہ دوپہر ہو چکی تھی — وہ اٹھا تو اس کا دل ایک نشاط انگیز احساس سے سرشار تھا — کوئی خواب؟ کیسا خواب؟ اس کی آنکھ اس رسالے پر پڑی جس کو نیند میں بھی وہ اپنے ہاتھ میں دبوچے رہا تھا — رسالے کے مڑے ترے صفحے سے لفٹیننٹ کارپووچ جھانک رہا تھا اور اب تک اس کے ہونٹوں پر وہی سنبھلی سنبھلی سی جانباز مسکراہٹ تیر رہی تھی — میریسئف نے بڑی احتیاط سے رسالے کے صفحے کو برابر کیا اور لفٹیننٹ کو آنکھ ماری —

کمیسار منہ ہاتھ دھو کر کنگھا ونگھا کر چکا تھا اور مسکراتے ہوئے اس کا جائزہ لے رہا تھا —

''تم اس کو آنکھ کیوں مار رہے ہو؟،، اس نے خوش ہو کر پوچھا —

''میں پرواز کرونگا،، الکسئی نے جواب دیا —

''کیسے؟ اس کی تو صرف ایک ٹانگ غائب تھی لیکن تم دونوں ٹانگیں کھو چکے ہو؟''

''لیکن میں سوویت انسان ہوں — میں روسی ہوں!'' الکسئی نے جواب دیا —

اس کے منہ سے یہ الفاظ کچھ اس انداز سے نکلے کہ وہ اس بات کی ضمانت بن گئے کہ وہ لفٹیننٹ کارپووچ کو پیچھے چھوڑ دیگا اور پرواز کر کے رہیگا —

کھانے کا وقت آیا تو وہ وارڈ کی آیا کی لائی ہوئی ہر چیز صاف کر گیا — اس نے تعجب سے اپنی خالی پلیٹوں کو دیکھا اور اور زیادہ کھانے کی فرمائش کی — وہ کچھ بوکھلایا ہوا اور مضطرب تھا — وہ کبھی گاتا، کبھی سیٹی بجانے کی کوشش کرتا اور کبھی اپنے آپ سے زور زور سے باتیں کرتا — جب پروفیسر اپنے معائنے پر آیا تو اس نے اس کی خاص نظر عنائت کا خوب فائدہ اٹھایا اور سوالوں کی بھر مار کردی اور پوچھا کہ جلدی سے صحت یاب ہونے کی کیا ترکیب ہے — پروفیسر نے جواب دیا کہ اسے خوب کھانا اور سونا چاہئے — اس کے بعد دوپہر کے کھانے پر دوسرے کورس کی دو پلیٹیں صاف کر دیں اور زبردستی چار کٹلٹ اڑا لئے — وہ کھانے کے بعد آنکھہ بند کرکے ڈیڑھہ گھنٹے تک پڑا رہا لیکن اسے نیند نہ آئی —

مسرت آدمی کو خودنگر بنا دیتی ہے — جب اس نے پروفیسر پر سوالوں کی بوچھار کی تو وہ وہ کچھ دیکھنے میں ناکام رہا جو وارڈ کے دوسرے مریضوں کو نظر آگیا تھا — واسیلی واسیلی‌وچ ہمیشہ کی طرح اپنے مقررہ وقت پر وارڈ میں آیا —— ٹھیک اس وقت جب سورج کی کرن وارڈ کے پورے فرش کو پار کرتے ہوئے اس نقطے پر پہنچی جہاں فرش کی ایک اینٹ غائب تھی — پروفیسر بدستور بڑی توجہ سے معائنہ کر رہا تھا — لیکن ہر شخص نے محسوس کیا کہ

اس کی آنکھوں میں ایک کھوئی کھوئی سی کیفیت ہے جو اس سے پہلے کبھی نظر نہ آئی تھی — نہ تو وہ لپکا اور نہ ڈانٹ ھی بتائی — اس کی سوجی ہوئی سرخ آنکھوں کے کونوں پر اس کی رگ برابر پھڑک رہی تھی — شام کے معائنے کے وقت وہ نڈھال اور نمایاں طور پر بوڑھا نظر آ رھا تھا — اس نے دبی زبان میں سے وارڈ کی ایک آیا کو ڈانٹ بتائی کہ اس نے صافی دروازے کے دستے پر کیوں چھوڑ دی تھی — اس نے کمیسار کے بخار کے چارٹ پر نظر دوڑائی، اس کے لئے کچھھ نسخہ لکھا اور پھر خاموشی سے باھر نکل گیا — اس کے پیچھے پیچھے ھسپتال کا خاموش قافلہ بھی چلا گیا — ان لوگوں کے چہروں سے بھی پریشانی جھلک رھی تھی — پروفیسر چوکھٹ سے ٹکرایا فرش پر گرتے گرتے بچا — کسی نے بڑھ کر کہنیوں سے اسے سنبھال لیا — اس لمبے، بھاری بھرکم، بھاری آواز والے کھلنڈرے آدمی کا اتنا خاموش اور نرم پڑ جانا کچھھ عجیب سا لگتا تھا — وارڈ کے مریض تعجب بھری نظروں سے اس کا تعاقب کرتے رہے — ان سبھوں کو اس لمبے چوڑے اور نیک دل آدمی سے محبت ہوگئی تھی اور اس کے اندر اس تبدیلی نے ان سب کو بے چین کردیا —

اگلی صبح ان کو اس کی وجہ معلوم ھو گئی — واسیلی واسیلیوچ کا اکلوتا لڑکا مغربی محاذ پر مارا گیا تھا — اس کا نام بھی واسیلی واسیلیوچ تھا — وہ بھی ڈاکٹر تھا اور بڑا ھونہار سائنس داں — وہ اپنے باپ کی آن اور کلیجے کی ٹھنڈک تھا — مقررہ وقت آیا اور پورا ھسپتال دم سادھے انتظار کرنے لگا — جانے پروفیسر اپنے مقررہ دورے پر آئیگا یا نہیں — وارڈ نمبر بیالیس میں ھر شخص سورج کی اس کرن پر نظر گاڑے ھوئے تھا جو ان دیکھے طور پر آھستہ آھستہ فرش پر پھسل رھی تھی — آخر وہ اس نقطے پر پہنچ گئی جہاں سے ایک اینٹ غائب تھی — اور ان سب نے ایک دوسرے سے نظر ملائی جیسے کہہ رہے

ہوں وہ نہیں آئیگا — لیکن ٹھیک اسی آن گلیارے سے اس کے بھاری قدموں کی مانوس آہٹ اور پورے قافلے کی چاپ سنائی دی — پروفیسر کل کے مقابلے میں کچھھ بہتر نظر آیا — یہ ٹھیک ہے کہ اس کی آنکھیں دھک رہی تھیں اور اس کے پپوٹے اور ناک سوجی ہوئی تھی جیسا سخت زکام میں ہوتا ہے — جب اس نے میز پر سے کمیسار کے بخار کا چارٹ اٹھایا تو اس کے پھولے پھولے ھاتھہ جن سے چھلکے ادھڑ رہے تھے، کانپتے نظر آئے — لیکن وہ بدستور کاروباری اور پرجوش دکھائی دے رہا تھا — مگر اس کا کھلنڈراپن غائب ہو گیا تھا —

ایسا معلوم ہوتا تھا کہ آپس میں طے ہوگیا ہو کہ مریضوں میں سے ہر ایک ہر ممکن طریقے سے اس کا دل خوش کرنے کے لئے ایک دوسرے پر بازی لے جانے کی کوشش کریگا — ہر شخص نے اس کو یقین دلایا کہ آج وہ بہتر محسوس کر رہا ہے — نازک سے نازک مریض نے کوئی شکائت نہ کی اور کہا کہ وہ روبصحت محسوس کر رہے ھیں — ہر شخص نے بڑے جوش و خروش سے ہسپتال کے حسن انتظام کی تعریف کی اور مختلف علاج و معالجے کے جادو جیسے اثر کی تصدیق کی — محبت اور دوستی کے ھار میں پرویا ہوا ایک خاندان تھا جس کو ایک مشترکہ غم نے اکٹھا کر دیا تھا —

واسیلی واسیلیوچ کو وارڈ کے چکر لگاتے ہوئے حیرانی ہوئی کہ آخر اس صبح اسے اتنی غیر معمولی کامیابی کیوں نصیب ہو رہی ہے —

لیکن کیا واقعی اسے تعجب ہوا؟ شاید وہ اس بھولی اور خاموش سازش کو بھانپ گیا تھا — اور اگر ایسا تھا تو اس چیز نے اس کے گہرے اور کبھی نہ بھرنے والے زخم کا درد برداشت کرنے میں اس کی مدد کی —

پورب کی طرف کھڑکی سے باہر توپل کے درخت کی شاخ میں ہلکے زرد اور چپچپے سے پتے پھوٹنے لگے تھے — ان پتوں کے نیچے لٹکتے ہوئے سرخ اور پھولے پھولے پھول موٹے موٹے کیڑوں جیسے معلوم ہوتے تھے — صبح کے وقت پتے دھوپ میں چمکتے اور معلوم ہوتا کہ وہ موم جامے کے بنے ہوئے ھیں — ان سے تیز خوشبو نکلتی تھی — یہ خوشبو کھلی ہوئی کھڑکی سے اندر آتی اور اس کی یلغار سے وارڈ میں بسی ہوئی ھسپتال کی بو دب جاتی —

استیپان ایوانووچ کی فیاضی کی بدولت گورئیاں موٹی ہو گئی تھیں اور اب ان کی شوخیوں اور گستاخیوں کا کوئی ٹھکانا نہ تھا — موسم بہار کے اعزاز میں ''توپچی،، نے جانے کہاں سے ایک نئی دم اگا لی تھی — اس کے شور و غل اور شرارتوں کا عالم جو تھا سو تھا — صبح کے وقت، کھڑکی سے باہر کارنس پر چڑیوں کی ایسی ھنگامہ پرور محفلیں جمتیں کہ وارڈ کی صفائی کرنے والی آیا کے صبر کا پیمانہ چھلک پڑتا — وہ بڑبڑاتی ہوئی کھڑکی پر چڑھتی اور کھڑکی میں ھاتھ ڈال کر اپنے جھاڑن سے ان کو مار بھگاتی —

دریائے ماسکو کی برف پگھل چکی تھی — ایک مختصر پرشور اور بیقرار دور کے بعد دریا کا جوش کم ہو گیا — اس کا پانی کناروں کے اوپر ابل کر پھر آپے میں آگیا — اس نے اپنا سینہ جہازوں، بیڑوں اور کشتیوں کے لئے وا کر دیا — ان کٹھن دنوں میں یہ کشتیاں ھی راجدھانی کی موٹروں کا کام کرتی تھیں — کوکوشکن کی تمام بری پیش گوئیوں کے باوجود وارڈ کا کوئی شخص بہار کے سیلاب میں ''نہ بہا،، — کمیسار کے سوا سبھی کی صحت تیزی سے بحال ہو رہی تھی اور اب وارڈ میں زیادہ تر باتیں ھسپتال سے سبکدوش ہونے کے بارے میں ہوا کرتی تھیں —

وارڈ سے سب سے پہلے استیپان ایوانووچ رخصت ہوا ـ سبکدوشی سے ایک دن پہلے وہ فکر، خوشی اور جوش کے ملے جلے جذبات دل میں لئے ہوئے ہسپتال میں منڈلاتا رہا ـ وہ ایک منٹ بھی نچلا نہ بیٹھ سکا ـ گلیارے میں کچھ مریضوں سے گپ لڑانے کے بعد وارڈ کے اندر واپس آ جاتا، کھڑکی پر بیٹھ جاتا، روٹی سے کوئی چیز بنانے لگتا ـ لیکن یکایک اچھلتا اور وارڈ سے پھر نکل جاتا ـ صرف شام کو جب دھندلکا چھا رہا تھا، وہ کھڑکی پر چڑھ بیٹھا اور دیر تک گہری سوچ میں ڈوبا رہا ـ کبھی غراتا اور کبھی ٹھنڈی سانس لیتا ـ یہ وہ وقت تھا جب مریضوں کے مختلف قسم کے علاج ہوتے تھے ـ وارڈ میں اس وقت دو اور مریض رہ گئے تھے: ایک تو کمیسار جو خاموشی سے استیپان ایوانووچ کا جائزہ لے رہا تھا اور دوسرا میریسئف جو سونے کی سخت کوشش کر رہا تھا ـ

خاموشی چھائی ہوئی تھی ـ دفعتاً کمیسار نے پلٹ کر استیپان ایوانووچ کی طرف دیکھا ــــ جس کے چہرے کا صرف ایک رخ، ڈوبتے سورج کی روشنی میں بہت نمایاں ہو گیا تھا ــــ وہ نیم سرگوشی میں بولا:

''گاؤں میں اس وقت کیسا دھندلکا چھا رہا ہے اور خاموشی، اوہ کیسی خاموشی چھائی ہوئی ہے! پگھلتی ہوئی زمین نم گوبر اور لکڑی کے دھوئیں کی بو ـ کھلیانوں میں گائیں اپنی پیال کی سیج کو کھروں سے روند رہی ہیں ـ وہ بے چین ہیں ـ یہ ان کے گابھن ہونے کا زمانہ ہے ـ بہار کا زمانہ... سوچتا ہوں نہ جانے عورتیں کھیتوں میں گوبر ڈال سکیں گی یا نہیں ـ نہ جانے بیج اور جوتائی کے سامان وغیرہ کا کیا حال ہے؟ کیا خیال ہے تمہارا، سب ٹھیک ٹھاک ہے نا؟''

میریسئف کو ایسا معلوم ہوا جیسے استیپان ایوانووچ نے مسکراتے ہوئے کمیسار کی طرف دیکھا تو اس کی نگاہوں میں حیرانی کم اور ڈر زیادہ تھا —

''تم جادوگر ہو، کامریڈ رجمنٹل کمیسار، تم دوسروں کے دل کی بات یوں بھانپ لیتے ہو... ہاں، بے شک یہ عورتیں بڑی عملی طبیعت کی ہوتی ہیں — یہ سچ ہے — لیکن خدا ہی بہتر جانتا ہے ہمارے بغیر وہ کس طرح کام چلا رہی ہیں... یہ تو سچ ہے!،،

پھر خاموشی چھا گئی — دریا میں تیرتے ہوئے ایک جہاز کا سائرن بجا اور اس کی گونج لہروں پر دوڑتی چلی گئی اور گرانیٹ کے دونوں کناروں سے ٹکرا کر دوبارہ لہک کر گونج گئی —

''کیا سوچتے ہو تم، کیا جنگ جلد ہی ختم جائیگی؟،، کسی وجہ سے استیپان ایوانووچ نے سرگوشی میں بات کرتے ہوئے پوچھا— ''کیا یہ جنگ چارے کی گھاس کٹنے سے پہلے ختم ہو جائیگی؟،،

کمیسار نے جواب دیا ''تم کس چیز کے لئے پریشان ہو رہے ہو؟ تمہاری عمر کے لوگوں کی تو فوج میں طلبی بھی نہیں ہوئی ہے — تم تو والنٹیر ہو— تم اپنے حصے کی لڑائی لڑ چکے — اگر تم درخواست دے دو تو تمہیں سبکدوش کر دیا جائیگا اور تب تم عورتوں کے کمانڈر بن جاؤگے— محاذ سے پیچھے بھی عملی آدمیوں کی ضرورت ہے، ہے نا؟ کیا خیال ہے بڑے میاں؟،،

یہ کہتے ہوئے کمیسار نے اتنی محبت بھری نظر سے بوڑھے سپاہی کو دیکھا کہ وہ مارے جوش اور ولولے کے کھڑکی سے کود گیا —

''کیا کہا، مجھے چھٹی مل جائیگی !،، وہ بولا ''میں بھی یہی سوچ رہا ہوں — میں ابھی ابھی اپنے آپ سے کہہ رہا تھا: مان لو میں کمیشن کو ایک درخواست لکھہ بھیجوں تو؟ آخر میں

تین لڑائیوں میں لڑ چکا ہوں ـــ سامراجی لڑائی، خانہ جنگی اور کچھہ اس لڑائی میں ـ شاید یہ کافی ہے، ایں؟ تم مجھے کیا کرنے کی صلاح دیتے ہو، کامریڈ رجمنٹل کمیسار؟،،

''تم اپنی درخواست میں لکھو کہ میں اس لئے سبکدوش ہونا چاہتا ہوں کہ محاذ سے پیچھے عورتوں کے ساتھہ مل کر کام کر سکوں ـ اور یہ بھی لکھو کہ تم کو جرمنوں سے بچانے کے لئے اور دوسرے لوگ موجود ہیں،، میریسئف بے قابو ہو گیا اور اس نے اپنے پلنگ سے چلا کر کہا ـ

استیپان ایوانووچ نے مجرم کی طرح اسے دیکھا ـ کمیسار نے برهمی میں اپنی تیوریاں چڑھا لیں اور بولا:

''استیپان ایوانووچ، میں نہیں جانتا کہ تمہیں کیا صلاح دوں ـ خود اپنے دل سے پوچھو ـ تمہارے سینے میں روسی دل ہے ـ یہ تمہیں وہی صلاح دیگا جس کی تمہیں ضرورت ہے ـ،،

دوسرے دن، استیپان ایوانووچ کو هسپتال سے چھٹی مل گئی ـ وہ اپنی فوجی وردی میں ملبوس وارڈ کے اندر خدا حافظ کہنے کے لئے آیا ـ اس کا قد چھوٹا تھا ـ وہ اپنی پرانی وردی پہنے ہوئے تھا جس کا رنگ اڑ گیا تھا اور دھلتے دھلتے دھندلا ہو گیا تھا ـ اس نے وردی خوب کس کر پہنی تھی اور پشت پر اتنی خوبصورتی سے پیٹی باندھی تھی کہ سامنے ایک شکن بھی باقی نہ تھی ـ وہ اس آن بان میں اپنی عمر سے پندرہ برس کم لگ رہا تھا ـ وہ سینے پر ''سوویت یونین کے ہیرو،، کا سنہرا تمغہ لگائے ہوئے تھا ـ پالش سے ستارا جھل جھل چمک رہا تھا ـ ساتھہ ہی ''لینن آرڈر،، اور ''بہادری کا تمغہ،، بھی لگے ہوئے تھے ـ اس نے هسپتال کا لبادہ اپنے کندھوں پر ڈال رکھا تھا ـ اور اس کی ایک ایک چیز سے، اس کے پرانے اونچے جوتوں سے لے کر اس کی تاؤ کھائی ہوئی نوکیلی

مونچھوں تک ہر چیز سے ایک جانباز روسی سپاہی کی شان ٹپک رہی تھی – ایسے سپاہی کی تصویر پہلی عالمگیر جنگ کے زمانے میں کرسمس کارڈ پر چھپتی تھی –

سپاہی اپنے وارڈ کے ہر ساتھی کے پاس خدا حافظ کہنے کے لئے فوجی شان سے گیا – وہ ہر ساتھی کو اس کے فوجی خطاب سے مخاطب کرتا، اپنے بوٹوں کی ایڑیاں اتنی شان سے بجاتا کہ جی خوش ہو جاتا –

''خدا حافظ کہنے آیا ہوں، کامریڈ کمیسار ،، جب وہ آخری پلنگ تک پہنچا تو غیر معمولی گرم جوشی سے تن کر بولا –

''خدا حافظ، استیوپا – سفر بخیر ہو،، کمیسار نے جواب دیا اور اپنے درد کو دباتے ہوئے سپاہی کی طرف مڑا –

سپاہی گھٹنوں کے بل گرا اور کمیسار کا بڑا سا سر اپنے ہاتھوں میں لے لیا اور پرانے روسی رواج کے مطابق دونوں نے ایک دوسرے کو تین بار چوما –

''جلدی سے اچھے ہو جاؤ، سیمیون واسیلی‌وچ – خدا تمہیں صحت دے اور تمہاری عمر دراز کرے – تمہارا دل سونا ہے سونا – تم ہمارے لئے باپ سے بڑھ کر رہے ہو – میں زندگی بھر تم کو یاد رکھونگا ،، سپاہی بڑے گہرے جذبے کے ساتھ زیر لب بولا –

''اب جاؤ، جاؤ استیپان ایوانووچ! اسے ہیجان سے بچنا چاہئے،، سپاہی کو آستین سے پکڑ کر کھینچتے ہوئے کلاودیا میخائلوونا نے کہا –

''نرس تمہاری عنائت اور دیکھ بھال کا شکریہ،، استیپان ایوانووچ نے نرس کو بڑے سنجیدہ لہجے میں مخاطب کیا اور تعظیم سے اس کی طرف جھکا – ''تم سوویت حور ہو، ہاں تم حور ہو!،،

اب وہ بالکل بوکھلا چکا تھا — اس کی سمجھ میں نہ آ رہا تھا اب آگے کیا کہے — اسی حالت میں وہ دروازے کی طرف چل دیا —

''ہم تم کو کس پتے پر خط لکھینگے، سائبیریا کے پتے پر؟،، کمیسار نے مسکراتے ہوئے پوچھا —

''یہ کیوں پوچھتے ہو، کامریڈ رجمنٹل کمیسار؟ تم اچھی طرح جانتے ہو کہ محاذ پر لڑنے والے سپاہی کو کس پتے پر خط لکھا جاتا ہے،، استیپان ایوانووچ نے قدرے گھبراہٹ کے ساتھ جواب دیا اور ایک بار پھر ان میں سے ہر ایک کو کورنش بجا لایا اور دروازے میں غائب ہو گیا —

ایک سناٹا سا چھا گیا اور وارڈ خالی محسوس ہونے لگا — بعد میں وہ اپنے اپنے رجمنٹ، اپنے اپنے ساتھیوں اور ان بڑی پیش قدمیوں اور حملوں کے بارے میں بات کرنے لگے جو محاذ پر ان کا انتظار کر رہے تھے — اب وہ سب صحت یاب ہو رہے تھے — اس لئے یہ باتیں محض خواب نہ تھیں، حقیقت تھیں — کوکوشکن تو گلیارے میں چلنے پھرنے لگا تھا، جہاں وہ نرسوں کے کاموں میں کیڑے نکالتا، دوسرے مریضوں کو چھیڑتا —وہ ان میں سے بہتوں سے جھگڑا بھی مول لے چکا تھا — ٹینک مین بھی بستر سے نکل چکا تھا — وہ اب اکثر گلیارے میں دیر تک آئینے کے سامنے کھڑا اپنے چہرے کا جائزہ لیتا رہتا — وہ اپنی گردن اور شانوں کو دیکھتا جن کی پٹیاں اب کھل چکی تھیں اور جن کے زخم اب بھر رہے تھے — انیوتا سے اس کی دوستی جتنی بڑھتی گئی اتنا ھی زیادہ یونیورسیٹی کے معاملات سے اس کی واقفیت بڑھتی گئی — جوں جوں دوستی بڑ ھتی گئی توں توں گہری نظروں سے اپنے جلے ہوئے، مسخ چہرے کو دیکھتے رہنے کی عادت بڑھتی گئی — دھندلکے یا وارڈ کی مدھم روشنی میں تو اس کا چہرہ اتنا برا نہ اگتا — بلکہ اس کا چہرہ بھلا ھی لگتا —

اس کے نقوش بہت ہی اچھے تھے — اونچی پیشانی، چھوٹی سی ذرا جھکی ہوئی ناک، چھوٹی چھوٹی کالی مونچھیں، جو ہسپتال میں نکل آئی تھیں، اور تازہ دم، جوانی کے رس میں ڈوبے ہوئے بھرے بھرے پرعزم ہونٹ — لیکن روشنی میں یہ صاف نظر آتا تھا کہ اس کا چہرہ زخم کے نشانوں سے بھرا ہوا ہے اور ان کے چاروں طرف کھال تنی ہوئی ہے — جب کبھی وہ جذبات سے پر ہوتا یا جب وہ گرم غسل کے علاج سے واپس آتا تو یہ نشان اس کی صورت کو بھیانک بنا دیتے اور ایسے لمحوں میں جب وہ آئینہ دیکھتا تو اس کی آنکھیں ڈبڈبا جاتیں — اس کے دل پر پھایا رکھنے کی غرض سے میریسئف بولا:

''تم منہ کیوں بسور رہے ہو؟ تم سینما کے ایکٹر ہونے کا ارادہ تو نہیں رکھتے، ایں؟ اگر تمہاری لڑکی کی محبت سچی ہے تو اس سے کوئی فرق نہیں پڑیگا — اگر اس سے فرق پڑتا ہے، تو ظاہر ہے کہ وہ لڑکی احمق ہے — اس حالت میں اس لڑکی سے کہہ دو، جہنم میں جاؤ، جان بچی لاکھوں پائے — تم کو پھر کوئی اصلی ہیرا مل جائیگا —،،

''سب عورتیں ایک جیسی ہوتی ہیں،، کوکوشکن ٹپکا —

''اپنی ماں کے بارے میں یہی خیال ہے آپ کا؟'' کمیسار نے پوچھا — وارڈ میں کوکوشکن ہی واحد شخص تھا جس سے وہ رسمی انداز میں بات کرتا —

اس لفٹیننٹ پر اس خاموش سوال کا جو اثر ہوا اس کی تشریح مشکل ہے — وہ اچھل کر اپنے پلنگ پر کھڑا ہو گیا — اس کی آنکھوں سے چنگاریاں نکلنے لگیں اور چہرہ کاغذ کی طرح سفید ہو گیا —

''یہ بات ہوئی ! تو تم نے دیکھ لیا کہ دنیا میں بھلی عورتیں بھی ہیں،، کمیسار نے صلح جو انداز میں کہا ''تم یہ کیوں

سوچتے ہو کہ گریشا خوش نصیب نہیں ثابت ہوگا؟ زندگی میں یہی ہوتا ہے : ڈھونڈنے والے کو خدا بھی مل جاتا ہے —،،

مختصر یہ کہ پورے وارڈ میں زندگی کی ایک نئی لہر دوڑ گئی — صرف کمیسار ہی ایسا تھا جس کی حالت برابر نازک ہوتی جا رہی تھی — وہ محض کافور اور مارفیا کے بل بوتے پر زندہ تھا اور بعض مرتبہ ان دواؤں کے اثر سے نیم مدھوشی میں وہ دن دن بھر اپنے بستر پر تڑپتا رہتا — استیپان ایوانووچ کے جانے کے بعد اس کی صحت اور بھی تیزی سے گرنے لگی — میریسئف نے درخواست کی کہ اس کا پلنگ کمیسار سے اور بھی قریب کر دیا جائے تاکہ ضرورت پڑنے پر اس کی مدد کر سکے — وہ روز بروز اس آدمی کی طرف زیادہ سے زیادہ کھنچ رہا تھا —

الکسئی کو معلوم تھا کہ پیروں کے بغیر زندگی اجیرن ہوگی اور دوسرے لوگوں کے مقابلے میں اس کی زندگی میں زیادہ الجھن ہوگی — اس لئے وہ اندرونی طور پر ایک ایسے آدمی کی طرف کھنچ رہا تھا جو جینا جانتا تھا اور جو اپاہج ہونے کے باوجود لوگوں کو مقناطیس کی طرح کھینچتا تھا — اب کمیسار اپنی نیم بے ہوشی اور خود فراموشی کے عالم سے بہت کم ہی نکل پاتا — لیکن جب اسے پورا ہوش آ جاتا تو ہمیشہ کی طرح ہشاش بشاش نظر آتا —

ایک دن جب رات بھیگ چکی تھی اور ہسپتال کا شور و غل دب چکا تھا اور جب خاموشی کو صرف ہلکے خراٹے، کراہیں یا سرسام میں بہکی بہکی باتیں چھیڑ رہی تھیں تو گلیارے میں وہی مانوس اور بھاری بھاری قدموں کی آہٹ سنائی دی — دروازے کے شیشے سے میریسئف، مدھم مدھم روشنی میں پورے گلیارے کو دیکھ سکتا تھا، جس کے آخری کنارے پر، میز پر ایک نرس جھکی نظر آ رہی تھی اور مستقل اپنا جمپر بنے جا رہی تھی — گلیارے کے

آخری کنارے پر واسیلی واسیلی‌وچ کا ہیولا ابھرا — وہ پیچھے کمر پر ہاتھہ باندھے ہوئے آہستہ آہستہ چل رہا تھا — نرس اچھل پڑی لیکن اس نے جھنجلاہٹ کے ساتھہ اسے اپنے ہاتھہ کے اشارے سے ہٹا دیا — اس کے سفید لبادے کے بٹن کھلے ہوئے تھے — اس کا سر ننگا تھا — اور اس کے گھنے اور سفید بالوں کے گچھے بھوؤں پر جھول رہے تھے —

''واسیا آ رہے ہیں،، میریسئف نے سرگوشی میں کمیسار سے کہا جس کو وہ نقلی پیروں کا ایک خاص نیا ڈیزائن سمجھا رہا تھا —

واسیلی واسیلی‌وچ رک گیا جیسے اس کے راستے میں کوئی رکاوٹ آ گئی ہو، کچھہ بڑبڑایا، پھر دیوار سے خود کو الگ کرتے ہوئے وہ وارڈ نمبر بیالیس میں آ گیا — وہ کمرے کے درمیان پیشانی سہلاتے ہوئے کھڑا ہو گیا جیسے کچھہ یاد کرنے کی کوشش کر رہا ہو — اس سے شراب کی بو آ رہی تھی —

''آؤ بیٹھہ جاؤ ایک منٹ، واسیلی واسیلی‌وچ — آؤ ہم شام کی گپ شپ والی محفل گرم کریں ،، کمیسار نے کہا —

پروفیسر اپنے پیروں کو گھسیٹتے ہوئے بستر کے پاس آیا اور بستر کے کنارے اتنے زور سے بیٹھا کہ اسپرنگ کراہ اٹھی — وہ اپنی کنپٹیاں سہلانے لگا — پچھلے زمانے میں وہ دورہ کرتے ہوئے کمیسار کے پلنگ کے پاس رک جاتا اور جنگ کی رفتار کے بارے میں باتیں کرتا تھا — یہ ظاہر تھا کہ وہ کمیسار کو اور دوسرے مریضوں سے الگ کر کے دیکھتا تھا — اس لئے رات گئے اس کے آنے میں کوئی انوکھی بات نہ تھی — لیکن میریسئف کو لگا کہ یہ دونوں کچھہ ایسی بات کرنا چاہتے تھے جو کوئی تیسرا نہ سنے — اس لئے اس نے آنکھیں بند کر لیں اور سوتا بن گیا —

''آج انتیسویں اپریل ہے — اس کا جنم دن — وہ آج چھتیس برس کا ہوا، نہیں —— ہوتا! ،، پروفیسر نے دبی ہوئی آواز میں کہا —

بڑی مشکل سے کمیسار نے اپنا بڑا سا سوجا ہوا ہاتھ کمبل کے اندر سے نکالا اور واسیلی واسیلی‌وچ کے ہاتھ پر رکھ دیا۔ ایک ناقابل یقین بات ہوئی: پروفیسر کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ اس بھاری بھرکم، جیوٹ کے آدمی کو یوں پھوٹ پھوٹ کر روتے دیکھنا بڑا درد انگیز مرحلہ تھا۔ الکسئی نے غیر ارادی طور پر شانے جھکائے اور سر کمبل میں چھپا لیا۔

''محاذ پر جانے سے پہلے وہ مجھ سے ملنے آیا،، پروفیسر بولتا رہا ،،اس نے کہا کہ وہ عوامی والنٹیروں میں شامل ہو گیا ہے۔ اس نے مجھ سے پوچھا میں اپنا کام کسے سونپوں۔ وہ یہاں میرے ساتھ کام کرتا تھا۔ مجھے اتنی حیرت ہوئی کہ میں اس پر چیخ پڑا۔ میں یہ سمجھ ہی نہ سکا کہ آخر ڈاکٹری کا ایک امیدوار اور ایک ہونہار سائنس داں، رائفل کیوں اٹھائے۔ لیکن اس نے کہا — مجھے اس کا ایک ایک لفظ یاد ہے — 'ابا، ایسا وقت بھی آتا ہے جب ڈاکٹری کے امیدوار کے لئے بھی رائفل اٹھانا لازمی ہو جاتا ہے'۔ ہاں اس نے مجھ سے یہی کہا اور مجھ سے دوبارہ پوچھا 'میری جگہ کون لیگا؟'، میرے لئے بس ٹیلیفون اٹھا کر کھٹکھٹانا کافی تھا اور قصہ ختم — بس، سمجھتے ہو؟ وہ ایک فوجی ہسپتال کے ایک شعبے کا ذمہ‌دار تھا۔ میں ٹھیک کہہ رہا ہوں، ہے نا؟،،

واسیلی واسیلی‌وچ رک گیا۔ وہ خرخراتی ہوئی بھاری آواز کے ساتھ سانس لے رہا تھا۔ اس کے بعد وہ پھر بولنے لگا:

''پیارے دوست، ایسا نہ کرو۔ اپنا ہاتھ ہٹا لو۔ میں جانتا ہوں تمہارے لئے ہلنا ڈولنا کتنا تکلیف دہ ہے۔ ہاں میں رات بھر بیٹھا سوچتا رہا کہ کیا کروں۔ جانتے ہو، میں ایک اور شخص کو جانتا تھا — تم سمجھتے ہو میری مراد کس سے ہے۔ اس کا بھی ایک لڑکا تھا۔ ایک افسر تھا وہ۔ اور وہ جنگ کے

شروع ہی میں مارا گیا — جانتے ہو اس کے باپ نے کیا کیا؟ اس نے اپنے دوسرے بیٹے کو بھی جنگ پر بھیج دیا — وہ لڑکا کو ہوائی جہاز کا ہواباز تھا —— جنگ کا سب سے خطرناک شعبہ... مجھے اس وقت وہ آدمی یاد آیا اور مجھے اپنے خیال پر شرمندگی ہوئی اور اس لئے میں نے ٹیلیفون نہیں کیا...،،

''کیا اب تم کو اس کا افسوس ہے؟،،

''نہیں — کیا تم اس کو افسوس کرنا کہتے ہو؟ میں خود اپنے آپ سے پوچھتا ہوں: کیا میں خود اپنے اکلوتے بیٹے کا قاتل ہوں؟ وہ اس وقت یہاں ہو سکتا تھا اور ہم دونوں مل کر اپنے ملک کے لئے بہت ہی مفید کام کر سکتے تھے — اس میں سچی صلاحیت تھی — وہ بڑا مضبوط، بہادر اور ہونہار تھا — وہ سوویت ڈاکٹری کے میدان میں مایہ ناز ہستی ہو سکتا تھا... ہاں اگر میں ٹیلیفون کر دیتا!،،

''کیا تمہیں افسوس ہے کہ تم نے ٹیلیفون نہیں کیا؟،،

''کیا مطلب ہے تمہارا؟ آہ، ہاں... میں نہیں جانتا، میں نہیں جانتا —،،

''مان لو کہ یہ واقعہ اس وقت پیش آئے تو کیا تم دوسرا رویہ اختیار کرو گے؟،،

خاموشی چھا گئی — مریضوں کی سانس کی پر آہنگ آواز آ رہی تھی — پلنگ بڑے ترنم سے بول رہا تھا — معلوم ہوتا تھا کہ پروفیسر، اپنے خیال میں ڈوبا ہوا، دھڑ کو ہلا رہا ہے اور مرکزی ہیٹنگ پائپ کی بیٹری کھٹ کھٹ کر رہی تھی —

''ہاں؟،، کمیسار نے ایک ایسے لہجے میں پوچھا جس میں ہمدردی اور غم گساری کی گونج تھی —

''میں نہیں جانتا... تمہارے سوال کا میرے پاس کوئی سوچا ساچا جواب نہیں ہے — میں نہیں جانتا — لیکن مجھے ایسا لگتا ہے کہ اگر یہ باتیں دوبارہ ہوں تو میں وہی کرونگا جو کر چکا ہوں — میں دوسرے باپوں سے نہ تو بہتر ہوں اور نہ بدتر... جنگ کتنی خوفناک چیز ہے !...''

''یقین کرو کہ یہ خبر دوسرے باپوں کے لئے بھی اتنی ہی خوفناک ہے جتنی تمہارے لئے ہے — اس کو برداشت کرنا ان کے لئے بھی آسان نہیں —''

واسیلی واسیلی‌وچ دیر تک خاموش بیٹھا رہا — ان سست رو لمحوں میں وہ کیا سوچ رہا تھا، اس کی اونچی اور جھریوں بھری پیشانی کے اندر کیسے خیالات ابھر رہے تھے؟

''ہاں تم ٹھیک کہتے ہو'' آخر اس نے کہا ''ہاں اس کے لئے یہ آسان نہ تھا پھر بھی اس نے اپنے دوسرے بیٹے کو جنگ میں جھونک دیا... میرے بھلے آدمی، شکریہ، شکریہ میرے اچھے دوست — ہاں اب اس میں چارہ ہی کیا ہے —''

وہ بستر سے اٹھا — اس نے بڑی نرمی سے کمیسار کا ہاتھ کمبل کے اندر رکھا — اس کے گرد کمبل دبایا اور خاموشی سے کمرے سے باہر نکل گیا —

رات گئے کمیسار پر مرض کا تازہ حملہ ہوا — وہ بے ہوش پڑا اپنے بستر میں تڑپتا، دانت پیستا اور زور زور سے کراہتا رہا — کبھی کبھی وہ خاموش ہو جاتا اور سر سے پیر تک اکڑ جاتا — ہر شخص نے سوچا کہ اس کا آخری وقت آ گیا ہے — اس کی حالت اتنی خراب تھی کہ واسیلی واسیلی‌وچ آیا — وہ اپنے بیٹے کے ہلاک ہونے کے بعد، اپنے بڑے سے خالی گھر سے ہسپتال کے چھوٹے سے کمرے میں اٹھ آیا تھا، جہاں وہ موم جامے سے ڈھکے ہوئے کوچ پر سوتا تھا —

اور اس نے کمیسار کے بستر پر پردہ ڈالنے کا حکم دیا — ہر شخص جانتا تھا کہ یہ اس کا مطلب ہے کہ شاید مریض کو ''وارڈ نمبر پچاس،، میں لے جانا پڑے —

کافور اور اکسیجن کی مدد سے وہ اس کی نبض کو پھر سے متحرک کرنے میں کامیاب ہو گئے اور رات کے سرجن اور واسیلی واسیلیوچ چلے گئے کہ جو تھوڑی بہت رات رہ گئی ہے اسے سو کر گزار دیں — کلاودیا میخائلوونا آنسوؤں سے بھیگے ہوئے متردد چہرے کے ساتھہ پردے کے پیچھے مریض کے پاس بیٹھی رہی — میریسئف سو نہ سکا — وہ خوف میں پڑا سوچتا رہا ''کیا یہ واقعی آخری وقت ہے؟،، ظاہر تھا کہ کمیسار اب تک خوفناک درد میں مبتلا تھا — وہ سرسام میں باربار کچھہ کہہ رہا تھا — کچھہ یہ کہ —— ''پینے، پینے، پینے دو...،،

کلاودیا میخائلوونا نے سوچا کہ مریض کو پانی کی ضرورت ہے — وہ پردے کے پیچھے سے آئی اور تھرتھراتے ہوئے ہاتھوں سے اس نے گلاس میں پانی انڈیلا —

لیکن مریض پینا نہ چاہتا تھا — گلاس اس کے بھنچے ہوئے دانتوں سے ٹکرا کر بجا اور پانی چھلک کر تکیے پر گر گیا — لیکن وہ یہی الفاظ دوہراتا رہا — کبھی تو اس کے لہجے میں حکم کی جھنکار ہوتی اور کبھی التجا کی: ''پینے،، — یکایک میریسئف کو محسوس ہوا کہ یہ لفظ ''پینے،، نہیں بلکہ ''جینے،، ہے — یہ بھاری بھرکم آدمی اپنی بچی کھچی طاقت کا ایک ایک قطرہ موت سے لڑنے میں استعمال کر رہا تھا —

کچھہ دیر بعد کمیسار خاموش ہو گیا اور اس نے آنکھیں کھول دیں —

''اللہ تیرا شکر ہے !،، کلاودیا میخائلوونا نے اطمینان کی سانس لیتے ہوئے کہا اور پردہ کھسکانے لگی —

''ہٹاؤ مت! اسے رہنے دو!،، کمیسار نے احتجاج کیا۔
''پیاری نرس، پردہ نہ ہٹاؤ۔ اس طرح آرام رہتا ہے۔ اور روؤ مت، دھرتی پر ویسے ہی دکھہ درد کی کیا کمی ہے ؟ تمہارے آنسوؤں کے بغیر ہی دھرتی پر سیلاب آیا ہوا ہے... تم روتی کیوں ہو، میری سوویت حور؟.. کتنی عجیب بات ہے کہ ہم حوروں سے، تمہاری جیسی حور سے بھی، اس جگہ کی دھلیز پر ملتے ہیں۔،،

۱۰

الکسئی ایک بالکل نئے تجربے سے گزر رہا تھا۔

جس لمحے سے اسے یقین آیا کہ وہ مشق کرے اور سیکھے تو بغیر پیروں کے بھی ہوائی جہاز اڑا سکتا ہے اور دوبارہ ہواباز بن سکتا ہے، زندگی اور سرگرمی و محنت کی ایک زبردست خواہش نے اس کے دل میں آگ سی لگا دی۔

اب زندگی میں اس کے سامنے ایک مقصد تھا ــــ ایک لڑاکو ہوائی جہاز اڑانے کا مقصد۔ اور وہ پوری ثابت قدمی اور آہنی ارادے کے ساتھہ یہ مقصد حاصل کرنے کی جدوجہد میں پل پڑا۔ اپنے محاذ تک پہنچنے کے لئے رینگنے میں اس نے اسی ثابت قدمی، اسی آہنی ارادے سے کام لیا تھا۔ وہ اپنے عنفوان شباب ہی سے آگے کی طرف دیکھنے کا عادی تھا۔ اس نے سب سے پہلے تو پوری تفصیل سے اس پر غور کیا کہ وقت برباد کئے بغیر اپنا مقصد وہ جلد از جلد کس طرح حاصل کر سکتا ہے۔ اس لئے اس نے فیصلہ کیا کہ سب سے پہلے جلدی سے جلدی اسے اپنی صحت اور طاقت حاصل کرنی چاہئے، جو اس نے فاقہ زدگی کے زمانے میں کھو دی تھی۔ اسے خوب سونا اور کھانا چاہئے۔ دوسرے، اسے ایک ہواباز کی طرح

لڑنے کی تمام ضروری صلاحیتیں اور خوبیاں برقرار رکھنی چاہئیں — اس غرض سے اس نے فیصلہ کیا کہ جہاں تک ایک ذی فراش آدمی کے لئے ممکن ہے وہ جسمانی ورزش کریگا — تیسرے اور یہ سب سے اہم اور مشکل کام تھا کہ ٹانگوں کے بچے کھچے حصے کو کام کے قابل بنائے تاکہ ان کی طاقت اور چستی برقرار رہے — اور جب بعد میں اسے نقلی پیر مل جائیں تو ان ٹانگوں سے ہوائی جہاز اڑانا سیکھے —

بغیر ٹانگوں والے آدمی کے لئے چلنا پھرنا بھی مشکل کام ہے — لیکن میریسئف نے اس کا پکا ارادہ کر لیا تھا کہ وہ ہوائی جہاز، لڑاکو طیارہ اڑا کر رہیگا — یہ کام بڑا جان جوکھوں کا تھا، خاص طور پر فضائی لڑائی میں حصہ لینے کا کام — اس میں تو ایک ایک چیز کا انحصار ایک ایک سکنڈ کے ہر اعشاریہ پر ہوتا ہے — اس میں قدرتی حرکت و عمل کی طرح ہر ہر حرکت کو نپاتلا اور ٹھیک ٹھیک ہونا چاہئے — اس میں پیروں کو اسی طرح ٹھیک ٹھیک، اسی چستی اور تیزی سے کام کرنا پڑتا ہے جس طرح ہاتھ کرتے ہیں — اسے اپنی مشق کو اتنا بڑھا لینا چاہئے کہ لکڑی کے ٹکڑے اور چمڑے کے فیتے یہ نازک کام زندہ عضو کی طرح انجام دیں —

ہر شخص جو ہوابازی کی ٹکنیک سے واقف ہے اسے ناممکن تصور کریگا لیکن الکسئی کو اب یقین ہو چکا تھا کہ یہ ممکن ہے — اور جب یہ ممکن ہے تو وہ یہ مقصد حاصل کرکے رہیگا — اور اس نے اپنے منصوبے کو عملی جامہ پہنانے کا بیڑا اٹھا لیا — تمام علاج اور دوائیں وہ اتنی مستعدی اور پابندی سے استعمال کرتا کہ وہ خود ششدر رہ جاتا — وہ بہت زیادہ کھانے لگا — بھوک نہ بھی ہوتی تو دوبارہ ضرور کھانا مانگ کر کھاتا — چاہے حالات جیسے بھی ہوں، وہ مقررہ گھنٹے نیند کے ضرور پورے کر لیتا —

کھانے کے بعد قیلولہ کے نسخے پر بھی عمل شروع کر دیا جس سے اس کی طرار اور سیمابی طبیعت کو سخت چڑ تھی۔

ورزش کی بات دوسری تھی۔ معمولی ورزش جو وہ پہلے ہمیشہ کیا کرتا تھا اب اس کے جیسے بنا ٹانگوں والے ذی فراش آدمی کے لئے ناموزوں تھی۔ اس لئے اس نے خود اپنی ورزش ایجاد کی۔ گھنٹوں وہ ھاتھوں کو کمر پر رکھہ کر دھڑ کو آگے جھکاتا، پیچھے جھکاتا، بائیں اور دائیں جھکاتا اور سر کو ایک طرف سے دوسری طرف جھٹکے دیتا۔ یہ سب کچھہ وہ اتنے زور اور طاقت سے کرتا کہ اس کی ریڑھہ کی ھڈی چٹخنے لگتی۔ اس کے وارڈ کے ساتھی ان ورزشوں پر بڑی خوش مزاجی سے اس کا مذاق اڑاتے اور کوکوشکن طنزیہ انداز میں اس پر پھبتی کستا اور اسے زنامنسکی برداران، لادومیگ اور دوسرے مشہور کھلاڑیوں کے نام سے یاد کرتا۔ کوکوشکن کو ان ورزشوں سے نفرت تھی۔ وہ ورزش کو بھی ھسپتال کا ایک خبط سمجھتا تھا۔ الکسئی جیسے ھی ورزش شروع کرتا وہ بڑبڑاتا اور غراتا ھوا گلیارے میں چلا جاتا۔

جب الکسئی کی پٹیاں کھل گئیں اور وہ زیادہ آزادی سے اپنے بستر میں الٹنے پلٹنے کے قابل ھو گیا تو اس نے ایک اور ورزش کا اضافہ کر لیا۔ وہ اپنے پلنگ کی پائنتی کی سلاخوں میں اپنے پیروں کے ٹھنٹھوں کو پھنسا لیتا اور زیادہ سے زیادہ آگے جھکتا اور پھر پیچھے جھکتا۔ ھر دن وہ اپنے جھکنے کی رفتار کم کرتا گیا اور تعداد بڑھاتا گیا۔ پھر اس نے اپنے پیروں کے لئے نئی نئی ورزشیں ایجاد کیں۔ وہ چت لیٹ جاتا اور باری باری سے اپنے گھٹنوں کو موڑ کر سینے تک لاتا اور پھر ٹانگیں سیدھی کر لیتا۔ جب اس نے پہلی بار یہ ورزش کی تو اس نے محسوس کیا کہ اس کے راستے میں کتنی کٹھن اور شاید ناقابل عبور دقتیں حائل ھیں۔ اس کی ٹانگیں پنڈلیوں

تک کٹی ہوئی تھیں اور ان کو پھیلانے میں بڑی تکلیف ہوتی تھی — اس کی حرکت بڑی بے قاعدہ اور رک رک کر ہوتی — اپنا توازن قائم رکھنا اتنا ہی دشوار تھا جتنا ٹوٹے ہوئے پر یا زخمی دم والے ہوائی جہاز کا اڑنا — اس نے محسوس کر لیا کہ انسانی جسم کا ڈھانچہ انتہائی توازن اور خوبصورتی سے نپاتلا ہوا ہے — اس نے اپنا موازنہ ہوائی جہاز سے کیا — اسے محسوس ہوا کہ اس کے جسم کا توازن بگڑ چکا تھا — اس کا جسم اب تک مضبوط اور ہٹا کٹا تھا لیکن اس کے جسم کے مختلف اعضا کے عمل میں وہ آہنگ نہیں پیدا ہو سکتا جس کا عادی اس کا جسم لڑکپن سے ہو چکا تھا —

ٹانگوں کی ورزش سے میریسئف کو زبردست درد ہوتا لیکن ہر دن وہ یہ ورزش پچھلے دن سے ایک منٹ زیادہ کرتا — بعض ایسے خوفناک لمحے آتے کہ اس کی آنکھیں بھر آتیں اور وہ اپنی بے اختیار کراہ کو دبانے کے لئے اتنے زور سے ہونٹ کاٹتا کہ خون نکل پڑتا — لیکن وہ خود کو ان ورزشوں پر مجبور کرتا رہا — شروع میں تو وہ یہ ورزش ایک ہی بار کرتا مگر بعد میں دو بار کرنے لگا — ہر ورزش کے بعد وہ بے بس ہو کر تکیے پر گر جاتا اور سوچنے لگتا وہ ان کو دوہرا بھی سکیگا یا نہیں — لیکن جب وہ وقت آتا تو وہ پھر اپنے کام میں جٹ جاتا - شام کے وقت رانوں اور پنڈلیوں کے پٹھوں کو چھوتا اور اسے اطمینان ہوتا کہ اب اس کے پٹھے تھل تھل گوشت کی طرح نہیں تھے جیسا کہ ورزش کے شروع میں اسے محسوس ہوتے تھے — اب اس کے پٹھے پہلے کی طرح مضبوط اور ٹھوس تھے —

میریسئف کا سارا خیال ٹانگوں پر مرکوز رہتا — بعض مرتبہ اپنے خیال میں کھویا ہوا وہ اپنے پیروں میں درد محسوس کرتا اور ان کی پوزیشن بدلتا اور تب اسے احساس ہوتا کہ اس کے پیر ہیں

کہاں — بہت دنوں تک بعض اعصابی گڑبڑ کی وجہ سے کٹے پیر گویا زندہ جسم سے لگے رہے — یکایک ان میں کھجلی شروع ہو جاتی، موسم نم ہوتا تو درد ہونے لگتا اور کبھی کبھی تو اذیت ناک ٹیس اٹھنے لگتی — اس کے دماغ میں پیروں کا خیال اتنا بسا ہوا تھا کہ نیند میں وہ خود کو تندرست تیز تیز قدموں سے چلتا ہوا محسوس کرتا — خواب میں اسے ''سگنل،، کی آواز سنائی دیتی اور وہ ہوائی جہاز کی طرف دوڑتا، پر پہ اچھل کر چڑھتا، کاک پٹ میں کودتا اور جب تک مستری پورا انجن سے غلاف ہٹاتا وہ پیڈل کی جانچ شروع کر دیتا — کبھی اولیا اور وہ ننگے پاؤں ہاتھ میں ہاتھ ڈالے پھولوں سے لدے ہوئے گھاس کے میدان میں دوڑتے اور گرم اور نم زمین کے خوشگوار لمس سے لطف اندوز ہوتے — اف، یہ سب کچھ کتنا اچھا لگتا تھا! لیکن آنکھ کھلتی اور کٹے ہوئے پیر یاد آتے تو اس کے دل پر نہ جانے کیسی قیامت گزر جاتی —

اس قسم کے خواب دیکھنے کے بعد بعض مرتبہ الکسئی کا دل مرجھا جاتا — وہ سوچنے لگتا کہ وہ بیکار اپنے جسم کو دکھ دے رہا ہے — وہ کبھی بھی پرواز نہ کر سکیگا — ٹھیک اسی طرح وہ کامی‌شین میں اس دل ربا لڑکی کے ساتھ ننگے پاؤں کبھی نہ دوڑ سکیگا —— وہ لڑکی، جسے ہجر کی دیوار نے اور بھی زیادہ دلکش اور محبوب بنا دیا تھا —

اولیا سے اس کا لگاؤ اب اس کے دل میں مسرت کا احساس نہ جگاتا — قریب قریب ہر ہفتہ کلاودیا میخائلوونا اس کو ''ناچنے،، پر مجبور کرتی، یعنی وہ اپنے بدن کو بستر پر پڑے پڑے ہلاتا اور ہوا میں تالیاں بجاتا — جب کہیں اسے خط نصیب ہوتا جس پر پتہ اسکول کی لڑکی کی مانوس، گول گول، صاف لکھائی میں لکھا ہوتا — یہ خط زیادہ سے زیادہ لمبے اور دل نواز بنتے چلے گئے — ایسا لگتا تھا

کہ اس جوان لڑکی کی محبت، جس کے راستے میں جنگ حائل ہو گئی تھی، اب نکھرنے اور چمکنے لگی ہے — وہ خط میں وہ سطریں بڑی تمناؤں اور بے قراریوں کے ساتھ پڑھتا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ وہ ان کا بھر پور جواب نہیں دے سکتا —

وہ اور اولیا، جنہوں نے لکڑی کاٹنے کی مل کے اسکول میں ساتھ ہی تعلیم حاصل کی تھی، رومانی جذبات سے سرشار تھے اور وہ ان جذبات کو اپنے بڑوں کی محبت کی نقل کہا کرتے تھے، بعد میں وہ چھ سات برس کے لئے ایک دوسرے سے بچھڑ گئے — پہلے تو لڑکی ایک ٹکنیکل اسکول میں پڑھنے چلی گئی — جب وہ مکینک بن کر مل میں واپس آئی تو الکسئی شہر سے جا چکا تھا اور اب ہوابازی کے اسکول میں تعلیم پا رہا تھا — دوبارہ وہ جنگ چھڑنے سے ٹھیک پہلے ملے — دونوں کو دور دور ایک دوسرے سے ملاقات کا وہم و گمان نہ تھا — شاید وہ ایک دوسرے کو بھول چکے تھے — ان کی جدائی کے بعد سے بہت کچھ ہو چکا تھا — ایک شام الکسئی اپنی ماں کے ساتھ سڑک پر جا رہا تھا کہ یہ لڑکی سامنے سے گزری — اس نے لڑکی کی طرف کوئی خاص توجہ نہ دی — ہاں البتہ اس نے سوچا کہ اس لڑکی کی ٹانگیں بڑی سڈول ہیں —

” تم نے لڑکی کو سلام کیوں نہ کیا؟ یہ تو اولیا تھی!،، اس کی ماں نے لڑکی کا نام لیتے ہوئے اسے ڈانٹ بتائی —

الکسئی نے پلٹ کر دیکھا — لڑکی بھی اس کو دیکھنے کو مڑی — ان کی نظریں ملیں اور الکسئی کو محسوس ہوا کہ اس کا دل ہاتھ سے نکلا جا رہا ہے — وہ اپنی ماں کو چھوڑ کر لڑکی کی طرف دوڑا جو چنار کے ایک ننگے درخت کے نیچے کھڑی تھی —

”تم؟،، اس نے حیرت سے پوچھا اور اس کو یوں دیکھنے لگا جیسے وہ سات سمندر پار سے آئی ہوئی کوئی نایاب چیز ہو، جو موسم بہار

کی اس شام کو جانے کس طرح اس خاموش اور کیچڑ سے بھری ہوئی سڑک پر نکل آئی تھی۔

''الیوشا؟،، لڑکی نے اسی حیرانی بھرے لہجے میں پوچھا جیسے اسے یقین نہ آ رہا ہو۔

انہوں نے چھ سات برس کی جدائی کے بعد ایک دوسرے کو دیکھا تھا۔ الکسئی اپنے سامنے بوٹے سے قد کی لڑکی کو دیکھ رہا تھا۔ اس کا جسم لچکدار اور دلکش تھا۔ اس کا چہرہ لڑکوں جیسا تھا اور اس کی ناک پر چند سنہری چھائیاں پڑی ہوئی تھیں۔ اولگا نے بڑی بڑی، بھوری، شعلہ‌فشاں آنکھوں سے اس کی طرف دیکھا اور تنی ہوئی بھوؤں کو ہولے سے اٹھایا جن کے کنارے گھنے تھے۔ جب وہ جدا ہوئے تھے تو وہ مضبوط اور گول گول گلابی چہرےوالی لڑکی تھی۔ جب وہ دیکھنے میں کچھ کھردری سی معلوم ہوتی تھی اور بڑے فخر سے اپنے باپ کی چکٹ سی صدری پہنے اس کی آستین الٹے پھرا کرتی تھی اور اب، وہ اتنی شاداب، لچکیلی اور نازک‌اندام ہوگئی تھی کہ اسے پہچاننا بھی مشکل تھا۔

الکسئی اپنی ماں کو بھول گیا اور لڑکی کے حسن میں کھو گیا۔ اس کو محسوس ہوا کہ وہ اس سات سال کے عرصے میں‌اس لڑکی کو ایک دن کو بھی نہ بھولا تھا اور اس ملاقات کے سپنے دیکھتا رہا تھا۔

''تو اب تم ایسی نکل آئی ہو!،، آخرکار اس نے کہا۔

''کیسی؟،، اس نے گونجتی ہوئی بھرپور آواز میں پوچھا۔ یہ آواز بھی اس آواز سے مختلف تھی جو اس نے اسکول کے زمانے میں سنی تھی۔

نکڑ پر ہوا کا ایک جھونکا اٹھا اور چنار کی ننگی شاخوں میں سیٹیاں بجانے لگا۔ لڑکی کا فراک اس کی سڈول ٹانگوں میں پھڑپھڑانے

لگا — وہ ہنسی اور جھک کر بڑے دلکش اور سادہ انداز سے اپنے گاؤن کو دبانے لگی —

''ایسی!'' الکسئی نے اپنی محویت کو چھپائے بغیر کہا —

''اچھا، لیکن کیسی؟'' لڑکی نے پھر ہنستے ہوئے پوچھا —

ماں نے دونوں نوجوان لڑکے لڑکی کو ایک لمحے کو دیکھا اور ایک اداس مسکراہٹ کے ساتھ اپنے راستے پر چل دی — لیکن وہ وہیں مسحور کھڑے جوش و خروش سے باتیں کرتے رہے — وہ ایک دوسرے کی بات کاٹتے اور ایک دوسرے کی گفتگو کے دوران میں اس طرح کے الفاظ بیساختہ کہتے جاتے ''یاد ہے تمہیں؟..'' ''جانتی ہو؟..'' ''کہاں ہے؟..'' ''کیا ہوا اسے؟..''

وہ دیر تک اسی طرح کھڑے باتیں کرتے رہے — آخر اولیا نے قریب کے گھروں کی کھڑکیوں کی طرف اشارہ کیا جہاں جیرانیم کے گملوں اور فر کی شاخوں کے اوپر سے متجسس چہرے جھانک رہے تھے —

''اگر تمہارے پاس وقت ہو تو ذرا دریا کنارے چلیں'' اولیا نے کہا — دونوں ہاتھ میں ہاتھ ڈالے چل دئے — ایسا تو انہوں نے اپنے بچپن میں نہیں کیا تھا — وہ سب کچھ بھول گئے اور چلتے چلتے کھڑی ڈھلان پر گئے جو سیدھی دریا میں اترتی تھی — اس پہاڑی سے والگا کی بیکراں وسعتوں اور اس کے سیلابی پانی پر تیرتے ہوئے برف کے تودوں کے عظیم الشان جلوس کا شاندار نظارہ کیا جا سکتا تھا —

اس کے بعد سے بیچاری ماں بہت کم اپنے پیارے بیٹے کو گھر پر دیکھ پاتی — کپڑوں کے معاملے میں کبھی بھی وہ بہت زیادہ خیال نہ کرتا — لیکن اب وہ روزانہ پتلون پر استری مارتا، وردی کے بٹنوں پر پالش کرتا، اپنی اونچی دیوار والی ٹوپی پہنتا جس پر ہوائی فوج کا بلا لگا ہوا تھا — وہ روزانہ شیو کرتا اور شام کے وقت

پینترے بدل بدل کر آئینے میں اپنی چھب دیکھنے کے بعد مل کے دروازے پر اولیا سے ملنے چل دیتا — دن کے وقت بھی، وہ باربار غائب ہو جاتا، کھویا کھویا رہتا اور اس سے کچھ پوچھا جاتا تو آئیں بائیں شائیں جواب دے دیتا — مامتا کی نگاہوں نے اس کی ماں کو بتا دیا کہ اس پر کیا بیت رہی ہے — وہ سمجھ گئی — وہ خود کو اس کہاوت سے تسلی دے لیتی اور اسے معاف کر دیتی: بوڑھے تو خیر اور بوڑھے ہوتے چلے جاتے ہیں — پھلنا پھولنا تو جوانوں کو چاہئے —

اس جوان جوڑے نے ایک بار بھی محبت کا ذکر زبان پر آنے نہ دیا — جب وہ آہستہ خرام دھوپ میں چمکتے ہوئے والگا کے اونچے ساحلوں پر سیر کر کے آتا، یا شہر سے باہر تربوز کے کھیتوں میں گھوم گھام کر (جہاں گھرے سبز پتے، کولتار کی طرح سیاہ اور موٹی موٹی بیلیں زمین پر سوئی نظر آتیں) اپنے گھر لوٹتا تو وہ تیزی سے ختم ہوتی ہوئی چھٹیوں کے باقی دن گنتا اور فیصلہ کرتا کہ اب اسے اولیا کے سامنے اپنا دل کھول کر رکھ دینا چاہئے — لیکن شام پھر آتی — وہ اس سے مل کے پھاٹک پر ملتا اور اس کے ساتھ وہ اس چھوٹے سے، لکڑی کے دو منزلہ مکان میں جاتا، جہاں اولیا کا کمرہ تھا — یہ کمرہ ہوائی‌جہاز کے کیبن کی طرح صاف‌ستھرا اور روشن تھا — وہاں وہ بڑے صبر کے ساتھ بیٹھا رہتا اور انتظار کرتا اور اولیا اپنی کھلی ہوئی الماری کے دروازے کے پیچھے کپڑے بدلتی — وہ اس کی عریاں کہنیوں، شانوں اور ٹانگوں سے نظر بچانے کی کوشش کرتا جو دروازے کے پیچھے سے جھانکتی رہتیں — تب وہ منہ ہاتھ دھونے کے لئے جاتی اور وہاں سے تازہ دم، ہشاش بشاش واپس آتی — اس وقت اس کے گال گلاب کی طرح دہکنے لگتے اور بال نم ہوتے — ہمیشہ وہ اسی سفید ریشمی بلاؤز میں ہوتی جو وہ عام دنوں میں پہنا کرتی تھی —

وہ سینما، سرکس یا پارک کی سیر کو نکل جاتے — وہ جہاں بھی جاتے الکسئی کے لئے کوئی فرق نہ پڑتا — وہ نہ تو پردہ سیمیں کو دیکھتا، نہ کٹھرے کو اور نہ پارک میں ٹہلتے ہوئے لوگوں کو — اس کی آنکھیں تو صرف اس کے لئے تھیں اور اس کو دیکھتے ہوئے وہ سوچتا ''آج رات، ہاں یقینی آج رات کو گھر واپس جاتے ہوئے میں اس کے سامنے اپنا دل کھول کر رکھہ دونگا!،، لیکن سڑک ختم ہو جاتی اور اس کی ہمت جواب دے جاتی —

ایک اتوار کو صبح صبح، وہ والگا کے دوسرے کنارے پر ایک سبزہ زار میں سیر کو نکل گئے — وہ اپنی بہترین سفید پتلون اور قمیص میں، جس کا گریباں کھلا ہوا تھا، اس سے ملنے گیا — اس کی ماں نے کہا تھا کہ اس کے سانولے چوڑے چہرے پر یہ قمیص خوب کھلتی تھی — جب وہ آیا تو اولیا تیار ملی — اس نے کھانے کے رومال میں لپٹا ہوا ایک بنڈل اس کو تھمایا اور دونوں دریا کی طرف چل دئے — بوڑھے ، ملاح نے، لکڑی کے ٹھنٹھوں پر بھٹکتے ہوئے، بھاری ناؤ کو دھکیلا اور آہستہ آہستہ چپو چلانے لگا — وہ پہلی عالمی جنگ میں اپاہج ہو گیا تھا — وہ پرانا سپاہی تھا — چھوٹے چھوکروں کو وہ بہت پسند تھا — اس نے الکسئی کو سکھایا تھا کہ ریت پر دریا کے کنارے چھچھلے پانی میں مچھلیاں کس طرح پکڑتے ہیں — ناؤ دریا کی لہروں کو اڑے ترچھے کاٹتے ہوئے ہلکے ہلکے ہلکوروں کے ساتھہ دریا کو پار کرتی ہوئی دوسرے روشن اور سر سبز کنارے سے جا لگی — لڑکی اپنے گہرے خیالات میں کھوئی ہوئی بیٹھی تھی اور پانی کی لہریں اس کی انگلیوں کو چومتی ہوئی بھاگ رہی تھیں —

''چچا ارکاشا، کیا تمہیں ہم یاد نہیں رہے؟،، الکسئی نے پوچھا -

ملاح نے نوجوان چہروں کو بے نیازی سے دیکھا اور بولا ''نہیں -،،

''کیوں، میں ہوں الیوشکا میریسئف — تم نے مجھے ریت پر چھچھلے پانی میں کانٹے سے مچھلیاں پکڑنا سکھایا تھا!،،

''شاید میں نے سکھایا ہوگا — اوہ تمہارے جیسے ان گنت چھوکرے یہاں مارے پھرتے تھے — میں ان سب کو تو یاد نہیں رکھہ سکتا —،،

ناؤ گھاٹ کے پاس سے گزری جہاں ایک اسٹیمر کھڑی تھی جس کا شاندار نام تھا ''اورورا،، — اسٹیمر کا رنگ اڑ گیا تھا — ناؤ چرمر چرمر کرتی ہوئی ریت کے کنارے سے جا لگی —

''اب یہی میری جگہ ہے — اب میں میونسپلٹی کے لئے کام نہیں کرتا — میں خود اپنا دھندا کرتا ہوں — تم جانتے ہو میرا مطلب کیا ہے — یہ میرا اپنا دھندا ہے، ہاں،، چچا نے ناؤ کو ریت پر کھینچنے کے لئے پانی میں اترتے ہوئے وضاحت کی — لیکن اس کی لکڑی کے ٹھنٹھہ ریت میں دھنسنے لگے — ناؤ بھاری تھی اور وہ کھسکا نہ سکا — ''تمہیں چھلانگ لگانا پڑیگی،، اس نے کہا —

''کتنے پیسے ہوئے؟،، الکسئی نے پوچھا —

''میں یہ تم پر چھوڑتا ہوں — تم کو کچھہ زیادہ ہی دینا چاہئے — تم کتنے خوش نظر آتے ہو — لیکن تم مجھے یاد نہیں ہو، ہاں مجھے یاد نہیں — ،،

ناؤ سے اترتے ہوئے ان کے پیر بھیگ گئے — اولیا نے جوتے اتارنے کا مشورہ دیا — انہوں نے جوتے اتار لئے — نم اور گرم ریت پر ننگے پیر چلنے سے انہیں ایک عجیب راحت کا احساس ہوا — ان کا جی چاہا کہ بچوں کی طرح دوڑیں، اچھلیں، کودیں، شور مچائیں —

''پکڑو تو جانیں!،، اولیا چلائی اور ریت پر دوڑتی ہوئی زمردیں سبزہ زار کی طرف بھاگی — اس کی مضبوط اور سنولائی ہوئی ٹانگیں چمکتی نظر آ رہی تھیں —

الکسئی اس کے پیچھے بھاگا — اب اس کو اپنے سامنے صرف ہلکے چمکدار رنگ کے فراک کا ایک پچرنگا سا دھبہ نظر آ رہا تھا — وہ دوڑ رہا تھا اور جنگلی کھٹ میٹھی گھاس کے گچھے اور پھول اس کے پیروں پر کوڑوں کی طرح برس رہے تھے — اسے اپنے تلوؤں کے نیچے، نرم، نم اور دھوپ سے گرم زمین محسوس ہو رہی تھی — معلوم ہوتا تھا کہ اولیا کو پکڑنا بہت ضروری اور اہم ہے — جیسے مستقبل کا بہت کچھ دار و مدار اسی پر ہو — اسے محسوس ہوا کہ یہاں، پھولوں سے لدے ہوئے اس سبزہ زار میں اس خمار انگیز خوشبو میں، اس کو وہ سب کچھ بتانا آسان ہوگا جس کو زبان پر لانے کی اب تک اسے ہمت نہ ہوئی تھی — لیکن ہر بار جب وہ اس کے برابر پہنچتا اور اس کو پکڑنے کے لئے ہاتھ بڑھاتا، لڑکی ایک جھٹکے سے مڑ جاتی، بلی جیسی چستی کے ساتھ اس کے داؤ سے بچ نکلتی اور چمکتی اور کھلکھلاتی ہوئی دوسری سمت میں نکل بھاگتی —

وہ بالکل تہیہ کئے ہوئے تھی کہ پکڑنے تو ہرگز نہ دیگی — وہ اسے پکڑ نہ سکا — وہ خود ہی گھاس کے میدان سے نکلی اور دریا کے کنارے گرم اور سنہری ریت پر لیٹ گئی — اس کا چہرہ دمک رہا تھا اور تیز تیز سانس سے اس کے سینے میں تلاطم بپا تھا — وہ لیٹی لیٹی ہنسنے لگی — پھر اس نے پھولوں سے لدے ہوئے سبزہ زار میں، سفید، ستاروں جیسے ڈیزی کے پھولوں کے درمیان اولیا کی تصویر لی — اس کے بعد دونوں تیرے — بڑی فرماں‌برداری سے الکسئی ایک جھاڑی کے پیچھے چلا گیا اور منہ پھیر کر پردہ کرلیا — اولیا نے کپڑے بدلے اور اپنا نہانے کا سوٹ نچوڑا —

جب اولیا نے اس کو پکارا اور وہ نکلا تو وہ ریت پر بیٹھی نظر آئی — وہ دھوپ میں سنولائی ٹانگوں کو موڑے ہوئے، باریک اور ہلکا فراک پہنے بیٹھی تھی اور اس کے سر پر ایک ترکی تولیہ لپٹا ہوا تھا — اس نے صاف سفید دسترخوان گھاس پر پھیلایا اور اس کے کونوں پر کنکر جماتے ہوئے اس نے بنڈل کی ساری چیزیں اس پر رکھہ دیں — انہوں نے سلاد، ٹھنڈی مچھلی جو بڑی احتیاط سے مومی کاغذ میں لپٹی ہوئی تھی اور گھر کے تیار کئے ہوئے بسکٹوں کا لنچ کھایا — نہ تو وہ نمک لانا بھولی تھی اور نہ سرسوں کی چٹنی — یہ چیزیں وہ کریم کی شیشیوں میں بھر کر لائی تھی — یہ چھوٹی سی نازک لڑکی جس گمبھیرتا اور چابکدستی سے میزبان کا فرض ادا کر رہی تھی، اس میں بڑی دلکشی اور رعنائی تھی — الکسئی نے اپنے آپ سے کہا ''اب زیادہ نہ ٹالو — اب طے سمجھو — آج شام کو میں ضرور حال دل سناؤنگا — میں اس کے سامنے ثابت کرونگا، اسے قایل کرونگا کہ اسے میری بیوی بن جانا چاہئے —''

وہ ریت پر لیٹے لیٹے دھوپ کھاتے رہے، ایک بار پھر تیرے — انہوں نے طے کیا کہ اسی شام وہ پھر اولیا کے کمرے میں ملینگے — پھر وہ آہستہ آہستہ تھکے تھکے اور شاداں شاداں ناؤ کی طرف چلے — کچھہ ایسا ہوا کہ وہاں نہ تو اسٹیمر تھی اور نہ ناؤ — وہ دیر تک چچا ارکاشا کو پکارتے رہے یہاں تک کہ ان کے گلے پھنس گئے — گھاس کے میدان میں سورج غروب ہو رہا تھا — سورج کی گلابی شعاعیں دریا کے دوسری طرف پہاڑی پر تیرتی ہوئی، مکانوں کی چھتوں اور اس وقت شہر کے خاموش، غبارآلود درختوں کے سروں پر سرک رہی تھیں — کھڑکیاں لہو کی طرح سرخ نظر آ رہی تھیں — موسم گرما کی شام گرم اور خاموش تھی — لیکن شہر میں ضرور کچھہ ہوا تھا — اس وقت عام طور پر جن سڑکوں پر سناٹا ہو جاتا تھا وہاں بڑا ہجوم تھا —

لوگوں سے بھری ہوئی دو لاریاں سامنے سے گزر گئیں — ایک چھوٹا سا گروہ فوجی انداز میں مارچ کر رہا تھا —

''چچا ارکاشا ضرور پی کر بہک گئے ،، الکسئی نے سوچا ''مان لو کہ ہمیں رات یہاں گزارنی پڑے تو؟،،

''جب تک تم ساتھہ ہو مجھے کسی چیز کا ڈر نہیں،، اولیا نے بڑی بڑی درخشاں آنکھوں سے اس کو دیکھتے ہوئے کہا —

اس نے اپنے بازو اولیا کی کمر میں ڈال دئے اور اسے چوم لیا — یہ اس کا پہلا اور آخری پیار تھا — دریا سے کشتی کے چپو چلنے کی آواز آ رہی تھی — لوگوں سے بھری ہوئی کشتی دوسری طرف سے تیرتی ہوئی قریب آ رہی تھی — انہوں نے بڑی ناپسندیدگی سے کشتی کی طرف دیکھا اور بادل ناخواستہ سہی، مگر بڑی سعادتمندی سے ان کے استقبال کو بڑھے — ان کا دل کہہ رہا تھا نہ جانے یہ کشتی ان کو کیا خبر سنائے —

لوگ خاموشی سے کشتی سے کود پڑے — سب چھٹیوں کے اچھے اچھے لباس میں تھے — لیکن ان کے چہروں پر دکھہ اور اداسی کی کیفیت تھی — مردوں کے چہرے گمبھیر تھے اور وہ سب جلدی میں معلوم ہوتے تھے — عورتیں، آنسوؤں سے سرخ آنکھوں کے ساتھہ، ایک لفظ کہے بنا، نوجوان جوڑے کے پاس سے گزر گئیں — ان کو کچھہ معلوم نہ ہو سکا کہ آخر ماجرا کیا ہے — دونوں ناؤ میں کود گئے — چچا ارکاشا نے ان کے دمکتے ہوئے خوش خوش چہروں پر نظر ڈالے بغیر کہا:

''جنگ... آج صبح ریڈیو پر کامریڈ مولوتوف نے تقریر کی —،،

''جنگ؟ کس سے؟،، الکسئی نے قریب قریب اپنی جگہ سے اچھلتے ہوئے پوچھا —

''ان ملعون فاشستوں سے اور کس سے؟'' غصے سے چھوؤں کو چلاتے ہوئے چچا ارکاشا غرایا ''لوگ ضلع فوجی کمیساریت میں جا بھی چکے — عام بھرتی ہو رہی ہے —''

الکسئی گھر نہ گیا — وہ سیدھا فوجی کمیساریت گیا — اور رات کو بارہ چالیس کی گاڑی میں سوار ہو گیا — وہ اپنے ہوائی یونٹ کی طرف جا رہا تھا جس کے لئے اس کا تقرر ہوا تھا — اس کو مشکل سے اتنا وقت ملا کہ بھاگ کر گھر جائے اور سوٹ کیس اٹھا لائے — وہ اولیا کو خدا حافظ بھی نہ کہہ سکا —

وہ بہت کم خط و کتابت کرتے تھے — اس کی وجہ یہ نہیں تھی کہ ان کے جذبات ایک دوسرے کی طرف ٹھنڈے پڑ گئے تھے یا وہ ایک دوسرے کو بھول رہے تھے — نہیں — وہ ان خطوں کی راہ دیکھتا رہتا تھا جو ایک اسکول کی لڑکی کی لکھائی میں لکھے جاتے تھے — وہ ان خطوں کو اپنی جیب میں رکھہ لیتا تھا اور ان کو باربار پڑھتا تھا — یہی خط تھے، جن کو وہ جنگل میں رینگتے ہوئے کلیجے سے لگا کر رکھتا تھا — لیکن ان دونوں کا ناتا اتنا اچانک ٹوٹ گیا تھا اور وہ بھی ایسے تذبذب بھرے دور میں — وہ ایک دوسرے کو اچھے اور پرانے دوستوں کی طرح خط لکھتے اور وہ کوئی بڑی اور گھری بات کہتے ڈرتے جو بہرحال ان کہی رہ گئی تھی —

اور اب، ہسپتال میں، بڑی حیرانی کے ساتھہ اس نے محسوس کیا (اور یہ حیرانی روز بروز بڑھتی گئی) کہ خود اولیا نے اچانک پیش قدمی شروع کر دی تھی — وہ اب اپنے خطوں میں بہت صاف صاف اپنے دل کی تڑپ کا ماجرا لکھتی اور اس پر افسوس کرتی کہ اس شام کو اس خاص لمحے میں چچا ارکاشا وھاں آن ٹپکا — وہ اس کو یقین دلاتی کہ اس کے ساتھہ جو بھی پیش آئے، ہر حال میں ایک ہستی ایسی موجود ہے، جس پر وہ پورا بھروسہ کر سکتا ہے اور وہ

منت کرتی کہ اپنے گھر سے کالے کوسوں دور، آوارہ پھرتے ہوئے، ہمیشہ یہ یاد رکھو کہ کہیں ایک گوشہ ایسا ہے جس کو تم ہمیشہ اپنا سمجھ سکتے ہو اور جہاں لڑائی کے ختم ہوتے ہی واپس آ سکتے ہو۔ ایسا لگتا کہ یہ ایک دوسری اولیا ہے، ایک نئی اولیا یہ سب لکھ رہی ہے۔ جب کبھی اس کی تصویر دیکھتا وہ ہمیشہ سوچتا کہ اگر ہوا کا ایک جھونکا آئے تو وہ اپنے چھینٹ کے فراک سمیت پکے ککروندوں کے پردار بیجوں کی طرح اڑ جائیگی۔ لیکن وہ ایک عورت کے خط تھے۔ ایک اچھی، محبت کرنے والی عورت کے خط جو اپنے پریتم کے لئے تڑپ رہی تھی، جو اپنے محبوب کا انتظار کر رہی تھی۔ اس خیال سے اس کا دل خوش ہو جاتا اور غم زدہ بھی۔ وہ خوش تو بے اختیار ہو جاتا لیکن یہ سوچ کر غم زدہ بھی ہو جاتا کہ اسے ایسی محبت کا کوئی حق نہیں ۔ کیوں، اسے آخر یہ لکھنے کی جرأت کیوں نہیں ہوئی کہ اب وہ دھوپ میں سنولایا ہوا وہ پر جوش جیالا نوجوان نہیں رہا جسے وہ جانتی تھی۔ اب وہ چچا ارکاشا کی طرح ایک اپاہج تھا۔ وہ اپنی ماں کو سچ نہ لکھتا کیونکہ اس سے اس کی جان پر بن آتی۔ اسی وجہ سے وہ اولیا کو بھی دھوکا دے رہا تھا اور وہ ہر تازہ خط میں خود اپنے فریب کے اس جال میں زیادہ سے زیادہ پھنستا جا رہا تھا۔

یہی وجہ تھی کہ اسے کامی‌شین سے جو خطوط موصول ہوتے، ان کو پڑھ کر اس کے دل میں متضاد جذبات پیدا ہوتے ـــــ راحت اور غم، امید اور اضطراب ـــــ یہ خط بہ یک وقت اسے مسرور بھی کرتے اور ستاتے بھی۔ ایک بار جھوٹ بول کر اسے اس جھوٹ کی خاطر مستقل جھوٹ گھڑنا پڑا۔ یہی وجہ تھی کہ اولیا کے نام اس کے خط روکھے پھیکے اور خشک ہوتے۔

''موسمی سرجنٹ ،، کو خط لکھنے میں اسے آسانی ہوتی — وہ بھولی اور وفا شعار لڑکی تھی — آپریشن کے بعد، ایک انتہائی مایوس کن لمحے میں اس نے جب اپنا دکھ کسی کو بتانے کی تڑپ محسوس کی تو اس نے لڑکی کو ایک طویل اور الم انگیز خط لکھا — جلد ہی اسے اس کا جواب ملا — یہ خط کسی کاپی سے نچے ہوئے ورق پر لکھا گیا تھا — لکھائی ٹیڑھی میڑھی تھی — جملوں کے آخر میں بڑی فیاضی سے استعجابیہ نشان استعمال کئے گئے تھے جیسے نان خطائی پر زیرے کے دانے بکھرے ہوئے ہوں — پورے ورق پر آنسوؤں کے دھبے پڑے ہوئے تھے — لڑکی نے لکھا تھا کہ فوجی ڈسپلن راستے میں نہ آتا تو وہ سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر اس کی تیمارداری کرنے اور غم بٹانے کے لئے بھاگی ہوئی آتی — اس نے التجا کی تھی کہ اور جلدی جلدی خط لکھا کرو — اس بوکھلائے ہوئے خط میں، نادانی سے بھرے ہوئے نیم طفلانہ جذبات کی ایسی بھرمار تھی کہ اس سے الکسئی غم گین ہو گیا اور اس نے خود کو بہت کوسا کہ اس لڑکی نے جب اسے اولیا کے خط دئے تھے تو اس نے کیوں کہہ دیا تھا کہ اولیا اس کی بیاھی بہن تھی — ایسی ہستی کو دھوکا دینا گناہ تھا — اس لئے اس نے بڑی صاف گوئی سے اس کو لکھہ دیا کہ کامی‌شین میں اس کی ایک محبوبہ رہتی ہے اور یہ کہ اس کو اور اپنی ماں کو اپنی بدنصیبی کا حال بتانے کی اسے جرأت نہ ہوئی تھی —

''موسمی سرجنٹ،، کا جواب اتنی جلدی آ گیا کہ اس زمانے کے لحاظ سے یہ ایک حیران کن بات تھی — لڑکی نے لکھا تھا کہ وہ یہ خط ایک میجر کی معرفت بھیج رہی ہے، جو ایک جنگی نامہ نگار تھا اور اس کے دستے میں آیا تھا — اس نے اس سے محبت کا دم بھرا تھا لیکن وہ اس کو نظرانداز کرتی رہی تھی حالانکہ وہ ایک اچھا سا خوش مزاج نوجوان تھا — خط کے لہجے سے چھلکا پڑتا تھا کہ

اس کو بہت مایوسی اور صدمہ ہوا تھا — اس نے اپنے جذبات کو دبانے کی کوشش کی تھی مگر بیکار — لڑکی نے چوٹ کی تھی کہ اس وقت سچ سچ بات کیوں نہ بتائی اور کہا تھا کہ اب مجھے اپنا دوست تصور کرو — اس خط کے آخر میں چند الفاظ اور بھی لکھے تھے — یہ الفاظ قلم سے نہیں بلکہ پنسل سے لکھے ہوئے تھے — اس نے ''کامریڈ سینئر لفٹیننٹ،، کو یقین دلایا تھا کہ وہ ہمیشہ اس کی سچی دوست رہیگی اور اگر اس کی ''کامی‌شین والی،، اسے دغا دے جائے (اس کو معلوم تھا محاذ کے پیچھے عورتیں کیا رنگ ڈھنگ دکھا رہی ہیں) یا وہ اس سے محبت کرنا بند کر دے یا وہ اس کے اپاہج ہونے کی وجہ سے گریز کرے، تو اس صورت میں اسے چاہئے کہ ''موسمی سرجنٹ ،، کو نہ بھولے — ہاں البتہ اسے چاہئے کہ اسے اگر کچھہ لکھے تو صرف سچ لکھے — وہ شخص جو یہ خط لایا تھا، ایک چھوٹا سا سلیقے سے بندھا ہوا پیکٹ بھی ساتھہ لایا — اس میں کئی رومال تھے جو پیراشوٹ کے ریشم سے بنائے گئے تھے، جن پر الکسئی کے نام کے حروف بنے ہوئے تھے، تمباکو کا بٹوہ تھا، ایک کنگھی، ''مگنولیا،، اوڈی‌کلون کی شیشی اور نہانے کے صابن کی ایک ٹکیہ — الکسئی جانتا تھا جنگ کے ان کڑے دنوں میں سپاہی لڑکیوں کے لئے ان چیزوں کی کتنی قدر و قیمت تھی — اس کو معلوم تھا کہ صابن کی ایک ٹکیہ یا اوڈی‌کلون کی ایک شیشی جو بطور تحفہ ملتی، ان دنوں پاک تعویذ کی طرح کلیجے سے لگا کر رکھی جاتی اور جنگ سے پہلے کی مہذب اور معقول زندگی کی یاد تازہ کرتی — اس کو ان تحفوں کی قدروقیمت معلوم تھی — اسی لئے جب اس نے ان کو نکال کر بستر کے پاس والی چھوٹی سی الماری کے اوپر یہ چیزیں سجائیں تو وہ خوشی بھی محسوس کر رہا تھا اور شرمندگی بھی —

اب جبکہ وہ اپنی زبردست طاقت سے کام لے کر کٹی ہوئی ٹانگوں کو سدھا رہا تھا اور دوبارہ ہوائی‌جہاز اڑانے اور لڑنے کے خواب دیکھہ رہا تھا تو ملے جلے متضاد جذبات اسے نوچے لے رہے تھے — وہ اولیا کو خط میں محض گول گول باتیں لکھتا تھا اور آدھی حقیقت بتاتا تھا — اولیا سے اس کی محبت ہر دن بڑھتی جاتی تھی اور دوسری طرف اس لڑکی کو جسے وہ واجبی واجبی جانتا تھا اپنے دل کا سارا حال لکھا کرتا تھا — یہ حقیقت اس کے ضمیر کا کانٹا بن گئی تھی —

لیکن اس نے پوری سنجیدگی سے عہد کیا کہ اولیا سے دوبارہ صرف اس وقت محبت کی بات کریگا جب اس کا خواب حقیقت میں بدل جائیگا، جب اس میں لڑنے کی صلاحیتیں پھر پیدا ہو جائینگی اور جب وہ فوج کی صفوں میں واپس پہنچ جائیگا — اس چیز نے اس کے جوش‌وخروش کو اور بھی بڑھا دیا اور وہ اور بھی لگن اور تڑپ کے ساتھہ اپنی منزل کی طرف بڑھنے لگا —

۱۱

کمیسار پہلی مئی کو چل بسا —

کسی کو معلوم نہ ہو سکا کہ یہ ہوا کیسے — صبح کے وقت، جب اس کا منہ ہاتھہ دھلایا جا چکا اور سر میں کنگھا کیا جا چکا تو اس نے نائن سے پوچھا کہ موسم کیسا ہے اور ابکے تہوار پر ماسکو کی کیا شان ہے — وہ یہ سن کر خوش ہوا کہ سڑکوں سے بیریکیڈ ہٹائے جا رہے ہیں، اسے اس پر افسوس ہوا کہ موسم بہار کے اس شاندار دن کے موقع پر مظاہرہ نہ ہوگا — اس نے کلاودیا میخائلوونا کو چڑایا بھی جس نے چہرے کی چھائیوں کو غازے کے پردے میں چھپانے کی مجاہدانہ کوشش کی تھی — وہ بہتر دکھائی دے رہا تھا اور

ہر شخص کو امید ہوئی کہ اس نے بیماری کو آخر دبا دیا ہے اور شاید وہ اب صحت‌یابی کے راستے پر گامزن ہے —

چونکہ وہ اب اخبار نہ پڑھ سکتا تھا اس لئے کچھ عرصے سے ایرفون اس کے بستر کے پاس لگا دیا گیا تھا — گووزدیف کو ریڈیو ٹکنیک کا کچھ گر معلوم تھا — اس نے کچھ کمال دکھایا اور اب اس سٹ سے پورے وارڈ میں گانے اور بات کرنے کی آوازیں گونج رہی تھیں — نو بجے، اناؤنسر نے، جس کی آواز سے ان دنوں ساری دنیا مانوس ہو گئی تھی، دفاع کے عوامی کمیسار کا فرمان پڑھ کر سنانا شروع کیا — ہر شخص بالکل خاموش ہو گیا — سب کی نظریں دیوار پر لگے ہوئے سٹ پر جم گئیں — وہ ایک لفظ بھی ان‌سنا نہ چھوڑنا چاہتے تھے — ''عظیم لینن کے ناقابل تسخیر پرچم تلے —— فتح کی طرف رواں دواں بڑھے چلو!،، جب یہ الفاظ ادا ہوئے تو اس کے بعد بھی ایک خاموش تناؤ قائم رہا —

''اب کامریڈ رجمنٹل کمیسار، ذرا اس پر روشنی ڈالو...،، کوکوشکن نے کہنا شروع کیا اور یکایک وہ دہشت کے ساتھ چلایا ''کامریڈ کمیسار!،،

ہر شخص نے مڑ کر دیکھا — کمیسار سخت اور اکڑا ہوا بستر پر سیدھا لیٹا ہوا تھا اور بے حس و حرکت آنکھوں سے چھت کے ایک نقطے کو گھور رہا تھا — اس کا چہرہ بہت ہی ستا ہوا اور زرد تھا اور اس سے بڑا سکون اور شکوہ جھلک رہا تھا —

'' لو یہ تو مر گیا!،، کوکوشکن چلایا اور گھٹنوں کے بل پلنگ کے پاس گر گیا — ''لو یہ تو مر گیا!،،

بدحواس نرسیں اور آیائیں دوڑ کر اندر آتیں اور باہر بھاگتیں — ہاؤس سرجن لپکتا ہوا اندر آیا — وہ ابھی اپنے سفید لبادے کے بٹن بھی نہیں لگا سکا تھا — بدمزاج، آدم بیزار لفٹینٹ کونستانتن کوکوشکن

لاش پر پڑا ہوا تھا — وہ ہر شخص سے بے نیاز، بچے کی طرح کمبل میں منہ چھپائے سسکیاں بھر رہا تھا اور اس کے شانے لرز رہے تھے —

اس شام کو، وارڈ نمبر بیالیس کے کمرے میں ایک نیا مریض لایا گیا — وہ تھا میجر پاول ایوانووچ استروچکوف — وہ ماسکو کے دفاعی ڈویژن کے لڑاکو ہوائی دستے کا ہوا باز تھا — فاشستوں نے تہوار کے دن ماسکو پر زور دار بمباری کرنے کا فیصلہ کیا — اور وہ قطار اندر قطار اڑتے ہوئے آئے — لیکن ان کے بمباروں کو سوویت طیاروں کا سامنا کرنا پڑا اور آخر میں، ایک خون آشام جنگ کے بعد کہیں پودسول‌نچنایہ کے علاقے میں نیست و نابود ہو گئے — صرف ایک ''یونکرس،، طیارہ گھیرا توڑ کر نکل بھاگا اور بڑی بلندی میں ماسکو کی طرف پرواز کرنے لگا — معلوم ہوتا تھا کہ اس کا ہواباز اپنا فرض پورا کرنے اور ہر قیمت پر تہوار کے رنگ میں بھنگ ڈالنے پر تلا ہوا تھا — گھمسان کی لڑائی جاری تھی کہ استروچکوف نے دیکھا کہ بمبار ہوائی جہاز بچ کر نکلا جا رہا ہے اور وہ فوراً اس کے پیچھے ہو لیا — وہ بہترین سوویت ہوائی جہاز اڑا رہا تھا — یہ اس قسم کے ہوائی جہازوں میں سے تھا جن سے اس وقت لڑاکو ہوائی فوجوں کے دستے لیس کئے جا رہے تھے — اس نے زمین سے کوئی چھ کلومیٹر اوپر، فضا کی بلندیوں میں، جرمن ہوائی جہاز کو جا لیا — وہ ماسکو کے مضافات کے اوپر پہنچ چکے تھے — استروچکوف بڑی چابکدستی سے، جرمن ہوائی جہاز کو داؤ پر لاتے ہوئے اس کے پیچھے پیچھے اڑنے لگا — اس نے صاف اس کو اپنی زد پر لیا اور بٹن دبایا — اسے مانوس آوازِ سنائی نہ دی اور وہ حیران رہ گیا — بٹن کام نہیں کر رہا تھا —

جرمن اس سے کچھ ہی آگے تھا — وہ جرمن سے چپکا رہا اور کچھ اس طرح کہ اس ہوائی جہاز کی دم کی وجہ سے ان کی مشین گنوں

کے داؤ پر نہ آ پاتا تھا – مئی کی اس تابناک صبح کو ماسکو افق پر دھند میں لپٹے ہوئے ایک سرمئی انبار کی طرح نظر آ رہا تھا – استروچکوف نے زندگی اور موت کی آخری بازی لگا دی تھی – اس نے اپنی پیٹیاں کھولیں، اپنے کاک‌پٹ کا ہوڈ پیچھے کھسکایا اور پٹھے کس لئے جیسے اب جرمن پر چھلانگ لگانے والا ہو – اس نے ہوائی جہاز کو جرمن بمبار ہوائی جہاز کی بالکل سیدھ میں اڑانا شروع کیا – لگتا تھا کہ دونوں کسی ان دیکھی ڈور میں پروئے ہوئے ہیں – استروچکوف نے شفاف ہوڈ میں جرمن مشین گن چلانے والے کی آنکھیں صاف چمکتی ہوئی دیکھیں – وہ اس کی ایک ایک نقل و حرکت پر نگاہیں جمائے ہوئے تھا – وہ اس انتظار میں تھا کہ استروچکوف کے ہوائی جہاز کا کم از کم ایک پر ہی زد پر آ جائے – اس نے دیکھا کہ جرمن نے مارے جوش کے اپنا خود اتار دیا ہے – اس کو جرمن کے لمبے لمبے سنہرے بال بھی نظر آئے جو لٹوں کی شکل میں اس کی پیشانی پر لٹک رہے تھے – بھاری مشین گنوں کے دو سیاہ تھتھنے استروچکوف کی طرف مڑے اور موقع کی تاک میں کسی زندہ چیز کی طرح حرکت کرنے لگے – ایک پل کو تو استروچکوف کو ایسا لگا کہ کسی ڈاکو نے اپنے پستول کی نال اس کے سینے پر رکھ دی ہو – اور اس نے وہی کیا جو جرأت آزما نہتے آدمی ایسے موقع پر کرتے ہیں — وہ اپنے دشمن پر پل پڑا – لیکن اپنے مکوں اور گھونسوں سے نہیں، جو وہ زمین پر کرتا — اس نے اپنے ہوائی جہاز کو آگے بڑھایا اور اس کے چمکتے ہوئے پنکھے کو دشمن کی دم میں دے مارا –

اس نے گھڑگھڑاہٹ نہیں سنی – ٹکر کے زور سے وہ ہوا میں بلند ہو گیا اور دوسرے ہی لمحے اس نے محسوس کیا کہ وہ فضا میں قلابازیاں کھا رہا ہے – زمین اس کے سر کے نیچے سرکنے لگی – زمین تھوڑی دیر کو تھمتی اور پھر تیزی سے اس کی طرف

لپکتی ــــ چمکتی ہوئی، ہری ہری اور درخشاں ــ اس نے پیراشوٹ کا بٹن دبا دیا اور پھر ہوا میں معلق ہو گیا ــ اس نے بے ہوش ہونے سے پہلے کنکھیوں سے گرتے ہوئے جرمن ''یونکرس،، کے سگار نما بے دم دھڑ کو اپنے پاس سے گزرتے ہوئے اور ناچتے ہوئے دیکھا جیسے چنار کا پتہ خزاں کی ہواؤں میں ناچتا ہوا گر رہا ہو ــ پیراشوٹ کی ڈور سے بے بس لٹکا ہوا وہ ماسکو کی مضافات کی ایک سجی سجائی سڑک پر جا گرا ــ وہاں کے رہنے والے اس کا شاندار کارنامہ زمین سے دیکھہ رہے تھے ــ انہوں نے ہواباز کو اٹھایا اور بالکل پاس کے ایک گھر میں لے گئے ــ پاس کی سڑکوں پر لوگوں کے ٹھٹھہ کے ٹھٹھہ جمع ہو گئے اور ڈاکٹر جو آیا، تو بڑی مشکل سے ہجوم کو چیر کر اپنا راستہ بنا سکا ــ چھت سے ٹکرانے کی وجہ سے استروچکوف کے گھٹنوں کی ہڈیوں میں چوٹ آئی تھی ــ

''تازہ خبروں،، کے خاص پروگرام میں میجر استروچکوف کی بہادری کے کارنامے کی خبر نشر ہوئی ــ ماسکو سوویت کا صدر خود آیا اور اس کو راجدھانی کے بہترین ہسپتال میں لے گیا ــ جب استروچکوف وارڈ میں لایا گیا تو اس کے پیچھے پیچھے ہسپتال کے ملازم پھول، پھل اور چاکلیٹ کے ڈبے لئے ہوئے آئے ــ ماسکو کے ممنون باسیوں نے یہ تحفے بھجوائے تھے ــ

...آدمی خوش مزاج، ملنسار اور من چلا نکلا ــ اس نے وارڈ کی دہلیز کے اندر قدم رکھتے ہی مریضوں سے پوچھا کہ کھانے کا کیا ''رنگ،، ہے، قاعدہ قانون سخت تو نہیں اور یہاں خوبصورت نرسیں ہیں یا نہیں ــ اور جب اس کے گھٹنوں پر پٹیاں باندھی جا رہی تھیں تو اس نے کلاودیا میخائلوونا کو فوجی کنٹین کے ایک جاوداں موضوع کے بارے میں چٹکلے سنائے اور کافی دیدہ دلیری سے کام لیتے ہوئے اس نے نرس کی خوبصورتی کی تعریف کی ــ جب نرس

وارڈ سے چلی گئی تو اس نے نرس کی طرف آنکھ ماری اور بولا:

''اچھی لڑکی ہے! الٹے دئے رہتی ہے، ایں؟ شاید وہ ہمارے دل میں خدا کا خوف بٹھاتی ہے؟ لیکن ہم سر پر پاؤں رکھ کر بھاگنے والے نہیں۔ کیا تم نے داؤپیچ نہیں سیکھے ہیں؟ عورتوں کو فتح کرنا قلعوں کو فتح کرنے سے زیادہ مشکل نہیں۔ اور کوئی قلعہ ایسا نہیں جو فتح نہ کیا جا سکتا ہو،، اور یہ کہہ کر وہ زور سے چہکا۔

وہ بڑے گھاگ کی طرح پیش آ رہا تھا، جیسے اس ہسپتال میں پورا سال بتا چکا ہو۔ اس نے چھوٹتے ہی لوگوں کو ان کے نام سے مخاطب کرنا شروع کر دیا۔ اور جب اسے ناک صاف کرنے کی ضرورت ہوئی تو نہایت بے تکلفی سے اس نے میریسئف کا ایک ریشمیں رومال اٹھا لیا۔ یہ ان رومالوں میں سے تھا جن پر ''موسمی سرجنٹ،، نے اتنی دیدہ ریزی سے اس کا نام کاڑھا تھا۔

''تمہاری محبوبہ نے بھیجا ہے؟،، اس نے الکسئی کو آنکھ مارتے ہوئے پوچھا اور رومال کو اپنے تکیے کے نیچے چھپا لیا۔ ''تمہارے پاس بہت سے ہیں اور بہت نہ بھی ہوں تو کوئی پروا نہیں۔ تمہاری لڑکی خوش خوش تمہارے لئے اور تیار کر دیگی۔،،

سنولائے گالوں سے جھانکتے ہوئے گلابی رنگ کے باوجود وہ جوان نہیں معلوم ہوتا تھا۔ گہری جھریاں آنکھوں کے کونوں سے ہنس کے چنگل کی طرح پھیلتی چلی گئی تھیں۔ اس کی ہر چیز سے ایک پرانے سپاہی کی شان ٹپکتی تھی جو ہر اس جگہ کو اپنا گھر تصور کرتا ہے، جہاں اس کے کپڑوں کا تھیلا ہو، جہاں واش بیسن پر اس کے صابن کا ڈبہ اور منجن رکھا ہو۔ وہ اپنے ساتھ لڑکوں جیسا کھلنڈراپن لے آیا۔ وہ یہ سب کچھ اس انداز سے کرتا کہ کسی کو گراں نہ گزرتا اور وہ ہر شخص کو یہ محسوس کرنے پر

مجبور کر دیتا جیسے وہ سب اس کو ایک زمانے سے جانتے ہوں۔ ہر شخص کے دل کو یہ نو وارد بھا گیا۔ ہاں البتہ میریسئف کو صنف نازک کے لئے اس کی نمایاں کمزوری سے کوفت ہوئی۔ وہ اپنی یہ کمزوری چھپانے کی کوشش بھی نہ کرتا۔ ذرا بہانہ ہاتھ آتا اور وہ اس موضوع پر گہرا فشانی شروع کر دیتا۔

اگلے دن کمیسار کا جنازہ اٹھا۔

میریسئف، کوکوشکن اور گووزدیف صحن میں کھلنے والی کھڑکی پر جم کر بیٹھ گئے۔ انہوں نے دیکھا کہ گھوڑے ایک توپ گاڑی کو کھینچتے ہوئے احاطے میں داخل ہوئے، بینڈ بجانے والے صف میں کھڑے ہوئے۔ ان کے باجے دھوپ میں چمک رہے تھے۔ انہوں نے ایک فوجی دستے کو اندر آتے ہوئے دیکھا۔ کلاودیا میخائلوونا وارڈ میں آئی اور مریضوں کو کھڑکی سے ہٹ جانے کے لئے کہا۔ وہ حسب دستور خاموش اور مستعد نظر آ رہی تھی۔ لیکن میریسئف نے محسوس کر لیا کہ اس کی آواز تھرتھرا رہی ہے۔ وہ نئے مریض کی حرارت دیکھنے آئی تھی۔ اسی لمحے بینڈ نے جنازے کے نغمے کی دھن چھیڑ دی۔ نرس کا رنگ زرد پڑ گیا۔ اس کے ہاتھ سے تھرمامیٹر چھوٹ کر گرا اور پارے کے چھوٹے چھوٹے موتی فرش پر تیرنے لگے۔ کلاودیا میخائلوونا چہرے کو ہاتھوں میں چھپاتی ہوئی وارڈ سے نکل گئی۔

''کیا ہوا ہے اسے؟ کیا وہ اس کا محبوب تھا؟،، اس نے اس کھڑکی کی طرف اشارہ کیا جس سے حزنیہ ترنم اندر آ رہا تھا۔

کسی نے اس کے سوال کا جواب نہ دیا۔

کھڑکی سے جھانکتے ہوئے انہوں نے سرخ کفن میں لپٹی ہوئی لاش دیکھی جو توپ گاڑی میں رکھی ہوئی پھاٹک سے نکل کر سڑک پر پہنچ گئی تھی۔ ہاروں اور پھولوں کے ایک انبار میں کمیسار

کی لاش رکھی ہوئی تھی — گاڑی کے پیچھے سپاہی ایک ایک کشن اٹھائے ہوئے تھے جس میں تمغے لگے ہوئے تھے —— ایک، دو، پانچ، آٹھ... جنرل سر جھکائے ہوئے پیچھے پیچھے مارچ کر رہے تھے — ان کے درمیان واسیلی واسیلی‌وچ بھی تھا — وہ بھی جنرل کا فوجی کوٹ پہنے ہوئے تھا — لیکن نہ جانے کیوں وہ ننگے سر تھا — اس کے بعد تھوڑی دور پر، کلاودیا میخائلوونا سپاہیوں کے آگے نمودار ہوئی — وہ بھی ننگے سر تھی — وہ اپنا سفید لبادہ اوڑھے ہوئے تھی — وہ لڑکھڑاتی ہوئی چل رہی تھی — معلوم ہوتا تھا کہ اسے اپنے سامنے کی کوئی چیز نظر نہیں آ رہی ہے — پھاٹک پر کسی نے کوٹ اس کے کندھوں پر ڈال دیا تھا — لیکن چلتے چلتے کوٹ اس کے کندھوں سے پھسلا اور زمین پر آ رہا اور اس کے پیچھے پیچھے مارچ کرتے ہوئے سپاہی کوٹ کو اپنے قدموں سے بچانے کے لئے صف توڑ کر آگے نکل گئے —

''کون ہے یہ، یارو؟''، میجر نے پوچھا —

وہ بھی خود کو کھڑکی تک اٹھانا چاہتا تھا لیکن اس کی ٹانگیں کھپچیوں میں بندھی ہوئی تھیں —

جنازہ آنکھوں سے اوجھل ہو گیا — حزنیہ نغمے کی ہلکی ہلکی آواز کہیں دریا کے پاس سے آ رہی تھی — یہ آواز مدھم پڑتی اور دور ہوتی جا رہی تھی اور گھروں کی دیواروں سے ٹکرا کر گونج رہی تھی — لنگڑی چوکیدارن پھاٹک بند کرنے کے لئے باہر آ چکی تھی — لیکن وارڈ نمبر بیالیس کے مریض کھڑکی پر جمے رہے اور کمیسار کو اپنے آخری سفر پر الوداع کہتے رہے —

''کیا تم یہ نہیں بتا سکتے کہ یہ کس کا جنازہ ہے؟ لگتا ہے تم سب کو سانپ سونگھ گیا ہے!''، میجر نے بے صبری سے کہا — وہ اب تک اٹھ کر کھڑکی سے جھانکنے کی کوشش کر رہا تھا —

آخر کو کوشکن نے خشک اور جھنجھناتی ہوئی آواز میں جواب دیا :

''یہ ایک انسان کا جنازہ ہے، کھرے انسان کا — ایک بالشویک کا!،،

''کھرے انسان،، کا فقرہ الکسئی کے دل پر نقش ہو گیا — اس سے بہتر تصویر کشی مشکل تھی — الکسئی ''کھرا انسان،، بننے کی تمنا سے سرشار ہو گیا — اس شخص کی طرح جو ابھی ابھی اپنی آخری منزل کی طرف لے جایا گیا تھا —

۱۲

کمیسار کی موت کے بعد، وارڈ نمبر بیالیس کی پوری زندگی بدل گئی —

اب کوئی ایسا نہ رہا تھا جو ایک اچھی سی بات کہہ کر اس یاس انگیز خاموشی کو دور کر سکتا جو کبھی کبھی ہسپتال کے وارڈ پر چھا جاتی ہے اور جب ہر شخص اپنی اداس سوچ میں غرق ہو جاتا ہے اور جب ہر ایک دل غم کی چٹان تلے پھڑپھڑانے لگتا ہے — اب کوئی نہ تھا جو اپنی زندہ دلی کی باتوں سے گووزدیف کو بے کیفی کے خول سے نکال سکتا، کوئی نہ تھا جو میریسئف کو صلاح و مشورہ دے سکتا، اب کوئی نہ تھا جو کوکوشکن کی بڑبڑاہٹ کو ایک ایسی بات سے خاموش کر دیتا، جس میں چوٹ تو ہوتی مگر دل آزاری نہ ہوتی — وہ مقناطیس جاتی رہی جو ان تمام رنگا رنگ ہستیوں کو کھینچ کر ایک مرکز پر جمع کرتی تھی —

لیکن اس وقت اس کی اتنی زیادہ ضرورت نہ تھی — علاج اور وقت نے اپنا کام کیا تھا — تمام مریض تیزی سے روبصحت تھے اور

سبکدوشی کا وقت جتنا قریب آتا جاتا، اتنا ہی کم وہ اپنی بے بسی اور زخموں کی باتیں کرتے — وہ اب خواب دیکھتے کہ ہسپتال سے باہر کیا پیش آنے والا ہے — جب وہ لوٹینگے تو ان کے خاص خاص دستے کس طرح ان کا سواگت کرینگے اور آگے انہیں کیا کیا سرگرمیاں انجام دینی ہیں — ان میں سے ہر ایک فوجی زندگی کے لئے تڑپ رہا تھا جس کے وہ عادی ہو چکے تھے — ہسپتال سے نکل کر تازہ پیش‌قدمیوں اور حملوں میں حصہ لینے کے لئے ان کی ہتھیلیوں میں کھجلی ہو رہی تھی — انہیں محسوس ہوتا تھا یہ حملہ ہوا میں سنسنا رہا ہے — محاذ پر چھائی ہوئی خاموشی بھی آنے والے طوفان کی چغلی کھا رہی تھی —

ہسپتال سے نکل کر عملی فوجی خدمات کے لئے محاذ پر واپس ہونے میں کوئی انوکھی بات نہ تھی — لیکن میریسئف کے لئے یہ ایک مسئلہ بن گیا — کیا ٹریننگ اور ہنرمندی سے پیروں کی تلافی ہو سکتی ہے؟ کیا وہ اب کبھی ہوائی جہاز میں ہواباز کی حیثیت سے بیٹھ سکیگا؟ وہ بڑھتے ہوئے جوش و خروش اور عزم کے ساتھ اپنی منزل کی طرف بڑھتا رہا — اس نے ٹانگوں کی ورزش کا وقت بڑھا دیا —— ساتھ ہی وہ اب صبح شام دو گھنٹے ورزش کرتا — لیکن یہ بھی اسے کافی نہ معلوم ہوا — وہ سہ پہر میں بھی ورزش کرنے لگا — استروچکوف آنکھوں میں چنچلتا بھری تمسخر آمیز چمک پیدا کرتے ہوئے کنکھیوں سے دیکھتا اور مداری کی طرح اعلان کرتا:

''اب لوگو، آپ کو قدرت کا ایک بڑا تماشا دکھایا جائیگا، عظیم 'شمان، * الکسئی میریسئف، جس کا سائبیریا کے جنگلوں میں کوئی ثانی نہیں، اب وہ آپ لوگوں کو کرتب دکھائیگا —،،

---

* جادو ٹونے والا —

واقعی الکسئی مجنونانہ لگن سے جو ورزش کرتا تھا، اس میں کچھ ایسی بات ضرور تھی کہ وہ ''شمان،، سے ملتا جلتا نظر آتا — وہ بے تکان اپنے دھڑ کو آگے اور پیچھے جھکاتا، بے تکان ایک پہلو سے دوسرے پہلو پر جھکتا اور پھر وہ گردن اور بازوؤں کی ورزش بڑی تن دہی اور پنڈولم کے آہنگ اور پابندی کے ساتھ کرتا رہتا تھا — یہ منظر اتنا تکلیف دہ ہوتا کہ جب وہ ورزش شروع کرتا تو اس کے وارڈ کے ساتھی جو چل پھر سکتے تھے، گلیارے میں نکل جاتے — ذی فراش استروچکوف سر تک کمبل تان لیتا اور سونے کی کوشش کرتا — وارڈ میں کسی کو یقین نہ آتا کہ بغیر پیروں والا آدمی ہوائی جہاز اڑا سکتا ہے — لیکن اس کی یہ ثابت قدمی اور الوالعزمی دیکھ کر اس کے ساتھی اس کا احترام کرنے لگے تھے — شاید وہ اپنے اس احترام کو مذاق اور فقرہ بازیوں کے پردے میں چھپایا کرتے تھے —

استروچکوف کے گھٹنوں کی چوٹ جتنی خطرناک سمجھی گئی تھی، اس سے زیادہ خطرناک ثابت ہوئی — گھٹنوں کا زخم بہت آہستہ آہستہ بھر رہا تھا — اس کی ٹانگیں اب تک کھپچیوں میں کسی ہوئی تھیں — اس میں ذرا شبہ نہ تھا کہ وہ صحت مند ہو جائیگا پھر بھی میجر اپنے ''کمبخت گھٹنوں،، کو کوستا رہتا جو اس کو اتنا دکھ پہنچا رہے تھے — اس کی بڑبڑاہٹ اور جھلاہٹ ایک برہمی کی شکل اختیار کرتی چلی گئی — وہ ذرا ذرا سی بات پر بپھر جاتا اور ہر شخص اور ہر چیز کو صلواتیں سنا دیتا — ایسا معلوم ہوتا تھا اس وقت کسی نے بحث کی نہیں کہ اس نے تھپڑ جڑا نہیں — سب مریضوں نے آپس میں طے کر لیا تھا —— جب اس پر دورہ پڑتا اسے کوئی کچھ نہ کہتا، لوگ اسے ''اپنا بخار نکالنے کے لئے،، چھوڑ دیتے — اور وہ اس وقت تک انتظار کرتے جب تک کہ اس کے

جنگ زدہ اعصاب اپنی اصلی حالت پر نہ آ جاتے اور اس کی قدرتی خوش مزاجی بحال نہ ہو جاتی —

استروچکوف اپنی بے صبری کی وجہ یہ بتاتا کہ وہ غسل خانے میں جا کر سگریٹ کے کش اڑانے سے معذور ہے — اور اس کی ایک اور وجہ یہ بھی تھی کہ وہ گلیارے میں نہ جا سکتا تھا اور آپریشن کے کمرے کی سرخ بالوں والی لڑکی کا دیدار نہ کر سکتا تھا — اس نے یہ بھی اڑا رکھا تھا کہ اس سے تو پٹی بندھواتے وقت آنکھوں آنکھوں میں اشارے بھی ہو چکے تھے — ممکن ہے کہ اس میں کچھہ سچائی ہو — لیکن میریسئف نے یہ محسوس کیا تھا کہ اس پر اس جنون کا دورہ اس وقت پڑتا تھا جب کبھی وہ ہسپتال کے اوپر کسی ہوائی جہاز کو پرواز کرتے دیکھتا، یا جب ریڈیو اور اخبار میں کسی دلچسپ فضائی جنگ کی خبریں آتیں، یا اس کے کسی جانے پہچانے ہواباز کے کارنامے کا ذکر ہوتا — اس سے میریسئف میں بھی خوفناک بے صبری پیدا ہوتی مگر وہ اس کو ظاہر نہ ہونے دیتا — اور اس طرح استروچکوف سے اپنا مقابلہ کرکے اسے فتح کا احساس ہوتا تھا — اس کو محسوس ہوتا کہ وہ اس آدمی کے کچھہ کچھہ قریب آ رہا ہے جس کو اس نے ایک ''کھرے انسان'' کی حیثیت سے اپنا آدرش مانا تھا —

میجر استروچکوف اپنے ڈھرے پر چلتا رہا — وہ خوب کھاتا اور جی کھول کر ھنستا — اس کو عورتوں کے بارے میں گپ کرنے کا بڑا شوق تھا — بیک وقت عورت کا زبردست عاشق بھی نظر آتا اور عورت بیزار بھی — کسی وجہ سے وہ خاص طور پر ان عورتوں کے بارے میں تلخ باتیں کہتا جو محاذ کے پیچھے تھیں —

میریسئف کو استروچکوف کی باتوں سے نفرت آتی — جب وہ اس کی باتیں سنتا تو ہمیشہ اس کی آنکھوں میں اولیا کی تصویر آ جاتی — یا اسے موسمیاتی اسٹیشن کی وہ بوٹے سے قد کی لڑکی یاد آ جاتی جس کے

بارے میں یہ کہانی مشہور تھی کہ اس نے ایک بار ایک من چلے سرجنٹ کو اپنے سنتری خانے سے رائفل کا کندہ مار کر بھگا دیا تھا۔ اسے تو اتنا جوش آگیا تھا کہ وہ اسے گولی سے اڑا دیتی — مگر خیر وہ بال بال بچ گیا — الکسئی کو ایسا محسوس ہوتا کہ استروچکوف ایسی ہی عورتوں پر کیچڑ اچھال رہا ہے — ایک دن کچھ ایسا ہوا کہ جب استروچکوف نے اپنی ایک داستان اس جملے پر ختم کی کہ ''وہ سب ایک ہی سی ہیں،، اور ان میں سے کسی کو بھی ''یوں چٹکیوں میں شیشے میں اتارا جا سکتا ہے،، تو میریسئف کا پیمانہ صبر چھلک گیا اور اس نے دانت اتنے زور سے بھینچ لئے کہ اس کے رخساروں کی ہڈیاں زرد پڑ گئیں :

''کسی کو بھی؟،،

''ہاں کسی کو بھی،، میجر نے بڑے اطمینان سے جواب دیا۔

اسی لمحے کلاودیا میخائلوونا کمرے میں داخل ہوئی اور مریضوں کے چہرے پر ایک تناؤ کی کیفیت دیکھ کر حیران رہ گئی —

''کیا قصہ ہے؟،، اس نے غیر ارادی طور پر اپنے رومال کے نیچے بال کی ایک لٹ کو درست کرتے ہوئے پوچھا۔

''ہم زندگی پر بحث کر رہے ہیں، نرس — اب ہم پرانے کندۂ ناتراش کی طرح ہیں — باتیں بنانے کے سوا ہم کچھ نہیں کرتے،، میجر نے ایک تابناک مسکراہٹ کے ساتھ جواب دیا —

''نرس کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟،، جب نرس چلی گئی تو میریسئف نے غصے بھری آواز میں للکارا —

''کیا تمہارا خیال ہے کہ اس کے خمیر میں کوئی اور چیز ہے؟،،

''کلاودیا میخائلوونا کو اس قصے سے الگ رکھو،، گووزدیف نے سختی سے کہا ''ہمارے یہاں ایک معزز آدمی تھا جو اس کو سوویت حور کہتا تھا—،،

''کون بازی لگانا چاہتا ہے؟ ،،

''بازی؟،، میریسئف چلایا— اس کی آنکھوں سے چنگاریاں نکلنے لگیں— ''کس چیز کی بازی لگاتے ہو؟،،

''پستول کی گولی کی— جیسا کہ پہلے افسر کیا کرتے تھے— اگر تم جیت جاؤ تو میں تمہارا نشانہ بنونگا اور اگر میں جیتوں تو تم میرا نشانہ بنوگے،، استروچکوف نے ہنستے ہوئے کہا اور پورے واقعے کو ایک مذاق کا رنگ دے کر ٹالنے کی کوشش کی—

''بازی؟ اور ایسی بازی؟ شاید تم بھولتے ہو کہ تم سوویت افسر ہو— اگر تمہاری بات صحیح ثابت ہو تو تم میرے منہ پر تھوک دینا،، الکسئی نے کنکھیوں سے گھور کر دیکھا— ''لیکن ہوشیار رہنا کہیں مجھے نہ تھوکنا پڑے تمہارے منہ پر—،،

''اگر بازی لگانا نہیں چاہتے تو نہ لگاؤ— لیکن میں بغیر کسی بازی کے دکھا کر رہونگا کہ میں سچ کہتا ہوں اور ہمیں اس نرس کی خاطر لڑنے کی ضرورت نہیں —،،

اس دن کے بعد سے، استروچکوف نے بڑے جوش و خروش سے کلاودیا میخائلوونا کی طرف خاص توجہ کر دی— وہ مزاحیہ کہانیوں سے اس کا دل بہلاتا— مزاحیہ کہانیاں کہنے میں تو یکتا تھا وہ— اس نے ہواباز کے اس ان لکھے اصول کی خلاف ورزی کی کہ ہوابازوں کو کسی اجنبی سے اپنے بہادری کے کارناموں کا قصہ سنانے میں احتیاط سے کام لینا چاہئے— وہ اپنی زندگی کے سچے اور دلچسپ تجربوں کا قصہ بڑے دلکش پیرائے میں سناتا— اس نے ٹھنڈی سانس لے کر اپنے گھریلو معاملات اور اپنی بد نصیبی کی طرف بھی اشارہ

کر دیا — وہ اپنی تلخ تنہائی کی شکائت کرتا — حالانکہ ہر شخص کو وارڈ میں معلوم تھا کہ وہ غیر شادی شدہ تھا اور اس کو کسی گھریلو مصیبت کا سامنا نہ تھا —

یہ سچ ہے کہ کلاودیا میخائلوونا دوسروں کے مقابلے میں اس پر زیادہ عنائت کی نظر نہ رکھتی — وہ اس کے پلنگ کے کنارے بیٹھہ جاتی اور اس کی بہادری کے قصے سنا کرتی اور وہ غیر ارادی طور پر اس کا ھاتھہ اپنے ھاتھہ میں لے لیتا — اور وہ اپنا ھاتھہ اس کے ھاتھہ سے نہ کھینچتی — میریسئف کے دل میں غصے کی جوالا دھکنے لگی، سارا وارڈ استروچکوف کے خلاف غصے میں جلنے لگا — اس لئے کہ وہ اپنے رویے سے یہ ظاہر کرنا چاھتا تھا کہ کلاودیا میخائلوونا دوسری عورتوں سے مختلف نہ تھی — اس کو لوگوں نے متنبہ کیا کہ وہ اس گندے کھیل سے ھاتھہ کھینچ لے — وارڈ اس معاملے میں دخل دینے کی ٹھان ھی رھا تھا کہ دفعتاً سارا معاملہ ھی بدل کر رہ گیا —

ایک شام، اپنے ڈیوٹی کے وقت، کلاودیا میخائلوونا وارڈ کے اندر آئی — اسے کسی مریض کی دیکھہ بھال نہیں کرنا تھی — وہ محض بات چیت کرنے آئی تھی —— اسی لئے خاص طور پر وہ مریضوں کو بھاتی تھی — میجر نے اپنی ایک داستان چھیڑی — نرس اس کے پلنگ کے کنارے بیٹھہ گئی — کسی نے نہ دیکھا کہ ھوا کیا لیکن وہ اچھل کر دفعتاً کھڑی ھو گئی — ہر شخص نے مڑ کر دیکھا: نرس تیوریوں پر بل ڈال کر، دھکتے رخساروں کے ساتھہ استروچکوف کو گھور رھی تھی — وہ نا دم اور شاید خوف زدہ بھی نظر آ رھا تھا — نرس بولی:

''کامریڈ میجر، اگر تم مریض نہ ھوتے اور میں نرس نہ ھوتی تو میں تمہارے منہ پر تھپڑ جڑ دیتی!،،

''اوہ کلاودیا میخائلوونا، میں قسم کھاتا ہوں، میرا مطلب ہرگز... اور دوسرے اس میں رکھا بھی کیا ہے؟..،،

''اوہ! اس میں رکھا کیا ہے؟،، اب نرس نے اس کو غصے سے نہیں بلکہ حقارت اور نفرت کی نظر سے دیکھا ''بہت اچھا — اس سے آگے کچھ کہنے کی ضرورت نہیں، سنا تم نے؟ اور اب میں تم سے، تمہارے ساتھیوں کے سامنے کہتی ہوں آئندہ تم مجھ سے بات نہ کرنا۔ تم صرف دوا اور علاج کے بارے میں مجھ سے بات کر سکتے ہو — شب بخیر، ساتھیو!،،

اور وہ وارڈ سے چل دی — اس کے قدم خلاف معمول ذرا بھاری بھاری تھے — وہ مطمئن اور پرسکون نظر آنے کی کوشش کر رہی تھی —

ایک لمحے کو وارڈ میں خاموشی طاری رہی — پھر الکسئی کا زہریلا، فتح مندانہ قہقہہ سنائی دیا — ہر شخص میجر پر جھپٹ پڑا:

''تو تم کو اپنے کئے کی سزا مل گئی!،،

میریسئف نے پرشوق نظروں سے دیکھتے ہوئے اور اپنی آواز میں جھوٹ موٹ کی نرمی پیدا کرتے ہوئے پوچھا:

''کیا چاہتے ہو تم، ابھی تمہارے منہ پر تھوکوں یا پھر کبھی؟،،

استروچکوف کا منہ اتر گیا تھا لیکن وہ اپنی شکست ماننا نہ چاہتا تھا — ہاں، البتہ جب وہ بولا تو اس کے لہجے میں وہ اعتماد نہ تھا —

''ہاں — حملے کا جواب ملا اور وقتی ہار ہوئی — پروا نہیں — ہم پھر کوشش کرینگے —،،

وہ آدھی رات تک خاموش پڑا ہولے ہولے سیٹی بجاتا رہا اور کبھی کبھی اس کے منہ سے ''ہاں ہاں،، کا فقرہ نکل جاتا جیسے خود اپنے خیال کا جواب دے رہا ہو!

اس کے کچھ ہی دن بعد، کونستانتن کوکوشکن کو ہسپتال سے چھٹی مل گئی — اس نے جاتے وقت کسی طرح کے جذبات کا اظہار نہ کیا اور جب وہ اپنے مریض ساتھیوں سے رخصت ہوئے لگا تو صرف اتنا بولا کہ وہ ہسپتال کی زندگی سے اکتا چکا ہے — اس نے بے پروائی سے ہر شخص کو خدا حافظ کہا لیکن میریسئف اور نرس سے التجا کی کہ اگر اس کی ماں کا کوئی خط آئے تو وہ خیال رکھیں اور اس کے دستے کے پتے پر بھجوا دیں —

''اپنا حال لکھنا اور بتانا کہ ساتھیوں نے کس طرح تمہارا سواگت کیا،، یہ تھے میریسئف کے الوداعی الفاظ —

''کیوں لکھوں میں تمہیں بھلا؟ تم کو میری کیا پروا؟ میں نہیں لکھونگا — اس کا مطلب ہوگا کہ کاغذ برباد کروں — اور تم بہر حال مجھے جواب نہیں دوگے!،،

''جیسی مرضی!،،

معلوم ہوتا تھا کہ کوکوشکن نے آخری فقرہ نہیں سنا تھا — وہ بغیر مڑے ہوئے وارڈ سے باہر نکل گیا — اور پلٹ کر ہسپتال پر ایک الوداعی نظر ڈالے بغیر ہسپتال کے پھاٹک سے نکل گیا — وہ دریا کے کنارے پشتے پر چلتا رہا اور نکڑ پر مڑ گیا حالانکہ وہ اچھی طرح جانتا تھا کہ دستور کے مطابق اس کے رفیق کھڑکیوں سے اس کو دیکھ رہے تھے —

بہر حال، اس نے الکسئی کو خط لکھا اور بہت جلد لکھا — یہ خط بڑے خشک اور کاروباری انداز میں لکھا گیا تھا — اپنے بارے میں اس نے صرف اتنا لکھا کہ معلوم ہوتا ہے کہ دستے کو میرے واپس آنے پر خوشی ہوئی ہے — ساتھ ہی اس نے لکھا کہ حالیہ لڑائیوں میں اس کے دستے کو بہت ہی نقصان اٹھانا پڑا ہے سو جو کوئی بھی واپس آئیگا، چاہے وہ کم تجربے کا مالک ہو یا

زیادہ کا ھاتھوں ھاتھہ لیا جائیگا — اس نے ھلاک اور زخمی ھونےوالوں کی ایک پوری فہرست لکھی تھی — اس نے لکھا تھا میریسئف کو اب تک لوگ دستے میں یاد کرتے ھیں اور ونگ کمانڈر نے، جو اب ترقی کرکے لفٹیننٹ کرنل بن گیا ھے، جب میریسئف کے جسمانی کرتب اور ھوائی فوج میں لوٹنے کے پکے عزم کا حال سنا تو بولا کہ ''میریسئف ضرور واپس آئیگا — وہ ان لوگوں میں سے ھے جو اپنی دھن پوری کرکے رھتے ھیں —،، اس کی یہ بات سن کر چیف آف اسٹاف نے کہا کہ بہرحال ناممکن ممکن نہیں ھو سکتا — ونگ کمانڈر نے جواب دیا میریسئف جیسے آدمی کے لئے کچھہ بھی ناممکن نہیں — الکسئی کو یہ دیکھہ کر حیرت ھوئی کہ خط میں ''موسمی سرجنٹ،، کے متعلق بھی چند لفظ لکھے ھوئے تھے — کوکوشکن نے لکھا تھا سرجنٹ نے اس پر سوالوں کی ایسی بمباری کی کہ آخر اسے حکم دینا پڑا ''اباؤٹ ٹرن! مارچ!،، کوکوشکن نے آخر میں لکھا تھا کہ واپسی کے پہلے ھی دن وہ دو بار ھوائی جہاز میں اڑا — اس کی ٹانگیں بالکل ٹھیک ھو گئی ھیں — اگلے چند دن میں رجمنٹ میں نئے ھوائی جہاز ''لا — ۵،، آ جائینگے — اندرئی دیگتیارینکو ان ھوائی جہازوں کو آزما چکا ھے — اس کا کہنا ھے کہ اس ھوائی جہاز کے مقابلے میں سب جرمن ھوائی جہاز کباڑ سے بھرے ھوئے سوٹ کیسوں کی طرح ھیں —

۱۳

گرمیاں ذرا جلدی ھی شروع ھو گئیں — گرمیوں کا موسم بھی چنار کی اسی شاخ میں سے جھانکتا رھتا جس کے پتے سخت اور چمکدار ھو گئے تھے — وہ بیقراری سے سرسراتے رھتے جیسے ایک

دوسرے سے سرگوشیاں کر رہے ہوں۔ شام ہوتے ہوتے سڑک کی گرد سے ان کی چمک ماند پڑ جاتی۔ چنار کے سرخ پھولوں کا رنگ زمانہ ہوا بدل چکا تھا۔ اب وہ روشن روشن ہری گوندنیوں کی طرح نظر آتے تھے۔ یہ گوندنیاں اب پھولنے لگی تھیں اور ان کے نرم نرم، پھولے پھولے گالے ہوا میں اڑنے لگے تھے۔ دوپہر کے وقت، جب گرمی سب سے زیادہ تیز ہوتی چنار کے یہ گرم گرم گالے سارے ماسکو میں اڑتے نظر آتے۔ یہ گالے ہسپتال کی کھلی کھڑکیوں سے اندر آ جاتے اور دروازوں اور کونوں میں گلابی انبار سا لگ جاتا جہاں گرم ہوا کی لہریں انہیں بہا لاتی تھیں۔

گرمیوں کی صبح تھی، خنک، روشن اور سنہری۔ کلاودیا میخائلوونا وارڈ میں آئی تو بہت ہی گمبھیر دکھائی دے رہی تھی۔ اس کے ساتھ ساتھ ایک بڑی عمر کا آدمی آیا۔ وہ لوہے کی کمانیوں والی عینک پہنے ہوئے تھا جو ایک ڈور کے ذریعہ اس کے کانوں میں بندھی ہوئی تھی۔ وہ کلف لگا ہوا نیا سفید لبادہ اوڑھے ہوئے تھا۔ لیکن اس سے یہ بات نہ چھپ سکی کہ وہ ایک پرانا دستکار تھا۔ وہ اپنے ساتھ سفید کپڑے میں لپٹی ہوئی کوئی چیز لایا تھا۔ اس نے میریسئف کے پلنگ کے پاس فرش پر بنڈل رکھ دیا اور آہستہ آہستہ بڑی مربیانہ سنجیدگی سے اسے کھولنے لگا، جیسے وہ کوئی مداری ہو۔ چمڑے کی چرمراہٹ سنائی دینے لگی اور وارڈ میں چمڑے کی تیز کسیلی خوشبو بس گئی۔

جب کپڑا ہٹا تو اندر سے نئے، زرد، مچ مچ کرتے ہوئے نقلی پیروں کا ایک جوڑا نکلا۔ یہ پیر، جو بڑی خوبصورتی اور خوبی سے تیار کئے گئے تھے، لوگوں کی نظر کے سامنے تھے۔ نقلی پیروں میں نئے اور بھورے فوجی بوٹ تھے۔ اور وہ نقلی پیروں میں اتنی

اچھی طرح فٹ تھے کہ دیکھنے والے کو ان پر اصلی پیروں کا دھوکا ہوتا —

''اب بس ربر کے جوتوں کے ایک جوڑے کی کسر ہے — پھر تو تم ان کو پہن کر مزے میں اپنے بیاہ میں جا سکو گے،، دستکار نے کہا اور عینک کے اوپر سے جھانکتے ہوئے اپنے کارنامے کو تعریف بھری نظروں سے دیکھنے لگا — ''واسیلی واسیلی‌وچ نے خود ارڈر دیا تھا — وہ کہنے لگے ''سنو زوئیف ایک جوڑا نقلی پیروں کا ایسا بناؤ کہ اصلی پیر مات ہو جائیں،، لو یہ رہے وہ پیر! زوئیف کے بنائے ہوئے ہیں — بادشاہ بھی پہنے تو اترائے!،،

نقلی پیروں کو دیکھ کر میریسئف کا دل دھک سے رہ گیا — اس کا دل ڈوبنے لگا — لیکن جلد ہی یہ احساس جاتا رہا — اس کی جگہ ان پیروں کو آزمانے اور بے سہارا چلنے کے شوق نے لے لی — اس نے اپنی کٹی ہوئی ٹانگیں کمبل کے اندر سے نکالیں اور دستکار سے کہنے لگا کہ جلدی جلدی پہناؤ — لیکن بڈھے کو جلدی کا خیال کچھ جچا نہیں — اس کا دعوے تھا کہ عرصہ دراز پہلے اس نے ایک بڑے راجکمار کے لئے نقلی پیر بنائے تھے جس نے گھوڑ دوڑ میں اپنی ٹانگ توڑ لی تھی — اس کو اپنی تخلیق پر بڑا ناز تھا اور اپنے گاھک کی خواھش پورا کرنے کی اس راحت کو زیادہ سے زیادہ لمبا کھینچنا چاھتا تھا —

اس نے آستین سے نقلی پیروں کو صاف کیا، ناخن سے ایک پیر پر سے چھوٹا سا دھبہ مٹایا، پھونک مار کر اسے صاف کیا اور اپنے برف جیسے سفید لبادے سے پالش لگا کر چمکایا، پھر ان پیروں کو فرش پر رکھا — آھستہ آھستہ کپڑا تہہ کیا اور اپنی جیب میں رکھا —

''آؤ، دادا جان، اب ہم ذرا آزمائیں تو سہی انہیں!،، میریسئف نے اپنے پلنگ کے کنارے بیٹھتے ہوئے بے صبری سے کہا —

اب وہ اپنی کٹی ہوئی ٹانگوں کو ایک اجنبی کی نظروں سے دیکھ رہا تھا اور ایک طرح کی راحت محسوس کر رہا تھا — ٹانگیں مضبوط اور ٹھوس نظر آ رہی تھیں — ان کے اندر چربی نہ تھی جو عام طور پر بے عملی کی وجہ سے پیدا ہو جاتی ہے — بلکہ ان کے پٹھے مضبوط اور ٹھوس تھے اور سنولائی ہوئی کھال کے اندر تڑپتے ہوئے معلوم ہوتے تھے، جیسے یہ پٹھے کٹی ہوئی ٹانگوں کے نہ ہوں بلکہ ایک ایسے آدمی کے پٹھے ہوں جو تیز تیز چلنے کا عادی ہو۔

''کیا مطلب ہے تمہارا 'آؤ، آؤ'؟ کہنا آسان ہے کرنا مشکل!'' بڈھا بڑبڑایا ''واسیلی واسیلیوچ نے مجھ سے کہا 'زوئیف اپنی زندگی کا سب سے اچھا جوڑا تیار کرو — یہ لفٹیننٹ بغیر پیروں کے ہوائی جہاز اڑانا چاہتا ہے —'، اچھا خیر، لو میں تیار کر لایا! یہ رہے! ایسے پیروں سے نہ صرف یہ کہ تم چل پھر سکوگے بلکہ سائکل بھی چلا سکوگے، لڑکیوں کی کمر میں ہاتھ ڈال کر پولکا بھی ناچ سکوگے... خوب چیز تیار ہوئی ہے، میں کہتا ہوں!''

اس نے الکسئی کی کٹی ہوئی داھنی ٹانگ کو نقلی پیر کے نرم اونی خول میں ڈال دیا، مضبوطی سے کس کر اس کو فیتے سے باندھا اور پھر پیچھے ہٹ کر معائنہ کیا اور زبان سے تعریفاً چٹخارے کی آواز نکالی —

''خوب بوٹ ہے! فٹ آتا ہے نا؟ کہیں چبھتا تو نہیں، ایں؟ میرا خیال ہے نہیں چبھتا — پورے ماسکو میں چراغ لے کر ڈھونڈو زوئیف جیسا کاریگر نہ ملیگا —''

بائیں ہاتھ سے اس نے دوسرا پیر فٹ کیا — لیکن ابھی اس نے فیتہ باندھنا ختم بھی نہ کیا تھا کہ میریسئف ایک جھٹکے کے ساتھ اٹھا اور فرش پر کھڑا ہو گیا — اس کے بعد دھم سے گرنے کی آواز پیدا ہوئی — میریسئف کے منہ سے ایک چیخ نکلی اور وہ

زمین پر پلنگ کے پاس چاروں خانے چت گر گیا — بڈھے دستکار کو اتنا تعجب ہوا کہ اس کی عینک اچھل کر پیشانی پر پہنچ گئی — اس کو امید نہ تھی کہ اس کا گاھک اتنا کھلاڑی نکلیگا — میریسئف فرش پر بے بس اور بے سدھ پڑا تھا اور اس کی بوٹوں میں کسی ہوئی نقلی ٹانگیں پھیلی ہوئی تھیں — اس کی آنکھوں سے گھبراھٹ، درد اور خوف جھانک رھا تھا — کیا وہ واقعی اپنے آپ کو دھوکا دیتا رھا تھا؟

کلاودیا میخائلوونا، حیرت کے ساتھ دونوں ھاتھ پھینکتے ہوئے اس کی طرف لپکی — بڈھے دستکار کی مدد سے اس نے میریسئف کو اٹھایا اور بستر پر بٹھا دیا — وہ بے جان اور غم زدہ بیٹھا رھا — وہ ناامیدی کی ایک حسرتناک تصویر تھا —

''اے، نوجوان! تمہیں ایسا نہیں کرنا چاھئے!،، بڈھے نے کہا ''یوں اچھل پڑے جیسے اصلی پیر ھوں! لیکن جی بھی نہیں ھارنا چاھئے! تمہیں بالکل شروع سے چلنا سیکھنا ھوگا — سردست بھول جاؤ کہ تم سپاھی ھو — سمجھہ لو کہ تم ننھے منے سے بچے ھو اور تمہیں ایک ایک قدم کرکے چلنا سیکھنا ھے، شروع میں بیساکھیوں کے سہارے، پھر دیواروں کے سہارے اور اس کے بعد چھڑی کے سہارے — یہ سب تم ایک ھی جست میں نہیں کر سکتے — تمہیں یہ رفتہ رفتہ کرنا ھوگا — لیکن تم ھو کہ یوں اچھل کر کھڑے ھو گئے! یہ اچھے پیر ھیں لیکن یہ تمہارے اپنے پیر تو نہیں ھیں نا — اب کوئی بھی تمہیں ویسے پیر بنا کر نہیں دے سکتا جیسے تمہارے ابا اور اماں نے تمہیں بنا کر دئے تھے!،،

اس بد نصیب جست کے بعد الکسئی کی ٹانگیں دکھنے لگیں — لیکن اس کے باوجود وہ فوراً ان نقلی پیروں کو جانچنے پر تلا ھوا تھا — وہ لوگ اس کے لئے الیمونیم کی ھلکی بیساکھیوں کا ایک جوڑا

لے آئے — اس نے بیسا کھیوں کو فرش پر رکھا، ان کے گدے دار تکیوں کو بغل میں دبایا اور ایکے آہستہ اور بڑی احتیاط کے ساتھہ اپنے بستر سے کھسکا اور اپنے پیروں پر کھڑا ہوا — اور واقعی وہ ایک دودھہ پیتے بچے کی طرح قدم اٹھا رہا تھا جو چلنا سیکھہ رہا ہو — اس بچے کی طرح جو دل میں یہ تو محسوس کر رہا ہو کہ وہ چل سکتا ہے لیکن دیوار کے حیات بخش سہارے کو چھوڑنے کے لئے تیار نہ ہو — جس طرح ماں یا نانی ننھے بچے کو، شانوں پر بندھے ہوئے رومال کے سہارے، پہلی بار چلنے کے لئے نکالتی ہے، اسی طرح ایک طرف سے کلاودیا میخائلوونا نے بڑی احتیاط سے اس کو سہارا دیا اور دوسری طرف سے بڈھے دستکار نے — وہ ایک منٹ کو کھڑا رہا اور جب پیر فیتوں سے کسے گئے تو جوڑ میں اسے بڑی تکلیف ہوئی — پھر اس نے جھجکتے ہوئے پہلے ایک بیسا کھی آگے بڑھائی اور پھر دوسری — اس کے بعد اس نے پورے جسم کا بوجھہ بیسا کھیوں پر ڈال دیا — پھر اس نے ایک ٹانگ آگے بڑھائی، پھر دوسری — چرمراتے ہوئے چمڑے کی آواز سنائی دی — اس کے ساتھہ ہی فرش پر کھٹ کھٹ کی آواز دو بار ابھری —

''شاباش! مبارک!،، دستکار نے زیرلب آہستہ سے کہا —

میریسئف نے اسی احتیاط سے چند اور قدم اٹھائے لیکن ان نقلی پیروں کے ان پہلے قدموں کے اٹھانے میں اسے اتنی جاں فشانی سے کام لینا پڑا کہ جب وہ دروازے تک جا کر پلٹا تو اسے محسوس ہوا جیسے وہ پورا پیانو اٹھا کر چار منزلہ زینے پر چڑھہ رہا ہو — اس نے خود کو منہ کے بل بستر پر گرا دیا — اس کا پورا بدن پسینے میں شرابور تھا — وہ اتنا کمزور ہو گیا تھا کہ کروٹ لے کر چت لیٹنا بھی اس کے لئے دو بھر تھا —

''کہو، پسند آئے نا؟ تمہیں خدا کا شکر ادا کرنا چاہئے کہ اس دنیا میں زوئیف جیسا آدمی موجود ہے،، بڈھا دستکار فیتے کھولتا جاتا تھا اور ڈینگ مارتا جاتا تھا — جب اس کی ٹانگیں نکلیں تو نئے دباؤ کی وجہ سے سوجی ہوئی تھیں — ''ان پیروں کو پہن کر تو تم نہ صرف معمولی پرواز کر سکتے ہو بلکہ تم اڑ کر سیدھے الله میاں کے گھر پہنچ سکتے ہو — خوب چیز ہے، میری مانو!،،

''شکریہ، شکریہ دادا میاں! خوب چیز ہے، میں جانتا ہوں،، الکسئی بڑبڑایا —

دستکار کچھہ دیر ہچکچاتا ہوا کھڑا رہا جیسے کچھہ پوچھنا چاہ رہا ہو اور پوچھنے کی ہمت نہ ہو رہی ہو — یا جیسے وہ خود کسی سوال کے انتظار میں کھڑا ہو — آخر، مایوسی بھری ٹھنڈی سانس لے کر وہ آہستہ آہستہ دروازے کی طرف بڑھا:

''اچھا، خدا حافظ، امید ہے کہ تمہیں پسند آئینگے!،، لیکن اس کے دروازے تک پہنچنے سے پہلے استروچکوف نے پکار کر کہا:

''اے بڑے میاں — لو یہ لو — یہ بادشاہ کے شایان شان پیر بنانے کی خوشی میں جام چڑھانے کے لئے ہیں!،، یہ کہہ کر اس نے دستکار کے ہاتھہ میں چند نوٹ تھما دئے —

''شکریہ! بہت بہت شکریہ! واقعی یہ موقع ہی ایسا ہے کہ ضرور پینا چاہئے!،، بڈھا نہال ہو گیا اور اپنے لبادے کا دامن اٹھاتے ہوئے، جیسے وہ دستکار کا اپرن ہو، اس نے بڑی شان سے روپیہ کمر کی جیب میں ڈال لیا — ''شکریہ — میں واقعی پیونگا — جہاں تک ان پیروں کا تعلق ہے، میں کہتا ہوں، میں نے بہترین ہنر اس میں لگا دیا — واسیلی واسیلی‌وچ نے مجھہ سے کہا 'زوئیف یہ ایک خاص قسم کا کیس ہے — تم بہتر سے بہتر چیز تیار کرو —، لیکن کیا زوئیف نے کبھی بہتر سے بہتر کے علاوہ بھی کوئی کام کیا ہے؟

واسیلی واسیلی‌وچ سے ملاقات ہو تو کہنا تمہیں یہ چیز پسند آئی ہے —،،

یہ کہہ کر دستکار جھکا اور بدبداتے ہوئے وارڈ سے چلا گیا — میریسئف پڑا پڑا اپنے نئے پیروں کو دیکھہ رہا تھا جو اس کے پلنگ کے پاس فرش پر رکھے ہوئے تھے — وہ جتنا اسے دیکھتا اتنا ہی اس کی خوبصورت وضع، صفائی اور ہلکے پن کا قائل ہوتا جاتا — ''سائکل چلاؤ، پولکا ناچو، ہوائی جہاز اڑاؤ، اڑ کر اللہ میاں کے گھر چلے جاؤ! ہاں میں یہ سب کرونگا! ہاں میں یہ سب کرونگا!،، اس نے سوچا —

اس دن اس نے اولیا کو ایک اچھا سا مسرت بھرا خط لکھا — اس نے اس کو بتایا کہ نیا ہوائی جہاز لینے کا جو کام اس کے سپرد ہوا تھا، اب ختم ہونے والا ہے اور امید ہے کہ موسم خزاں میں یا زیادہ سے زیادہ جاڑے تک، اس کے حکام اس کو بوجھل اور بے رنگ کام سے چھٹکارا دے دینگے — اس کام سے وہ بالکل تنگ آ چکا تھا — پھر اس کو محاذ پر اپنے رجمنٹ میں بھیج دیا جائیگا — وہاں اس کے دوست اسے بھولے نہیں تھے بلکہ واقعہ تو یہ تھا کہ وہ سب اس کی راہ دیکھہ رہے تھے — جب سے اس کے ساتھہ حادثہ ہوا تھا، اس نے یہ پہلا اچھا سا امید بھرا خط لکھا تھا — اپنی محبوبہ کے نام یہ اس کا پہلا خط تھا جس میں اس نے پہلی بار لکھا تھا کہ ہمیشہ تمہارے بارے میں سوچتا رہتا ہوں اور تمہارے لئے تڑپتا رہتا ہوں — اس نے ڈرتے ڈرتے لکھا تھا کہ میرا دیرینہ خواب یہ ہے کہ جنگ کے ختم ہونے کے بعد، اگر تمہارا ارادہ بدل نہ گیا ہو، تو تمہارے ساتھہ مل کر اپنا گھر بساؤں — اس نے یہ خط باربار پڑھا اور آخرکار ایک ٹھنڈی سانس لے کر آخر کی سطریں کاٹ دیں —

اس نے جو خط ''موسمی سرجنٹ،، کو لکھا، وہ جوش اور امنگ سے بھرا ہوا تھا — اس نے اس شاندار دن کی ایک ایک تفصیل لکھی — اس نے ان نقلی پیروں کا ایک خاکہ بنایا جو کسی شہنشاہ کو بھی کبھی نصیب نہیں ہوئے تھے — اس نے بتایا کہ اس نے پہلے قدم کس طرح اٹھائے — ساتھہ ھی اس نے زوردار باتونی بڈھے دستکار کے بارے میں بھی لکھا جس نے پیش گوئی کی تھی کہ الکسئی سائکل چلا سکتا ھے، پولکا ناچ سکتا ھے اور اڑ کر آسمان میں جا سکتا ھے — '' اس لئے تم رجمنٹ میں میری واپسی کی امید کر سکتی ھو — کمانڈنٹ سے کہو کہ نئے اڈے میں وہ میرے لئے ایک نئی جگہ کا انتظام کر چھوڑے،، اس نے ترچھی نظر سے فرش پر دیکھتے ہوئے لکھا — نقلی پیر پلنگ کے نیچے سے جھانک رہے تھے، جیسے کوئی وہاں چھپا بیٹھا ھو — الکسئی نے چاروں طرف نظریں دوڑائیں کہ کہیں کوئی اسے دیکھہ تو نہیں رہا ھے — پھر وہ جھکا اور ٹھنڈے، چمکدار چمڑے کو بڑی محبت سے سہلانے لگا —

ایک اور جگہ تھی جہاں ''بادشاہ کے شایان شان نقلی پیر،، زوردار بحث کا موضوع بنے ہوئے تھے — یہ تھی ماسکو یونیورسیٹی کے میڈیکل کورس کی تیسری جماعت — اس جماعت کی تمام لڑکیاں، (اور اس کورس میں زیادہ تر لڑکیاں تھیں اس زمانے میں) وارڈ نمبر بیالیس کے بارے میں رتی رتی باتیں جانتی تھیں — انیوتا کو اپنے نامہ نگار پر بڑا ناز تھا — افسوس کہ لفٹیننٹ گووزدیف کے خط، جو عام اطلاع کے لئے نہیں لکھے جاتے تھے باآواز بلند پڑھے جاتے، کبھی پورا خط پڑھا جاتا کبھی خط کے خاص خاص حصے — البتہ سب سے بے تکلف ٹکڑے چھپا لئے جاتے — جیسے جیسے خط و کتابت کا سلسلہ آگے بڑھتا گیا اس قسم کے ٹکڑوں کی تعداد خطوں میں بڑھتی گئی —

میڈیکل کورس کی پوری تیسری جماعت کو بہادر گریشا گووزدیف سے محبت تھی — پوری جماعت کڑوے کسیلے کوکوشکن کو ناپسند کرتی تھی — اور میریسئف کے ناقابل تسخیر جذبے کی داد دیتی تھی — پوری جماعت کمیسار کی موت کا سوگ کسی عزیز کے سوگ کی طرح منا رہی تھی، گووزدیف نے اس کی تعریف میں ایسے قصیدے لکھے تھے کہ سب لڑکیاں اس کا احترام اور اس سے محبت کرنے لگی تھیں — جب انہوں نے سنا کہ یہ زندگی سے بھرپور آدمی چل بسا تو بہتوں کی آنکھوں سے آنسو چھلک پڑے —

ہسپتال اور یونیورسیٹی کے درمیان خط و کتابت کا سلسلہ بڑھتا ہی چلا گیا — ان نوجوانوں کو معمولی ڈاک سے تسلی نہ ہوتی جو ان دنوں بہت سست رو ہو گئی تھی — ایک خط میں گووزدیف نے کمیسار کا یہ قول نقل کیا تھا کہ ان دنوں خط اپنی منزل پر اسی رفتار سے پہنچتے ہیں جس رفتار سے دور دور بکھرے ہوئے ستاروں کی روشنی زمین تک آتی ہے — ایک انسان کی زندگی کا چراغ گل ہو سکتا ہے لیکن اس کے خط آہستہ آہستہ سفر کرتے رہینگے اور آخر جب منزل پر پہنچینگے تو اپنے پڑھنے والوں کو ایک ایسے آدمی کا حال بتائینگے جو بہت پہلے اس دنیا سے کوچ کر چکا ہوگا — من میں سمائی کر گزرنے والی باعمل انیوتا نے خط و کتابت کا اور بھی اچھا اور چوکھا طریقہ تلاش کیا — ایک بوڑھی نرس کی شکل میں ان کو ایک قاصد مل گیا — یہ نرس یونیورسیٹی کی کلینک میں بھی کام کرتی تھی اور واسیلی واسیلیوچ کے ہسپتال میں بھی —

اس دن سے یہ ہوا کہ یونیورسیٹی کو وارڈ نمبر بیالیس میں رونما ہونے والے واقعات کا علم ہر دوسرے تیسرے دن ہو جاتا — یونیورسیٹی بھی فوراً جواب دیتی — ''بادشاہ کے شایان شان نقلی پیروں،، کے سلسلے میں ایک بحث چھڑ گئی تھی کہ آیا میریسئف

هوائی جہاز اڑا سکیگا یا نہیں — اس پر جوش اور جوانی سے سرشار بحث میں دونوں فریق کو میریسئف سے ہمدردی تھی — بہت سے کم حوصلہ لوگ ہوابازی کی پیچیدگیوں کے پیش نظر کہتے کہ میریسئف کبھی بھی ہوائی جہاز نہیں اڑا سکیگا — لیکن رجائی قسم کے لوگ کہتے کہ ایک ایسے آدمی کے لئے جو دشمن سے بچنے کے لئے اٹھارہ دن جنگلوں میں رینگتا رہا ہو —— نہ جانے کتنے کلومیٹر —— ہاں ایسے آدمی کے لئے کچھہ بھی ناممکن نہیں — رجائی قسم کے لوگ اپنی دلیل کو تقویت پہنچانے کے لئے تاریخ اور افسانوں سے واقعات کا حوالہ دیتے —

انیوتا نے اس بحث میں حصہ نہیں لیا — ایک ایسے ہواباز کے نقلی پیر جس سے وہ انجان تھی اس کے لئے بہت زیادہ دلچسپی کا باعث نہ تھے — اسے کبھی کبھار جو چند لمحے فرصت کے ملتے ان میں وہ گووزدیف کے متعلق، اپنے جذبات کے متعلق سوچا کرتی — اسے محسوس ہوتا کہ یہ جذبات زیادہ سے زیادہ پیچیدہ ہوتے جا رہے ہیں — شروع میں اس نے اس بہادر افسر کے بارے میں، اس کی غم و الم سے بھری ہوئی زندگی کے بارے میں سنا تو اس نے اس کا دکھہ بٹانے کے لئے ایک بے لوث خط لکھا — لیکن جیسے جیسے ان کی دوستی خط و کتابت کے دوران میں بڑھتی گئی، حب الوطنی کی جنگ کے ایک ہیرو کے خیالی پیکر کی جگہ ایک حقیقی، زندہ نوجوان ہستی نے لے لی اور پھر یہ نوجوان زیادہ سے زیادہ اسے اپنی طرف کھینچنے لگا — اس نے محسوس کیا کہ جب اس کے ہاں سے کوئی خط وط نہیں آتا تو اس کا دل بہت کڑھتا اور اداس ہو جاتا ہے — یہ ایک نئی بات تھی اور اس چیز نے اسے ڈرا دیا — کیا یہ محبت ہے؟ کیا ایک ایسے آدمی سے محبت ممکن تھی جس کو اس نے کبھی دیکھا نہ تھا، جس کی اس نے آواز بھی نہیں سنی تھی، جس کو وہ صرف خط

سے جانتی تھی؟ ٹینک مین کے خط میں ذرا زیادہ ایسے ٹکڑے نظر آنے لگے جن کو زور سے پڑھ کر وہ اپنی سہیلیوں کو نہ سنا سکتی تھی — جب ایک خط میں گووزدیف نے یہ لکھا کہ میں ''خط و کتابت کرتے کرتے عشق میں مبتلا ہو گیا ہوں،، تو انیوتا کو محسوس ہوا کہ وہ خود بھی عشق میں گرفتار ہے — اس نے محسوس کیا کہ اس کی محبت اسکول کی لڑکی کی محبت نہیں ہے — یہ سچی چاہ ہے — اس نے محسوس کیا کہ اگر یہ خط آنا بند ہو جائیں تو زندگی میں کوئی معنی نہ رہ جائے — وہ بڑی بے صبری سے ان خطوں کی راہ دیکھتی رہتی —

اس طرح انہوں نے بغیر ملے جلے ایک دوسرے سے اپنی محبت کا اقرار کر لیا — لیکن اس کے بعد گووزدیف کے ساتھ ضرور کوئی واقعہ پیش آیا ہوگا — اس کے خطوں سے گھبراہٹ، بے چینی اور ابہام جھلکنے لگا — بعد میں اس نے ہمت سے کام لیا اور انیوتا کو لکھا کہ یہ ان کی غلطی تھی کہ انہوں نے ایک دوسرے سے محبت کا اقرار ملے بغیر کر لیا — شاید انیوتا کو اس کا اندازہ نہیں کہ اس کا چہرہ کتنی بری طرح مسخ ہو گیا ہے — اس نے لکھا کہ میں نے جو اپنی پرانی تصویر بھیجی تھی، اس سے میں بہت مختلف ہوں — وہ اس کو دھوکا نہیں دینا چاہتا تھا — اس نے التجا کی کہ وہ اس کو اب اپنے جذبات کے بارے میں نہ لکھے جب تک وہ خود اپنی آنکھوں سے یہ نہ دیکھ لے کہ وہ کیسے آدمی سے محبت کرتی ہے —

یہ خط پڑھ کر پہلے تو انیوتا کو غصہ آیا — پھر اسے ڈر لگنے لگا — اس نے اپنی جیب سے تصویر نکالی — ایک پتلا چہرہ جس سے جوانی پھوٹ رہی تھی، روپ ریکھا سے ایک آہنی عزم ٹپک رہا تھا — پتلی سی ستواں ناک، چھوٹی چھوٹی مونچھیں اور خوبصورت

ہونٹ اس کے سامنے تھے — ''اور اب؟ اور اب میری جان، اب تم کیسے لگتے ہو؟،، اس نے تصویر کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا — ڈاکٹری کی طالبعلم ہونے کی وجہ سے وہ جانتی تھی کہ جلنے کا زخم بہت مشکل سے بھرتا ہے اور گہرے، امٹ نشان چھوڑ جاتا ہے — نہ جانے کیوں اس کو یاد آیا کہ علم عضویات کے عجائب گھر میں اس نے ایک لیوپس زدہ چہرے کا موڈل دیکھا تھا — یہ ایک داغ داغ چہرہ تھا، جس پر نیلے نیلے نشان لیک کی طرح کھنچے ہوئے تھے، بھونڈے گھسے ہوئے ناہموار ہونٹ، چپکی ہوئی بھویں اور سرخ پپوٹے پلکوں سے محروم — کون جانے اس کا چہرہ اگر ایسا ہو تو؟ اس خیال کے آتے ہی اس کا رنگ زرد پڑ گیا — لیکن اس نے دل ہی دل میں خود کو خوب برا بھلا کہا — اچھا مان لو کہ وہ ایسا ہی ہے؟ وہ ایک جلتے ہوئے ٹینک میں دشمن سے لڑا، اس نے اس کی آزادی، اس کی تعلیم کے حق، اس کی عزت، اس کی زندگی کی حفاظت کی — وہ ہیرو ہے — اس نے نہ جانے کتنی بار اپنی زندگی کو خطرے میں ڈالا ہے اور اب پھر وہ محاذ پر لوٹنے، لڑنے اور دوبارہ اپنی زندگی کو خطرے میں ڈالنے کے لئے تڑپ رہا ہے — لیکن اس نے خود اس جنگ میں کیا کارنامہ انجام دیا ہے؟ اس نے خندقیں کھودی تھیں، ہوائی حملوں سے بچاؤ کے سلسلے میں کچھہ فرایض انجام دئے تھے اور اب ایک فوجی ہسپتال میں کام کر رہی تھی — لیکن اس کارناموں کے مقابلے میں اس کے کام کی کیا حیثیت ہے؟ ''یہ شکوک بجائے خود ایسے ہیں کہ معلوم ہوتا ہے جیسے میں اس کے قابل نہیں ہوں،، اس نے اپنے آپ پر حملہ بول دیا اور اپنی آنکھوں میں ابھرنے والے خوفناک چہرے کو دور کرنے کی کوشش کرنے لگی —

انیوتا نے اس کو خط لکھا — اتنا لمبا اور اتنا محبت بھرا خط اس نے پوری خط و کتابت کے دوران میں نہ لکھا تھا — ظاہر ہے گووزدیف کو ان اندیشوں کے بارے میں کبھی بھی کچھ معلوم نہ ہو سکا — جب اس کو اپنے وسوسوں اور اندیشوں سے بھرے ہوئے خط کا اتنا شاندار جواب ملا تو اس نے خط کو باربار پڑھا — اس نے اس کے بارے میں استروچکوف کو بھی بتایا جس نے پوری رام کہانی بڑے شوق سے سننے کے بعد کہا:

''میاں ذرا ہمت سے کام لو — تم کو یہ کہاوت معلوم ہے: چہرہ سندر اور دل ٹھنڈا — چہرہ سادہ اور دل سونا — آج تو اور بھی یہ سچ ہے جبکہ مرد اتنے کم یاب ہیں — ،،

ظاہر ہے یہ صفائی گووزدیف کو دلاسا نہ دے سکی — جیسے جیسے ہسپتال سے رخصت ہونے کا دن قریب آتا جاتا وہ آئینے میں اپنی صورت باربار اور زیادہ دیر تک دیکھا کرتا — کبھی وہ سرسری اور اچٹتی ہوئی نظر سے دیکھتا اور کبھی وہ اپنا چہرہ آئینے سے بالکل ملا دیتا اور اپنے نشان زدہ اور داغ داغ چہرے پر گھنٹوں مالش کرتا رہتا —

اس کی التجا پر، کلاودیا میخائلوونا اس کے لئے غازہ اور کریم لے آئی — لیکن جلد ہی اس کو معلوم ہو گیا کہ غازہ اور کریم سے اس کے داغوں پر پردہ نہیں پڑ سکیگا — لیکن رات کو جب سب گہری نیند سو جاتے وہ چپکے سے غسل خانے میں جاتا اور وہاں دیر تک بیٹھا اپنے داغوں پر مالش کرتا رہتا، پاؤڈر ملتا اور پھر دیر تک مالش کرتا اور پھر امید بھری نظروں سے آئینے میں دیکھتا — دور سے وہ ایک گبرو جوان معلوم ہوتا — ہٹا کٹا جسم، چوڑے شانے اور پتلی کمر، سیدھی اور مضبوط ٹانگیں — لیکن قریب سے ٹھوڑی اور گالوں پر سرخ داغوں اور کھنچی ہوئی جلی جلی کھردری کھال

دیکھه کر وہ دیوانہ ہو جاتا — ''وہ دیکھه کر کیا کہیگی؟''، وہ اپنے آپ سے پوچھتا — وہ تو ڈر جائیگی — وہ اسے دیکھیگی اور منه پھیر کر ، کندھے جھٹکتے ہوئے چل دیگی — اور اس سے بھی بری بات یہ ہوگی کہ وہ اخلاقاً اس سے ایک آدھه گھنٹه بات چیت کریگی اور پھر کاروباری انداز میں کچھه کہیگی اور پھر —— خدا حافظ! وہ گھبراتا اور غصے سے زرد ہو جاتا جیسے یہ واقعہ پیش آ بھی چکا ہو —

پھر وہ اپنی جیب سے ایک تصویر نکالتا اور ایک گول چہرےوالی لڑکی کے خد و خال کا کڑی نظروں سے جائزہ لیتا : نرم نرم، ہلکے، پھولے پھولے سے بال، جو اونچے ماتھے سے پیچھے کی طرف لٹکے ہوئے تھے — تھپکی ہوئی، اوپر کی طرف اٹھی ہوئی سی پکی روسی ناک اور نازک نازک بچوں جیسے لب — اوپر کے ہونٹ پر ایک تل تھا جو بہت ہلکا نظر آتا تھا — اس بھولی من موہنی صورت سے دو سرمئی یا شاید نیلی آنکھیں، ذرا ابھری ابھری سی، بڑی بے باکی اور خلوص سے اس کو گھور رہی تھیں —

''بتاؤ مجھے تم کیسی ہو؟ کیا تم ڈر جاؤ گی؟ کیا تم بھاگ جاؤ گی؟ کیا تمہارا دل اتنا بڑا ہے کہ تم اس بھیانک دیو کی شکل کو نظر انداز کر دو؟''، وہ تصویر کو غور سے دیکھتے ہوئے پوچھتا —

اس اثنا میں، سینئر لفٹیننٹ میریسئف اپنی بیساکھیوں کی کھٹ کھٹ اور نقلی پیروں کی چرمراہٹ کے ساتھه اس کے پاس سے گزرا — وہ گلیارے میں انتھک پھدکتا رہا — ایک بار، دو بار، دس بار، بیس بار — وہ ہر صبح شام یہ مشق کیا کرتا تھا — یہ پروگرام اس نے اپنے لئے طے کر لیا تھا اور ہر روز وہ اس مشق کو لمبا کھینچتا جاتا تھا —

''خوب آدمی ہے یہ!،، گووزدیف نے اپنے آپ سے کہا ''دھن کا پکا! ہمت کا لفظ کافی نہیں اس کے لئے! ایک ہفتے میں بیساکھیوں پر چلنا سیکھ لیا – بعض بعض لوگ پورے مہینے لگا دیتے ہیں – کل اس نے اسٹریچر پر جانے سے انکار کر دیا اور علاج کے لئے خود ہی نیچے اترا اور واپس بھی خود ہی آگیا – اس کا چہرہ آنسوؤں سے بھیگا ہوا تھا – لیکن وہ اپنی دھن میں آگے بڑھتا رہا اور نرس نے اسے سہارا دینا چاہا تو اس پر برس پڑا – کوئی دیکھتا اسے لینڈنگ پر بغیر کسی مدد کے پہنچنے کے بعد کس شان سے مسکرایا ہے! جیسے اس نے کوہ البروس کی چوٹی سر کر لی ہو –،،

گووزدیف آئینے کی طرف سے مڑا اور میریسئف کو بیساکھیوں کے سہارے تیز تیز ڈگ بھرتے ہوئے دیکھنے لگا – '' ذرا دیکھو تو بھلا! بالکل دوڑ رہا ہے! اور کتنی دلکش، کتنی بانکی صورت ہے اس کی! بھوؤں پر ایک چھوٹا سا نشان ہے – لیکن اس سے اس کی صورت میں کوئی عیب نہیں پیدا ہوتا، بلکہ اس سے اس کی دلکشی دوبالا ہو جاتی ہے – کاش میری صورت شکل ایسی ہوتی! ہاں پیروں میں کیا رکھا ہے؟ پیر کون دیکھتا ہے – اور یقینی وہ چلنا بھی سیکھیگا اور بعد میں ہوائی جہاز بھی اڑائیگا! لیکن چہرہ! اس قسم کا بھیانک چہرہ تو نہیں چھپایا جا سکتا – ایسا لگتا ہے کہ اس چہرے پر نشے میں دھت شیطانوں نے مٹر کے دانے دلے ہیں –،،

سہ پہر میں الکسئی میریسئف گلیارے میں اپنی شام کی ورزش کی مشق کا تیئسواں دور پورا کر رہا تھا – اس کے پورے جسم میں اس کی سوجی ہوئی رانوں کی جلن تیر رہی تھی اور اس کے کندھے اس کی بیساکھیوں کے ٹیک کے دباؤ سے دکھ رہے تھے – بیساکھیوں پر ڈگ بھرتے ہوئے اس نے کنکھیوں سے ٹینک مین کو دیکھا جو آئینے کے سامنے کھڑا تھا – ''اچھا مسخرا ہے!،،

اس نے دل ہی دل میں سوچا ''آخر وہ اپنے چہرے کی خاطر اتنا پریشان کیوں ہے؟ ظاہر ہے اب وہ فلم اسٹار بننے سے تو رہا لیکن ٹینک مین ——— ہاں ٹینک مین بننے سے اسے کون روک سکتا ہے؟ ہاں سر، بازو اور ٹانگیں سلامت رہیں تو چہرے کو کون پوچھتا ہے — ہاں ٹانگیں، اصلی ٹانگیں، ایسے کٹے ہوئے ٹھنٹھہ نہیں جو دکھتے اور جلتے رہتے ہیں، جیسے نقلی پیر چمڑے کے نہ ہوں بلکہ تپتے ہوئے لال لوہے کے ہوں —،،

کھٹ کھٹ، چرمر چرمر، کھٹ کھٹ، چرمر چرمر...

اس نے سارے جتن کئے مگر مارے ٹیس کے آنسو تھے کہ اس کی آنکھوں میں امڈے چلے آ رہے تھے — لیکن اس نے ہونٹ کاٹتے اور آنسوؤں کو پیتے ہوئے، اپنا انتیسواں پھیرا پورا کیا اور اس دن کی ورزش ختم ہوئی —

۱۴

جون کے وسط میں، گریگوری گووزدیف ہسپتال سے رخصت ہو گیا —

اپنے کوچ سے ایک دو دن پہلے الکسئی سے اس کی ایک لمبی گفتگو ہوئی — دونوں کی یکساں بد نصیبی اور ذاتی معاملات کی یکساں پیچیدگی نے دونوں کو ایک دوسرے سے قریب کر دیا تھا — ایسی حالتوں میں جیسا ہوتا ہے ویسا ہی ہوا — دونوں نے ایک دوسرے کے سامنے دل کھول کے رکھہ دیا — دونوں نے ایک دوسرے کو صاف صاف اپنے اپنے اندیشوں کے بارے میں بتایا — دونوں نے ایک دوسرے کو وہ تمام باتیں بتائیں جو اپنی آن کی وجہ

سے دوسرے ساتھیوں کو نہیں بتاتے تھے اور اکیلے اپنا دکھ جھیلتے تھے — دونوں نے ایک دوسرے کو اپنی اپنی محبوبہ کی تصویر دکھائی —

الکسئی کے پاس اولیا کی جو تصویر تھی، وہ قدرے پرانی اور دھندلی تھی — یہ تصویر اس نے خود لی تھی — جون کا صاف شفاف دن تھا — دونوں نے والگا کے دوسرے کنارے پر پھولوں سے لدے ہوئے سرسبز میدان میں دوڑ لگائی تھی — یہ ایک کومل سی خوبصورت لڑکی تھی — لڑکی چھینٹ کا فراک پہنے ہوئے دوزانو بیٹھی تھی — اور اس کی گود میں پھولوں کا ڈھیر تھا — ڈیزی کے پھولوں کے درمیان وہ خود سفید اور پاکیزہ نظر آ رہی تھی، جیسے شبنم میں نہایا ہوا ڈیزی کا پھول — پھولوں کو آراستہ کرتے ہوئے اس کا سر کسی خیال میں مگن ایک طرف جھک گیا تھا — اس کی آنکھیں پھیلی ہوئی تھیں اور آنکھوں سے ایک قسم کی بے خودی جھانک رہی تھی جیسے وہ اس شاندار منظر کا نظارہ پہلی بار کر رہی ہو —

اس تصویر کو دیکھتے ہوئے ٹینک مین نے کہا کہ اس قسم کی لڑکی کسی شخص کو اس کی بد نصیبی کے لمحے میں نہیں چھوڑ سکتی — لیکن اگر وہ ایسا کرے تو اس کو جہنم میں جانے دو — اس سے صرف اتنا ثابت ہوگا کہ صورتیں فریب دیتی ہیں — اگر وہ تمہیں چھوڑ کر چل دے تو یہ بہتر ہی ہوگا کیونکہ اس کا مطلب یہ ہوگا کہ وہ ایک نکمی اور ناکارہ لڑکی تھی اور بھلا ایسی فضول لڑکی سے زندگی بھر کو بندھ جانے میں کیا رکھا ہے، کیوں؟

الکسئی کو انیوتا کا روپ بھا گیا اور اس کو محسوس کئے بغیر اس نے گووزدیف سے وہی باتیں ذرا دوسرے انداز میں کہیں جن کا اظہار خود گووزدیف ابھی ابھی کر چکا تھا — اس بات چیت میں کوئی خاص اہم بات نہ تھی اور اس بات چیت سے ان کے مسائل

کو حل کرنے میں ذرا مدد نہ ملی — لیکن اس کے بعد دونوں کے دل ہلکے ہو گئے — جیسے بہت دنوں سے ٹیس مارتا ہوا بڑا سا زخم پھوٹ بہا ہو—

ان لوگوں نے کچھہ یوں طے کیا کہ جب گووزدیف ہسپتال سے رخصت ہو تو وہ اور انیوتا وارڈ کی کھڑکی کے پاس سے گزرینگے— انیوتا نے گووزدیف کو ٹیلیفون پر بتایا تھا کہ وہ آئیگی اور اس سے ملیگی— اس کے بعد الکسئی گووزدیف کو لکھیگا کہ اس نے الکسئی پر کیا تاثر چھوڑا تھا— دوسری طرف گووزدیف نے وعدہ کیا کہ وہ الکسئی کو خط لکھیگا اور بتائیگا کہ انیوتا اس سے کس طرح ملی اور جب اس نے اس کا مسخ چہرہ دیکھا تو اس کا کیا درعمل ہوا اور ان کی آپس میں کیسی نبھہ رہی ھے— اس پر الکسئی نے فیصلہ کیا کہ اگر گریشا کے ساتھہ سب کچھہ بخیر تمام گزر گیا تو وہ فوراً اولیا کو اپنے بارے میں سب کچھہ بتائیگا اور اس سے درخواست کریگا کہ اس کی ماں کو کچھہ نہ بتائے جو بہت بیمار تھی اور مشکل سے پلنگ سے اٹھہ سکتی تھی—

یہی وجہ تھی کہ دونوں اتنی گھبراھٹ اور پریشانی کے ساتھہ ٹینک مین کی روانگی کی گھڑی کا انتظار کر رہے تھے— دونوں اتنے پریشان تھے کہ بالکل سو نہ پاتے اور رات کے وقت چپکے سے گلیارے میں نکل جاتے— گووزدیف تو آئینے کے سامنے اپنے چہرے پر ایک بار اور مالش کرنے چلا جاتا اور میریسئف، آواز سے بچنے کے لئے اپنی بیساکھیوں کے نیچلے سروں پر روئی لپیٹتا اور اپنی مشق کے سلسلے میں ایک پھیرا اور لگا لیتا—

دس بجے کلاودیا میخائلوونا آئی اور ایک شریر مسکراھٹ کے ساتھہ گووزدیف سے بولی کہ کوئی اس سے ملنے آیا ھے — گووزدیف پلنگ سے اچھل پڑا جیسے ہوا کے طوفانی جھونکے نے اسے اچھال

دیا ہو— اس کا چہرہ اس غضب کا لال ہو گیا کہ اس کے چہرے کے داغ اور بھی نمایاں ہو گئے — وہ جلدی جلدی اپنی چیزیں سمیٹنے لگا —

''اچھی لڑکی ہے اور بڑی گمبھیر دکھتی ہے،، اس نے گووزدیف کی جلد بازی کو دیکھتے ہوئے مسکرا کر کہا —

گووزدیف کا چہرہ خوشی سے کھل اٹھا —

''سچ کہتی ہو؟ کیا تمہیں وہ پسند آئی؟ اچھی لڑکی ہے، ہے نا؟،، اس نے پوچھا اور اپنے جوش اور اضطراب میں خدا حافظ کہنا بھی بھول گیا اور وارڈ سے نکل بھاگا —

''ایسے ہی لوگ جال میں پھنستے ہیں!،، میجر استروچکوف غرایا —

پچھلے چند دنوں میں اس وحشی کو کچھ ہو گیا تھا — وہ بہت مرجھایا مرجھایا رہتا تھا — اکثر بے وجہ اس پر غصے کا بھوت سوار ہو جاتا — اب چونکہ وہ بیٹھنے کے قابل ہو گیا تھا اس لئے بستر میں بیٹھا بے وجہ سارا سارا دن کھڑکی سے باہر گھورتا رہتا — وہ اپنے گالوں کو ہتھیلیوں پر رکھ لیتا اور جب کوئی کچھ پوچھتا تو جواب دینے سے انکار کر دیتا —

پورا وارڈ —— اداس میجر، میریسئف اور دو نئے مریض، سبھی کھڑکی پر جھک گئے اور اپنے سابق ساتھی کے سڑک پر نکلنے کا انتظار کرنے لگے — دن گرم تھا — ملائم ملائم سے موج در موج بادل، جن کی سنہری گوٹ چمک رہی تھی، تیز تیز آسمان میں تیر رہے تھے اور ان کے ہیولے بدلتے جا رہے تھے — ٹھیک اس لمحے ایک چھوٹی سی سرمئی رنگ کی پھولی پھولی سی گھٹا دریا کے اوپر سبک خرام نظر آئی — یہ گھٹا بڑی بڑی بوندیں برسا رہی تھی جو دھوپ میں چمک رہی تھیں — گرانیٹ کے پشتے یوں چمک

رہے تھے جیسے ان پر پالش کر دی گئی ہو — کولتار کی پختہ سڑک کھرے مرمریں دھبوں سے بھری ہوئی تھی — سڑک سے ایک ایسی لطیف بھیگی بھیگی بھاپ سی اٹھہ رہی تھی کہ آدمی کا دل بیساختہ چاہتا کہ کھڑکی سے سر نکال کر ان بوندوں میں نہا لے —

''وہ آیا،، میریسئف زیرلب بولا —

پھاٹک پر، شاہ بلوط کے بھاری دروازے کھلے اور دو آدمی باہر نکلے — ایک تو ذرا گول مٹول سی جوان عورت تھی — اس کا سر ننگا تھا — اس کے بال پیشانی سے پیچھے کی طرف پڑے ہوئے تھے — وہ سفید بلاؤز اور سیاہ لہنگا پہنے ہوئے تھی — دوسرا آدمی نوجوان سپاہی تھا جس کو الکسئی بھی پہلی نظر میں پہچان نہ سکا — یہ ٹینک مین تھا — ایک ھاتھہ میں وہ سوٹ کیس اٹھائے ہوئے تھا اور اس کے دوسرے بازو پر اس کا جاڑے کا بھاری فوجی کوٹ پڑا ہوا تھا — معلوم ہوتا تھا کہ وہ اپنی طاقت کا امتحان لے رہا ھے — وہ آزادی سے چلنے پھرنے کے احساس سے اتنا خوش تھا کہ وہ دوڑنے کے بجائے زینے پر پھسلتا ہوا معلوم ہو رہا تھا — اس نے اپنی ساتھی کا بازو پکڑا اور دونوں بھاری سنہری بوندوں میں نہاتے ہوئے، پشتے پر وارڈ کی کھڑکی کی طرف چلنے لگے —

الکسئی نے ان کو دیکھا اور اس کا دل مسرت سے سرشار ہو گیا — خوب، سب کچھہ بخیر تمام گزر گیا! تعجب کی کیا بات جو اس کا چہرہ اتنا معصوم، پیارا اور سادہ ھے — ایسی لڑکی کبھی بھی اپنا منہ نہیں پھیریگی — نہیں! اس قسم کی لڑکیاں کسی شخص سے دکھہ کی گھڑی میں منہ نہیں موڑتیں —

وہ کھڑکی کے پاس آئے — دونوں رک گئے — دونوں نے اوپر کی طرف دیکھا — یہ جوان جوڑا بارش سے دھلے ہوئے پشتے پر کھڑا تھا جہاں رم جھم رم‌جھم پھواریں آڑی ترچھی دھاریوں والے

چمکدار پس منظر کا کام کر رہی تھیں — اب الکسئی نے محسوس کیا کہ ٹینک مین بوکھلایا ہوا اور پریشان نظر آ رہا تھا — اور انیوتا بھی، جو اپنی تصویر کی طرح حسین تھی، بوکھلائی ہوئی اور پریشان نظر آ رہی تھی — اس کا بازو بہت ڈھیلا ڈھیلا سا ٹینک مین کے بازو میں پڑا ہوا تھا اور وہ سر سے پیر تک بے چین اور متذبذب سی نظر آ رہی تھی — جیسے اب اپنا بازو کھینچ کر بھاگنے ہی والی ہو —

انہوں نے ہاتھ ہلائے، ان کے ہونٹوں پر ایک جھجکی جھجکی سی مسکراہٹ ابھری — کچھ دور پشتے پر چلے اور نکڑ پر غائب ہو گئے — مریض چپ چاپ اپنے اپنے بستر پر واپس چلے گئے —

''بیچارے گووزدیف کا تیر نشانے پر نہ بیٹھ سکا!،، میجر بولا لیکن گلیارے میں کلاودیا میخائلوونا کی آہٹ سن کر وہ چونک گیا اور ایک دم کھڑکی کی طرف مڑ گیا —

الکسئی کو باقی پورے دن خلش رہی — اس نے شام کی چہل قدمی کی ورزش بھی گول کر دی اور سب سے پہلے وارڈ میں واپس آ گیا — لیکن جب سارے مریض سو گئے تو اس کے بہت دیر بعد تک اس کے گدے کی اسپرنگ چوں چوں کرتی رہی —

اگلی صبح، نرس کے کمرے میں قدم رکھتے ہی اس نے پوچھا، اس کے نام کوئی خط تو نہیں — کوئی خط نہیں تھا — اس نے منہ ہاتھ دھویا اور کھوئے کھوئے انداز میں ناشتہ کیا — لیکن اس نے معمول سے زیادہ ورزش کی — خود کو اپنی پچھلی شام کی کمزوری کی سزا دینے کے لئے اس نے اپنی ورزش کے پندرہ پھیرے زیادہ کئے اور اس طرح پچھلی شام کی تلافی کر دی — اس غیر متوقع کامیابی کی وجہ سے اپنی پریشانی بھول گیا — اس نے ثابت کر دیا کہ بہت زیادہ تھکن محسوس کئے بغیر اپنی بیساکھیوں کے سہارے

چل پھر سکتا ہے — گلیارا پچاس میٹر لمبا تھا — اس نے پینتالیس پھیرے کئے تھے اس لئے پینتالیس سے ضرب دینے سے دو ہزار دو سو پچاس میٹر بنتے تھے — یعنی سوا دو کلومیٹر — اس کے افسروں کے ''کھانے کے کمرے،، سے ہوائی اڈے تک اتنا ہی فاصلہ تھا — وہ تصور ہی تصور میں اس مانوس راستے سے گزرا، جو گاؤں کے پرانے گرجا گھر کے کھنڈروں کے پاس سے، جل کر مسمار اسکول کے اینٹ کے بلاک کے پاس سے دوڑتا چلا گیا تھا — یہ اسکول شیشوں سے محروم کھڑکیوں کے خالی چوکھٹے سے بڑی المناکی کے ساتھہ سڑک کو گھور رہا تھا — چھوٹے سے جنگل کے اس پار جہاں تیل کے ٹرک فر کی شاخوں سے ڈھکے کھڑے تھے، کمانڈ پوسٹ کی خندقوں کے آگے چھوٹے سے لکڑی کے جھونپڑے کے پاس سے گزرتا جہاں نقشوں اور چارٹوں پر جھکی ہوئی ''موسمی سرجنٹ،، اپنے فرائض ادا کرتی تھی — خاصا فاصلہ تھا! خدا کی قسم خاصا فاصلہ تھا!

میریسئف نے روزانہ کی ورزش کو چھیالس تک بڑھانے کا فیصلہ کر لیا، تیئس پھیرے صبح کے وقت، تیئس پھیرے شام کے وقت — اس نے یہ بھی طے کیا کہ اگلی صبح، رات کے آرام کے بعد تازہ دم ہو کر، بغیر بیساکھیوں کے چلنے کی کوشش کریگا — اس فیصلے نے اس کے اداس خیال کا دھارا موڑ دیا — اس کا حوصلہ بڑھہ گیا اور اس کا دماغ عملی باتوں کی طرف متوجہ ہو گیا — شام کے وقت اس نے اتنے ولولے اور جوش کے ساتھہ اپنی ورزش شروع کی کہ دیکھتے دیکھتے اس نے تیس پھیرے پورے کر لئے اور اسے پتہ بھی نہ چلا — ٹھیک اسی لمحے ''کلوک روم،، کی ملازمہ نے اس کو ایک خط لا کر دیا — یہ خط اس کے نام تھا — چھوٹے سے لفافے پر لکھا تھا ''سینئر لفٹیننٹ میریسئف — انتہائی ذاتی —،، لفظ ''انتہائی،، کے نیچے لکیر کھنچی ہوئی تھی — الکسئی کو اس کے تیور کچھہ

جچے نہیں — اندر بھی خط پر لکھا تھا ''انتہائی ذاتی،، اور اس کے نیچے بھی لکیر پڑی ہوئی تھی —

کھڑکی سے ٹیک لگا کر الکسئی نے خط کھولا — جوں جوں وہ خط پڑھتا گیا اس کے چہرے پر زیادہ سے زیادہ اداسی چھاتی چلی گئی — گووزدیف نے یہ خط پچھلی رات ریلوے اسٹیشن سے لکھا — گووزدیف نے لکھا تھا کہ انیوتا بالکل ویسی ہی نکلی جیسی اس کے تصور میں تھی، غالباً وہ ماسکو کی حسین ترین لڑکی ھے — وہ اس سے بہن کی طرح ملی — وہ میرے دل کو بھا گئی ھے —

''... لیکن وہ باتیں جن کے بارے میں ہم نے بات چیت کی تھی بالکل ھمارے قول کے مطابق نکلیں — وہ بھلی لڑکی ھے — اس نے مجھ سے ایک لفظ نہیں کہا اور ھلکا سا اشارہ بھی نہیں کیا — بہت ھی عمدہ طرزعمل رہا اس کا — لیکن میں اندھا نہیں ہوں — میں نے دیکھ لیا کہ وہ میرا جلا ھوا، مکروہ چہرہ دیکھ کر ڈر گئی — ویسے سب کچھ ٹھیک ٹھاک معلوم ھوتا تھا لیکن اچانک وہ میری طرف کچھ ایسی نظروں سے دیکھتی ہوئی معلوم ھوتی جیسے وہ پشیمان ھو رہی ھو یا خوف زدہ ھو، یا رنجید، —— نہیں کہہ سکتا کہ وہ ٹھیک ٹھیک کیسا محسوس کر رھی تھی... وہ مجھے اپنی یونیورسیٹی لے گئی — اچھا ھوتا کہ میں نہ جاتا —— لڑکیاں میرے چاروں طرف کھڑی ھو گئیں اور مجھے ٹکٹکی باندھ کر دیکھنے لگیں... کیا تم یقین کروگے، وہ ھم سب کو جانتی تھیں! انیوتا نے ان کو ھمارے بارے میں سب کچھ بتا دیا تھا — میں نے تاڑ لیا کہ انیوتا ان کی طرف معذرت خواہ نظروں سے دیکھ رہی ھے — جیسے کہہ رہی ھو 'میں اس بھیانک ھستی کو یہاں لے آئی — معاف کرنا —، لیکن الیوشا، اصل چیز تو یہ ھے کہ اس نے اپنے احساسات کو چھپانے کی کوشش کی — وہ اتنی اچھی طرح، اتنے

کمال مہربانی سے پیش آئی اور مستقل باتیں کرتی رہی، جیسے چپ ہونے سے ڈر رہی ہو — پھر میں اس کے گھر گیا — وہ اکیلی رہتی ہے — اس کے ماں باپ مہاجروں کے ساتھ چلے گئے ہیں — معلوم ہوتا ہے کہ یہ خاصے معزز لوگ ہیں — اس نے میرے لئے کچھ چائے تیار کی اور میز پر چائے پینے کے دوران میں نکل کی کیتلی میں مستقل میرا عکس دیکھتی رہی اور ٹھنڈی سانس بھرتی رہی — مختصر یہ کہ میں نے سوچا 'خیر یہ سلسلہ یونہی نہیں چل سکتا —، میں نے اس سے سیدھے سیدھے پوچھا 'میں جانتا ہوں کہ میری صورت تمہیں پسند نہیں آئی — تم حق بجانب ہو — میں سمجھ سکتا ہوں — اس سے میری دل آزاری نہیں ہوئی —، اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے — لیکن میں نے اس سے کہا 'روؤ مت — تم اچھی لڑکی ہو — کوئی بھی تم سے محبت کر سکتا ہے — اپنی زندگی کیوں برباد کرو؟، پھر میں نے اس سے کہا 'اب تم نے دیکھ لیا کہ میں کیسا حسین جوان ہوں — اس کے بارے میں سوچ لو — میں اپنے یونٹ میں واپس جاؤنگا اور تمہیں اپنا پتہ بھیج دونگا — اگر تمہاری رائے نہ بدلے تو مجھے خط لکھنا —، اور پھر میں نے کہا 'اپنے آپ کو کوئی ایسا کام کرنے پر مجبور نہ کرنا جس کا تمہارا دل روادار نہ ہو — میرا کیا ہے —— آج یہاں، کل وہاں — ہم میدان جنگ میں ہیں —، بے شک وہ کہتی جاتی 'اوہ، نہیں، نہیں —، اور برابر روتی جاتی — ٹھیک اس وقت کمبخت سائرن بھونکنے لگا — وہ باہر نکل گئی اور میں بھی اس ہنگامے سے فائدہ اٹھا کر وہاں سے کھسک گیا — میں سیدھا افسروں کے رجمنٹ میں گیا — انہوں نے فوراً میرا کام کر دیا — اب سب ٹھیک ٹھاک ہے — میرے پاس ریلوے ٹکٹ موجود ہے اور جلد ہی میں یہاں سے روانہ ہو جاؤنگا — لیکن تمہیں یہ بتا دوں الیوشا کہ میں پہلے سے بھی زیادہ اس کی

محبت میں جل رہا ہوں اور میں نہیں جانتا اس کے بغیر میں کیسے زندہ رہونگا –،،

اپنے دوست کا خط پڑھتے ہوئے الکسئی کو محسوس ہوا جیسے وہ خود جھانک کر اپنے مستقبل کی جھلک دیکھہ رہا ہو– بلاشبہ اس کے ساتھہ بھی یہی سب ہونے والا ہے– اولیا اس کو دھکا نہیں دیگی– اس سے منہ نہیں موڑیگی– وہ بھی وہی پاک قربانی کرنا چاہیگی– وہ بھی اس کے ساتھہ مہربانی سے پیش آئیگی– آنکھوں میں آنسو ہونگے اور وہ مسکرائیگی، اپنی بیزاری کو دبانے کی کوشش کریگی–

''نہیں، نہیں! مجھے یہ نہیں چاہئے!،، اس کے منہ سے بے اختیار نکلا–

وہ لنگڑاتا ہوا وارڈ میں واپس آ گیا اور میز پر بیٹھہ کر اولیا کو ایک خط لکھنے لگا—— مختصر، آگ سے خالی، کاروباری سا خط– اسے سچ بتانے کی ھمت نہ ہوئی– آخر سچ کیوں بتائے؟ اس کی ماں بیمار تھی– اس کے دکھہ میں اضافہ کیوں کرے؟ اس نے اولیا کو لکھا کہ میں نے اپنے اور تمہارے تعلقات پر کافی غور کیا اور اس نتیجے پر پہنچا کہ تمہارے لئے انتظار کرنا کٹھن ہوگا– کون جانے لڑائی کب تک چلتی رہے لیکن وقت اور جوانی بیتی جا رہی ہے– جنگ میں انتظار کیسا– انتظار ایک بے معنی چیز ہے– میں مارا جا سکتا ہوں اور تم بیوی بنے بغیر ھی بیوہ ہو سکتی ہو– یا اس سے بھی بری بات یہ ہو سکتی ہے کہ میں اپاہج ہو جاؤں اور تمہیں اپاہج سے بیاہ کرنا پڑے– اس کا کیا فائدہ؟ تم اپنی جوانی برباد نہ کرو اور جہاں تک جلد ہو سکے مجھے بھول جاؤ– کوئی ضروری نہیں کہ تم اس خط کا جواب دو– اگر تم جواب نہ بھی دو تو میرا دل نہیں دکھیگا– میں تمہاری پوزیشن

کو سمجھتا ہوں حالانکہ اس کا اعتراف مشکل ہے — لیکن یہی ٹھیک ہوگا —

اسے لگا کہ خط اس کے ہاتھوں کو جلائے دے رہا ہے — اس نے خط دوبارہ پڑھے بغیر لفافے میں رکھا اور تیز تیز قدموں سے بھٹکتا ہوا گلیارے میں پانی گرم کرنے والے چولھے کے پیچھے لٹکے ہوئے لیٹر بکس میں ڈالنے چلا گیا —

وہ وارڈ میں واپس آیا اور میز پر دوبارہ بیٹھ گیا — آخر وہ اپنا دکھ کس سے بتائے؟ ماں سے بتا نہ سکتا تھا — گووزدیف سے؟ بے شک وہ اس کے دکھ کو سمجھیگا — لیکن جانے وہ کہاں ہوگا؟ وہ ان سڑکوں کے جال میں اسے کہاں پائیگا، جو سب کی سب محاذ کی طرف جاتی ہیں؟ اپنے رجمنٹ کو لکھے؟ لیکن کیا ان خوش نصیبوں کے پاس، جو جنگ میں پلے ہوئے اپنے فرائض ادا کر رہے ہیں، اتنا وقت ہے کہ اس کے لئے اپنا سر کھپائیں؟ ''موسمی سرجنٹ،،؟ ہاں یہ ٹھیک ہے! اس نے فوراً لکھنا شروع کر دیا اور الفاظ کا دریا تھا کہ خود بخود امڈا چلا آ رہا تھا —— ان آنسوؤں کی طرح جو کسی دوست سے بغل گیر ہو کر آنکھوں سے بہنے لگتے ہیں — دفعتاً وہ ایک جملے کے درمیان رک گیا — ایک پل کو سوچا — اس نے خط کو مڑوڑا اور اس کے ٹکڑے کر دئے —

''تخلیق کے درد سے بڑھ کر کوئی دوسرا درد نہیں،، استروچکوف نے اپنی خاص تمسخر بھری آواز میں کہا —

وہ اپنے ہاتھ میں گووزدیف کا خط تھامے بیٹھا تھا — اس نے یہ خط الکسئی کے پلنگ کے پاس والی الماری سے اٹھا کر پڑھ لیا تھا —

''آج ہر شخص کو کیا ہو گیا ہے؟.. اور لو گووزدیف بھی! اوہ بدھو! ایک لڑکی نے ذرا سی ناک کیا سکیڑ لی کہ آنسوؤں کا

دریا رواں ہو گیا — نفسیاتی تجزیہ! میں نے خط پڑھ لیا تم اس پر خفا تو نہیں ہوگے، ایں؟ ہم سپاہیوں کا آپس میں راز کیسا؟،،
الکسئی خفا نہ تھا — وہ سوچ رہا تھا ''شاید کل مجھے ڈاکئے کا انتظار کرنا چاہئے — جب وہ ڈاک نکالنے آئے تو میں اپنا خط واپس لے لوں؟،،

رات کو الکسئی کو نیند بری آئی — پہلے تو اس نے خواب دیکھا کہ وہ ایک برف سے ڈھکے ہوئے ہوائی اڈے میں ھے، جہاں ایک عجیب ڈیزائن کا ہوائی جہاز ''لا — ۵،، چڑیا کی طرح پنجوں پر کھڑا ھے — مستری یورا کاک پٹ میں سوار ہوا اور بولا کہ الکسئی کے ''ہوائی جہاز اڑانے کے دن لد گئے،، اور اب ہوابازی کی اس کی باری ھے — پھر اس نے دیکھا کہ وہ پیال کے بستر پر لیٹا ہوا ھے اور نانا میخائل، سفید قمیص اور بھیگی ہوئی پتلون پہنے، الکسئی کو بھاپ نکلتے پانی سے اشنان دے رہا ھے — وہ ہنس رہا تھا اور کہہ رہا تھا ''شادی سے پہلے گرم اشنان بہترین رہتا ھے —،، پو پھٹنے سے پہلے اس نے اولیا کو خواب میں دیکھا — وہ ایک الٹی کشتی پر بیٹھی تھی — اس کی مضبوط اور سنولائی ہوئی ٹانگیں پانی میں لٹک رہی تھیں — وہ کتنی سبک، نازک اور دمکتی ہوئی نظر آ رہی تھی — وہ ایک ہاتھ سے، دھوپ سے بچنے کے لئے اپنی آنکھوں پر سایہ کئے ہوئے تھی اور ہنس ہنس کر دوسرے ہاتھ سے اسے بلا رہی تھی — وہ اس کی طرف تیر رہا تھا لیکن ابھریں منہ زور اور تیز تھیں، وہ اسے ساحل اور لڑکی سے دور بہا لے گئیں — وہ اپنے ہاتھوں، ٹانگوں، اپنے جسم کے ایک ایک پٹھے کو تھکاتا رہا، اس نے پوری جدوجہد کی اور اب پھر اسے ہوا کی لہروں میں اڑتے ہوئے لڑکی کے بال اور سنولائی ہوئی ٹانگوں پر پانی کی چمکتی ہوئی بوندیں نظر آنے لگیں...

یہی سپنا دیکھتے ہوئے وہ اٹھا — وہ اندر سے ایک ترنگ اور مسرت محسوس کر رہا تھا — وہ بہت دیر تک آنکھیں بند کئے پڑا رہا اور اس خوشگوار خواب کو دوہرانے کی امید میں دوبارہ سونے کی کوشش کرتا رہا — لیکن ایسا صرف بچپن میں ہوتا ہے — اسے محسوس ہوا کہ اس نازک سی سنولائی ہوئی لڑکی کی چھب نے ہر چیز کو چمکا دیا ہے — اسے پریشان نہ ہونا چاہئے، جی نہ ہارنا چاہئے — اسے تو ہر قیمت پر، دھارے کے رخ کے خلاف، اولیا کی طرف تیرتے رہنا تھا — ہر قیمت پر آگے کی طرف تیرتے رہنا تھا، اپنی طاقت کا ایک ایک قطرہ صرف کر کے اس لڑکی تک پہنچنا تھا! لیکن وہ خط؟ وہ لیٹر بکس تک جا کر ڈاکئے کا انتظار کرنا چاہتا تھا — لیکن اس نے ارادہ بدل دیا — اور ہاتھ جھٹکتے ہوئے اپنے آپ سے بولا ''جانے دو — اس سے سچی محبت ڈر کر بھاگیگی تو نہیں —،، اور یہ یقین کر لینے کے بعد کہ محبت سچی تھی اور چاہے وہ خوش ہو یا اداس، صحت مند ہو یا بیمار، چاہے وہ کسی حال میں ہو، محبت اس کی راہ دیکھ رہی تھی —— یہ سوچ کر اسے اپنے اندر ایک نئی طاقت انگڑائی لیتی ہوئی محسوس ہوئی —

اس صبح اس نے بیساکھیوں کے بغیر چلنے کی کوشش کی — وہ بڑی احتیاط کے ساتھ بستر سے اٹھا اور ٹانگیں چیر کر کھڑا ہو گیا اور بڑی بے بسی سے دونوں بازو ہوا میں پھیلا کر توازن برقرار رکھنے کی کوشش کرتا رہا — دیوار کو پکڑ کر اس نے ایک قدم اٹھایا — اس کے نقلی پیروں کا چمڑا چرمرایا — اس کا جسم جھوما لیکن اس نے بازوؤں سے توازن قائم رکھا — اس نے اسی طرح دیوار کو تھامتے ہوئے ایک قدم اور اٹھایا — اس نے کبھی بھی نہ سوچا تھا کہ چلنا اتنا مشکل کام ہو سکتا ہے — جب وہ لڑکا تھا تو اس نے بانس پر چلنا سیکھا تھا — وہ پیٹھ دیوار پر ٹیکتے ہوئے بانس پر

کھڑا ہو جاتا — دیوار سے الگ ہوتا اور ایک قدم اٹھاتا، دوسرا قدم، پھر تیسرا قدم — لیکن اس کا جسم ایک طرف کو جھکتا اور وہ کود جاتا اور بانس، شہر کی مضافاتی سڑک پر اگی ہوئی لمبی لمبی گھاس میں لیٹ جاتے — بانس پر چلنے کی مشق کرنا اتنا مشکل نہ تھا کیونکہ ان پر سے کودا جا سکتا تھا — لیکن نقلی پیروں پر سے تو چھلانگ نہیں لگائی جا سکتی — جب اس نے تیسرا قدم اٹھایا تو اس کا جسم جھک گیا، اس کے پیر نے جواب دے دیا اور وہ سیدھا فرش پر آ رہا —

اس ورزش کے لئے اس نے وہ وقت چنا تھا جب سارے مریض مختلف قسم کے علاجوں کے لئے جاتے تھے اور وارڈ میں کوئی نہ ہوتا تھا — اس نے کسی کو مدد کے لئے نہیں پکارا — وہ دیوار تک رینگتا ہوا گیا اور اس کے سہارے آہستہ آہستہ پھر پیروں پر کھڑا ہو گیا، اس نے اپنا پہلو سہلایا جہاں اس کے چوٹ آئی تھی، کہنی کی خراش دیکھی، جو سرخ ہونے لگی تھی — اس نے دانت بھینچ لئے اور دیوار سے ہٹ کر ایک قدم اور اٹھایا — اسے محسوس ہوا کہ اسے گر آ گیا ہے — اس کے نقلی پیروں اور اصلی پیروں میں فرق یہ تھا کہ ان پیروں میں لچک نہیں تھی — وہ اب تک ان کی خصوصیات سے نامانوس تھا اور اب تک اسے ان کی عادت نہیں ہوئی تھی — ابھی اسے چلنے کے دوران میں خود بخود پیر بدلنے کی مہارت نہیں ہوئی تھی — ابھی اسے یہ نہیں آیا تھا کہ ایک قدم اٹھاتے ہوئے جسم کا بوجھ ایڑیوں سے پنجوں پر خود بخود کس طرح منتقل کیا جائے اور دوسرا قدم اٹھاتے ہوئے دوسرے پیر کی ایڑی پر بدن کا بوجھ کس طرح ڈالا جائے اور ساتھ ہی اسے یہ بھی نہ آیا تھا کہ دونوں پیر ایک دوسرے کے متوازی نہیں بلکہ کس طرح ترچھے رکھے جائیں کہ پنجے ذرا ایک دوسرے

سے دور اور ترچھے رھیں — اسی سے تو چلنے میں بدن کا توازن قائم رھتا ھے —

آدمی یہ سب کچھہ اپنے بچپن میں سیکھتا ھے جب وہ ماں کی نگرانی میں، ننھی ننھی، کمزور ٹانگوں سے پہلے قدم اٹھاتا ھے — یہ عادتیں اس کی آئندہ پوری زندگی میں باقی رھتی ھیں اور قدرتی تحریک کی شکل اختیار کر لیتی ھیں — لیکن جب کسی کو نقلی اعضا استعمال کرنے پر مجبور ھونا پڑتا ھے تو بچپن کی یہی عادتیں مدد کرنے کے بجائے حرکت و عمل میں الٹی رکاوٹ ڈالتی ھیں — نئی عادتیں سیکھنے کے لئے اسے پرانی عادتوں سے لڑنا پڑتا ھے — بہت سے لوگ اپنے پیروں سے محروم ھو جاتے ھیں اور اگر ان میں کافی قوت ارادی نہ ھو تو وہ پھر دوبارہ چلنے کا وہ فن نہیں سیکھہ پاتے جو اپنے بچپن میں اتنی آسانی سے سیکھہ لیتے ھیں —

الکسئی نے طے کر لیا کہ اس کی منزل کیا ھے اور پھر وھاں تک پہنچنے کی دھن میں لگ گیا — اس نے اپنی پہلی کوشش میں جو غلطی کی تھی اس کو محسوس کر لیا اور پھر کوشش کی — اس بار اس نے دیوار کا سہارا چھوڑ کر اپنے نقلی پیر کو ترچھا کیا اور ایڑی پر رکا — تب اس نے اپنے جسم کا بوجھہ پنجے پر ڈالا — چمڑا چرمرایا — جس لمحے جسم کا بوجھہ پنجے پر پڑا الکسئی نے دوسرا پیر فرش سے اٹھایا اور اس کو آگے بڑھایا — ایڑی فرش سے ٹکرائی — وہ دیوار سے الگ کھڑا تھا — وہ اپنے پھیلے ھوئے بازوؤں سے توازن قائم کر رھا تھا — اسے دوسرا قدم اٹھانے کی ھمت نہیں ھو رھی تھی — وہ کھڑا رھا — اس کا جسم جھومتا رھا — وہ توازن برقرار رکھنے کی کوشش کرتا رھا — اس نے محسوس کیا کہ اس کی ناک پر ٹھنڈا پسینہ تیر رھا ھے —

ایسے ہی لمحے میں، واسیلی واسیلی وچ نے اس کو دیکھ لیا — وہ دروازے میں کھڑا اس کو دیکھتا رہا — اور تب وہ اس کی طرف بڑھا اور اس کی بغل میں سہارا دیتے ہوئے بولا:

''بہت اچھے رہے! کیوں تم اکیلے کیوں ہو، نہ کوئی نرس، نہ خدمتگار؟ بڑے آن والے ہو، ایں... لیکن کوئی پروا نہ کرو — ہر کام میں پہلا قدم سب سے اہم ہوتا ہے — اور تم نے یہ مشکل ترین مرحلہ طے کر لیا —،،

اس سے کچھ ہی پہلے واسیلی واسیلی‌وچ ایک انتہائی اہم طبی ادارے کا صدر مقرر ہوا تھا — یہ ایک بہت بڑا کام تھا اور اس میں بے پناہ وقت جاتا تھا — اس کو ہسپتال میں اپنا کام ختم کرنا پڑا — لیکن یہ بوڑھا اب تک وہاں کا مشیر تھا — اگرچہ اور دوسرے لوگ اس ہسپتال کی نگرانی کا فرض ادا کرتے تھے، پھربھی وہ ہر دن یہاں ضرور آتا تھا اور اس کے پاس وقت ہوتا تو وہ وارڈ کے چکر لگاتا اور صلاح و مشورہ دیتا — لیکن اپنے بیٹے کی موت کے بعد سے وہ ایک بدلا ہوا انسان تھا — اس کا لڑکپن سے بھرا ہوا پہلا کھلنڈراپن جا چکا تھا — اب وہ نہ چیختا تھا اور نہ بپھرتا تھا اور جو لوگ اس کو جانتے تھے وہ اس کو اس کے بڑھاپے کی نشانی سمجھتے تھے —

''آؤ، میریسئف، اب ہم ایک ساتھ یہ سیکھیں،، اس نے تجویز رکھی — اور اپنے قافلے کی طرف مڑتے ہوئے کہا ''تم اپنا راستہ لو، یہ کوئی سرکس نہیں ہے، یہاں دیکھنے کو کیا رکھا ہے — معائنہ میرے بغیر ختم کر لو —،، پھر میریسئف سے بولا ''ہاں اب چلو، لڑکے... ایک! مجھے تھامے رہو، تھامے رہو، شرماؤ مت! میں جنرل ہوں اور تمہیں میرا حکم بجا لانا پڑیگا — اب، ہاں، دو! یہ بات — اب دایاں پیر — بہت اچھا! بایاں! بہت خوب!،،

مشہور سرجن خوش ہو کر ہاتھہ ملنے لگا جیسے ایک آدمی کو چلنا سکھا کر وہ نہ جانے کتنا بڑا تجربہ کر رہا ہو۔ لیکن اس کی طبیعت ہی ایسی تھی — وہ ہر کام میں بالکل کھو جاتا اور ہر کام میں اپنی شاندار اور پرجوش روح حلول کر دیتا، ہر کام میں اپنا سارا تن من لگا دیتا — اس نے میریسئف کو وارڈ کی پوری لمبائی طے کرنے پر مجبور کیا اور جب وہ تھک کر چور چور ایک کرسی میں دھنس گیا تو اس نے دوسری کرسی اس کے پاس کھینچی اور بولا:

''اچھا بتاؤ، کیا ہم ہوائی جہاز اڑائینگے؟ میں سمجھتا ہوں تم ضرور ہوائی جہاز اڑاؤگے! اس جنگ میں میرے لڑکے، لوگوں کا ایک بازو اڑ جاتا ہے اور وہ پوری پوری کمپنی کو لے کر آگے بڑھتے اور حملہ کرتے ہیں، جان لیوا زخم کھا کر بھی لوگ مشین گنیں چلاتے رہتے ہیں، لوگ مشین گنوں کے آگے دیوار کی طرح کھڑے ہوجاتے ہیں... صرف مردے نہیں لڑ رہے ہیں —،، بوڑھے پروفیسر کا چہرہ بجھہ گیا اور اس نے ٹھنڈی سانس لی — ''لیکن جو مر گئے ہیں وہ بھی لڑ رہے ہیں... ان کی شان، ان کا نام لڑ رہا ہے — ہاں... آؤ، نوجوان، اب ہم پھر شروع کریں —،،

جب میریسئف نے اپنا دوسرا پھیرا ختم کرکے سستانے کے لئے بیٹھا تو پروفیسر نے گووزدیف کے پلنگ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے پوچھا:

''ٹینک مین کہاں ہے؟ کیا اسے چھٹی مل گئی؟،،

میریسئف نے بتایا کہ ٹینک مین صحت یاب ہو کر اپنے یونٹ میں چلا گیا — صرف یہ کمی رہ گئی کہ جلنے کی وجہ سے اس کا چہرہ بری طرح مسخ ہو گیا اور خاص طور پر نچلا حصہ —

''تو اس نے تم کو خط بھی لکھ مارا؟ شاید اس کا دل ٹوٹ گیا ہوگا کیونکہ اب لڑکیاں اس سے محبت نہیں کرینگی — اس کو مشورہ دو کہ داڑھی اور مونچھیں رکھہ لے — میں سنجیدگی سے کہہ رہا ہوں — وہ بڑا انوکھا اور نرالا آدمی معلوم ہوگا اور لڑکیاں اس پر جان چھڑکینگی —،،

ایک نرس ہانپتی ہوئی وارڈ میں آئی اور واسیلی واسیلی‌وچ سے بولی کہ عوامی کمیساروں کی کانسل سے ٹیلیفون آیا ہے — پروفیسر تھکا تھکا سا اٹھا وہ جس طرح اپنے پھولے پھولے ہاتھہ، جن سے چھلکے اتر رہے تھے، اپنے گھٹنوں پر رکھے ہوئے تھا اور جس طرح اس کی پشت جھکی ہوئی تھی، اس سے صاف ظاہر تھا کہ پچھلے چند ہفتوں میں اس پر بڑھاپا کتنی تیزی سے آیا ہے — دروازے پر پہنچ کر وہ میریسئف کی طرف مڑا اور خوش ہو کر بولا:

''ہاں، اس کو لکھنا نہ بھولنا — کیا نام ہے اس کا... وہ تمہارا دوست — اس کو لکھہ دینا کہ میں نے داڑھی کا نسخہ تجویز کیا ہے اس کے لئے — یہ ایک آزمودہ نسخہ ہے... اور عورتیں اس پر جان دیتی ہیں —،،

شام کے وقت، کلینک کا بوڑھا ملازم، الکسئی کے لئے ایک پرانی آبنوسی چھڑی لے کر آیا، چھڑی بہت خوبصورت تھی — اس کا آرام‌دہ مٹھہ ہاتھی دانت کا تھا اور اس پر نقش و نگار بنے ہوئے تھے —

''پروفیسر نے بھیجی ہے تمہارے لئے،، ملازم بولا ''واسیلی واسیلی‌وچ نے، یہ ان کی اپنی چھڑی ہے، یہ تمہیں تحفے میں بھیجی ہے — کہا کہ تمہیں چھڑی کے ساتھہ چلنا چاہئے —،،

اس شام کو، ہسپتال کی فضا بوجھل اور بجھی بجھی تھی — اس لئے بائیں، دائیں، یہاں تک کہ اوپر کے وارڈ سے بھی مریض پروفیسر کے تحفے کی زیارت کے لئے، وارڈ نمبر بیالیس کی یاترا کو آئے — واقعی یہ ایک نادر چھڑی تھی —

محاذ پر بہت دنوں سے سناٹا چھایا ہوا تھا جو آنے والے طوفان کا پتہ دے رہا تھا -- جو خبریں آتیں ان سے معلوم ہوتا کہ صرف مقامی قسم کی لڑائیاں ہو رہی ہیں اور صرف اسکاؤٹنگ کرنے والی ٹولیوں میں جھڑپ ہو جاتی ہے -- اب ہسپتال میں کم مریض رہ گئے تھے -- اس لئے نگران اعلی نے حکم دیا کہ وارڈ نمبر بیالیس سے خالی پلنگ ہٹا لئے جائیں -- پورے وارڈ پر میریسئف اور میجر استروچکوف کا دور دورہ تھا -- میریسئف کا پلنگ دائیں طرف تھا اور میجر کا بائیں طرف، کھڑکی کے پاس دریا کے پشتے کے رخ پر --

اسکاؤٹنگ کرنے والی ٹولیوں کی جھڑپ! میریسئف اور استروچکوف تجربہ کار سپاہی تھے -- وہ جانتے تھے کہ یہ سناٹا جتنا زیادہ لمبا ہوگا، یہ خاموش تناؤ جتنی دیر تک قائم رہیگا، طوفان اتنا ہی زیادہ خوفناک ہوگا --

ایک دن خبرنامے میں، سوویت یونین کے ہیرو نشانہ باز استیپان ایووشکن کا حوالہ تھا جس نے کہیں جنوبی محاذ پر پچیس جرمنوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا تھا اور اس کے ہاتھوں ہلاک ہونے والے جرمنوں کی تعداد دو سو تک پہنچ گئی تھی -- گووزدیف کا ایک خط آیا -- ہاں یہ اس نے بالکل نہ لکھا کہ وہ کہاں ہے اور کیا کر رہا ہے -- البتہ اس نے لکھا تھا کہ وہ اپنے سابق کمانڈر پاول روتمستروف کے پاس پہنچ گیا ہے -- وہ زندگی سے خوش تھا -- وہ جہاں تھا وہاں بہت کافی چیریاں تھیں اور اس کے تمام ساتھی ضرورت سے زیادہ چیریاں اڑا رہے تھے -- اس نے الکسئی کو لکھا تھا کہ خط ملنے پر انیوتا کو ایک سطر کا خط لکھ دینا -- اس نے خود بھی انیوتا کو خط لکھا تھا لیکن اسے معلوم نہ تھا کہ اس کے خط انیوتا کو ملتے بھی ہیں یا نہیں --

ان دونوں چیزوں سے کسی بھی فوجی کو صاف معلوم ہو سکتا تھا کہ کہیں جنوب میں طوفان آنے والا ہے — ہاں الکسئی نے انیوتا کو خط لکھا اور ساتھہ ہی گووزدیف کو بھی اور اس کو داڑھی بڑھانے کے سلسلے میں پروفیسر کا مشورہ بھی سنا دیا — لیکن اس کو معلوم تھا کہ اس وقت گووزدیف اضطراب انگیز امید و انتظار میں گھرا ہوا ہے — وہ امید و انتظار جو بیک وقت اندیشے بھی پیدا کرتا ہے اور مسرت بھی — اس اندیشے اور مسرت سے ہر سپاہی واقف ہے — اس لئے اس کے پاس داڑھی کے متعلق سوچنے کا وقت کہاں — اس وقت تو اس کے پاس شاید انیوتا کے بارے میں سوچنے کا وقت بھی نہ تھا —

وارڈ نمبر بیالیس میں ایک اور خوشگوار واقعہ پیش آیا — ایک فرمان جاری ہوا تھا جس میں پاول ایوانووچ استروچکوف کو سوویت یونین کے ہیرو کا خطاب عطا ہوا تھا — لیکن یہ مسرت بخش خبر بھی میجر کو بہت دنوں تک خوش رکھنے میں ناکام رہی — وہ پھر خاموش اور بجھا بجھا رہنے لگا — وہ اپنے زخمی گھٹنوں کو خوب کوستا جس نے اس کو انتہائی سرگرمی کے زمانے میں پلنگ سے لگا رکھا تھا — اس کی افسردگی کی ایک اور وجہ تھی جس کو وہ چھپانے کی پوری پوری کوشش کرتا تھا — لیکن الکسئی پر یہ راز بالکل غیر متوقع طور پر کھل گیا —

اب میریسئف کا ذہن ایک ہی نقطے پر مرکوز تھا —— چلنا سیکھا جائے اور بس — اس لئے اسے پتہ بھی نہ چلتا کہ اس کے گرد و پیش کیا کچھہ ہو رہا ہے — وہ روزانہ کے مقررہ پروگرام پر سختی سے عمل کرتا: یہ تین گھنٹے کا پروگرام تھا — ایک گھنٹہ صبح، ایک گھنٹہ سہ پہر اور ایک گھنٹہ شام —— وہ اپنے نقلی پیروں سے چلنے کی مشق کرتا — شروع میں تو دوسرے وارڈ کے مریض بہت

بور ہوئے — جب دیکھو جب بالکل گھڑی کے کانٹے کی پابندی سے نیلے گاؤن میں ایک ہیولا نکلتا اور ان کے کھلے ہوئے دروازوں کے سامنے سے بھٹکتا ہوا گزرتا اور اس کے چمڑے کی مچمچاہٹ پورے گلیارے میں گونج جاتی — وہ خاص خاص وقتوں میں اسے دیکھنے کے اتنے عادی ہو چکے تھے کہ ایک دن جب میریسئف زکام کی وجہ سے پڑا رہا تو باضابطہ پیغام‌بر بھیجے گئے کہ معلوم کریں کہ بے ٹانگ کے لفٹیننٹ کا کیا حال ہے —

وہ صبح کے وقت ورزش کرتا اور پھر کرسی پر بیٹھ کر پیروں کو ان حرکتوں کا عادی بناتا جو ہوائی جہاز چلانے کے لئے ضروری ہیں — بعض مرتبہ وہ اتنی دیر تک ورزش کرتا رہتا کہ اس کا سر چکرا جاتا، اس کے کانوں میں ایک گونج سی پیدا ہونے لگتی، آنکھوں کے آگے ستارے سے ناچنے لگتے اور اس کے پیروں تلے زمین اتھل پتھل ہونے لگتی — ایسا ہوتا تو وہ واش اسٹینڈ کے پاس جاتا، سر ٹھنڈے پانی سے دھوتا اور لیٹ جاتا تاکہ جلد ہی اس کی طاقت واپس آ جائے اور وہ چلنے اور ورزش کے معمول میں ناغہ نہ کرے —

اس دن، وہ اس وقت تک چلتا رہا جب تک کہ اس کا سر نہ چکرانے لگا — وہ ٹٹولتا ہوا وارڈ میں داخل ہوا — اس کو اپنے سامنے کچھ بھی نظر نہیں آ رہا تھا — وہ اپنے پلنگ میں دھنس گیا — جب اس کے حواس ٹھکانے آئے تو اس نے آوازیں سنیں — کلاودیا میخائلوونا کی پرسکون اور قدرے طنز بھری آواز اور استروچکوف کی پرجوش اور التجا بھری آواز — دونوں بات چیت میں اس طرح محو تھے کہ ان کو میریسئف کے اندر آنے کا علم بھی نہ ہوا —

"یقین کرو، میں سنجیدگی سے کہہ رہا ہوں! کیا تم نہیں سمجھ سکتیں؟ تم عورت ہو یا نہیں؟"

''ہاں، یقینی میں عورت ہوں — لیکن میری سمجھ میں نہیں آتا — اور اس موضوع پر تم سنجیدگی سے بات نہیں کر سکتے — دوسرے، مجھے تمہاری سنجیدگی کی ضرورت نہیں!،،

استروچکوف کو غصہ آ گیا — اس نے چیخ کر کہا:

''میں تم سے محبت کرتا ہوں، لعنت ہو مجھ پر! تم عورت نہیں ہو — تم پتھر کی سل ہو کہ یہ تمہیں دکھائی نہیں دیتا! سمجھیں تم؟ ،، یہ کہہ کر اس نے منہ پھیر لیا اور کھڑکی کے شیشے پر انگلیاں بجانے لگا —

کلاودیا میخائلوونا ایک تجربہ‌کار نرس کی طرح سبک رو اور با احتیاط قدموں سے دروازے کی طرف چل دی —

''کہاں چل دیں؟ کیا تم مجھے جواب نہیں دوگی؟،،

''اس کے بارے میں بات کرنے کی نہ تو یہ جگہ ہے اور نہ وقت — میں اپنی ڈیوٹی پر ہوں — ،،

''تم سیدھی بات کیوں نہیں کرتیں؟ تم مجھے کیوں ستا رہی ہو؟ جواب دو!،، میجر کی آواز میں بڑی گھٹن تھی —

کلاودیا میخائلوونا دروازے پر رک گئی — اندھیرے گلیارے کے پس منظر میں اس کا چھریرا اور دلکش پیکر اور نمایاں ہو گیا تھا — میریسئف کو کبھی شبہ بھی نہیں ہوا تھا کہ یہ خاموش نرس، جو اب جوان نہ تھی، اپنے کردار میں اتنی ثابت قدم اور دل کش ثابت ہو سکتی ہے — وہ سر اٹھائے دروازے میں کھڑی تھی اور معلوم ہوتا تھا کہ وہ میجر کو کسی اونچے مینار سے دیکھ رہی ہے —

''بہت اچھا،، اس نے کہا ''میں جواب دونگی — میں تم کو نہیں چاہتی اور شاید میں کبھی بھی تم کو نہیں چاہ سکونگی — ،،

وہ چلی گئی — میجر نے دھم سے پلنگ پر لیٹ کر سر تکیے میں چھپا لیا — اب میریسئف کی سمجھ میں آ گیا کہ پچھلے چند دن

سے میجر کا رویہ اتنا عجیب کیوں تھا، وہ ذرا ذرا سی بات پر کیوں بگڑ جاتا تھا اور جب نرس اندر آتی تھی تو وہ گھبرا کیوں اٹھتا تھا اور اچھا خاصا خوش و خرم رہتے رہتے اچانک غصے میں آگ بگولہ کیوں ہو جاتا تھا —

واقعی وہ بڑا دکھہ برداشت کر رہا ہوگا — الکسئی کو اس پر ترس آیا اور ساتھہ ہی وہ خوش بھی ہوا — میجر اپنے پلنگ سے اٹھا تو الکسئی اس کو چھیڑنے سے باز نہ رہ سکا:

''کیوں کامریڈ میجر کیا میں تمہارے منہ پر تھوک دوں؟،،

اگر اسے ذرا بھی علم ہوتا کہ اس کے یہ الفاظ اس پر ایسا اثر کرینگے تو ہرگز مذاق میں بھی یہ باتیں نہ کہتا — استروچکوف دوڑ کر الکسئی کے پلنگ کے پاس گیا اور انتہائی افسوس کے ساتھہ بولا :

''تھوکو! آؤ تھوکو! تم حق بجانب ہوگے — میں اسی کا مستحق ہوں — لیکن میں اب کیا کرونگا؟ بتاؤ! بتاؤ مجھے کیا کروں! تم نے ہماری بات سنی، ہے نا؟.. ،،

وہ دونوں ہاتھوں سے سر پکڑ کر پلنگ کے کنارے بیٹھہ گیا اور اس کا پورا جسم جھومنے لگا —

''شاید تم سمجھے کہ میں کھیل رہا ہوں؟ میں کھیل نہیں رہا ہوں — میں سنجیدہ ہوں — میں نے اس مورکھہ سے پورے خلوص سے اپنی محبت کا اقرار کیا تھا!..،،

شام کے وقت کلاودیا میخائلوونا حسب معمول دورے پر آئی — وہ ہمیشہ کی طرح خاموش، مہربان اور صابر نظر آرہی تھی — اس کے چہرے پر راحت کی دمک تھی — وہ میجر کی طرف دیکھتے ہوئے بھی مسکرائی — لیکن میجر کو دیکھتے ہوئے اسے گھبراہٹ اور کچھہ ڈر سا بھی لگ رہا تھا — استروچکوف کھڑکی پر بیٹھا دانت سے ناخن

کاٹ رہا تھا اور جب گلیارے میں کلاودیا میخائلوونا کے قدموں کی آہٹ دور ہوتی چلی گئی تو اس نے اس کے پیچھے نظر دوڑائی — اس کے چہرے پر غصے اور ستائش کی ملی جلی کیفیت تھی —

''سوویت حور!،، وہ غرایا ''کس احمق نے اس کو یہ نام دیا ہے؟ وہ نرس کے لباس میں ایک شیطان ہے!،،

دفتر سے ایک ادھیڑ عمر کی، سوکھی ہوئی نرس وارڈ میں آئی اور پوچھنے لگی:

''کیا میریسئف الکسئی چلنے پھرنے والا مریض ہے؟،،

''نہیں وہ دوڑنے بھاگنے والا مریض ہے!،، استروچکوف زور سے گرجا —

''میں یہاں مذاق کے لئے نہیں آئی ہوں،، نرس نے سختی سے کہا ''میریسئف الکسئی، سینئر لفٹیننٹ، ٹیلیفون پر کوئی بلا رہا ہے—،،

''کوئی جوان لڑکی ہے؟،، استروچکوف میں جان پڑ گئی — اس نے نرس کو آنکھ مارتے ہوئے پوچھا —

''میں نے اس کا شادی کا پروانہ تو دیکھا نہیں ہے،، نرس بڑبڑائی اور بڑی شان سے چلتی ہوئی وارڈ سے باہر نکل گئی —

میریسئف اپنے بستر سے اچھلا — اس نے خوش خوش اپنی چھڑی کے سہارے چلتے ہوئے نرس کو جا لیا اور واقعی گلیارے میں دوڑتے ہوئے اس سے آگے نکل گیا — کوئی ایک مہینے سے وہ اولیا کے جواب کا انتظار کر رہا تھا — اس کے دماغ میں یہ خیال کوند گیا: شاید وہی ہو؟ لیکن یہ نہیں ہو سکتا — ایسے زمانے میں وہ استالن گراد کے پاس سے ماسکو نہیں آ سکتی تھی! اس کے علاوہ اس کو یہاں ہسپتال میں اس کا پتہ کیسے چل سکتا تھا — اس نے تو اولیا کو یہ لکھا تھا کہ وہ ماسکو میں نہیں بلکہ مضافات میں محاذ کے پیچھے کسی دفتر میں کام کر رہا ہے — لیکن اس آن اسے معجزے پر یقین

آ گیا تھا اور اسے محسوس بھی نہ ہوا کہ وہ اپنے نقلی پیروں سے دوڑ رہا ہے، پہلی بار دوڑ رہا ہے۔ وہ بھٹکتی ہوئی چال سے قریب لڑھکتا چلا جا رہا تھا۔ ہاں کبھی کبھی وہ چھڑی کا سہارا لے لیتا۔ اس کے نقلی پیر چیخ رہے تھے: مچ مچ، چرمر، چرمر...

اس نے رسیور اٹھایا اور اسے ایک خوشگوار، گہری اور بالکل اجنبی آواز سنائی دی۔ اس آواز نے پوچھا کہ وارڈ نمبر بیالیس کے سینئر لفٹیننٹ الکسئی پیترووچ میریسئف سے بات ہو سکتی ہے۔ میریسئف نے بہت ہی تیز اور غصے بھری آواز میں جواب دیا جیسے اس سوال میں کوئی دل‌آزاری کی بات تھی:

"ہاں!"

ایک لمحے کوئی آواز نہیں آئی۔ اب یہ آواز بجھی ہوئی تھی اور اس میں ایک طرح کا کھچاؤ پیدا ہو گیا تھا۔ اس نے زحمت کے لئے معذرت چاہی۔ ظاہر تھا کہ اسے اس کے کھرے پن سے تکلیف پہنچی تھی۔ اس نے بڑی جدوجہد سے کام لیتے ہوئے کہنا شروع کیا:

"میں ہوں آننا گریبووا، لفٹیننٹ گووزدیف کی ایک دوست۔ آپ مجھے نہیں جانتے۔"

میریسئف نے دونوں ہاتھ سے رسیور دبوچ لیا اور پوری طاقت سے چلایا:

"کیا تم انیوتا ہو؟ انیوتا؟ میں تمہیں خوب اچھی طرح جانتا ہوں! گریشا نے مجھے تمہارے بارے میں بتایا تھا..."

"وہ ہے کہاں؟ اسے ہوا کیا؟ وہ بالکل اچانک چلا گیا۔ سائرن بجا تو میں کمرے سے باہر نکلی۔ تم جانو، میں فرسٹ‌ایڈ یونٹ میں ہوں۔ میں لوٹی تو وہ لا پتہ تھا۔ اس نے نہ اپنا پتہ چھوڑا اور نہ کوئی پرچہ... الیوشا پیارے... اس طرح مخاطب کر رہی ہوں،

معاف کرنا... میں بھی تمہیں جانتی ہوں... میں اس کے سلسلے میں بہت پریشان ہوں — میں جاننا چاہتی ہوں وہ کہاں ہے اور اتنا اچانک کیوں چلا گیا...،،

الکسئی کا دل جذبات کی گرمی سے سرشار ہو گیا — اس کو اپنے دوست کی خاطر بڑی مسرت محسوس ہوئی — اس مسخرے کو غلطفہمی ہوئی تھی — بہت جذباتی ہے — اچھا تو معلوم ہوا کہ مخلص لڑکیاں سپاہی کے اپاھج ہونے سے خوف نہیں کھاتیں — اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ بھی کسی پر بھروسہ کر سکتا ہے جو اس کے لئے پریشان ہوگی اور اسے اسی طرح ڈھونڈ رہی ہوگی — یہ خیال اس کے دماغ میں بجلی کی طرح کوند گیا — وہ رسیور میں چیخنے لگا — وہ مارے جوش کے ھکلا رہا تھا —

''انیوتا! سب کچھ ٹھیک ہے! یہ ایک افسوسناک غلطفہمی ہے! وہ بالکل ٹھیک ہے اور پھر فوجی خدمات انجام دے رہا ہے — بے شک! میدان جنگ کی ڈاک ۴۲۰۳۱ — وہ داڑھی رکھ رہا ہے! ایمان سے انیوتا! لاجواب داڑھی... جیسی جیسی... ہاں جیسی داڑھی چھاپہ ماروں کی ہوتی ہے! بہت اچھی لگتی ہے!،،

انیوتا کو داڑھی کا خیال کچھ جچا نہیں — اس کے خیال میں یہ غیر ضروری چیز تھی — میریسئف یہ سن کر اور بھی خوش ہوا — اس نے جواب دیا کہ اس صورت میں تو گریشا یوں پلک جھپکتے میں اپنی داڑھی صاف کرا دیگا — حالانکہ ہر شخص کا خیال تھا کہ داڑھی اس پر خوب پھبتی ہے —

آخر میں دونوں نے رسیور رکھا تو وہ گہرے دوست بن چکے تھے — یہ طے پایا کہ میریسئف جانے سے پہلے اس کو ٹیلیفون کریگا — واپس جاتے ہوئے اسے یاد آیا کہ وہ ٹیلیفون تک دوڑتا ہوا آیا تھا — اس نے پھر دوڑنے کی کوشش کی مگر بیکار — نقلی پیروں کے تیز کچوکوں

سے اس کی ٹانگوں میں زبردست ٹیس اٹھ رہی تھی، درد اس کے پورے جسم میں تیر رہا تھا — لیکن کوئی پروا نہیں! اگر وہ آج نہیں دوڑ سکتا تو کل دوڑیگا — اگر پرسوں نہیں، تو اس کے اگلے دن، لیکن وہ دوڑیگا ضرور! سب کچھ ٹھیک ٹھاک ہو جائیگا — یقینی وہ دوڑنے اور ہوائی جہاز اڑانے کے قابل ہو جائیگا — وہ یقینی لڑ سکیگا اور چونکہ اسے عہد کرنے کا بڑا شوق تھا اس لئے اس نے عہد کیا کہ پہلی فضائی جنگ میں حصہ لینے اور پہلا جرمن ہوائی جہاز گرانے کے بعد وہ اولیا کو خط لکھیگا اور اس کو سب کچھ بتائیگا — اب چاہے جو ہو!

تیسرا حصّہ

۱

۱۹۴۲ء کی گرمیاں اپنے پورے شباب پر تھیں ـــ کسے کسائے بدن کا ایک جوان، ہوائی فوج کی وردی پہنے، ماسکو کے فوجی ہسپتال کے شاہ‌بلوط کے بھاری دروازے سے باہر نکلا ـــ وہ ایک آبنوسی چھڑی کے سہارے چل رہا تھا ـــ اس کے کالر پر سینئر لفٹیننٹ کا نشان لگا ہوا تھا ـــ اس کے ساتھ ایک عورت تھی جو سفید لبادہ اوڑھے ہوئے تھی ـــ ریڈ کراس کا رومال، جیسا رومال پہلی عالمگیر جنگ میں نرسیں سر پر باندھتی تھیں، اس کے نرم اور خوبصورت چہرے میں بڑی پاکیزگی پیدا کر رہا تھا ـــ وہ برساتی میں رک گئے ـــ ہواباز نے اپنی مڑی تڑی، دھندلے رنگ کی فوجی ٹوپی سر سے اتاری اور نرس کے ہاتھ کو بوسہ دینے کے لئے بڑے بے تکے پن سے جھکا ـــ نرس نے اس کی پیشانی کو اپنے دونوں ہاتھوں میں لے لیا اور اس کی پیشانی چوم لی ـــ اس کے بعد، ہواباز لڑھکنے کے سے انداز میں چلتے ہوئے تیز قدموں سے زینے سے اترا اور ہسپتال کی لمبی عمارت کے ساتھ ساتھ دریا کے کنارے چلنے لگا اور پلٹ کر دیکھا بھی نہیں ـــ

شب‌خوابی کے نیلے، پیلے اور بھورے لباس پہنے ہوئے مریض کھڑکیوں میں کھڑے ہاتھ، چھڑی یا بیساکھیاں ہلا ہلا کر اسے

خدا حافظ کہہ رہے تھے اور گلا پھاڑ پھاڑ کر الوداعی نصیحتیں کر رہے تھے — اس نے جواب میں اپنا ھاتھہ ھلایا لیکن یہ ظاھر تھا کہ وہ جلد از جلد اس بڑی سی بھوری عمارت سے دور نکل جانا چاھتا ھے— وہ اپنے جذبات چھپانے کے لئے باربار کھڑکیوں کی طرف سے منہ پھیر رھا تھا— وہ چھڑی کا ھلکا سا سہارا لئے ھوئے تیز تیز اور کچھہ عجیب قسم کے بھٹکتے ھوئے قدموں سے چل رھا تھا — اگر ھر قدم کے ساتھہ چمڑے کی ھلکی سی مچ مچ نہ ابھرتی تو کسی کو ایک لمحے کو بھی یہ اندازہ نہ ھوتا کہ یہ ھٹا کٹا، گٹھے ھوئے جسم کا آدمی پیروں سے محروم ھے—

ھسپتال سے چھٹی پانے کے بعد الکسئی میریسئف کو، صحت بحال کرنے کے لئے ماسکو کے قریب ھوائی فوج کے سینی‌ٹوریم میں بھیج دیا گیا — میجر استروچکوف کو بھی اسی سینی‌ٹوریم میں بھیجا گیا — ان کو سینی‌ٹوریم لے جانے کے لئے ایک کار بھیجی گئی تھی — لیکن میریسئف نے ھسپتال کے حکام سے کہا کہ ماسکو میں اس کے رشتہ‌دار ھیں اور ان سے ملے بغیر وہ نہیں جا سکتا — اس نے اپنا تھیلا استروچکوف کے پاس چھوڑا اور پیدل چل پڑا اور وعدہ کر گیا کہ شام کے وقت بجلی کی ریل سے سینی‌ٹوریم واپس آ جائیگا —

ماسکو میں اس کا کوئی رشتہ‌دار نہ تھا — مگر وہ راجدھانی کا نظارہ کرنا چاھتا تھا — ساتھہ ھی بے سہارا چلنے کی صلاحیتوں کا امتحان بھی لینا چاھتا تھا — وہ شور مچاتے ھوئے لوگوں کے ھجوم میں کھو جانا چاھتا تھا جن کو اس کی ذرا فکر نہ تھی — اس نے انیوتا کو ٹیلیفون کیا تھا اور پوچھا تھا کہ آیا وہ اس سے بارہ بجے مل سکتی ھے — کہاں؟ ھاں پوشکن کے مجسمے کے پاس... دریا کے شاندار گرانیٹ کے ساحل پر، جہاں دریا کا متلاطم پانی دھوپ میں چمک رھا تھا، چلتے ھوئے وہ گرمیوں کی گرم ھوا میں زور زور سے گھری

گہری سانس لے رہا تھا — ہوا میں بھینی بھینی سی مانوس خوشبو بسی ہوئی تھی —

ہر طرف سب کچھہ کتنا شاندار تھا!

اس کے پاس سے جتنی عورتیں گزریں، سب اسے خوبصورت نظر آئیں اور ہرے بھرے درختوں میں تو غضب کی چمک تھی — صاف ہوا میں ایسی تر و تازگی تھی کہ اسے نشہ سا ہونے لگا — فضا اتنی صاف شفاف تھی کہ اسے ہر چیز کچھہ قریب معلوم ہوتی — اسے محسوس ہوا کہ اگر ہاتھہ پھیلائے تو کریملن کی دیواروں کو چھو سکتا ہے — اس سے پہلے اس نے ان دیواروں کو صرف تصویروں میں دیکھا تھا — ایوان اعظم کے گھنٹہ گھر کا گنبد اور پل کی بڑی اور نیچی محراب پانی کے اوپر جھکی ہوئی نظر آ رہی تھی — شہر میں بسی ہوئی شیرین اور خمار آگیں خوشبو نے اسے اپنے لڑکپن کی یاد دلا دی — یہ یاد کہاں سے آئی؟ اس کا دل اتنی تیزی سے کیوں دھڑک رہا تھا؟ وہ اپنی ماں کے بارے میں کیوں سوچ رہا تھا، آج کی نڈھال بڑھیا کے بارے میں نہیں، بلکہ جوان، لمبی اور شاندار بالوں والی عورت کے بارے میں؟ وہ اس کے ساتھہ ایک بار بھی ماسکو نہیں آیا تھا —

اب تک میریسئف نے راجدھانی کو رسالوں، اخباروں اور کتابوں کی تصویروں میں دیکھا تھا — اس نے اس کے بارے میں ان لوگوں سے سنا تھا جنہوں نے اس کو دیکھا تھا، اس نے آدھی رات کو اس کی پرانی گھڑیال کا گھنٹہ سنا تھا جو پوری سوتی دنیا میں گونج جاتا تھا، اس نے تہواروں کے مظاہروں کے موقعوں پر، یہاں کی گونجتی ہوئی گہما گہمی اور بھانت بھانت کی آوازیں ریڈیو پر سنی تھیں — اور اب ماسکو اس کے سامنے پھیلا ہوا تھا اور موسم گرما کی گرم روشنی میں بڑی خوبصورتی سے آراستہ پیراستہ دکھائی دے رہا تھا —

وہ کریملن کی دیوار کے ساتھ ساتھ، سنسان پشتے پر چلتا رہا — وہ گرانیٹ کی ٹھنڈی منڈیر کے سہارے بیٹھ کر آرام کرنے لگا اور تیل کی طرح چمکتے ہوئے سرمئی پانی کو گھورنے لگا جو گرانیٹ کی دیوار کے قدم چوم رہا تھا — پھر آہستہ آہستہ لال چوک کی طرف جانے والی اونچائی پر چڑھنے لگا — پختہ سڑکوں اور چوکوں میں لائم کے درختوں پر ہریالی کا پورا نکھار تھا — اور سادہ سادہ، بھینی بھینی خوشبو والے پھولوں کے درمیان ان کی کٹی چھٹی پھننگوں میں شہد کی مکھیاں بڑے زور شور سے بھنبھنا رہی تھیں — شہد کی مکھیاں گزرتی ہوئی موٹروں کے بھونپوؤں، ٹراموں کی گھڑگھڑاہٹ اور شور اور اس جھلملاتی دھند سے بے نیاز تھیں جو دھکتے ہوئے کولتار سے اٹھتے ہوئے پٹرول کے دھوئیں میں بسی ہوئی تھی —

تو یہ ہے ماسکو!

ہسپتال میں چار مہینے کاٹنے کے بعد، الکسئی موسم گرما کی یہ شان اور رعنائی دیکھ کر ایسا حیران ہوا کہ شروع میں تو محسوس ہی نہ کر سکا کہ یہ راجدھانی جنگ کے لبادے میں چھپی ہوئی ہے اور ہوائی فوج کی اصطلاح میں ''تیاری نمبر ایک،، کی حالت میں ہے، یعنی کسی آن بھی دشمن کا مقابلہ کرنے کو تیار ہے — پل کے پاس چوڑی سڑک، ایک بہت بڑے بدنما بیریکیڈ سے گھری ہوئی تھی جو ریت بھرے لکڑی کے کندوں سے بنایا گیا تھا — پل کے چاروں کونوں پر کنکریٹ کے توپ خانے: بچوں کے کھلونوں کے بلاکوں کی طرح معلوم ہوتے تھے جنہیں کوئی بچہ کھیلتے کھیلتے میز پر پڑا چھوڑ گیا ہو — لال چوک کی سرمئی سطح پر مکان، میدان اور راستے مختلف رنگوں سے رنگ دئے گئے تھے — گورکی سڑک کی دکانوں کے شیشوں پر تختے لگا دئے گئے تھے اور ان کی حفاظت کے لئے کھڑکیوں کے تختوں کے درمیان ریت بھر دی گئی تھی اور

گلیوں میں بھی زنگ آلود لوھے کی پٹریوں سے تیار کئے ھوئے ''ٹینک روک بیریکیڈ،، پڑے ھوئے تھے اور معلوم ھوتا تھا کہ ان کو بچے کھیلتے کھیلتے یونھی بکھرا چھوڑ گئے ھیں – محاذ سے آئے ھوئے سپاھی کو، خاص طور پر ایسے سپاھی کو جس نے ماسکو پہلے کبھی نہیں دیکھا، اس میں کوئی خاص بات نظر نہیں آ سکتی– اس کو جن چیزوں پر تعجب ھو سکتا تھا وہ تھیں ''تاس،، کی کھڑکیاں جو راھگیروں کو دیواروں سے گھور رھی تھیں اور ھاں دکانوں کے خانے اور ساتھ ھی بعض گھروں کے سامنے کے حصے بھی جن پر ایک عجیب انداز سے رنگ کیا گیا تھا – یہ رنگ‌آمیزیاں لغو قسم کی مستقبل پرست تصویروں کی یاد تازہ کر رھی تھیں –

میریسئف اب کافی تھک چکا تھا – اس نے چمڑے کی مچمچاھٹ کے ساتھہ اپنی چھڑی پر اور زیادہ بوجھہ ڈالتے ھوئے گورکی سڑک کی چڑھائی کی طرف چلنا شروع کر دیا – اس نے چاروں طرف نظریں دوڑائیں اور جب اسے بموں کے بنائے ھوئے گڈھے، ٹوٹے پھوٹے مکان، تباہ‌حال جگہیں اور چکنا چور کھڑکیاں نظر نہ آئیں تو وہ حیران رہ گیا – انتہائی مغربی ھوائی اڈے میں خدمت انجام دینے کے دوران میں ھر رات اپنی خندق میں پڑا پڑا وہ جرمن بمباروں کی آواز سننے کا عادی ھو چکا تھا جن کے پرے کے پرے مشرق کی طرف پرواز کرتے رھتے تھے – ابھی ایک پرے کی گھنگھناھٹ ختم بھی نہ ھونے پاتی تھی کہ دوسرا پرا تیرتا ھوا آتا اور بعض مرتبہ تو رات رات بھر سارا آسمان دھڑکتا گرجتا رھتا – ھواباز جانتے تھے کہ فاشست ماسکو کی طرف پرواز کر رھے ھیں – وہ تصور ھی تصور میں دیکھتے کہ یہ بمبارے کیسا جہنم بھڑکا رھے ھونگے –

اور اب جنگ کے دوران میں، ماسکو کی سڑکوں پر آوارہ پھرتے ھوئے وہ ھوائی حملوں کا نشان ڈھونڈ رھا تھا – لیکن اسے کوئی

نشان نظر نہ آیا — کولتار کی پختہ سڑکیں ہموار تھیں — عمارتیں قطار اندر قطار کھڑی تھیں— کھڑکیاں بھی، چند کو چھوڑ کر، جن پر کاغذ کی قینچی نما پٹیاں چپکی ہوئی تھیں اپنی جگہ پر قائم تھیں— لیکن جنگ کا محاذ قریب تھا — اس کی جھلک باشندوں کے پریشان اور متفکر چہروں میں دیکھی جا سکتی تھی — ان میں سے نصف تو سپاہی تھے جو گھٹنوں تک کے گرد آلود فوجی بوٹ اور پسینے سے شانوں پر چپکی ہوئی وردی پہنے ہوئے تھے — ان کی پشت پر فوجی تھیلے لٹک رہے تھے— گرد و غبار سے اٹی ہوئی ٹوٹی پھوٹی مڈگارڈ والی لاریوں کی قطار گلی سے نکل کر دھوپ سے نہائی ہوئی سڑک پر آگئی — اپنی ٹوٹی پھوٹی لاریوں سے سپاہیوں نے اپنے چاروں طرف تجسس بھری نظروں سے دیکھا — ان کے لبادے ہوا میں اڑ رہے تھے — قطار آگے بڑھتی رہی — اس نے ٹرالی‌بسوں، موٹروں اور ٹراموں کو اور پیچھے چھوڑ دیا — یہ زندہ نشانی تھی کہ دشمن دور نہیں — میریسئف نے قطار کا تعاقب تمنا بھری نگاہوں سے کیا اور سوچنے لگا: اگر وہ ان میں سے کسی ایک ٹرک میں کود جائے تو وہ شام تک محاذ پر اپنے ہوائی اڈے میں ہوگا! اس کی تصور کی آنکھوں میں وہ خندق ابھری جس میں دیگتیارینکو اس کا حصہ‌دار تھا، فر کے کندوں کا بستر، کولتار، چیڑ اور دقیانوسی چراغ میں جلتے ہوئے پٹرول کی تیز بو — یہ چراغ ایک کارتوس سے تیار کیا گیا تھا، صبح کے وقت گرم ہوتے ہوئے انجنوں کی گھنگھناہٹ اور سروں کے اوپر جھومتے ہوئے چیڑ کے درختوں کی آواز جو دن اور رات میں ایک لمحے کو بھی خاموش نہ ہوتے تھے — اس کو وہ خندق ایک اصلی، خاموش اور آرام‌دہ گھر معلوم ہوتی تھی! کاش وہ وہاں جلد پہنچ سکتا، اس دلدل میں، جس کو ہواباز نمی کی وجہ

سے کوسا کرتے تھے، گیلی کیچڑ بھری زمین اور مچھروں کی کبھی نہ ختم ہونے والی بھنبھناہٹ کی فضا میں!

بڑی مشکل سے وہ اپنے پیر پوشکن کے مجسمے کی طرف گھسیٹ رہا تھا — راستے میں کئی بار وہ مستانے کے لئے رکا — وہ اپنی چھڑی پر ٹیک لگا کر کھڑا ہو جاتا اور دوکان کی کھڑکیوں میں کوئی بے معنی سی چیز دیکھنے لگتا — پوشکن کے مجسمے کے پاس، وہ ایک ہری اور دھوپ سے گرم نشست پر بیٹھ گیا اور ٹانگیں پھیلا دیں — اس کی ٹانگیں اس کے نقلی پیروں سے بندھی ہوئی دکھ اور جل رہی تھیں — وہ تھکا ہوا تھا — پھر بھی راحت کا احساس ختم نہ ہوا — دھوپ سے روشن دن بڑا شاندار تھا! نکڑ پر، عمارت کی چھت والے مجسمے کے اوپر، آسمان کی جیسے کوئی تھاہ ہی نہ تھی — لائم کے درختوں کی تازہ اور بھینی بھینی خوشبو، نرم رو ہوا میں تیرتی ہوئی، ٹھنڈی سڑک کو معطر کر رہی تھی — ٹرامیں مزے میں گھڑگھڑا رہی تھیں — بچوں کے قہقہے بہت خوشگوار معلوم ہوئے، جو زرد اور کمزور ہونے کے باوجود، مجسمے کے قدموں میں گرم گرم اور خشک ریت میں مگن کھیل رہے تھے — آگے ٹھنڈی سڑک پر، رسی کی روک کے پیچھے جس کی نگہبانی چست فوجی لباس میں ملبوس سرخ گالوں والی دو لڑکیاں کر رہی تھیں، چاندی کے رنگ کا سگار نما غبارہ نظر آیا — میریسئف کو یہ چیز ماسکو کے آسمان کا رات کا پہرے دار نہیں معلوم ہوئی — اس کو لگا کہ یہ ایک لحیم شحیم، نیک طینت جانور ہے جو چڑیا گھر سے بھاگا ہے اور اب درختوں کی ٹھنڈی چھاؤں میں اونگھ رہا ہے —

میریسئف نے آنکھیں بند کر لیں اور مسکراتے ہوئے سورج کی طرف منہ پھیر لیا —

شروع میں تو بچوں نے هواباز کی طرف کوئی خاص توجہ نہ دی ـ ان کو دیکھ کر میریسئف کو هسپتال کی کھڑکی پر پھدکتی هوئی گوریاں یاد آ گئیں ـ وہ ان کی چہکتی هوئی آوازیں سنتا رها اور پورے جسم میں سورج کی گرمی اور سڑک کا شور جذب کرتا رها ـ لیکن ایک ننھا بچہ اپنے ساتھیوں سے ٹوٹ کر دوڑتا هوا آیا اور الکسئی کی پھیلی هوئی ٹانگوں سے ٹکراتا هوا ریت پر گر گیا ـ

ایک لمحے کو ننھے بچے کا چہرہ منہ بسورنے کی وجہ سے بگڑنے لگا ـ پھر اس کے چہرے پر گھبراهٹ کی کیفیت پیدا هوئی اور گھبراهٹ کی جگہ دهشت نے لے لی ـ بچہ ڈر سے چیخا اور میریسئف کو خوف زدہ نظروں سے گھورتا هوا نو دو گیارہ هو گیا ـ بچوں کا پورا جھنڈ اس کے گرد جمع هو گیا اور تھوڑی دیر تک ڈر کے مارے چہچہاتا اور شور مچاتا رها ـ وہ کنکھیوں سے هواباز کو دیکھتے جاتے تھے ـ پھر آهستہ آهستہ جھجکتے هوئے وہ اس کے پاس آ گئے ـ

اپنے خیالوں میں گم الکسئی نے کچھ نہ دیکھا ـ اس نے آنکھیں کھولیں تو خود کو بچوں سے گھرا پایا جو حیرت اور خوف سے اسے گھور رهے تھے ـ اور تب کہیں اس کی سمجھ میں آیا کہ وہ کہہ کیا رهے هیں ـ

''ویتامین، تو اڑا رها ہے! یہ تو سچ مچ کا هواباز ہے ـ سینئر لفٹیننٹ ہے،، کوئی دس برس کے زرد اور پتلے دبلے لڑکے نے بڑی گمبھیرتا سے کہا ـ

''میں اڑا نہیں رها هوں!،، ویتامین نے احتجاج کیا ''میں جھوٹ کہوں تو مجھے موت آ جائے! سچ کہتا هوں، لکڑی کی هیں، اصلی نہیں، لکڑی کی!،،

میریسئف کے کلیجے میں ایک خنجر اتر گیا اور دن کی روشنی اس کی آنکھوں میں بجھ گئی ـ اس نے نظریں اٹھائیں اور

اس کو دیکھہ کر لڑکے پیچھے ہٹ گئے – ان کی نگاهیں اب تک اس کے پیروں پر جمی ہوئی تھیں –

اپنے ساتھی کے شک پر چڑ کر ویتامین نے چیلنج کے انداز میں کہا :

''چاهو تو میں پوچھہ کر دکھا دوں – سمجھتے هو میں ڈرتا هوں؟ بازی لگاتے هو؟،،

وہ سب سے الگ هو کر میریسئف کی طرف چلا اور کچھہ اتنا آهسته آهسته اور چوکنا که ادهر پته کھڑکا، ادهر بنده بھڑکا – وہ هسپتال کی کھڑکی پر پھدکتے هوئے ''توپچی،، کی طرح معلوم هو رها تھا –

آخرکار، اس نے تن کر کھڑے هوتے هوئے اور دوڑ کے لئے بالکل تیار کھلاڑی کی طرح جھکتے هوئے، پوچھا :

''کامریڈ سینئر لفٹیننٹ، تمهارے پیر کیسے هیں، اصلی هیں یا لکڑی کے؟ کیا تم اپاهج هو؟،،

چھوٹے سے لڑکے نے دیکھا که هواباز کی آنکھیں بھر آئیں – اگر میریسئف اچھلتا، اس پر گرجتا برستا اور سنهرے حروف والی عجیب و غریب چھڑی سے مارنے کو لپکتا تو یقینی اسے حیرت نه هوتی – لیکن هوائی فوج کے لفٹیننٹ کی آنکھوں میں آنسو! اسے اس کا شعوری اندازہ تو نه هوا لیکن اس نے اپنے ننھے سے دل میں محسوس کیا که اس نے لفظ ''اپاهج،، سے اس سپاهی کے دل کو کتنی زبردست ٹھیس لگائی تھی – وہ خاموشی سے بچوں کے جھنڈ میں واپس چلا گیا اور بچوں کا غول غائب هو گیا جیسے اس گرم هوا میں پگھل گیا هو جس سے شهد اور گرم کولتار کی بو آ رهی تھی –

الکسئی نے کسی کو اپنا نام پکارتے هوئے سنا – وہ فوراً اٹھه کھڑا هوا – انیوتا اس کے سامنے کھڑی تھی – اس نے انیوتا کو فوراً

پہچان ایا — وہ اتنی خوبصورت تو نہ تھی جتنی تصویر میں دکھائی دیتی تھی — اس کا چہرہ زرد اور تھکا ہوا تھا — وہ فوجی وردی اور بوٹ پہنے ہوئے تھی — اس کے سر پر رکھی ہوئی فوجی ٹوپی کا رنگ اڑ گیا تھا، اس کی سبزی مائل اور قدرے ابھری ہوئی آنکھیں میریسئف کو تک رہی تھیں، ان میں اتنی روشنی اور سادگی تھی، ان آنکھوں سے دوستی کی ایسی روشنی چھن رہی تھی کہ یہ لڑکی جو اس کے لئے اجنبی تھی، اس کی پرانی دوست معلوم ہوئی — جیسے وہ دونوں بچپن میں ایک ہی احاطے میں کھیل چکے ہوں —

ایک لمحے تک وہ ایک دوسرے کو خاموشی سے گھورتے رہے — آخر لڑکی نے کہا:

''میرے ذہن میں تمہاری تصویر بالکل مختلف تھی — ''

''کیسی تصویر تھی تمہارے ذہن میں ؟'' میریسئف نے پوچھا اور وہ اپنے چہرے سے مسکراہٹ کو دور کرنے میں ناکام رہا جس کا شائد کوئی تک نہ تھا...

''ہاں، کیسے بتاؤں میں؟ تم جانو، تصویر کچھ ایسی تھی کہ تم بڑے لمبے تڑنگے ہوگے، بہت بہادر نظر آتے ہوگے — ہاں یہ ٹھیک ہے، بھاری جبڑا، یوں، ہاں منہ میں ایک پائپ.. . گریشا نے تمہارے بارے میں اتنا کچھ لکھا تھا!..''

''تمہارا گریشا، وہ اصلی ہیرو ہے!'' الکسئی نے اس کی بات کاٹ دی اور جب اس نے دیکھا کہ اس ذکر پر لڑکی کا چہرہ دمک اٹھا تو وہ لفظ ''تمہارا'' پر زور دیتے ہوئے اسی انداز سے بات کرتا رہا — ''تمہارا گریشا سچا انسان ہے! میں کیا ہوں؟ لیکن تمہارا گریشا... میرا خیال ہے کہ اس نے تم کو اپنے بارے میں کچھ بھی نہیں بتایا...''

''کیا تم جانتے ہو الیوشا؟ میں تمہیں الیوشا کہہ کر مخاطب کر سکتی ہوں نا؟ میں گریشا کے خطوں سے اسی نام کی عادی ہو گئی ہوں — تمہیں ماسکو میں اور کوئی کام تو نہیں ہے نا؟ تو پھر میرے گھر چلو — میں ڈیوٹی ادا کر کے آ رہی ہوں اور آج پورے دن مجھے چھٹی ہے — آؤ چلو — میرے پاس گھر پر تھوڑی سی وادکا ہے — کیا تمہیں وادکا پسند ہے؟ آؤ تمہیں وادکا پلاؤنگی —،،

اسی لمحے، یاد کی پہنائیوں سے، الکسئی کی آنکھوں میں میجر استروچکوف کا کائیاں چہرہ ابھرا اور اسے محسوس ہوا کہ وہ آنکھ مارتے ہوئے بول رہا ہے ''لو اور سنو! دیکھا تم نے کس قسم کی لڑکی ہے وہ؟ اکیلی رہتی ہے! وادکا! اہا!،، لیکن استروچکوف اتنا رسوا ہو چکا تھا کہ کسی قیمت پر بھی وہ اس کی بات پر اعتبار نہیں کریگا — ابھی شام بہت دور تھی اس لئے دونوں پرانے دوستوں کی طرح خوش گپیاں کرتے ہوئے، ٹھنڈی سڑک پر ٹہلتے رہے — اس نے بتایا کہ جنگ کے شروع میں گووزدیف پر کیسی مصیبت کا پہاڑ ٹوٹا تھا — انیوتا نے جب اپنے آنسوؤں کو روکنے کے لئے ہونٹ چبانا شروع کئے تو اسے یہ دیکھہ کر خوشی ہوئی — جب اس نے محاذ پر اس کی بہادری کے کارناموں کا ذکر کیا تو اس کی سبزی مائل آنکھوں سے چنگاریاں سی نکلنے لگیں — اسے گووزدیف پر کتنا ناز تھا! اور جب وہ اس کے بارے میں زیادہ سے زیادہ تفصیل سے جاننے کے لئے کرید کرید کر سوال کرتی تو اس وقت اس کے چہرے پر کیسا رنگ آ جاتا تھا! اس وقت اس کو کتنا غصہ آیا تھا جب اس نے بتایا کہ گووزدیف نے بے وجہ اسے اپنی تنخواہ کا سرٹیفکیٹ بھیج دیا تھا! اور وہ اتنا اچانک کیوں بھاگ کھڑا ہوا؟ نہ کوئی بات کہی، نہ کوئی پرچہ چھوڑا اور نہ اپنا پتہ؟ کیا یہ بھی کوئی فوجی راز ہے کہ آدمی بغیر خدا حافظ کہے چلا جائے اور پھر ایک لفظ بھی نہ لکھے؟

''ھاں ذرا یہ بتاؤ کہ تم نے اس پر اتنا زور کیوں دیا تھا کہ اس نے اب داڑھی رکھہ لی ہے؟،، انیوتا نے اس کو تجسس بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے پوچھا —

''ارے یونھی منہ سے نکل گیا — کوئی خاص بات نہیں،، میریسئف نے کتراتے ہوئے جواب دیا —

''نہیں، نہیں، بتاؤ! جب تک بتا نہ دوگے میں تمہارا پیچھا نہیں چھوڑونگی — کیا یہ بھی کوئی فوجی راز ہے کیا، ایں ؟،،

''ھرگز نہیں! بس اتنی سی بات ہے کہ ھمارے پروفیسر واسیلی واسیلیوچ نے... بس... داڑھی کا نسخہ تجویز کیا... تاکہ لڑکیاں... میرا مطلب ہے... ایک خاص لڑکی اسے اور زیادہ چاہے —،،

''اوہ تو یہ بات ہے! اب میں سب کچھہ سمجھہ گئی!،،

یکایک انیوتا کی سبزی مائل آنکھوں کی روشنی مر گئی — اس کی عمر زیادہ نظر آنے لگی — اس کے چہرے کی زردی اور بھی نمایاں ہو گئی — اس کی پیشانی اور آنکھوں کے کونوں پر ننھی ننھی باریک لکیریں ابھر آئیں — یہ لکیریں اتنی باریک تھیں کہ معلوم ہوتا کہ سوئی سے کھینچی گئی ھیں — وہ اپنی فوجی وردی اور پھیکے رنگ کی ٹوپی میں، جس کے نیچے سے شاہبلوط کے رنگ کے بال جھانک رہے تھے، بہت نڈھال اور تھکی ہوئی نظر آئی — ہاں اس کے چھوٹے، بھرے بھرے، دمکتے ہوئے سرخ ھونٹوں سے اور ان کے اوپر برائے نام ھلکے ھلکے روئیں سے یہ معلوم ھوتا تھا کہ وہ اب تک جوان ہے اور اس کی عمر مشکل سے کوئی بیس برس ہو گی —

ماسکو میں اکثر ایسا ھوتا ہے کہ آپ شاندار مکانوں کے سائے میں چوڑی سڑک پر چلتے چلتے، اچانک کسی نکڑ پر مڑ کر چند قدم چلیں اور ایک چھوٹے سے گھر کے سامنے جا رکیں جس کی کھڑکیاں پرانی ھونے کی وجہ سے دھندلی ھو گئی ھوں — اسی قسم کے ایک

مکان میں انیوتا رہتی تھی — وہ ایک تنگ سے زینے پر چڑھے جس میں بلیوں اور مٹی کے تیل کی بو بسی ہوئی تھی— وہ اوپر پہنچے— لڑکی نے کنجی سے دروازہ کھولا — دروازے کے پاس ہی گلیارے کی ٹھنڈک میں کھانے کی چیزوں کے تھیلے اور ٹین کی چند قابیں اور پتیلیاں رکھی ہوئی تھیں — وہ ان چیزوں کو پھلانگتے ہوئے اندر آ گئے— وہ ایک اندھیرے اور سنسان باورچی‌خانے میں داخل ہوئے اور چھوٹے سے گلیارے سے گزر کر ایک نیچے دروازے کے پاس پہنچے— سامنے کے دروازے سے کسی پتلی دبلی بوڑھی عورت کا چہرہ جھانکتا نظر آیا —

''آننا دانی‌لوونا، تمہارا ایک خط ہے،، اس نے کہا اور ان دونوں نوجوانوں کو اس وقت تک تجسس بھری نظروں سے گھورتی رہی جب تک وہ کمرے میں داخل نہ ہو گئے — پھر وہ غائب ہو گئی —

انیوتا کا باپ کسی انسٹی‌ٹیوٹ میں لکچرر تھا — جب انسٹی‌ٹیوٹ دوسری جگہ منتقل کیا گیا تو اس کے ماں‌باپ اس کے ساتھ چلے گئے — اور وہ کمرے جو کباڑئے کی دوکان کی طرح غلاف پوش سامان سے بھرے ہوئے تھے، اس لڑکی کی نگرانی میں چھوڑ گئے — فرنیچر، دروازے اور کھڑکیوں پر پرانے اور بھاری پردے، دیواروں پر تصویریں اور پیانو پر مجسمے اور گلدان —— ان سب چیزوں سے پھپھوند اور ویرانی کا رنگ جھلک رہا تھا —

''بڑی افراتفری ہے معاف کرنا — میں ہسپتال میں رہتی ہوں اور وہاں سے سیدھی یونیورسیٹی جاتی ہوں — کبھی کبھار ہی میں اس گھر میں آتی ہوں،، وہ میز پر سے اوٹ پٹانگ چیزیں اور میزپوش اٹھاتے ہوئے بولی اور اس کے چہرے پر رنگ آ گیا —

وہ کمرے سے چلی گئی اور واپس آ کر اس نے دوبارہ میز پر میزپوش بچھایا اور بڑی احتیاط سے اس کے کناروں کو برابر کیا —

''اگر کبھی گھر آنے کا موقع ملتا بھی ہے تو مجھ میں بس اتنی سکت ہوتی ہے کہ کسی طرح گھسٹتی ہوئی صوفے تک جاتی ہوں اور کپڑے اتارے بغیر پڑ کر سو جاتی ہوں — اس لئے صفائی ستھرائی کا وقت نہیں ملتا —،،

چند ہی منٹ بعد، بجلی کی کیتلی سنسنانے لگی — چینی کی پرانی پیالیاں جن کا رنگ اڑ گیا تھا، میز پر رکھی تھیں، چینی کی قاب میں رئی کی روٹی کے چند پتلے پتلے ٹکڑے رکھے تھے اور شکر کے پیالے میں شکر کے ٹوٹے ہوئے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے پڑے تھے — پچھلی صدی کی یادگار، اونی جھالر والی ٹی کوزی میں چھپے ہوئے چائے دان سے آتی ہوئی خوشبو جنگ سے پہلے کے زمانے کی یاد تازہ کر رہی تھی — میز کے بیچوں بیچ ایک بے کھلی نیلگوں بوتل رکھی تھی اور اس کے دونوں طرف ایک ایک نازک جام —

میریسئف مخمل سے ڈھکی ہوئی آرام کرسی پر بیٹھا تھا — سبز رنگ کے گدے سے اندر بھری ہوئی روئی اس طرح جھانک رہی تھی کہ پشت اور سیٹ پر لگایا ہوا خوبصورت کام والا خوش‌نما غالیچہ بھی اس کو چھپانے میں ناکام تھا — لیکن کرسی کی آغوش اتنی آرام‌دہ، خوشگوار اور پر سکون تھی کہ الکسئی فوراً اس کی پشت سے لگ گیا اور مزے میں ٹانگیں پھیلا کر بیٹھ گیا —

انیوتا اس کے قریب نیچی تپائی پر بیٹھ گئی اور چھوٹی سی لڑکی کی طرح اس کی طرف نگاہیں اٹھا کر پھر گووزدیف کے بارے میں پوچھ گچھ کرنے لگی — یکایک اس کو اپنی میزبانی کا فرض یاد آیا اور وہ اچھل پڑی — اس نے خود کو خوب برا بھلا کہتے ہوئے اس کا ہاتھ پکڑا اور اسے میز کے قریب بٹھایا —

''ایک جام تو پیوگے، نا؟ گریشا نے مجھے بتایا تھا کہ ٹینک مین اور ہواباز بھی بلا شبہ...،،

اس نے الکسئی کی طرف ایک جام کھسکایا ــ کمرے میں جھانکتی ہوئی سورج کی آڑی ترچھی جگمگاتی کرنوں میں وادکا کا نیلگوں رنگ اور بھی جگمگانے لگا ــ وادکا کی بو نے الکسئی کو دور دراز جنگل کے ہوائی اڈے میں افسروں کے کھانے کے کمرے کی یاد دلا دی ــ اسے وہ گونج یاد آئی جو کھانے پر ''ایندھن کے راشن،، کے آنے کے وقت پیدا ہوتی تھی ــ الکسئی نے جب دیکھا کہ دوسرا جام خالی ہے تو اس نے پوچھا:

''اور تم؟،،

''میں نہیں پیتی،، انیوتا نے سادگی سے کہا ــ

''لیکن مان لو ہم اس کے نام کی پئیں، گریشا کے نام کی؟،،

لڑکی مسکرائی ــ اس نے خاموشی سے جام بھرا، جام کی نازک کمر تھامی اور آنکھوں میں سوچ کی چمک پیدا کرتے ہوئے اس نے الکسئی کے جام سے جام ٹکرایا اور کہا:

''وہ سرخ رو ہو!،،

اس نے جام اٹھایا اور ایک ہی گھونٹ میں خالی کر گئی اور فوراً کھانسنے لگی ــ اس کا چہرہ سرخ ہو گیا اور وہ مشکل سے اپنی سانس پر قابو پا سکی ــ

بہت دنوں سے میریسئف نے وادکا نہیں چکھی تھی ــ اس نے محسوس کیا کہ وادکا چڑھ رہی ہے اور ایک گرم گرم سی تب و تاب رگوں میں دوڑ رہی ہے ــ اس نے دوبارہ جام بھرے لیکن انیوتا نے بڑی قطعیت سے سر ہلایا ــ

''نہیں، نہیں! تم نے دیکھ لیا کیا ہوا ــ،،

''لیکن کیا تم میری سرخ روئی کا جام نہیں پیوگی؟،، الکسئی نے التجاآمیز لہجے میں کہا ــ ''کاش تم جانتیں کہ مجھے اس کی کتنی ضرورت ہے!،،

لڑکی نے بڑی سنجیدگی سے اس کو دیکھا، اپنا جام اٹھایا، مسکرا کر سر ہلایا، نرمی سے اس کی کہنی دبائی اور پھر جام خالی کر گئی — پھر اس نے کھانسنا اور منہ بنانا شروع کیا —

''یہ میں کیا کر رہی ہوں؟،، آخر جب سانس قابو میں آئی تو وہ بولی ''اور وہ بھی چوبیس گھنٹے ڈیوٹی کرنے کے بعد! الیوشا، یہ صرف تمہارے لئے کر رہی ہوں — تم... گریشا نے بہت کچھ تمہارے بارے میں لکھا تھا... میں چاہتی ہوں تم خوش نصیب ثابت ہو، میں دل سے چاہتی ہوں — اور تم ضرور کامیاب ہو گے — سن رہے ہو جو میں کہہ رہی ہوں — مجھے یقین ہے —،، وہ خوش خوش قہقہے لگانے لگی — ''لیکن تم کھا نہیں رہے ہو! کچھ روٹی تو لو — شرماؤ مت — میرے پاس اور بھی ہے — یہ تو کل کی ہے — مجھے ابھی آج کا راشن نہیں ملا ہے —،، اس نے روٹی کی پلیٹ اس کی طرف بڑھائی — اس میں رکھی ہوئی روٹی کے ورق کاغذ کی طرح باریک تھیں — ''کھاؤ، بیوقوف لڑکے کھاؤ، ورنہ تمہیں نشہ آ جائیگا اور پھر بتاؤ میں تمہارا کیا بناؤنگی؟،،

الکسئی نے روٹی کی پلیٹ الگ کھسکا دی — اس نے انیوتا کی سبزی مائل آنکھوں، اس کے چھوٹے اور بھرے بھرے چمکتے ہوئے سرخ ہونٹوں کو دیکھا اور دھیمی آواز میں بولا:

''میں تمہیں پیار کر لوں تو تم کیا کرو گی؟،،

وہ فوراً سنجیدہ ہو گئی — اس نے میریسئف کو خوف‌زدہ نظروں سے دیکھا — اس کی آنکھوں میں غصہ نہ تھا بلکہ ان میں ایک طرح کا تجسس اور مایوسی تھی — ایسا لگتا تھا جیسے ایک لمحے پہلے یہ آنکھیں کسی ایسی چیز کو دیکھ رہی تھیں جو دور سے قیمتی ہیرے کی طرح چمک رہی تھی اور اب قریب آنے پر معلوم ہوا کہ یہ معمولی شیشے کے سوا کچھ بھی نہیں —

''شاید میں تمہیں یہاں سے نکال باہر کرونگی اور گریشا کو لکھونگی کہ تمہیں آدمی کی پہچان نہیں،، اس نے سردمہری سے جواب دیا — پلیٹ کھسکاتے ہوئے اس نے پھر اصرار کے ساتھہ کہا ''کچھہ کھاؤ، تم نشے میں ہو!،،

میریسئف کا چہرہ دمک اٹھا —

''اور تم بالکل حق بجانب ہوگی! شکریہ! میں پوری سوویت فوج کی طرف سے تمہارا شکریہ ادا کرتا ہوں! اور میں گریشا کو خط لکھونگا اور اسے بتاؤنگا کہ اسے لوگوں کی خوب پہچان ہے!،،

وہ تین بجے تک گپ کرتے رہے — کمرے میں آتی ہوئی ترچھی کرنیں اب دیوار پر رینگنے لگی تھیں — الکسئی کی گاڑی کا وقت ہو گیا تھا — وہ اداسی کے ساتھہ جھجکتے ہوئے سبز مخمل کی کرسی سے اٹھا — گدے کے پر اس کے کوٹ پر چپک گئے تھے — انیوتا اس کو خدا حافظ کہنے کے لئے اسٹیشن گئی — دونوں بازو میں بازو ڈالے چل دئے — الکسئی آرام کرنے کے بعد اتنے اطمینان اور اعتماد سے قدم اٹھا رہا تھا کہ انیوتا یہ سوچنے پر مجبور ہو گئی ''جب گریشا نے لکھا تھا کہ الکسئی کے پیر نہیں تو کیا اس نے محض مذاق کیا تھا؟،، اس نے الکسئی کو بتایا کہ وہ فوجی ہسپتال میں کام کرتی ہے جہاں اب ڈاکٹری کے طالبعلم کام کرتے ہیں —— مجروح مریضوں کی سارٹنگ — اس نے کہا کام بہت ہے کیونکہ ہر روز دکھن سے گاڑیاں بھر بھر کر زخمی آ رہے ہیں — یہ زخمی کتنے شاندار آدمی ہیں — کتنی بہادری سے اپنی تکلیفوں کو برداشت کرتے ہیں! یکایک اس نے خود اپنی بات کاٹ دی اور پوچھا :

''کیا تم نے سنجیدگی سے یہ بات کہی تھی کہ گریشا داڑھی رکھہ رہا ہے ؟،، وہ ایک لمحے کو خاموش اور دکھی سی رہی اور پھر بولی ''میں اب سب کچھہ سمجھتی ہوں — میں تم سے ایمانداری سے کہونگی جس طرح میں اپنے ابا سے کہتی: شروع میں مجھہ سے اس کے داغ اور نشان دیکھے نہ گئے — 'دیکھے نہ گئے' یہ کہنا ٹھیک نہیں — میرا مطلب ہے، میں ڈر گئی — نہیں! یہ بھی ٹھیک نہیں — میں نہیں جانتی کس طرح بیان کروں — تم میری بات سمجھتے ہو نا؟ شاید یہ اچھی بات نہ تھی — لیکن میں کیا کروں؟ اف وہ مجھہ سے بھاگ گیا! بیوقوف لڑکا! خدایا، کیسا بیوقوف لڑکا ہے وہ! اگر تم اس کو خط لکھو تو ضرور لکھنا کہ مجھے اس کی اس حرکت سے بہت تکلیف پہنچی ہے —،،

وسیع ریلوے اسٹیشن قریب قریب خالی تھا — سپاہیوں کے سوا کوئی بھی تو نہ تھا — بعض سپاہی خاص کام سے تیز تیز بھاگ رہے تھے — بعض دیواروں کے پاس اکڑوں بیٹھے تھے یا اپنے سامان کے تھیلوں پر خاموش ٹکے ہوئے تھے، یا زمین پر پھسکڑا مار کر جمے ہوئے تھے — ان کے چہروں پر ایک طرح کی جھلاہٹ اور فکر تھی — ایسا لگتا تھا کہ ان کے ذہن ایک ہی خیال کے گرد چکر لگا رہے ہیں — ایک زمانے میں یہ لائن مغربی یورپ سے خاص ناتا قائم کرتی تھی — اب دشمن نے ماسکو سے کوئی اسی کلومیٹر کی دوری پر اس راستے کو کاٹ دیا تھا — لائن کا چھوٹا سا حصہ باقی رہ گیا تھا اس پر صرف فوجی گاڑیاں چلتی تھیں — اور دو گھنٹے میں سپاہی راجدھانی سے محاذ پر پہنچتے تھے جس نے دشمن کا راستہ روک رکھا تھا — ہر آدھے گھنٹے پر بجلی گاڑی اسٹیشن پر رکتی اور مضافات میں رہنے والے مزدوروں اور گاؤں سے دودھ، پھل، سانپ کی چھتریاں اور ترکاریاں

لانے والی کسان عورتوں کے ہجوم کو پلیٹ فارم پر اگل دیتی۔ ایک لمحے کو یہ شور مچاتے ہوئے ہجوم ریلوے اسٹیشن کو بھر دیتے لیکن وہ جلدی ہی میدان میں نکل جاتے اور پھر اسٹیشن پر صرف فوجی باقی رہ جاتے۔

مرکزی ہال میں سوویت جرمن محاذ کا نقشہ چھت تک پھیلتا چلا گیا تھا۔ پھولے پھولے گالوں والی ایک گول مٹول سی لڑکی، فوجی یونیفارم پہنے ہوئے، سیڑھی پر کھڑی تھی۔ اس کے ہاتھ میں اخبار تھا جس میں سوویت اطلاعاتی بیورو کی تازہ‌ترین خبریں چھپی تھیں۔ وہ پن میں لگے ہوئے دھاگے سے محاذ کی لائن پر نشان لگا رہی تھی۔

نقشے کے نچلے حصے میں، دھاگا تیزی سے زاویہ بناتا ہوا سیدھے ہاتھ کو مڑ گیا تھا۔ جرمن دکھن میں آگے بڑھ رہے تھے۔ وہ ایزوم بروینکوف کے مورچے کو توڑ کر آگے نکل گئے تھے۔ ان کی چھٹی فوج نے ملک کے بیچوں بیچ ایک دراڑ ڈال دی تھی اور وہ دریائے دون کی نیلی رگ کی طرف بڑھ رہی تھی۔ لڑکی نے دریائے دون کے قریب دھاگا باندھ دیا۔ اس کے پاس ہی والگا کی موٹی سی رگ موجیں مار رہی تھی۔ یہاں استالن گراد کا بڑا سا نقطہ بنا ہوا تھا۔ اس کے پاس ہی اوپر ایک نقطے سے کامی‌شین دکھایا گیا تھا۔ صاف ظاہر تھا کہ دشمن نے دراڑ ڈال دی تھی اور دون کو کاٹ کر اس بڑی رگ کی طرف بڑھ رہا تھا اور اس کے کافی قریب پہنچ چکا تھا۔ اسٹیشن پر بہت بڑا مجمع نہایت گمبھیر خاموشی کے ساتھ کھڑا تھا۔ لڑکی ان سب سے بلند سیڑھی پر تھی۔ مجمع لڑکی کے موٹے ہاتھوں کو پنوں کی پوزیشن بدلتے ہوئے دیکھ رہا تھا۔ ایک جوان سپاہی کے چہرے پر پسینہ دوڑ رہا تھا۔ وہ جاڑے کا نیا اور

بےشکن کوٹ پہنے ہوئے تھا جو اس کے شانے پر پھنس رہا تھا — اس نے غم زدہ آواز میں اپنے خیال کا اظہار کیا:

''بدمعاش زوروں پر دھکیل رہے ھیں... ذرا دیکھنا کس طرح دھکیل رہے ھیں بدمعاش!''

ریلوے کے ایک لمبے سے پتلے دبلے مزدور نے، جس کی مونچھیں سفید تھیں اور جو ریلوے کی تیل سے چکٹ ٹوپی پہنے ہوئے تھا، اس سپاھی کو بپھری ہوئی نظروں سے دیکھا اور غرایا:

''دھکیل رہے ھیں، ایں؟ لیکن تم ان کو دھکیلنے کیوں دو؟ اگر تم ان کو پیٹھہ دکھاوگے تو یقینی وہ تمھیں دھکیلینگے! اچھے سپاھی ھو! دیکھو کہاں پہنچ گئے وہ! قریب قریب والگا تک!'' اس کی آواز میں درد اور تکلیف تھی — جیسے کوئی باپ سنگین اور ناقابل معافی جرم پر اپنے بیٹے کو برا بھلا کہہ رہا ھو —

سپاھی نے مجرمانہ نگاھوں سے مڑ کر دیکھا اور اپنے کندھوں پر بالکل نئے کوٹ کو ٹھیک کرتے ہوئے ھجوم سے باھر نکلنے لگا —

''تم ٹھیک کہتے ھو! ھم بہت زیادہ میدان ھار گئے ھیں'' ایک اور شخص نے ٹھنڈی سانس لی اور بڑی تلخی سے سر جھٹکتے ہوئے بولا ''ایھہ!''

ایک بڈھا، جو کینوس کا گردخور کوٹ پہنے ہوئے تھا اور دیکھنے میں گاؤں کا اسکول ماسٹر یا ڈاکٹر معلوم ھوتا تھا، اس سپاھی کی حمایت میں بولنے لگا:

''اسے کیوں دوش دو؟ کیا یہ اس کا قصور ھے؟ اس کے جیسے کتنے نوجوان موت کے گھاٹ اتر چکے ھیں! ذرا اس طاقت کو تو دیکھو جو ھمارے خلاف زور لگا رھی ھے! سارا یورپ چڑھہ آیا ھے... اور ٹینکوں کے دل کے دل! آخر یہ پورا طوفان ایک دم سے کیسے روکا جا سکتا ھے؟ ھونا تو یہ چاھئے کہ ھم زمین پر گھٹنے ٹیک کر

اس لڑکے کا شکریہ ادا کریں کہ اس کی بدولت ہم اب تک زندہ ہیں اور ماسکو میں گھومتے پھرتے نظر آ رہے ہیں! دیکھو کتنے ملکوں کو یہ فاشست ہفتے بھر میں ٹینکوں سے روند کر برابر کر چکے ہیں — لیکن ایک برس سے زیادہ ہوا ہم لڑتے چلے جا رہے ہیں اور اب تک ان کے ہر دھکے کا جواب دئے جا رہے ہیں... ہم نہ جانے کتنوں کو موت کی نیند سلا چکے ہیں — ساری دنیا کو اس لڑکے کا شکرگزار ہونا چاھئے! اور تم کہتے ہو 'پیٹھ دکھاتے ہو، —،،

''میں جانتا ہوں، جانتا ہوں، خدا کے لئے مجھے لکچر نہ پلاؤ! میرا دماغ یہ سب کچھ جانتا ہے — لیکن میرا دل مارے درد کے پھٹا جا رہا ہے!،، ریلوے مزدور نے افسردگی سے جواب دیا — ''جرمن ہماری دھرتی کو روند رہے ہیں، جرمن ہمارے گھروں کو مسمار کر رہے ہیں!،،

''کیا وہ وہاں ہے؟،، انیوتا نے نقشے کے جنوبی حصے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے پوچھا —

''ہاں، اور وہ لڑکی بھی وہیں ہے،، الکسئی نے جواب دیا —

استالن گراد کے اوپر، والگا کے نیلے خم پر ایک نقطہ نظر آیا جس پر لکھا ہوا تھا ''کامی‌شین،، — اس کے لئے یہ لفظ محض ایک نقطہ نہ تھا — اس کی آنکھوں میں ایک چھوٹے سے ہرے بھرے شہر کا تصور ابھر آیا، گھاس سے بھری ہوئی مضافاتی سڑکیں، چنار کے درختوں کے گرد آلود چمکتے ہوئے پتوں کی سرسراہٹ، گرد و غبار کی بو اور ترکاریوں کے کھیتوں سے آتی ہوئی سویا اور اجوائن کی خوشبو، دھاری دار تربوز، جو لگتا تھا کہ کھیتوں کی سوکھی زمین پر خشک پتیوں کے درمیان بکھرے پڑے ہیں، گھاس کے میدانوں کی ہوا جس میں کٹیلے کی کڑوی بو بسی ہوئی تھی، دریا کی ناقابل بیان

جگمگاتی ہوئی وسعتیں اور بھوری آنکھوں والی، دھوپ میں سنولائی ہوئی ایک کومل کومل سی لڑکی اور اس کی سفید بالوں والی پریشان اور گھبرائی ہوئی ماں...

"دونوں وہیں ہیں..." اس نے کہا —

۲

بجلی گاڑی ماسکو کے مضافات سے گزرتی رہی، اس کے پہئے بڑے ترنم سے گھڑگھڑاتے رہے اور اس کی سیٹی غصے سے چیختی رہی — میریسئف کھڑکی کے پاس بیٹھا تھا — اسے ایک مونچھ داڑھی صاف بڈھے نے دیوار تک دھکیل دیا — بڈھا چوڑی پٹی‌والی میکسم گورکی کٹ ہیٹ اور سونے کی کمانیوں والی عینک پہنے ہوئے تھا — اس کے گھٹنوں کے درمیان کھرپا، کدال اور دوشاخہ کاغذ میں لپٹے اور ڈور سے بندھے ہوئے پڑے تھے —

ان دنوں، ہر شخص کی طرح، یہ بڈھا بھی سوائے جنگ کے اور کسی چیز کے بارے میں نہیں سوچ رہا تھا — اس نے بڑے زور شور سے اپنا پتلا دبلا ہاتھ میریسئف کی ناک کے سامنے ہلایا اور اہمیت کا پوز اختیار کرتے ہوئے اس کے کان میں بولا:

"یہ نہ سمجھنا کہ میں غیرفوجی آدمی ہوں اس لئے اپنے یہاں کا منصوبہ میری سمجھ میں نہ آتا ہوگا — میں خوب اچھی طرح سمجھتا ہوں — یہ اس لئے ہے کہ دشمن کو خوب للچا للچا کر والگا کے میدان میں گھسنے پر اکسایا جائے اور اس کو مجبور کیا جائے کہ وہ اپنی رسل و رسائل کی لائن کو دور تک لے جائے، تب اس کا ناتا، آج کل کی زبان میں، اپنے محاذ سے ٹوٹ جائیگا اور تب اتر اور دکھن سے بڑھ کر اس کے رسل و رسائل کا سلسلہ بیچ سے کاٹ دیا

جائے اور پھر دشمن کو نرغے میں لیکر کچل دیا جائے — ہاں — یہ بڑی چالاکی کا منصوبہ ہے — ہمارے خلاف صرف ہٹلر نہیں ہے — وہ پورے یورپ کو ہمارے خلاف ابھار کر چڑھ دوڑا ہے — ہم اکیلے چھ ملکوں کے خلاف لڑ رہے ہیں — اکیلے! ہمیں اپنے ملک کی وسعتوں کا فائدہ اٹھا کر ان کی طاقت کو کمزور کرنا چاہئے — ہاں — یہی ایک معقول راستہ ہے — آخر ہمارے اتحادی چپ سادھے بیٹھے ہیں، ہے نا؟ کیا خیال ہے تمہارا؟،،

''میرا خیال ہے آپ بےمعنی باتیں کر رہے ہیں — ہماری دھرتی بہت قیمتی ہے اور ہم اس سے دشمن کو اپنے اندر سمونے کا کام نہیں لے سکتے،، میریسئف نے ذرا غیر دوستانہ لہجے میں جواب دیا — اسے دفعتاً جل کر راکھ کا ڈھیر بنا ہوا وہ گاؤں یاد آ گیا جس سے وہ جاڑے میں رینگتا ہوا گزرا تھا —

لیکن بڈھا میریسئف کے کان میں بھنبھناتا رہا اور تمباکو اور کافی کی بو میں بسی ہوئی سانس اس کے منہ پر چھوڑتا رہا —

الکسئی کھڑکی سے باھر جھانکنے لگا — گرم اور گردآلود ہوا کے جھونکے اس کے چہرے پر طمانچے مارتے رہے — وہ گزرتے ہوئے پلیٹ فارموں کو گھورتا رہا جن کے سبز کٹھرے بے رنگ ہو گئے تھے اور شوخ رنگ دکانوں پر تختے لگا دئے گئے تھے — وہ ان چھوٹے چھوٹے جھونپڑوں کو دیکھ رہا تھا جو ہرے جنگلوں سے جھانک رہے تھے، سوکھے ہوئے چشموں کے زمردیں کنارے، چیڑ کے درختوں کے موم بتیوں جیسے تنے جو ڈوبتے سورج کی روشنی میں انگارے کی طرح چمک رہے تھے اور جنگلوں کے اس پار جھٹپٹے میں جھکا ہوا وسیع نیلا آسمان ... وہ یہ سب کچھ دیکھ رہا تھا —

''...تم فوجی آدمی ہو، بتاؤ، کیا یہ ٹھیک ہے؟ ایک برس سے زیادہ ہو گیا ہم اکیلے فاشزم سے لڑ رہے ہیں — تمہارا کیا

خیال ہے اس کے بارے میں؟ لیکن ہمارے اتحادی کہاں ہیں اور دوسرا محاذ کہاں ہے؟ اور اب تم ذرا اس کا تصور کرو: ایک ایسے آدمی پر ڈاکو ٹوٹ پڑتے ہیں جو بےفکری سے اپنی دھن میں مگن خون پسینہ ایک کر رہا ہے — لیکن یہ آدمی بوکھلاتا نہیں — وہ تن کر کھڑا ہو جاتا ہے اور ڈاکوؤں سے لڑتا ہے — وہ سر سے پاؤں تک لہولہان ہے لیکن جو ہتھیار بھی اسے ہاتھہ آتا ہے وہ اٹھا لیتا ہے اور لڑے چلا جاتا ہے — اکیلا کئی ڈاکوؤں سے چومکھی لڑتا رہتا ہے — ڈاکو ہتھیاروں سے لیس ہیں — وہ ایک زمانے سے موقع کی تاک میں تھے — ہاں اور اس آدمی کے پڑوسی اس لڑائی کا تماشا دیکھتے رہتے ہیں — وہ دروازوں پر کھڑے رہتے ہیں اور اس آدمی سے ہمدردی دکھاتے ہیں اور کہتے ہیں: 'بہت اچھے میرے یار! ان کو مزا چکھاؤ! مزا چکھاؤ! اچھی طرح خبر لو!' اور اس کی مدد کو آنے کے بجائے وہ اس کو ڈنڈے دیتے اور پتھر تھماتے ہیں اور کہتے ہیں: 'یہ بات! مارو ان کو اس سے! زور سے مارو!' لیکن خود اس لڑائی میں قدم نہیں رکھتے — ہاں — ہمارے اتحادیوں کا رویہ یہی ہے! ... مسافر، ہاں وہ بس ایسے ہی ہیں...''

میریسئف نے مڑ کر دلچسپی کی نظروں سے بڈھے کو دیکھا — بہت سے مسافر اس کھچا کھچ ڈبے میں ان کی طرف دیکھہ رہے تھے — ہر طرف سے آواز آئی:

''ہاں وہ ٹھیک کہہ رہا ہے! ہم اکیلے لڑ رہے ہیں! دوسرا محاذ کہاں ہے؟''

''کوئی پروا نہیں — ہم بھرپور وار کرینگے اور خود دشمن کے پرخچے اڑا دینگے — یقینی جب تماشا ختم ہو جائیگا تو وہ دوسرا محاذ لئے حاضر ہو جائینگے —''

گاڑی تھوڑی دیر کو رکی — کئی زخمی شب خوابی کے لباس پہنے، بیسا کھیوں پر بھٹکتے اور ڈنڈے کے سہارے لنگڑاتے ہوئے ڈبے میں داخل ہوئے سب کے پاس کاغذ کے تھیلوں میں سورج مکھی کے بیج یا گوندنیاں تھیں — یقینی وہ سب کسی سینی‌ٹوریم سے یہاں کے بازار میں آئے ہونگے — عینک والا بڈھا فوراً اچھل کر کھڑا ہو گیا — اس نے سرخ بالوں والے ایک نوجوان کو، جس کی ٹانگ پر پٹیاں بندھی ہوئی تھیں، قریب قریب دھکیل کر زبردستی اپنی جگہ پر بٹھا دیا —

''میرے لڑکے، یہاں بیٹھ جاؤ، یہاں بیٹھ جاؤ!،، وہ چلایا ''میری پروا نہ کرو — میں جلد ھی اتر جاؤنگا —،،

یہ ثابت کرنے کے لئے کہ وہ سچ کہہ رہا ھے بڈھے نے باغبانی کا سامان اٹھایا اور دروازے کی طرف چل دیا — گوالنیں زخمیوں کو جگہ دینے کے لئے سمٹ سمٹا کر سکڑ گئیں — الکسئی کے پیچھے سے ایک عورت کی ملامت بھری آواز ابھری ''اس آدمی کو شرم آنی چاھئے — اس کے پاس زخمی آدمی کھڑا ھے اور وہ اسے اپنی جگہ نہیں دیتا! بیچارا لڑکا کچلا جا رہا ھے لیکن اس کے کان پر جوں تک نہیں رینگتی! کس شان سے، ھٹا کٹا، وھاں آرام سے جما ھوا ھے، ھوں، جیسے اسے تو کبھی گولی لگ ھی نہیں سکتی !اور ھوائی فوج کا افسر ھے ذرا دیکھنا !،،

اس بےوجہ ملامت پر الکسئی کا چہرہ سرخ ھو گیا — غصے میں اس کے نتھنے پھڑکنے لگے... لیکن یکایک اس کا چہرہ دمک اٹھا — وہ اٹھ کھڑا ھوا:

''آؤ دوست، اس جگہ بیٹھ جاؤ —،،

زخمی بوکھلاھٹ کے مارے اچھل پڑا:

''نہیں شکریہ، کامریڈ سینئر لفٹیننٹ — تکلیف نہ کیجئے — میں کھڑا رہ سکتا ہوں — ہمیں زیادہ دور نہیں جانا — دو اسٹاپ بس — ''

''میں کہتا ہوں بیٹھ جاؤ!'' الکسئی نے دل چسپ صورت حال کو بھانپتے ہوئے ذرا بن کر سختی سے کہا —

وہ ڈبے کے ایک کنارے کی طرف چل دیا — وہ دیوار کے سہارے اپنی چھڑی کو دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر کھڑا ہو گیا اور مسکرانے لگا — معلوم ہوتا تھا کہ چارخانے کے رومال والی بوڑھیا کو، جس نے الکسئی کو ڈانٹ سنائی تھی، اپنی غلطی کا احساس ہوا — اس کی ملامت کرتی ہوئی آواز دوبارہ سنائی دی :

''ذرا دیکھنا ان کو! اے بی ہیٹ والی! بڑی رانی بنی بیٹھی ہو — اس چھڑی والے افسر کو اپنی جگہ کیوں نہیں دیتی! کامریڈ افسر یہاں آ جاؤ — تم میری جگہ پر بیٹھ سکتے ہو — خدا کے لئے اس کو راستہ تو دو، افسر کو آنے دو!''

الکسئی نے سنی ان سنی کر دی — اس کو جو لطف آیا تھا جاتا رہا — اسی لمحہ کنڈکٹر نے اس اسٹاپ کا نام پکارا جہاں اسے اترنا تھا — گاڑی آہستہ آہستہ رک گئی — ہجوم کو چیرتے ہوئے اس کا سامنا اس عینک والے آدمی سے دو بارہ ہو گیا — اس نے اپنے پرانے ملاقاتی کو دیکھ کر سر ہلایا اور سرگوشی میں پوچھا :

''اچھا، کیا خیال ہے، کیا وہ کبھی دوسرا محاذ کھولینگے؟''

''اگر وہ نہیں کھولینگے تو ہم خود ہی سنبھال لینگے'' الکسئی نے لکڑی کے پلیٹ فارم پر قدم رکھتے ہوئے کہا —

گاڑی پہیوں کو گھماتی ہوئی اور زور زور سے چیختی ہوئی موڑ پر غائب ہو گئی اور اپنے پیچھے گرد و غبار کا ایک طوفان چھوڑ گئی — پلیٹ فارم پر اکا دکا مسافر رہ گئے — جلد ہی شام کا معطر

معطر سا سکون چھا گیا۔ جنگ سے پہلے یہ جگہ بڑی خوشگوار اور راحت بخش رہی ہوگی۔ اسٹیشن کو گھیرے ہوئے چیڑ کے درختوں کی پھننگیں بڑے دل آویز آهنگ سے سرسرا رہی تھیں — بلا شبہ، دو برس قبل، ایسی دل فریب شاموں کو، لوگوں کا هجوم، گرمیوں کے اچھے اچھے هلکے پھلکے دلکش کپڑوں میں ملبوس عورتیں، شور مچاتے ہوئے بچے اور خوش و خرم سنولائے ہوئے مرد، شہر سے واپس آتے هونگے، اپنے هاتھوں میں سامان اور شراب کی بوتلیں اٹھائے، هاں یہ سارے لوگ قافلہ در قافلہ آتے هونگے اور اسٹیشن سے جنگل کے گھنے سائے تلے پھیلے ہوئے لکڑی کے دیہاتی مکانوں کی طرف جاتے هونگے — چند مسافر، جو اس گاڑی سے کدالوں، کھرپوں اور باغبانی کے دوسرے سامان کے ساتھ اترے تھے جلدی جلدی پلیٹ فارم سے چھٹ گئے اور اپنی اپنی فکر میں ڈوبے ہوئے جنگل میں گھس گئے — اکیلا میریسیٔف، لگتا تھا کہ چھڑی لیکر سیر و تفریح کے لئے نکلا هے — وہ رکتا اور گرمیوں کی شام کے حسن کی داد دیتا، فرحت بخش هوا میں گھری گھری سانس لیتا اور جب چیڑ کے درختوں سے چھنتی ہوئی سورج کی کرنوں کا گرم گرم لمس محسوس هوتا تو وہ آنکھیں میچ لیتا۔

ماسکو میں اس کو بتا دیا گیا تھا کہ سینی‌ٹوریم پہنچنے کا کیا راستہ هے — اور اس نے ایک سچے سپاهی کی طرح، چند بتائے ہوئے نشانوں کی مدد سے اپنا راستہ ڈھونڈ نکالا۔ اسٹیشن سے وهاں تک کا راستہ کوئی دس منٹ کا تھا۔ سینی‌ٹوریم ایک چھوٹی سی پرسکون جھیل کے کنارے تھا — انقلاب سے پہلے کسی روسی کروڑپتی کے جی میں آئی کہ یہاں پر گرمیوں کے موسم کے لئے ایک ایسا محل بنوائے جو اپنی مثال آپ هو — اس نے معمار سے کہا کہ اگر وہ کوئی انوکھی اور اچھوتی چیز بنا کر دکھا دے تو پھر

روپیه کی کوئی پروا نہیں — اور معمار نے اپنے سر پرست کے مذاق کے مطابق اس جھیل کے کنارے اینٹوں کا ایک عظیم الشان ڈھیر کھڑا کر دیا — اس میں چھوٹی چھوٹی جالی دار کھڑکیاں بنائیں، برج اور کلس بنائے، برساتیاں اور پرپیچ راستے اور گلیارے بنائے — سیج کی لمبی گھاس سے ڈھکے ہوئے جھیل کے کنارے پر کھڑی ہوئی یه لغو قسم کی عمارت روس کے نرالے قدرتی مناظر پر ایک بدنما دھبه تھی — اس جگه کا منظر کتنا حسین تھا! لب آب بید کے نئے درختوں کا ایک جھنڈ تھا اور ان کے پتے تھرتھرا رہے تھے — پرسکون فضا میں پانی کی سطح شیشے کی طرح ہموار اور چکنی تھی — بڑی بڑی قد آدم گھاس کے درمیان کہیں کہیں برچ کے داغدار درخت سربلند تھے اور خود جھیل کے چاروں طرف پرانے جنگل نے ایک وسیع، نیلگوں اور دندانےدار گھیرا ڈال رکھا تھا — ان سب کا الٹا عکس جھیل کی ٹھنڈی، پرسکون اور نیلگوں سطح پر جھلک رہا تھا —

بہت سے مشہور مصور یہاں آتے تھے — اس جگه کا مالک اپنی مہمان نوازی کے لئے سارے روس میں مشہور تھا — یه قدرتی منظر، ان گنت تصویروں میں جزوی اور مکمل طور پر سمو دیا گیا ہے تاکه لوگ روسی قدرتی مناظر کی زوردار اور ساتھه ہی ساده شان و شوکت کا صدیوں لطف اٹھائیں —

اب اس محل سے سوویت ہوائی فوج کے سینیٹوریم کا کام لیا جاتا تھا — امن کے زمانے میں ہواباز اپنی بیوی بچوں سمیت یہاں آیا کرتے تھے — اب زخمی ہواباز پوری طرح صحت یاب ہونے کے لئے ہسپتالوں سے یہاں بھیجے جاتے تھے — الکسئی یہاں تک، برچ کی دو رویه قطاروں کے درمیان، چوڑی، پرپیچ، پخته سڑک پر چل کر نہیں پہنچا — وہ تو اس پگڈنڈی پر چل کر آیا تھا جو اسٹیشن سے جھیل تک سیدھی آتی تھی — بلکه کہنا چاہئے که وہ سینیٹوریم

تک پچھواڑے کی طرف سے آیا اور شور مچاتے ہوئے لوگوں کی بھیڑ میں گھس گیا جو دو کھچا کھچ بھری ہوئی بسوں کو گھیرے ہوئے تھی —

بات چیت سے الکسئی کو اندازہ ہو گیا کہ یہ لوگ ان ہوابازوں کو خدا حافظ کہہ رہے تھے جو سینی ٹوریم چھوڑ کر محاذ کی طرف جا رہے تھے — سفر پر روانہ ہوتے ہوئے ہواباز بہت خوش اور جوش میں تھے گویا وہ ایسی جگہ نہ جا رہے ہوں جہاں ہر بادل کے پیچھے موت منڈلاتی رہتی ہے بلکہ جیسے وہ پر امن زمانے میں اپنے اپنے دستے میں لوٹ رہے ہوں — خدا حافظ کہنے والوں کے چہروں سے غم گینی اور بےصبری ٹپک رہی تھی — الکسئی اس احساس سے واقف تھا — جب سے جنوب میں گھمسان کا رن پڑا تھا، خود اسے ایک مقناطیسی قوت اپنی طرف کھینچ رہی تھی — جیسے جیسے محاذ پر صورت حال زیادہ شدید اور سنگین ہوتی جاتی تھی یہ کشش بڑھتی جاتی تھی — اور جب فوجی حلقوں میں چپکے چپکے اور احتیاط کے ساتھ استالن گراد کا نام لیا جاتا تو یہ احساس ایک بےپناہ تمنا بن جاتا — ہسپتال میں بے دست و پا پڑے رہنے کی مجبوری ناقابلِ برداشت ہو گئی تھی —

خوبصورت بسوں کی کھڑکیوں سے سنولائے ہوئے اور جوش سے تمتماتے ہوئے چہرے جھانک رہے تھے — ٹھنگنے سے قد کا، لنگڑا اور گنجا آرمینیائی ہواباز، شب خوابی کے لباس میں، بسوں کے چاروں طرف بھٹکتا اور شور مچاتا پھر رہا تھا — یہ ان لوگوں میں سے تھا جو بیماروں کی ہر محفل میں خود اپنے شوق اور مرضی سے مسخرے کا رول اپنا لیتے ہیں اور بذلہ سنج کی حیثیت سے بہت ہر دلعزیز ہو جاتے ہیں — وہ چھڑی ہلا ہلا کر زور زور سے الوداعی نعرے لگا رہا تھا:

''فیدیا! ہوا میں اڑتے ہوئے فاشستوں کو ذرا میری طرف سے سلام نیاز عرض کر دینا! انہوں نے جو تمہیں چاند کی کرنوں میں نہانے کا پورا موقع نہیں دیا ہے ذرا اس کی قیمت بھی ادا کر دینا! فیدیا! فیدیا! ذرا ان کو محسوس کرا دینا کہ سوویت ہوابازوں کو چاندنی میں نہانے سے باز رکھنا بڑا کمینہ پن ہے!،،

فیدیا جوان تھا — اس کا چہرہ دھوپ سے سنولا گیا تھا — اس کا سر گول تھا اور اس کے اونچے ماتھے پر زخم کا ایک بڑا سا نشان تھا — اس نے کھڑکی سے سر نکالا اور چلایا کہ ''چاند منڈلی،، خاطر جمع رکھے کہ وہ اپنا فرض ضرور پورا کریگا —

ہجوم میں زوردار قہقہہ پھٹ پڑا اور ان قہقہوں کے درمیان بسیں آہستہ آہستہ پھاٹکوں کی طرف سرکنے لگیں —

''خوب شکار ملیں! سفر بخیر تمام ہوا!،، ہجوم سے یہ الوداعی کلمے سنائی دئے —

''فیدیا! فیدیا! جہاں تک جلد ہو سکے فوجی ڈاک کا پتہ بھجوا دینا! زینوچکا رجسٹری ڈاک سے تمہارا دل تمہیں واپس بھیج دیگی !..،،

نکڑ پر پہنچ کر بسیں آنکھوں سے اوجھل ہو گئیں — اڑتی ہوئی گرد، جسے ڈوبتے ہوئے سورج نے سنہرے غبار میں بدل دیا تھا، آہستہ آہستہ بیٹھ گئی — سینی ٹوریم کے مریض، جو گاؤن میں یا شب خوابی کے لباس میں تھے، بکھر گئے اور پارک میں چہل قدمی کرنے لگے — میریسئف پیش دالان میں داخل ہوا، جہاں کلوک روم کی کھونٹیوں سے ہوابازوں کی نیلے فیتے والی ٹوپیاں لٹک رہی تھیں اور جہاں کونوں میں، فرش پر، اسکٹل، گیندیں، کروکے اور ٹینس کے بلے رکھے تھے — لنگڑا آرمینیائی اس کو دفتر کے اندر لے گیا — غور سے دیکھنے سے معلوم ہوا کہ اس کے چہرے میں گمبھیرتا اور ذہانت

تھی اور آنکھیں خوبصورت، بڑی بڑی اور اداس تھیں — راستے میں اس نے مذاقاً اپنا تعارف ''چاند منڈلی،، کے صدر کی حیثیت سے کرایا اور اس بات پر اصرار کیا کہ چاندنی میں اشنان ہر قسم کے زخم کے علاج کے لئے تیر بہدف نسخہ ہے — اس نے کہا کہ چاندنی کے اشنان کے لئے سخت ترین نظم و ضبط کی ضرورت ہے اور یہ بھی بتایا کہ وہ ذاتی طور پر خود ہی چاندنی میں مٹرگشت کا انتظام کرتا ہے — ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ بیساختہ مذاق کر رہا ہے — اس پورے وقت میں اس کی آنکھوں میں گمبھیرتا اسی طرح باقی رہی اور اس کی آنکھیں بڑے شوق اور تجسس کے ساتھہ سننے والے کے چہرے پر تیرتی رہیں —

دفتر میں، میریسئف کا استقبال ایک لڑکی نے کیا جو سفید لبادہ اوڑھے ہوئے تھی اور اس کے بال اتنے سرخ تھے کہ لگتا تھا سر سے شعلے اٹھہ رہے ہیں —

''میریسئف؟،، لڑکی نے کتاب الگ رکھتے ہوئے کھرے پن سے پوچھا ''میریسئف الکسئی پیترووچ؟،، اس نے ایک سوالیہ نظر اس پر دوڑائی اور بولی ''مجھے چرکا دینے کی کوشش نہ کرو! یہاں تمھارا نام درج ہے —— 'میریسئف، سینئر لفٹیننٹ فلاں ہسپتال سے، پیر کٹے ہوئے —، اور تم...،،

اب جاکر، الکسئی کو اس کا گول چہرہ نظر آیا، سفید چہرہ جو شعلہ فشاں بالوں میں قریب قریب چھپا ہوا تھا — سرخ بالوں والی ہر لڑکی کا چہرہ ایسا ہی ہوتا ہے — خون کی دمکتی ہوئی سرخی سے اس کی جلد کی رنگت بدل گئی — اس نے چمکتی ہوئی، گول گول، چنچل آنکھوں سے حیرانی کے ساتھہ الکسئی کو دیکھا —

''بہرحال، میں الکسئی میریسئف ہوں — یہ رہے میرے کاغذات... کیا تم لیولیا ہو؟،،

''نہیں! کیوں؟ میں ہوں زینا ـ'' اس نے مشتبہ نظروں سے الکسئی کے پیروں کی طرف دیکھا اور بولی ''کیا تمہارے پاس اتنے اچھے نقلی پیر ہیں ـ یا کوئی اور قصہ ہے؟''

''ہاں ـ اچھا تم زینوچکا ہو جس نے فیدیا کا دل چرا لیا ہے!''

''اچھا تو میجر بورنازیان ابھی سے باتیں بنانے لگا! اوہ میں اس آدمی سے کتنی نفرت کرتی ہوں! وہ ہر شخص کا مذاق اڑاتا ہے ـ میں نے فیدیا کو ناچنا سکھایا ـ اس میں اور کوئی خاص بات نہیں، کیوں ہے نا؟''

''اور اب تم مجھے ناچنا سکھاؤ گی، ٹھیک؟ بورنازیان نے وعدہ کیا ہے کہ وہ میرا نام چاند اشنان کے لئے درج کر لیگا ـ''

لڑکی نے اور بھی زیادہ اچنبھے بھری نظروں سے اسے دیکھا ـ

''کیا مطلب ہے تمہارا، ناچ؟ بغیر پیر کے؟ بکواس ـ میرا خیال ہے کہ تم کو بھی ہر شخص کا مذاق اڑانے کا شوق ہے ـ''

ٹھیک اسی آن، میجر استروچکوف دوڑتا ہوا کمرے میں آیا اور اس کو اپنے بازوؤں میں لے لیا ـ

''زینوچکا!'' اس نے لڑکی سے کہا ''یہ طے ہے، ہے نا؟ سینئر لفٹیننٹ میرے کمرے میں آئیگا ـ''

وہ لوگ جو لمبی مدت تک ایک ساتھہ ہسپتال میں رہتے ہیں دوبارہ جب ملتے ہیں تو بھائیوں کی طرح ملتے ہیں ـ میجر کو دیکھہ کر الکسئی یوں کھل اٹھا جیسے اس نے اس کو برسوں بعد دیکھا ہو ـ استروچکوف کے سامان کا تھیلا سینی‌ٹوریم پہنچ چکا تھا اس لئے وہ وہاں نیا پرانا ہو چکا تھا اور گھر جیسا محسوس کر رہا تھا ـ وہ ہر شخص کو جانتا تھا اور ہر شخص اسے جانتا تھا ـ ایک ہی دن میں اس نے کچھہ لوگوں سے دوستی بھی گانٹھہ لی تھی اور کچھہ لوگوں سے جھگڑا بھی مول لے لیا تھا ـ

جس چھوٹے سے کمرے میں یہ دونوں رہتے تھے اس کی کھڑکیاں پارک کے رخ پر کھلتی تھیں - پارک کے لمبے لمبے سیدھے چیڑ کے درخت، گوندنیوں کی ہری جھاڑیاں اور ریبی‌نا کا پتلا درخت، جس میں پام کے درخت کی طرح نقش و نگار والے نازک پتے لٹک رہے تھے، اور گوندنیوں کا ایک بہت بھاری گچھا، مکان تک پہنچتا تھا - کھانے کے بعد جلد ہی، الکسئی اپنے بستر پر لیٹ گیا اور ٹھنڈی چادروں کے درمیان ٹانگیں پھیلا کر فوراً ہی نیند کی آغوش میں چلا گیا -

اس نے رات کو پریشان کن خواب دیکھے - نیلی برف - چاندنی - جنگل نے اس کو سمورین جال کی طرح اپنی لپیٹ میں لے لیا - اس نے اس جال سے بھاگ نکلنے کی کوشش کی لیکن برف نے اس کے پیر جکڑ لئے - اس نے سخت جدوجہد کی - اسے احساس تھا کہ کوئی خوفناک حادثہ پیش آنے والا ہے - لیکن اس کے پیر برف میں ٹھٹھر گئے تھے اور اس میں اتنی سکت نہ تھی کہ پیروں کو برف سے کھینچ سکے - وہ کراہتا، کسمساتا اور کروٹیں بدلتا رہا... اور اب وہ جنگل میں نہیں بلکہ ہوائی اڈے پر تھا - لمبا تڑنگا مستری یورا، ایک عجیب و غریب، نرم اور بے پر ہوائی جہاز کے کاک‌پٹ میں تھا - اس نے ہاتھ ہلایا، قہقہہ لگایا اور ہوا میں بلند ہو گیا - نانا میخائل نے اس کو اپنے بازوؤں میں سمیٹ لیا جیسے وہ دودھ پیتا بچہ ہو اور انہوں نے ڈھارس بندھاتے ہوئے کہا ”پروا نہ کرو! ہم بھاپ سے غسل دلوائینگے - بڑھیا رہیگا، ہے نا؟“، لیکن نانا میخائل نے اس کو گرم غسل دلانے کے بجائے اسے برف پر لٹا دیا - اس نے اٹھنے کی کوشش کی لیکن برف اس سے چپکی رہی - نہیں یہ برف نہ تھی - کسی ریچھ کا گرم گرم جسم اس کے اوپر سوار تھا - وہ اسے سونگھ رہا تھا، وہ اسے کچل اور گھونٹ رہا تھا -

بسیں بھر بھر کر ہواباز پاس سے گزرتے رہے، وہ خوش خوش کھڑکیوں سے باہر دیکھتے رہے لیکن انہوں نے اس کو نہ دیکھا — الکسئی ان کو مدد کے لئے پکارنا چاہتا تھا، ان کی طرف بھاگنا چاہتا تھا، کم از کم ان کو اشارہ کرنا چاہتا تھا — لیکن وہ ناکام رہا — اس نے منہ کھولا لیکن پھنسی پھنسی سی سرگوشی کی آواز سنائی دی — اس کا گلا گھٹنے لگا — اسے لگا کہ اس کا دل دھڑکنا بھول گیا ہے اور آخری بار ایڑی چوٹی کا زور لگایا اور نہ جانے کیوں اس کی آنکھوں میں شعلہ فشاں بالوں کی گھٹاؤں سے زینوچکا کا ہنستا ہوا چہرہ ابھرا اور تجسس بھری چنچل آنکھیں کوند گئیں —

الکسئی کی آنکھ کھلی تو اس کے دل میں ایک ناقابل بیان تشویش سر اٹھا رہی تھی — خاموشی چھائی ہوئی تھی — میجر سویا ہوا تھا اور آہستہ آہستہ خراٹے لے رہا تھا — چاند کی موہوم سی کرن کمرے کو چیرتی ہوئی فرش پر تیر رہی تھی — آخر وہ بھیانک دن کیوں لوٹ آئے تھے؟ اس نے ان بیتے دنوں کے بارے میں سوچنا بھی بند کر دیا تھا — لیکن جب وہ ان دنوں کے بارے میں سوچتا تو اسے یہ دن غیر حقیقی معلوم ہوتے — رات کی ٹھنڈی اور خوشبودار ہوا کے ساتھ، کھلی ہوئی اور چاندنی میں نہائی ہوئی کھڑکی سے ایک نرم خواب‌ناک اور پر آہنگ آواز بھی اندر آ رہی تھی — کبھی اس آواز میں ایک تیز تھرتھراہٹ پیدا ہو جاتی اور کبھی وہ دور کہیں دب سی جاتی اور کبھی ایک تیز گونج پر ہی تان ٹوٹ جاتی جیسے کسی خطرے نے اس کا گلا گھونٹ دیا ہو — یہ جنگل کی آواز تھی —

ہواباز اپنے بستر میں اٹھ بیٹھا اور دیر تک چیڑ کے پیڑوں کی پراسرار سرسراہٹ سنتا رہا — اس نے زور سے سر جھٹکا جیسے کسی جادو کے اثر کو دور کرنے کی کوشش کر رہا ہو اور دوبارہ اس میں ایک انتھک اور طرب انگیز قوت عود کر آئی — سینی‌ٹوریم میں اسے

اٹھائیس دن رہنا تھا — ان اٹھائیس دنوں میں فیصلہ ہونا تھا کہ آیا وہ پھر ہوا میں پرواز کریگا، لڑیگا اور زندہ رہیگا یا اس کا استقبال ہمیشہ ہمدردی بھری نگاہیں کرینگی اور ٹراموں میں لوگ اسے اپنی جگہ پیش کرینگے — اس لئے اٹھائیس دنوں کی اس لمبی اور ساتھہ ہی چھوٹی مدت میں اسے ایک ایک لمحہ ایک انسان بننے کی جدوجہد میں لگا دینا چاہئے —

الکسئی نے، میجر کے خراٹوں کے درمیان چاند کی آسیبی روشنی میں اپنے بستر پر بیٹھے بیٹھے، دل ہی دل میں اپنی ورزشوں کا ایک خاکہ تیار کیا — اس میں اس نے صبح اور شام کی جسمانی ورزش، چلنا، دوڑنا اور پیروں کی خاص مشق کا خاکہ بنایا — ساتھہ ہی اس نے ایک اور منصوبہ بنایا — اس منصوبے میں اسے سب سے زیادہ کشش معلوم ہوئی — اس میں اس کی ٹانگوں کی ہر طرح کی نشو و نما کا امکان تھا —— یہ امکان تھا وہ خیال جو زینوچکا سے بات کرتے ہوئے اس کے ذہن میں کوند گیا تھا —

اس نے ناچ سیکھنے کا فیصلہ کر لیا —

۳

اگست کی ایک صاف شفاف اور پر سکون سہ پہر کو جب قدرتی مناظر کی ہر چیز چمک اور جگمگا رہی تھی، جب گرم ہوا میں خزاں کی اداسی کی ہلکی ہلکی جھلک پیدا ہو چکی تھی —— ہاں ایسی ہی ایک سہ پہر کو چند ہواباز جھاڑیوں میں بل کھاتے اور کل کل بہتے ہوئے ایک چھوٹے سے چشمے کے ریت بھرے کنارے پر دھوپ میں نہا رہے تھے —

گرمی سے ان پر غنودگی طاری ہو رہی تھی — وہ اونگھ رہے تھے — یہاں تک کہ انتھک بولنے والا بورنازیان بھی چپ تھا اور اپنی ٹوٹی ہوئی ٹانگ پر ریت کا ڈھیر جمع کر رہا تھا — اس کی زخمی ٹانگ کی ہڈی ٹھیک نہیں جڑی تھی — وہ سب مونگ پھلی کی جھاڑیوں کے فاختئی پتوں میں چھپے ہوئے آنکھوں سے اوجھل تھے — لیکن ان کو چشمے کے بالائی کنارے ہری گھاس کے درمیان ایک روندی ہوئی پگڈنڈی نظر آ رہی تھی — بورنازیان نے اپنی ٹانگ پر ریت تھوپتے ہوئے نظریں اٹھائیں تو اسے ایک عجیب منظر نظر آیا —

وہ نووارد، جو کل ہی یہاں پہنچا تھا، صرف شب خوابی کا پاجامہ اور بوٹ پہنے، جنگل سے نمودار ہوا — اس نے چاروں طرف دیکھا اور جب اسے کوئی نظر نہ آیا تو اس نے اپنی کہنیوں کو پہلو میں دبا کر کچھ عجیب طرح سے بھٹکتے ہوئے اچھل اچھل کر دوڑنا شروع کر دیا — کوئی دو سو میٹر دوڑ لگانے کے بعد وہ چہل قدمی کی رفتار سے چلنے لگا — وہ پسینے پسینے تھا اور زور زور سے سانس لے رہا تھا — جب اس کی سانس دوبارہ تھمی تو وہ پھر دوڑنے لگا — اس کا بدن تیز دوڑ کے بعد تھکے ہوئے گھوڑے کی پسلیوں کی طرح چمک رہا تھا — بورنازیان نے چپکے سے اپنے ساتھیوں کو دوڑ لگانے والے کی طرف متوجہ کیا اور وہ جھاڑیوں کے پیچھے سے اسے دیکھنے لگے — یہ نووارد ان معمولی ورزشوں سے ہانپ رہا تھا — باربار درد کے مارے اس کے جسم میں جھرجھری دوڑ جاتی اور وہ کراہ اٹھتا — لیکن وہ برابر دوڑتا رہا —

بورنازیان زیادہ صبر نہ کر سکا — وہ چلایا:

''اے، دوست! کیا تم نے زنامنسکی بھائیوں کو زک دینے کا بیڑا اٹھایا ہے؟''

نووارد ایک جھٹکے سے تن کر کھڑا ہو گیا ـ تھکن اور درد اس کے چہرے سے غائب ہو گیا ـ اس نے بے نیازی سے جھاڑیوں کی طرف دیکھا اور ایک لفظ کہے بغیر کچھه عجیب طرح سے ڈگ مگ ڈگ مگ چلتا ہوا جنگل میں غائب ہو گیا ـ

''کون ہے وہ، سرکس کا مداری یا دیوانہ؟،، بورنازیان نے کچھه گھبرا کر پوچھا ـ

میجر استروچکوف نے بتایا ـ وہ ابھی ابھی نیند سے چونکا تھا ـ ''اس کے پیر نہیں ہیں ـ وہ نقلی پیروں سے مشق کر رہا ہے ـ وہ لڑاکو ہوائی جہازوں کی فوج میں واپس جانا چاہتا ہے ـ،،

ان اونگھتے ہوئے لوگوں پر ان الفاظ نے ٹھنڈے پانی کے چھینٹوں کا کام کیا ـ وہ اچھل پڑے اور سب ایک ساتھه بات کرنے لگے ـ وہ حیران تھے کہ وہ آدمی جس میں ان کو کوئی عجوبہ بات نظر نہ آئی تھی، جس میں انہیں اس کے سوا اور کچھه نظر نہ آیا تھا کہ وہ کچھه عجیب انداز سے چلتا ہے، دراصل پیروں سے محروم تھا ـ اس کا لڑاکو ہوائی جہاز اڑانے کا خیال انہیں بالکل لغو، ناقابل یقین بلکہ بکواس معلوم ہوا ـ انہوں نے ایسے لوگوں کے واقعات کا ذکر کیا جو معمولی بات پر ہوائی فوج سے سبکدوش کر دئیے گئے تھے، مثلاً کسی کی دو انگلیاں جاتی رہی تھیں، کسی کو اعصابی تھکن تھی ـ اور بعض تو اس وجہ سے چلتے کر دئیے گئے تھے کہ ان کے پیروں میں سپاٹ پن کی علامت پیدا ہو گئی تھی ـ ہمیشہ سے، یہاں تک کہ جنگ کے زمانے میں بھی، فوج کے اور دوسرے شعبوں کے مقابلے میں ہواباز کی صحت کا معیار زیادہ اونچا تھا ـ اور اس کے علاوہ ان کا خیال تھا کہ لڑاکو ہوائی جہاز جیسی پیچیدہ اور تیز حس مشین کو بے پیر والے ہواباز کے لئے قابو میں رکھنا ناممکن تھا ـ

سب کو اس پر اتفاق تھا کہ میریسئف کا ارادہ محض خیالی پلاؤ ہے — پھر بھی اس میں انہیں بڑی کشش معلوم ہوئی —

''یا تو تمہارا دوست نرا احمق ہے یا ایک عظیم الشان انسان — اس کے علاوہ وہ اور کچھہ نہیں ہو سکتا،، بورنازیان نے یہ نتیجہ نکالا —

یہ خبر ایک ایک وارڈ میں آن کے آن میں پھیل گئی کہ سینی‌ٹوریم میں بے پیروں کا آدمی موجود ہے جو لڑاکو ہوائی جہاز اڑانے کے خواب دیکھتا ہے — کھانے کے وقت تک الکسئی توجہ کا مرکز بن گیا اگرچہ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اسے خود اس کا احساس نہ تھا — اور جب لوگوں نے اس کو دیکھا کہ وہ کھانے کی میز پر اپنے پہلو میں بیٹھے ہوئے آدمیوں کے ساتھہ زور زور سے قہقہے لگا رہا ہے، بڑے چاؤ سے کھانا کھا رہا ہے، حسین ویٹرسوں کی تعریف روائتی انداز میں کر رہا ہے، پارک میں اپنے ساتھیوں کے ساتھہ مٹرگشت کر رہا ہے، کروکے کھیلنا سیکھہ رہا ہے اور کبھی کبھی والی بال کھیلنے کی کوشش بھی کر رہا ہے تو ان کو اس میں کوئی عجوبہ بات نظر نہ آئی سوائے اس کے کہ وہ ذرا آہستہ اور بھٹک کر چلتا تھا — واقعہ تو یہ ہے کہ وہ حد سے زیادہ معمولی لوگوں میں سے ایک معلوم ہوتا تھا — ہر شخص جلد ہی اس کا عادی ہو گیا اور سب نے اس کی طرف خاص توجہ کرنا چھوڑ دیا —

یہاں پہنچنے کے دوسرے دن، ڈھلتی سہ پہر میں، الکسئی زینوچکا سے ملنے کے لئے دفتر میں گیا — اس نے اپنے کھانے میں سے ایک پیسٹری بچا لی تھی اور اسے گوکھرو کے پتے میں لپیٹ کر ساتھہ لایا تھا — اس نے بڑے طمطراق سے یہ پیسٹری زینوچکا کو پیش کی، بےتکلفی سے میز پر بیٹھہ گیا اور لڑکی سے پوچھا کہ آخر وہ اپنا وعدہ کب پورا کریگی —

''کیسا وعدہ؟،، زینوچکا نے بھویں چڑھاتے ہوئے پوچھا۔
''زینوچکا تم نے مجھے ناچ سکھانے کا وعدہ کیا ہے۔،،
''لیکن...،، لڑکی نے احتجاج کرنے کی کوشش کی۔
''مجھے بتایا گیا ہے کہ تم اتنی اچھی استانی ہو کہ اپاہج کو بھی ناچنا سکھا دیتی ہو اور اچھے بھلے لوگ تم سے ناچنا سیکھ کر نہ صرف پیروں سے ہاتھ دھو لیتے ہیں بلکہ ان کا دماغ بھی چل جاتا ہے ــــ جیسا کہ فیدیا کے ساتھ ہوا۔ ہم کب شروع کرینگے؟ ہمیں قیمتی وقت ضائع نہیں کرنا چاہئے۔،،

ہاں، اس کو یہ نووارد خاصا پسند آیا۔ اس کے پیر نہ تھے۔ پھر بھی وہ چاہتا تھا کہ زینوچکا اسے ناچنا سکھائے! اور کیوں نہیں؟ وہ خوش‌رو آدمی تھا۔ اس کی سانولی جلد سے سرخ رنگت جھلکتی تھی۔ اس کے بال نرم اور گھنگھریالے تھے۔ وہ عام لوگوں کی طرح چلتا تھا اور اس کی آنکھیں بڑی جاندار تھیں، تمسخر بھری لیکن کچھ اداس۔ زینوچکا کی زندگی میں ناچنے کی اہمیت معمولی نہ تھی۔ وہ ناچ کی رسیا تھی اور واقعی تھی بھی اچھی رقاصہ... اور میریسئف، ہاں، وہ واقعی خوش‌رو اور دل‌کش تھا۔

وہ راضی ہو گئی۔ اس نے بتایا کہ اسے بوب گوروخوف نے ناچنا سکھایا تھا جو سوکولنیکی بھر میں مشہور تھا۔ وہ پال سوداکوفسکی کا بہترین چیلا اور پیرو تھا جس کا ماسکو بھر میں جواب نہ تھا اور جو فوجی اکادمیوں میں اور خارجہ امور کی کمیساریت کے کلب میں بھی ناچنے کی تعلیم دیتا تھا۔ زینوچکا نے ناچ جگت کی ان نامور شخصیتوں سے بال‌روم کے ناچ کی بہترین روایتوں پر دسترس حاصل کی تھی۔ وہ اس کو بھی ناچنا سکھائیگی حالانکہ اسے پوری طرح یقین نہیں تھا کہ بغیر پیر کے بھی ناچنا ممکن تھا۔ اس لئے وہ اس کو جن شرطوں پر ناچنا سکھانے کے لئے تیار ہوئی ذرا سخت

تھیں : اسے فرماں برداری اور محنت سے کام کرنا چاھئے، اس کی محبت میں گرفتار ھونے سے بچنا چاھئے، اس لئے کہ یہ سبق میں رکاوٹ پیدا کرتی ھے اور سب سے زیادہ یہ کہ اسے اس وقت جلن نہیں محسوس کرنی چاھئے جب دوسرے اس کو اپنے ساتھہ ناچنے کی دعوت دیں — صرف ایک کے ساتھہ ناچنے میں اس کا ھنر جاتا رھیگا اور اس کے علاوہ ایک ھی آدمی کے ساتھہ ناچنے میں مزا بھی نہیں آتا —

میریسئف نے یہ شرطیں بے روک ٹوک مان لیں — زینوچکا نے اپنے شعلہ فشاں سر کو جھٹکا دیا اور وھیں کے وھیں اپنے حسین پیروں کو بڑی خوبصورتی سے اٹھا کر، ناچ کا پہلا سبق دینے لگی — ایک زمانے میں میریسئف نے ''روسکایا،، اور دوسرے پرانے ناچ ناچنے میں بڑی چستی اور مستعدی کا ثبوت دیا تھا — کامی‌شین کے پارک میں فائر بریگیڈ کا بینڈ دھنیں بجاتا تھا اور وہ ناچتا تھا — اسے نغمے اور موسیقی کی شدبد تھی اور اس نے جلد ھی ترنگ سے بھرا ھوا یہ فن سیکھہ لیا — اب اس کے سامنے دقت یہ تھی کہ اسے زندہ، نرم اور متحرک پیروں کو سدھانا نہ تھا بلکہ یہ فن چمڑے کے ان فیتوں کو سکھانا تھا جو اس کی پنڈلیوں سے بندھے ھوئے تھے — بھاری اور بوجھل نقلی پیروں میں زندگی اور حرکت پیدا کرنے کے لئے ایک غیرانسانی جدوجہد اور قوت ارادی کی ضرورت تھی —

لیکن ان کو اس نے اپنی فرماں برداری پر مجبور کر دیا — ھر نئے قدم پر —— ھر پھسلن، ھر دوڑ، ھر چکر اور لہر پر —— جو وہ سیکھتا اس کا دل خوشی سے جھوم اٹھتا تھا، وہ ایک لڑکے کی طرح کھل اٹھتا تھا — ناچ کے یہ قدم بال روم ناچ کی اس پیچیدہ تکنیک کی ترتیب پال سوداکوفسکی نے کی تھی — ناچ کی اصطلاحیں ایسی تھیں

که ان کا بڑا رعب پڑتا تھا اور کانوں کو خوشگوار معلوم ہوتی تھیں — جب وہ کوئی نیا قدم سیکھ لیتا تو اپنے اوپر فتح حاصل کر لینے کی اس خوشی میں وہ اپنی استانی کو فرش سے اٹھاتا اور ہوا میں معلق کر دیتا — لیکن کسی کو، اور خاص طور پر اس کی استانی کو، ذرا اندازہ نہ ہو پاتا کہ اسے ہر نیا اور پیچیدہ قدم سیکھنے کے لئے کتنا درد جھیلنا پڑتا ہے — یہ کوئی بھی نہ دیکھتا کہ جب وہ مسکراتے ہوئے چہرے سے پسینہ پونچھتا ہے تو ساتھ ہی بڑی بے پروائی کے ساتھ آنکھوں سے آنسو بھی پونچھ لیتا ہے —

ایک دن وہ لنگڑاتا ہوا اپنے کمرے میں پہنچا — وہ تھک کر چور ہو رہا تھا لیکن بہت خوش تھا —

''میں ناچنا سیکھ رہا ہوں!،، اس نے فاتحانہ شان سے میجر کے سامنے اعلان کیا جو اپنے خیال میں غرق کھڑکی کے پاس کھڑا تھا — کھڑکی کے باہر گرمیوں کا دن خاموشی سے دم توڑ رہا تھا اور ڈوبتے سورج کی آخری کرنیں درختوں کے سروں میں سونے کی طرح چمکتی ہوئی نظر آ رہی تھیں —

میجر نے کوئی جواب نہیں دیا —

''اور میں کامیاب ہونگا!،، میریسئف نے اپنے نقلی پیر الگ پھینک کر آرام محسوس کرتے ہوئے اور اپنی سن ٹانگوں کو زور زور سے کھجاتے ہوئے پکے ارادے کے ساتھ کہا —

استروچکوف کھڑکی کی طرف منہ کئے رہا — اس کے شانے ہلنے لگے اور اس کے منہ سے عجیب قسم کی آوازیں نکلنے لگیں جیسے سسکیاں بھر رہا ہو — الکسئی خاموشی سے کمبل کے اندر چلا گیا — میجر کا کچھ عجیب حال تھا — یہ آدمی جو اب جوان نہ تھا، جو کل تک ہسپتال کے وارڈ کو اپنے بذلہ سنج سنکی پن اور صنف نازک سے بیزاری کی بدولت زعفران زار بنائے ہوئے تھا، اسکول کے لڑکے

کی طرح محبت میں سرتاپا گرفتار ہو گیا تھا اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اس کا درد، درد لادوا ہے — وہ دن میں کئی کئی بار دفتر جاتا، کلاودیا میخائلوونا کو ماسکو ٹیلیفون کرتا — ہر آتے جاتے مریض کے ساتھ پھول، پھل، چاکلیٹ اور تحریری پیغام بھیجتا — وہ اس کو لمبے لمبے خط لکھتا اور جب اسے کوئی مانوس سا لفافہ ملتا تو وہ خوش ہو جاتا اور مذاق کرتا —

لیکن وہ اس کی ہر پیش قدمی کو ٹھکرا دیتی، اس کا حوصلہ ذرا نہ بڑھاتی — اس کو اس پر ترس بھی نہ آتا — وہ لکھتی کہ میں کسی اور سے محبت کرتی ہوں اور اب اس کا سوگ منا رہی ہوں — دوستانہ طور پر وہ میجر کو صلاح دیتی کہ اس کو چھوڑ دے، اسے بھول جائے، اس پر پیسے اور وقت برباد نہ کرے — اسی دوستانہ اور کھرے انداز نے، محبت میں سب سے زیادہ دل آزار رویے نے میجر کو پریشان کر رکھا تھا —

الکسئی کمبل کے اندر دراز تھا اور مصلحتاً خاموش پڑا تھا — میجر کھڑکی سے ہٹا اور تیزی سے الکسئی کے بستر کے پاس آیا — وہ اس پر جھکا اور اسے جھنجھوڑتے ہوئے چیخا :

''وہ چاہتی کیا ہے؟ میں کیا ہوں، مجھے بتاؤ؟ کیا میں کھیت کی مولی ہوں؟ کیا میں بدصورت ہوں، بڈھا ہوں، کوڑھی ہوں؟ اس کی جگہ کوئی اور ہوتی تو... لیکن بکنے سے کیا ہوگا!،،

وہ آرام کرسی میں گر گیا اور سر پکڑ کے اتنے زور زور سے ہلنے لگا کہ کرسی کراہ اٹھی —

''وہ عورت ہے، ہے نا؟ اس میں کم از کم میرے لئے ٹوہ تو پیدا ہونی چاہئے! چڑیل! میں اس سے محبت کرتا ہوں — کاش تم جانتے! تم اس دوسرے آدمی کو جانتے تھے... بتاؤ وہ کس معنی میں مجھ سے بہتر تھا؟ اس نے آخر اس لڑکی کا من کیسے جیتا

تھا؟ کیا وہ مجھ سے زیادہ عقل‌مند تھا؟ کیا وہ زیادہ حسین تھا؟ وہ کس قسم کا ہیرو تھا؟،،

الکسئی کو کمیسار وروبیوف یاد آیا، اس کا بڑا سا پھولا ہوا جسم، تکیے پر رکھا ہوا موم کی طرح زرد چہرہ — اور ابدی نسوانی غم میں ڈوبی عورت کے مجسمے کی طرح ایک عورت کھڑی ہوئی —— اور ریگستان میں مارچ کرتی ہوئی سرخ فوج کے بارے میں وہ حیرت انگیز کہانی —

''وہ کھرا انسان تھا، میجر! وہ بالشویک تھا — کاش ہم بھی ویسے ہو سکتے —،،

۴

وہ خبر جو لغو معلوم ہوتی تھی پورے سینی‌ٹوریم میں پھیل گئی: بے پیر والے ہواباز نے ناچنا شروع کر دیا تھا —

زینوچکا دفتر میں اپنا کام ختم کرتی تو اسے گلیارے میں اپنا شاگرد انتظار کرتا ہوا ملتا — وہ اس کے لئے جنگلی پھولوں کا گچھا یا کھانے سے بچا کر چاکلیٹ یا سنترہ لاتا — زینوچکا سنجیدگی سے اس کا بازو پکڑتی اور وہ دونوں تفریح کے کمرے میں چلے جاتے جو گرمیوں میں سنسان پڑا رہتا تھا — یہ چوکس شاگرد پہلے ہی تاش کی میزیں اور پنگ پانگ کی میز کھسکا کر دیوار کے پاس کھڑی کر دیتا تھا — زینوچکا بڑی دل کشی سے ناچ کا کوئی نیا قدم سکھاتی، ہواباز بھویں جوڑ کر اس کو چھوٹے اور خوبصورت پیروں سے فرش پر پیچیدہ ڈیزائن بناتے ہوئے دیکھتا — تب لڑکی گمبھیر چہرے کے ساتھ تالیاں بجاتی اور گننا شروع کرتی:

''ایک، دو، تین —— ایک، دو، تین —— سیدھے ہاتھ کو

پھسلو!.. ایک، دو، تین —— ایک، دو، تین —— الٹے ھاتھہ کو پھسلو!.. گھومو!.. ھاں ھاں!.. ایک، دو، تین ایک، دو تین —— اب لہراؤ! آؤ ہم دونوں مل کر ناچیں!،،

بے پیر کے آدمی کو ناچنا سکھانے کا فرض ایسا تھا جو نہ تو بوب گوروخوف نے انجام دیا تھا اور نہ پال سوداکوفسکی نے — شاید اسے کوے جیسے کالے بالوں اور ھنستی ھوئی آنکھوں والا سانولا شاگرد بھا گیا تھا — شاید اس کی دونوں وجہیں ھوں —— چاھے اس کی جو وجہ بھی ھو، وہ اپنا سارا خالی وقت جی جان سے اسی کام میں لگاتی —

شام کو جب ریت سے ڈھکا ھوا ندی کا کنارا، والی بال کے میدان اور گلی ڈنڈے کے احاطے سنسان ھو جاتے تو اس وقت مریضوں کا محبوب مشغلہ ناچنا ھوتا — الکسئی جی کھول کے ان تماشوں میں حصہ لیتا — وہ اچھی طرح ناچتا — وہ ایک ناچ کو بھی ھاتھہ سے جانے نہ دیتا — کئی بار اس کی استانی کو افسوس ھوا کہ اس نے شاگرد کو بیکار ایسی سخت شرطوں میں جکڑ دیا تھا — اکارڈین کی دھن پر جوڑے کمرے میں گھومتے — میریسئف جوش سے سرخ چہرے اور کوندتی ھوئی آنکھوں کے ساتھہ پھسلتا، لہراتا، چکراتا اور گھومتا اور اپنی سبک قدم شعلہ فشاں بالوں والی پارٹنر کو بڑی چستی کے ساتھہ نچاتا جیسے اسے ذرا محنت نہ کرنی پڑ رھی ھو — اور ان لوگوں کو جو اس بہادر ناچنے والے کو ناچتے دیکھتے تھے، ذرا شبہ بھی نہ ھو سکتا تھا کہ وہ ھر بار کمرے سے باھر جا کر کیا کرتا ھے —

وہ تمتماتے ھوئے چہرے پر مسکراھٹ بکھیرتے ھوئے اور رومال سے بڑی شان بے نیازی کے ساتھہ پنکھا جھلتے ھوئے، مکان سے باھر نکلتا — لیکن دروازے سے باھر نکلتے ھی مسکراھٹ

کی جگہ درد و کرب کی کیفیت لے لیتی — زینے کی ریلنگ کو تھامتے ہوئے، لڑکھڑاتے اور کراہتے ہوئے وہ برساتی کے زینے سے اترتا اور اوس میں بھیگی ہوئی گھاس پر دراز ہو جاتا اور اپنے پورے جسم کو نم اور گرم زمین پر دباتے ہوئے مارے درد کے خوب روتا — نقلی پیروں کے کسے ہوئے فیتوں سے تکلیف ہی ایسی ہوتی تھی —

وہ ٹانگوں کو آرام دینے کے لئے فیتے کھول لیتا — جب اسے کچھ آرام و سکون حاصل ہوتا تو وہ دوبارہ فیتوں کو باندھتا اور مکان کے اندر واپس آ جاتا — وہ ان دیکھے طور پر چپکے سے ہال میں آ جاتا جہاں اکارڈین بجانے والا پسینے میں شرابور بے تکان نغموں سے فضا میں گونج پیدا کرتا رہتا تھا — وہ سرخ بالوں والی زینوچکا کے پاس آتا جس کی آنکھیں پہلے ہی سے ہجوم میں اسے اور ڈھونڈتی رہتی تھیں — وہ ہونٹوں پر مسکراہٹ بکھیرتا، اس کے موتی جیسے سفید اور ہموار دانت جھلک پڑتے پھر یہ چست اور سبک جوڑا دائرے میں چکر کھانے لگتا — زینوچکا اس کی خبر لیتی کہ کیوں چھوڑ کر چل دئے — وہ مذاق کے انداز میں برابر کا جواب دیتا اور وہ پھر گھومنے لگتے اور کچھ اس انداز سے کہ ان میں اور دوسرے ناچنے والوں میں کوئی فرق نظر نہ آتا —

ان کٹھن مشقوں نے اپنا کام کیا — اب الکسئی کو نقلی پیروں کی بیڑیوں کا احساس کم ہوتا چلا گیا — ایسا معلوم ہوتا تھا کہ یہ پیر قلم کی طرح لگ گئے ہیں —

الکسئی خوش تھا — اب اسے صرف ایک پریشانی تھی —— اولیا کا کوئی خط نہیں آ رہا تھا — گووزدیف اور اس کی لڑکی کے افسوسناک تجربے کے بعد اس نے جو خط لکھا تھا اس کو ایک مہینے سے اوپر

هو رہا تھا — وہ اس خط کو اب ایک تباہ کن خط سمجھتا تھا — بہرحال، وہ ایک مہمل خط تو تھا ہی — لیکن اس کا کوئی جواب نہ آیا — وہ جسمانی ورزش اور دوڑنے کی مشق میں روزانہ سو قدم کا اضافہ کردیتا — ہر صبح اس مشق کے بعد وہ بھاگا ہوا دفتر میں خطوں کا خانہ دیکھنے کے لئے جاتا — شاید کوئی خط ہو — سب سے زیادہ خطوں کا انبار ''م،، کے خانے میں ہوتا — وہ ان کو الٹ پلٹ کر دیکھتا، مگر سب بیکار!

ایک دن، ناچ کے سبق کے دوران میں، بورنازیان کا کالا سر تفریحی ہال کی کھڑکی سے جھانکتا نظر آیا — اس کے ہاتھہ میں چھڑی تھی اور ایک خط — لیکن اس سے پہلے کہ وہ منہ سے کچھہ پھوٹتا، میریسنف نے اس کے ہاتھہ سے خط جھپٹ لیا جس پر اسکول کی لڑکی کی جلی اور گول گول لکھائی میں پتہ لکھا ہوا تھا اور پھر یہ جا وہ جا، باہر نکل گیا — کھڑکی کے پاس بورنازیان بھونچکا رہ گیا اور کمرے کے بیچوں بیچ اس کی استانی غصے میں بپھری کھڑی رہی —

''زینوچکا اس زمانے میں سبھی ایک جیسے ہیں،، بورنازیان نے باتونی خالہ کے انداز میں شگوفہ چھوڑا ''سب چرکا دے جاتے ہیں — ان میں سے کسی کی باتوں میں نہ آنا — ان سے یوں بھاگو جیسے لاحول سے شیطان بھاگتا ہے — بہتر ہو اگر تم مجھے اپنا شاگرد بنا لو —،، یہ کہہ کر اس نے اپنی چھڑی کھڑکی میں سے ہال کے اندر پھینکی اور ہانپتا اور چنگھاڑتا ہوا کھڑکی پر چڑھہ گیا جس کے پاس زینوچکا افسردہ اور گھبرائی ہوئی کھڑی تھی —

الکسئی دوڑتا ہوا جھیل کی طرف گیا — اس کے ہاتھہ میں خط تھا — لگتا تھا جیسے کوئی اس کے پیچھے سے دوڑ کر آئیگا اور اس سے یہ خزانہ چھین لیگا — وہ سرسراتے ہوئے سرکنڈوں کو چیر کر

بھاگتا ہوا گیا اور ایک چٹان پر بیٹھ گیا جس پر کائی جمی ہوئی تھی — لمبی لمبی گھاس میں چھپا ہوا وہ اس بےبہا لفافے کو غور سے دیکھنے لگا جس کو وہ تھرتھراتی ہوئی انگلیوں میں تھامے ہوئے تھا — اس میں کیا لکھا ہوگا؟ دیکھیں میری قسمت کا کیا فیصلہ ہوتا ہے؟ لفافہ مڑا تڑا اور میلا کچیلا تھا — اس منزل تک پہنچنے سے پہلے خوب چکر لگائے ہونگے — الکسئی نے احتیاط سے لفافے کا ایک کنارا چاک کیا اور اسے خط کی آخری سطر نظر آئی — ''پیارے، ہمیشہ ہمیشہ تمہاری، اولیا —،، اس کی جان میں جان آئی — اس نے اسکول کی کاپی کا ورق ران پر رکھ کر برابر کیا — نہ جانے کیوں ان پر مٹی کے دھبے اور موم‌بتی کے قطروں کے نشان تھے — اولیا ہمیشہ اتنی صاف ستھری رہتی تھی — آخر اسے ہوا کیا تھا؟ اور تب اس نے وہ باتیں پڑھیں جن کو پڑھ کر اس کا دل فخر اور اندیشوں سے بھر گیا — معلوم ہوا کہ اولیا نے مل کو ایک مہینے قبل چھوڑ دیا تھا اور اب وہ اسٹیپی میدان میں کامی‌شین کی اور دوسری لڑکیوں اور عورتوں کے ساتھ زندگی کاٹ رہی تھی — جیسا کہ اس نے لکھا تھا وہ ''ایک بڑے شہر کے چاروں طرف، جس کا نام ہم سب کے لئے مقدس ہے،، ٹینک کو روکنے کے لئے گڈھے کھود رہی تھی اور مورچہ بندی کر رہی تھی — استالن گراد کا نام خط میں ایک جگہ بھی نہیں لیا گیا تھا — لیکن جس محبت، پریشانی اور امید کے ساتھ اس ''بڑے شہر،، کے بارے میں لکھا تھا اس سے صاف ظاہر تھا کہ اس کی مراد استالن گراد سے تھی —

اس نے لکھا کہ اس کی طرح ہزاروں والنٹیر دن رات اسٹیپی میدان میں کام کر رہے تھے — وہ کھدائی کر رہے تھے، مٹی ڈھو رہے تھے، کنکریٹ بچھا رہے تھے اور تعمیر کا کام کر رہے تھے — اس خط سے خوشی کے جذبات پھوٹ رہے تھے لیکن بعض جملوں سے

یہ بات صاف تھی کہ وہاں کی لڑکیوں اور عورتوں پر کتنا کڑا وقت آن پڑا ھے — پہلے تو اس نے ان باتوں کے بارے میں لکھا تھا جن میں وہ دل و جان سے محو تھی — پھر اس نے اس کے سوال کا جواب دیا تھا — اس نے چل کر لکھا تھا کہ مجھے تمہارے پچھلے خط سے بڑا صدمہ ہوا جو ''مجھے یہاں خندقوں میں،، ملا — اگر مجھے یہ نہ معلوم ہوتا کہ تم اس وقت محاذ پر ہو جہاں آدمی کے اعصاب پر خوفناک بوجھہ ہوتا ھے —— ہاں اگر ایسا نہ ہوتا تو تمہیں معاف نہ کرتی —

اس نے لکھا تھا ''میری جان، وہ کیسی محبت ھے جو قربانی نہ کر سکے؟ پیارے، ایسی کوئی محبت نہیں ہوتی — اگر ایسی محبت ہوتی ھے تو میرے خیال میں یہ محبت نہیں ھے — ایک ہفتہ ہو گیا ھے کہ میں نہا دھو نہیں سکی ہوں — میں پتلون اور بوٹ پہنتی ہوں جن سے پنجے جھانکتے رہتے ھیں — میرا چہرہ دھوپ میں ایسا سنولا گیا ھے کہ چھلکا اترتا رہتا ھے اور جلد بالکل کھردری اور نیلی ہو گئی ھے — اگر میں اس حالت میں، بالکل نڈھال، گندی، مریل اور بدصورت تمہارے پاس آؤں تو کیا تم مجھے نکال دوگے یا مجھہ پر الزام رکھوگے؟ بیوقوف دوست ! تم جو کچھہ بھی ہو، میں تمہیں یہ بتانا چاہتی ہوں کہ میں تمہارا انتظار کر رہی ہوں، تم جیسے بھی ہو... میں اکثر تمہارے بارے میں سوچتی ہوں — اور ان ''خندقوں،، میں آنے سے پہلے تمہیں خواب میں بھی دیکھا کرتی تھی — یہاں تو ہم سب لکڑی کے تختوں پر پڑتے ہی مردوں کی طرح غافل ہو جاتے ھیں — میں تمہیں بتانا چاہتی ہوں کہ جب تک میں زندہ ہوں، ہمیشہ کوئی تمہاری راہ دیکھتا رہیگا — تم جیسے بھی ہو، کوئی تمہارا انتظار کرتا رہیگا... تم کہتے ہو کون جانے تمہارے دشمنوں کو محاذ پر کچھہ ہوجائے — لیکن

اگر ان 'خندقوں، میں مجھے کچھ ہو جائے، کوئی حادثہ ہو اور میں اپاہج ہو جاؤں تو کیا تم مجھے نکال دوگے؟ یاد ہے تمہیں، جب ہم ٹکنیکل اسکول میں پڑھتے تھے تو ہم الجبرا کے سوال جگہ بدلنے کی ترکیب سے حل کیا کرتے تھے؟ ایسے ہی اب میری جگہ بیٹھ کر سوچو — اگر تم ایسا کرو تو جو کچھ تم نے لکھا ہے اس پر تمہیں شرم آئیگی...،،

میریسئف دیر تک بیٹھا اس خط پر غور کرتا رہا — سورج کا دھکتا ہوا عکس سیاہ پانی میں چمک رہا تھا — چلچلاتی ہوئی گرمی تھی — سرکنڈے سرسرا رہے تھے اور بڑے بڑے نیلے پتنگے سبج کے ایک تنکے سے اڑتے اور دوسرے پر بیٹھ جاتے — پانی کی سطح پر تیرنے والے لم ٹنگو کیڑے سرکنڈوں کے درمیان بھاگ رہے تھے — وہ اپنے پیچھے پانی کی ہموار سطح پر جھالر کی طرح ایک نشان چھوڑ جاتے تھے — ہلکی ہلکی لہریں ریتیلے ساحل کی آغوش کو تھپتھپا رہی تھیں —

''کیا ہے یہ؟،، الکسئی نے سوچا ''کیا اسے غیب سے معلوم ہو گیا؟ خدا کی طرف سے اس کے دل میں یہ بات پڑ گئی؟،، اس کی ماں کہا کرتی تھی ''دل غیب کی بات بتاتا ہے —،، یا خندقوں کی کٹھن زندگی نے اس لڑکی میں سمجھ پیدا کر دی تھی اور اس نے دل ہی دل میں وہ کچھ جان لیا تھا جو اسے بتانے کی ہمت نہ ہوئی تھی؟ اس نے ایک بار پھر خط پڑھا — نہیں ایسی کوئی بات نہ تھی — یہ غیب کی خبر نہ تھی — یہ محض اس کی باتوں کا جواب تھا — اور جواب بھی کیسا!

الکسئی نے ٹھنڈی سانس لی — آہستہ کپڑے اتارے اور چٹان پر کپڑوں کا ڈھیر لگایا — وہ ہمیشہ اس چھوٹی سی تنہا اور خاموش کھاڑی میں نہاتا تھا — یہ جگہ صرف اسے

معلوم تھی — وہ سرکنڈوں سے گھری ہوئی کھاڑی کی اس ریتیلی آغوش میں ہمیشہ نہایا کرتا — اس نے اپنے نقلی پیروں کے فیتے کھولے اور آہستہ آہستہ چٹان سے پھسلا، ننگے ٹھنٹھوں پر چلنا اس کے لئے دوبھر تھا — پھر بھی وہ چاروں ہاتھ پاؤں پر نہ جھکا — وہ درد سے ہونٹ کاٹتے ہوئے جھیل میں اترا اور ٹھنڈے اور گہرے پانی میں ڈبکی لگا گیا — ساحل سے کچھہ دور تک تیرتا ہوا گیا، اور دیر تک چت لیٹ کر پانی میں خاموش پڑا رہا — وہ نیلے اور اتھاہ آسمان کو گھورتا رہا — اس کی وسعتوں میں چھوٹے چھوٹے ابر پارے تیزی سے تیر رہے تھے اور ایک دوسرے سے ٹکرا رہے تھے — اس نے کروٹ لی اور دیکھا کہ پانی کی ٹھنڈی، نیلی اور چکنی سطح پر ساحل کا الٹا عکس پڑ رہا ہے اور سوسن کے زرد اور سفید پھول تیرتے ہوئے گول گول پتوں کے درمیان چمک رہے ھیں — اچانک اسے اولیا کا عکس نظر آیا جو چٹان پر بیٹھی ہوئی تھی — یہ وھی اولیا تھی جس کو وہ خواب میں دیکھتا تھا — وہ چھینٹ کا فراک پہنے ہوئے تھی — اس کی ٹانگیں لٹک رہی تھیں، حالانکہ وہ پانی تک نہیں پہنچ رہی تھیں — سطح کے اوپر کٹی ہوئی بدصورت ٹانگیں ھل رہی تھیں — اس نے زور سے پانی پر ھاتھہ مارا تاکہ یہ منظر ٹوٹ پھوٹ کر رہ جائے — اولیا نے ادل بدل کا جو طریقہ تجویز کیا تھا اس سے بات نہیں بنتی!

٥

دکھن میں صورت انتہائی نازک ہو گئی — بہت دنوں سے اخباروں میں دون کے کنارے لڑائی کی خبریں آنا بند ہو گئی تھیں — ایک دن سوویت اطلاعاتی بیورو کے کمیونکے میں ان کزاک گاؤں

کا ذکر تھا جو دون کی دوسری طرف والگا اور استالن گراد کے راستے پر تھے — ان ناموں کی اهمیت ان لوگوں کی نظر میں کوئی خاص نہ تھی جو ان علاقوں سے ناواقف تھے — لیکن الکسئی نے جو وهیں پیدا هوا اور پلا بڑھا تھا، تاڑ لیا کہ دون کی دفاعی لائن ٹوٹ گئی هے اور جنگ کے شعلے استالن گراد کی دیواروں تک پہنچ گئے هیں —

استالن گراد! اب تک یہ نام کمیونکے میں نہیں آیا تھا لیکن هر شخص کی زبان پر تھا — ۱۹۴۲ء کے موسم خزاں میں یہ نام پریشانی اور دکھه کے ساتھه زبان پر آتا تھا — یہ شہر کے نام کی طرح نہیں بلکہ کسی ایسے چہیتے عزیز کے نام کی طرح زبان پر آتا تھا جو موت کے منہ میں هو — میریسئف کے لئے یہ پریشانی عام پریشانی سے کہیں زیادہ بڑھه چڑھه کر تھی کیونکہ اولیا کہیں قریب هی، شہر سے باهر، اسٹیپی میدان میں تھی اور کون جانے اس کو کیسی آزمائشوں سے گزرنا پڑ رها هوگا؟ اب وہ اس کو هر روز خط لکھتا — لیکن ان خطوں کی کیا اهمیت تھی جن پر میدان جنگ کے کسی ڈاک خانے کا پتہ لکھا هوتا تھا؟ کیا پیچھے هٹتی هوئی فوجوں کے اس هنگامے میں یہ خط اس کو مل سکینگے —— گھمسان جنگوں کے اس جہنم میں جو والگا کے میدانوں میں دهک رها تھا —

هوابازوں کا سینی ٹوریم شہد کی مکھیوں کے اس چھتے کی طرح گونجتا رهتا جسے چھیڑ دیا گیا هو — عام تفریحیں ختم هو گئیں —— ڈراٹ، شطرنج، والی بال، گلی ڈنڈے اور تاش کے کھیل —— جو جوش اور ولولے کے رسیا مریض جھیل کے کنارے جھاڑیوں میں کھیلا کرتے تھے — یہ سب کھیل بند هو گئے — هر شخص، یہاں تک کہ انتہائی کاهل قسم کے لوگ بھی وقت سے ایک گھنٹہ پہلے هی صبح صبح بستر سے اٹھه جاتے تاکہ ریڈیو پر صبح سات بجے میدان جنگ کی پہلی رپورٹ سن سکیں — کمیونکے میں هوابازوں

کے کارناموں کا ذکر آتا تو ہر شخص کچھ اداس اداس سا گھومنے لگتا — ان کو نرسوں میں کیڑے نظر آتے اور کھانے اور پابندیوں اور ضابطوں کے خلاف بڑبڑاتے جیسے یہ سینی‌ٹوریم کا قصور تھا کہ وہ یہاں دھوپ میں آئینے کی طرح چمکتی ہوئی جھیل کے کنارے پرسکون جنگل میں منڈلاتے پھر رہے تھے اور استالن گراد کے قریب گھاس کے میدان میں لڑ نہیں رہے تھے — آخر سینی‌ٹوریم میں آرام کرنے والوں نے اعلان کر دیا کہ وہ اس زندگی سے اوب چکے ہیں — انہوں نے مطالبہ کیا کہ وقت مقررہ سے پہلے انہیں چھٹی دی جائے تاکہ وہ اپنے اپنے دستوں میں واپس جا سکیں —

ایک دن ڈھلتی سہ پہر کو ہوائی فوج کے عملے کے شعبے سے ایک کمیشن آیا — کئی افسر طبی دستے کا نشان اپنی وردی پر لگائے ہوئے، دھول سے اٹی ہوئی کار سے اترے — آگے کی سیٹ سے ایک ہٹا کٹا افسر سیٹ کی دیوار کے سہارے بڑی مشکل سے اٹھا — یہ تھا اول درجے کا فوجی سرجن، میروولسکی — وہ ہوائی فوج میں کافی مشہور تھا — ہواباز، اس کی پدرانہ شفقت کی وجہ سے اس کو بہت چاہتے تھے — کھانے پر اعلان ہوا کہ کمیشن ان لوگوں میں سے والنٹیر چنے گا جو اپنی بیماری کی چھٹی کم کروا کر اپنے اپنے دستے میں فوراً واپس جانا چاہتے ہیں —

اگلی صبح کو، میریسئف، منہ اندھیرے اٹھا اور معمول کے مطابق ورزش کئے بغیر جنگلوں کی راہ لی اور ناشتے کے وقت تک وہیں رہا — ناشتے پر اس نے کچھ نہ کھایا — جب ویٹرس نے دیکھا کہ اس نے کھانے کو ہاتھ بھی نہیں لگایا تو اسے ذرا ڈانٹ پلائی — اس نے جھنجلا کر جواب دیا حالانکہ لڑکی اس کے ساتھ مروت سے پیش آنا چاہتی تھی — جب استروچکوف نے اس سے کہا کہ میاں وہ تو تم سے اخلاق برت رہی ہے اور تم چراغ پا ہوئے جا

رہے ہو تو وہ اچھلا اور کھانے کے کمرے سے نکل گیا — زینوچکا گلیارے کی دیوار پر لگا ہوا سوویت اطلاعاتی بیورو کا خبرنامہ پڑھ رہی تھی — الکسئی اس سے سلام کلام کئے بغیر آگے بڑھ گیا — وہ بھی ایسی بن گئی جیسے اسے دیکھا ہی نہ ہو — اس نے صرف آہستہ سے شانے ہلایا — لیکن جب وہ، واقعی اس کو دیکھے بغیر، یونہی گزر گیا تو اس کا دل دکھا اور قریب قریب اس کی آنکھیں بھر آئیں — اس نے پکارا — الکسئی نے منہ پھیرتے ہوئے غصے سے کہا:

''ہاں، کیا چاہئے؟،،

''کامریڈ سینئر لفٹیننٹ، تم کیوں ...،، لڑکی نے ہولے سے جواب دیا اور سرخ ہو گئی — اس کے گال دھک اٹھے اور اس کے بالوں کی طرح شعلہ رنگ ہو گئے —

الکسئی نے فوراً اپنے بگڑے ہوئے مزاج پر قابو پا لیا اور ایسا معلوم ہوا کہ اس کا پورا جسم خالی ہو گیا ہے —

''آج میری قسمت کا فیصلہ ہونے والا ہے،، اس نے دھیمی آواز میں کہا — ''ہاتھ ملاؤ اور میرے لئے دعا کرو...،،

معمول سے زیادہ لنگڑاتے ہوئے وہ اپنے کمرے میں گیا اور خود کو مقفل کر لیا —

کمیشن تفریح کے ہال میں بیٹھا — وہیں اس کا سارا سامان آراستہ کر دیا گیا تھا —— سانس جانچنے کا آلہ، مٹھیوں کے دباؤ کا آلہ، بینائی جانچنے کے کارڈ، وغیرہ — سینی‌ٹوریم کی پوری آبادی ساتھ والے کمرے میں اکٹھی ہو گئی — وہ سب جو اپنی بیماری کی چھٹی ختم کروانا چاہتے تھے (اور قریب قریب سبھی چاہتے تھے) ایک لمبی قطار میں کھڑے ہو گئے — زینوچکا آئی اور اس نے سب کو ایک ایک پرچہ دیا جس پر لکھا تھا وہ کس وقت

بلائے جائینگے اور ان سے کہا کہ وھاں سے چلے جائیں — شروع کے چند آدمی جب کمیشن کے مرحلے سے گزر گئے تو یہ افواہ پھیل گئی کہ کمیشن بہت زیادہ سخت نہیں ھے — بھلا ایسے وقت کمیشن سخت کیسے ھو سکتا تھا جب والگا کے کنارے ایسی خون آشام جنگ چھڑی ھوئی تھی اور ضرورت تھی سر اور دھڑ کی بازی لگا دینے کی — الکسئی برساتی کے سامنے اینٹ کی نیچی دیوار پر پاؤں لٹکائے بیٹھا تھا — جب کوئی شخص باھر آتا تو بےنیازی سے پوچھتا جیسے اسے کوئی خاص دلچسپی نہ ھو:

"کہو کیسا رھا؟"

"میرا تو بیڑا پار ھے!" وہ آدمی خوش خوش وردی کا بٹن لگاتے ھوئے یا پیٹی کستے ھوئے جواب دیتا —

میریسئف سے پہلے بورنازیان اندر گیا — اس نے اپنی چھڑی دروازے کے باھر چھوڑ دی اور کمرے میں داخل ھوا اور کوشش کرتا رھا کہ جسم میں ڈگمگاھٹ اور ٹانگ میں لنگ نہ پیدا ھو — اس کو دیر تک وھاں رکھا گیا — آخر کھلی ھوئی کھڑکی سے الکسئی کے کانوں میں گرم گرم باتوں کی آوازیں آئیں — دروازہ کھلا اور بورنازیان لپکتا ھوا نکلا — وہ بہت بپھرا نظر آ رھا تھا — اس نے بپھری ھوئی نظروں سے الکسئی کو دیکھا اور بالکل ناک کی سیدھ میں دیکھتا اور چیختا چنگھاڑتا اور بھٹکتا ھوا پارک کی طرف چلا گیا —

"دفتر شاھی کے غلام! کنویں کے مینڈک! ان کو آخر ھوابازی کے بارے میں معلوم کیا ھے؟ کیا ان کے خیال میں یہ بھی کوئی بیلے ھے؟.. چھوٹی ٹانگ!.. کم بخت بالکل انیما اور انجکشن کے سوا اور کچھ جانتے ھی نہیں!"

الکسئی کا دل ڈوبا جا رہا تھا — لیکن وہ خوش خوش اور مسکراتا ہوا تیز تیز قدموں سے کمرے کے اندر آیا — کمیشن ایک لمبی میز کے کنارے بیٹھا تھا — درمیان میں گوشت کے پہاڑ کی طرح اول درجے کا فوجی سرجن میروولسکی براجمان تھا — پہلو کی ایک میز پر، مریضوں کے حالات کے کاغذات کے ڈھیر کے سامنے زینوچکا بیٹھی تھی — وہ اپنے سفید اور کلف بھرے لبادے میں گڑیا کی طرح ننھی منی اور خوبصورت معلوم ہو رہی تھی — اس کے باریک سفید رومال سے سرخ بالوں کی ایک لٹ بڑی ادا سے جھانک رہی تھی — اس نے الکسئی کو اس کی بیماری کا پروانہ پکڑایا اور نرمی سے اس کا ہاتھہ دبایا —

''نوجوان، اب اوپر کے کپڑے اتار لو،، سرجن نے آنکھوں کو سکیڑتے ہوئے کہا —

میریسئف نے ورزش بیکار نہیں کی تھی — دھوپ اشنان اکارت نہیں گیا تھا — سرجن دل ہی دل میں اس کے گٹھیلے اور خوبصورت جسم کی تعریف کئے بغیر نہ رہ سکا — اس کا ایک ایک پٹھا اس کی سانولی جلد کے نیچے تڑپتا ہوا نظر آ رہا تھا —

''تم تو مزے میں داؤد کے مجسمے کے موڈل کا کام کر سکتے ہو،، کمیشن کے ایک ممبر نے اپنی ہمہ دانی کا اظہار کرتے ہوئے کہا —

میریسئف آسانی سے تمام امتحانوں میں پاس ہو گیا — اس کی مٹھیوں کا دباؤ معیار سے کوئی پچاس فیصدی زیادہ تھا، سانس کی جانچ میں اس نے آلے کے کانٹے کو اس کی آخری حد تک پہنچا دیا — اس کے خون کا دباؤ نارمل تھا اور اس کے اعصاب بہترین حالت میں تھے —آخر میں اس نے طاقت کی جانچ کرنے والی مشین کا فولادی دستہ اتنے زور سے کھینچا کہ اسپرنگ ٹوٹ گئی —

''ہواباز؟'' سرجن نے چہرے پر خوشی کی کیفیت پیدا کرتے ہوئے پوچھا — وہ اپنی کرسی پر اور بھی آرام سے پھیل گیا — وہ ''سینئر لفٹیننٹ میریسئف کے کارڈ'' کے بالائی کونے پر اپنا فیصلہ لکھنے ہی والا تھا —

''ہاں —''

''لڑاکو ہواباز؟''

''ہاں —''

''اچھا اور لڑو! تمہارے جیسے لوگوں کی ضرورت ہے، بہت ضرورت ہے!.. ہاں ذرا بتانا تمہیں کیا تکلیف تھی؟''

الکسئی کا منہ اتر گیا — اسے محسوس ہوا کہ بنا بنایا کھیل بگڑ رہا ہے — سرجن نے اس کے کارڈ کا معائنہ کیا اور اس کے چہرے سے حیرانی کی کیفیت چھلکنے لگی —

''کٹے ہوئے پیر... یہ کیا؟ بکواس! یہ غلطی ہوگی، ایں؟ تم جواب کیوں نہیں دیتے؟''

''نہیں یہ غلطی نہیں ہے'' الکسئی نے بہت ہولے سے اور بہت آہستہ کہا جیسے پھانسی کے تختے پر چڑھ رہا ہو —

سرجن اور کمیشن کے ممبروں نے مشکوک نظروں سے اس ہٹے کٹے، گٹھے ہوئے جسم کے پر جوش نوجوان کو دیکھا اور ان کی سمجھ میں نہ آیا کہ آخر معاملہ کیا ہے —

''پتلون کے پائنچے اوپر اٹھاؤ!'' سرجن نے بے صبری کے لہجے میں حکم دیا —

الکسئی کا رنگ زرد پڑ گیا — اس نے بےبسی سے زینوچکا کو دیکھا اور آہستہ آہستہ اپنی پتلون کے پائنچے اوپر چڑھائے — اس کے چہرے پر مایوسی کھنڈ گئی — اس نے لکڑی کے پیروں کو کھول دیا اور ہاتھ پہلو میں گرا دئے —

''ہمارا مذاق اڑانا چاہتے ہو، یا کچھہ اور؟ ذرا دیکھنا ہمارا کتنا وقت ناس گیا — یقینی تم بغیر پیروں کے ہوائی فوج میں واپس جانے کی بات تو سوچ نہیں سکتے، ہے نا؟،، آخر سرجن نے کہا —

''میں سوچتا نہیں — میں تو واپس جا کے رہونگا!،، الکسئی نے دھیمی آواز ، جواب دیا — اس کی سیاہ آنکھوں میں بغاوت کے شعلے چمک رہے تھے —

''بغیر پیروں کے، تمہاری عقل ماری گئی ہے!،،

''ہاں میں بغیر پیروں کے ہوائی جہاز اڑاؤنگا،، الکسئی نے جواب دیا — اب اس میں بغاوت نہیں بلکہ سکون تھا — اس نے اپنی پرانی وضع کی وردی کی جیب سے رسالے کا ایک تراشہ نکالا جو بڑی صفائی سے تہہ کیا گیا تھا — ''دیکھئے ،، اس نے سرجن کو تراشہ دکھاتے ہوئے کہا ''اس نے ایک پیر سے ہوائی جہاز اڑایا — آخر میں دو پیروں کے بغیر کیوں ہوائی جہاز نہیں اڑا سکتا؟،،

سرجن نے تراشہ پڑھا اور الکسئی کو حیرت اور احترام سے دیکھا —

''ہاں، لیکن تمہیں اس قابل بننے کے لئے غضب کی محنت اور مشق کرنی ہوگی — اس آدمی نے دس برس تک مشق کی — تم کو اپنے پیر اس طرح استعمال کرنے ہونگے جیسے وہ بالکل اصلی ہوں،، اس نے کچھہ نرم پڑتے ہوئے کہا —

اس آن الکسئی کو ایک غیرمتوقع کمک پہنچی — زینوچکا اپنی میز کے پیچھے سے جھپٹ کر بڑھی — اس نے ہاتھہ جوڑے جیسے دعا مانگ رہی ہو اور اس کا رنگ اتنا سرخ ہو گیا کہ پسینے کے قطرے اس کی کنپٹیوں پر چمکنے لگے — وہ بولی :

''کامریڈ سرجن، آپ اسے ناچتے ہوئے دیکھئے! وہ اتنا اچھا ناچتا ہے کہ دونوں پیر والے بھی ایسا نہیں ناچتے !،،

''ناچ؟ غضب خدا کا! کیا مطلب!..،، سرجن کے منہ سے نکلا اور اس نے چاروں طرف بھونچکا نظروں سے کمیشن کے ممبروں کو دیکھا۔

الکسئی نے بھی فوراً زینوچکا کا راگ الاپنا شروع کر دیا۔

''ابھی فیصلہ نہ کیجئے،، اس نے کہا۔ ''آج رات کو ہمارا ناچ دیکھنے آئیے اور پھر دیکھئے ہم کیا کچھ کر سکتے ہیں۔،،

جب الکسئی دروازے کی طرف چلا تو اس نے آئینے میں کمیشن کے ممبروں کی جھلک دیکھی جو بڑے جوش سے ایک دوسرے سے بات کر رہے تھے۔

زینوچکا کو، کھانے سے پہلے، الکسئی درختوں کے ایک جھنڈ میں نظر آیا۔ اس نے بتایا کہ کمیشن نے اس کے چلے آنے کے بعد بھی دیر تک میریسئف کے بارے میں بحث کی۔ سرجن نے کہا تھا کہ میریسئف ایک غیرمعمولی نوجوان ہے اور کون جانے وہ واقعی ہوائی جہاز اڑا سکے۔ روسی کیا نہیں کر سکتا؟ اس کے جواب میں کمیشن کے ایک ممبر نے کہا کہ ہوابازی کی تاریخ میں اس قسم کا کوئی واقعہ نہیں ملتا۔ سرجن نے اس کا جواب دیا کہ ہوابازی کی تاریخ کو بہت سی باتیں معلوم نہیں تھیں لیکن اس جنگ میں سوویت ہوابازوں نے نئے کارنامے انجام دئے اور تاریخ میں اضافہ کیا۔

والنٹیروں کی روانگی کا جشن منانے کے لئے ایک الوداعی ناچ کا انتظام ہوا۔ والنٹیروں کی تعداد دو سو نکلی تھی۔ یہ ایک شاندار تقریب تھی۔ ماسکو سے ایک فوجی بینڈ بلوایا گیا اور اس محل کے کمروں اور گلیاروں میں نغمہ گرجتا گونجتا رہا اور جالی سے سجی ہوئی کھڑکیاں لرز لرز اٹھیں۔ ہواباز بے تکان ناچ رہے تھے۔ ان کے چہرے پسینے سے بھیگے ہوئے تھے۔ ان میں سب سے زیادہ ترنگ میں، چوکس اور پرجوش میریسئف تھا۔ وہ

شعلہ گوں زلفوں والی لڑکی کے ساتھہ ناچ رہا تھا — یہ ایک اچھوتا جوڑا تھا!

فوجی سرجن میرووولسکی کھلی کھڑکی میں بیٹھا تھا — اس کے سامنے ٹھنڈی بیر کا گلاس رکھا تھا — وہ ایک چھن کو بھی میریسئف اور اس کی شعلہ گوں زلفوں والی ساتھی سے نظر نہ ہٹا سکا — وہ ایک سرجن تھا اور وہ بھی فوجی سرجن — وہ نقلی اور اصلی پیروں کا فرق خوب جانتا تھا —

اور اب جو اس نے گٹھیلے جسم کے اس ہواباز کو اپنی نازک، دلکش ساتھی کے ساتھہ ناچتے دیکھا تو وہ یہ سوچے بنا نہ رہ سکا کہ ہو نہ ہو اس میں کوئی دھوکا ہے — آخرکار الکسئی تالیاں بجاتے ہوئے تماشائیوں کے گھیرے میں روسی لوک ناچ ''بارنیا،، ناچنے اور پوری دیوانگی سے اپنی رانوں اور گالوں کو تھپتھپانے اور اچھلنے کودنے کے بعد میرووولسکی کے پاس گیا — وہ پسینے میں شرابور اور جوش میں تھا — سرجن نے خاموشی اور تعظیم کے ساتھہ اس سے ہاتھہ ملایا — الکسئی کچھہ نہ بولا لیکن اس نے اپنی آنکھیں سرجن کی آنکھوں میں ڈال دیں اور التجا بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے جواب کا تقاضا کرنے لگا —

''تم خود جانتے ہو،، سرجن نے آخرکار کہا ''کہ مجھے کوئی حق نہیں کہ تمہارا تقرر سیدھے کسی دستے میں کروں — لیکن میں تمہیں عملے کے شعبے کے لئے ایک سرٹیفکیٹ دونگا — میں سفارش کرونگا کہ مناسب ٹریننگ کے بعد تم ہوابازی کے لئے فٹ ہو جاؤگے — بہر حال، تم میرے ووٹ پر بھروسہ کر سکتے ہو —،،

میرووولسکی سینی‌ٹوریم کے صدر کے بازو میں‌بازو ڈال کر ہال سے نکل گیا — سینی‌ٹوریم کا صدر بھی کافی تجربہ‌کار فوجی سرجن تھا — دونوں کے دل حیرانی اور تحسین و تعریف کے جذبات سے بھرے ہوئے

تھے — وہ بستر پر لیٹنے سے پہلے دیر تک بیٹھے سگریٹ پیتے اور غور کرتے رہے کہ واقعی سوویت لوگوں کو کسی چیز کی دھن سما جائے تو وہ کر کے رہتے ہیں...

موسیقی ابھی گونج ہی رہی تھی اور کھلی کھڑکی سے چھنتی ہوئی روشنی میں ناچنے والوں کے سائے زمین پر پھیل اور تیر رہے تھے — اس وقت الکسئی میریسئف اوپر کی منزل میں غسل خانے میں بند، اپنی ٹانگوں کو ٹھنڈے پانی میں ڈالے پڑا تھا — وہ اتنے زور زور سے ہونٹ چبا رہا تھا کہ ان سے خون نکلنے لگا تھا — مارے درد کے قریب قریب بیہوش ہوتے ہوئے اس نے اپنی ٹانگیں پانی میں ڈال دیں جن میں نقلی پیروں کی زبردست رگڑ سے بڑے بڑے خون آلود چھالے پڑ گئے تھے —

ایک گھنٹہ بعد، جب میجر استروچکوف کمرے میں آیا تو میریسئف نہا دھو کر تازہ دم، ایک آئینے کے سامنے بیٹھا اپنے بھیگے ہوئے گھونگریالے بالوں میں کنگھا کر رہا تھا —

''زینوچکا تمہیں ڈھونڈ رہی ہے — تمہیں تو چاہئے تھا کہ اسے لے کر الوداعی سیر کے لئے نکلتے — مجھے اس لڑکی پر افسوس آتا ہے — ''

''آؤ ہم ساتھہ ہی چلیں !'' میریسئف نے اشتیاق کے ساتھہ جواب دیا ''آؤ، پاویل ایوانووچ'' اس نے التجا کی —

اس خوبصورت لڑکی کے ساتھہ اکیلے ہونے کا خیال، جس نے اسے ناچ سکھانے کے لئے اتنی تکلیف اٹھائی تھی، اس کے لئے بہت پریشان کن تھا — اولیا کا خط ملنے کے بعد وہ اس کی موجودگی میں عجیب بے تکا پن سا محسوس کرتا تھا — وہ استروچکوف سے التجا کرتا رہا یہاں تک کہ آخر اس نے بڑبڑاتے ہوئے اپنی ٹوپی اٹھا لی —

زینوچکا بچے کھچے پھولوں کے ساتھه بالکنی میں انتظار کر رہی تھی — اس کے پاس فرش پر پھول کے پتے اور پنکھڑیاں بکھری ہوئی تھیں — الکسئی کے پیروں کی آہٹ سن کر وہ بڑے اشتیاق سے لپکی لیکن جب اس نے دیکھا کہ وہ اکیلا نہیں تو بجھه سی گئی —

''آؤ ہم جنگل کو خدا حافظ کہنے چلیں،، الکسئی نے بڑے اطمینان سے تجویز پیش کی —

انہوں نے ایک دوسرے کے بازو میں بازو ڈال دئے اور لائم کے درختوں کے درمیان پرانی ٹھنڈی سڑک پر چلنے لگے — ان کے قدموں کے ساتھه ساتھه، چاندنی میں نہائی ہوئی زمین پر، ان کی کوئلے کی طرح سیاہ پرچھائیاں ان کا پیچھا کر رہی تھیں اور یہاں وہاں موسم خزاں کے ٹپکائے ہوئے پیلے پتے بکھرے ہوئے سنہرے سکوں کی طرح چمک رہے تھے — وہ ٹھنڈی سڑک کے آخری نکڑ پر پنہچے، پھاٹک سے باھر نکلے اور سرمئی اور نم گھاس پر چلتے ہوئے جھیل کی طرف چل دئے — جھیل نرم اور سفید دھند کے کمبل سے ڈھکی ہوئی تھی اور بھیڑ کی سفید کھال کی طرح دکھائی دے رہی تھی — دھند زمین سے چپکی ہوئی تھی اور ان کی کمر تک اٹھتی ہوئی، ٹھنڈی چاندنی میں پراسرار انداز سے سانس لے رہی تھی اور چمک رہی تھی — ہوا نم تھی اور اس میں موسم خزاں کی بھیگی بھیگی خوشبو بسی ہوئی تھی — گھڑی میں ہوا ٹھنڈی اور برفیلی سی ہو جاتی اور گھڑی میں گرم، جیسے دھند کی اس جھیل میں بیک وقت گرم لہریں بھی اٹھه رہی ہوں اور سرد بھی ...

''معلوم ہوتا ہے جیسے ہم دیو ہوں اور بادلوں کے اوپر چل رہے ہوں، ہے نا ؟،، الکسئی نے کچھه سوچتے ہوئے کہا — اس نے

گھبراہٹ کے ساتھ یہ محسوس کیا کہ لڑکی کا بازو پورے زور سے اس کی کہنی کو دبا رہا ہے —

''دیو نہیں بلکہ احمق —— ہم سر سے پیر تک بھیگ جائینگے اور سفر کا نتیجہ یہ ہوگا کہ ہمیں ٹھنڈ لگ جائیگی،، استروچکوف غرایا، جو معلوم ہوتا تھا کہ خود اپنے افسردہ خیالات میں ڈوبا ہوا تھا —

''میں اس معاملے میں تم سے بہتر ہوں — میرے پیر ہی نہیں کہ بھیگیں اس لئے مجھے ٹھنڈ نہیں لگ سکتی،، الکسئی نے ہنستے ہوئے کہا —

''آؤ ! آؤ! اس وقت وہاں بڑا پرلطف منظر ہوگا!،، زینوچکا نے ان کو دھند سے ڈھکی ہوئی جھیل کی طرف کھینچتے ہوئے للکارا —

وہ پانی میں گرتے گرتے بچے اور جب اچانک دھند کی گھٹاؤں میں سے ٹھیک پیروں کے پاس انہیں سیاہی ابھرتی ہوئی نظر آئی تو وہ ٹھٹک کر کھڑے ہو گئے — قریب ہی ایک چھوٹا سا پشتہ تھا اور اس سے بندھی ہوئی چپو والی کشتی کے دھندلے خطوط نظر آ رہے تھے — زینوچکا دھند میں غائب ہو گئی اور لوٹی تو اس کے ہاتھ میں دو چپو تھے — انہوں نے چپوؤں کو پھندے میں ڈالا — الکسئی نے چپو سنبھال لئے — زینوچکا اور استروچکوف کشتی کے دنبالے میں بیٹھ گئے — خاموش پانی میں کشتی آہستہ تیر رہی تھی، کشتی کبھی دھند میں کھو جاتی اور کبھی کھلے ہوئے پانی میں نکل آتی — چاندنی نے بڑی فیاضی سے پانی کی کالی اور چمکتی ہوئی سطح پر چاندی کی چادر بچھا دی تھی — سب خاموش تھے — سب اپنے اپنے خیال میں کھوئے ہوئے تھے — رات پرسکون تھی — چپوؤں سے پانی کے قطرے پارے کی طرح بھاری بھاری سے ٹپکتے اور بکھر جاتے — چپوؤں کے پھندے آہستہ آہستہ چرچرا رہے تھے، کہیں کوئی پرندہ

چیخ رہا تھا، پانی کے اس پار کہیں دور سے کسی الو کے بولنے کی مدھم سی آواز آ رہی تھی —

''مشکل سے یقین آ سکتا ہے کہ کہیں قریب ہی زوردار جنگ ہو رہی ہے...،، زینوچکا نے ہولے سے کہا ''میرے ساتھیو، تم مجھے خط لکھوگے؟ ہاں الکسئی پیترووچ، تم مجھے خط لکھوگے نا؟ ہاں چاہے منا سا خط ہی سہی — میں پتہ لکھ کر چند پوسٹ کارڈ تمہارے ساتھ کر دونگی، کیوں ٹھیک ہے نا؟ تم ضرور لکھوگے نا: 'زندہ ہوں، اچھا ہوں، سلام و نیاز!'، اور اس کو ڈاک میں ڈال دوگے، ٹھیک ہے نا؟..،،

''میں کہہ نہیں سکتا کہ یہاں سے جانے کی مجھے کتنی خوشی ہے! لعنت ہو! میں کافی سے زیادہ اینڈ چکا! میرے ہاتھوں میں کچھ کرنے کے لئے کھجلی ہو رہی ہے!،، استروچکوف چلایا —

وہ سب پھر خاموش ہو گئے — چھوٹی چھوٹی لہریں ہولے ہولے نرمی سے کشتی کے کناروں سے ٹکراتی رہیں — اس کے پیٹ کے نیچے پانی سویا سویا سا غراتا رہا اور اس کے دنبالے سے کٹتا ہوا پانی ایک چمکتے ہوئے زاویے کی شکل میں پھیلتا رہا — دھند چھٹ گئی اور چاند کی تھرتھراتی ہوئی نیلگوں کرن ساحل سے دوڑتی ہوئی پانی پر تیرتی چلی گئی — اس کرن نے سوسن کے پھولوں کی پنکھڑیوں کو جھلمل جھلمل روشن کر دیا —

''آؤ گانا گائیں،، زینوچکا نے دعوت دی اور اس نے انتظار کئے بغیر ریبی‌نا کے پیڑ کے بارے میں گیت چھیڑ دیا —

اس نے درد بھری لے میں شروع کے بول گائے، بالکل اکیلی — لیکن اس کے بعد کے استروچکوف نے اپنی دلکش بھاری آواز میں بول چھیڑ دئے — الکسئی کو کبھی شبہ بھی نہ ہوا تھا کہ اس کی آواز اتنی پیاری اور دل گداز ہوگی — اس گیت کی درد انگیز اور جذبات

کی آگ سے دھکتی ہوئی لے پانی کی چکنی سطح پر تیر رہی تھی — ایک مرد اور ایک عورت کی طرار آوازیں مل کر ایک دوسرے کے دل کی لگی کو سہارا دے رہی تھیں — الکسئی کو اپنے کمرے کے باہر ریبی‌نا کا وہ چھریرا درخت یاد آ گیا جس میں گوندنیوں کا اکلوتا گچھا لگا ہوا تھا اور زمیں‌دوز گاؤں میں وہ بڑی بڑی آنکھوں والی واریا — پھر سب کچھ مٹ گیا —— جھیل اور یہ جنوں‌خیز چاندنی، کشتی اور گیت گانے والے —— سب کچھ — اب اسے چاندی جیسی چاندنی میں کامی‌شین والی لڑکی نظر آئی — لیکن یہ وہ اولیا نہ تھی جو پھولوں سے لدے ہوئے مرغزار میں ڈیزی کے شگوفوں کے درمیان بیٹھی تھی — یہ تو بالکل دوسری، انجانی لڑکی تھی، تھکن سے نڈھال، دھوپ سے رخسار داغ داغ، پھٹے پھٹے ہونٹ، پسینے سے شرابور وردی، ہاں وہ استالن گراد کے قریب لمبی لمبی گھاس کے میدان میں کہیں کدال چلا رہی تھی —

اس نے چپو چھوڑ دئے اور گیت کے آخری بول گانے کے لئے سر میں سر ملانے لگا —

٦

اگلی صبح سینی‌ٹوریم کے پھاٹکوں سے بسوں کا ایک لمبا کارواں گزرا — ابھی بسیں برساتی ہی میں تھیں کہ میجر استروچکوف نے ایک بس کے پائدان پر بیٹھے بیٹھے ریبی‌نا کے درخت کے بارے میں اپنا محبوب گیت چھیڑ دیا — دوسری بسوں کے لوگوں نے بھی راگ میں راگ ملایا اور الوداعی سلام و پیام، دعائیں اور نیک خواهشیں، بورنازیان کی فقرے بازیاں، کھڑکی سے الکسئی کو زینوچکا کی الوداعی نصیحتیں —— سبھی کچھ، اس پرانے گیت کے سادہ اور معنی‌خیز بول

میں کھو گئے جو ایک زمانے سے بھلا دیا گیا تھا — وہ گیت جو دوبارہ زندہ ہو گیا تھا اور جس نے حب الوطنی کی عظیم جنگ کے دوران میں لوگوں کے دل موہ لئے تھے۔

اس طرح بسیں پھاٹکوں سے نکلیں اور اپنے ساتھ نغمے کی گھری اور پر آھنگ سروں کا طوفان لئے ہوئے بڑھ گئیں — گیت ختم ہوا تو گانے والے خاموش ہو گئے اور کوئی ایک لفظ نہ بولا یہاں تک کہ شہر کے مضافات کی پہلی فیکٹریاں اور مزدوروں کی بستیاں بس کی کھڑکیوں کے سامنے سے تیرتی ہوئی پیچھے رہ گئیں —

میجر استروچکوف اب تک بس کے پائدان پر بیٹھا تھا — اس کی وردی کے بٹن کھلے ہوئے تھے — وہ مسکراتے ہوئے قدرت کے حسن کی داد دے رہا تھا — وہ انتہائی جوش اور مزے میں تھا — جنم جنم کا یہ سپاہی پھر ایک بار آگے بڑھ رہا تھا — ایک جگہ سے دوسری جگہ سفر کرنا اس کی فطرت میں تھا — اور اسی لئے اس وقت وہ اپنے خاص موڈ میں تھا — وہ کسی دستے میں جا رہا تھا — اس کو معلوم نہ تھا کس دستے میں — لیکن کوئی دستہ بھی ہو وہ اس کے لئے گھر کی طرح تھا — میریسئف خاموش اور بیقرار بیٹھا تھا — اسے محسوس ہو رہا تھا کہ اس کی زبردست کٹھنائیاں تو اب آگے آنے والی تھیں اور کون کہہ سکتا تھا کہ آیا وہ ان رکاوٹوں کو پار بھی کر سکیگا یا نہیں؟

بس سے اترتے ھی سیدھے اس نے میروولسکی کی راہ لی اور رات بسر کرنے کے لئے انتظام کرنے کی زحمت بھی نہ اٹھائی — یہاں اسے پہلی بدقسمتی کا منہ دیکھنا پڑا — اس کا بہی خواہ، جس کو اتنی مشکل سے اس نے اپنا طرفدار بنایا تھا، غائب تھا — وہ کسی فوری اور اہم کام سے کسی اور جگہ ہوائی‌جہاز سے گیا ہوا تھا — اور کافی دن تک اس کے آنے کی امید نہ تھی — جس افسر سے الکسئی کی

بات چیت ہوئی تھی اس نے کہا کہ قاعدہ کے مطابق ایک درخواست لکھه کر دے دو — وہ فوراً کھڑکی کے پاس درخواست لکھنے بیٹھه گیا — اس نے درخواست لکھی اور متعلقه افسر کے حوالے کر دی جو ٹھگنے سے قد کا پتلا دبلا آدمی تھا — اس کی آنکھیں تھکن سے نڈھال تھیں — اس نے وعدہ کیا کہ وہ اپنے بس بھر اس کے لئے سب کچھه کریگا اور صلاح دی کہ دو دن بعد پھر یہاں ہو جانا — الکسئی نے التجا کی، گڑگڑایا، دھمکیاں تک دیں لیکن سب بیکار! افسر نے اپنی ھڈیالی مٹھیوں کو سینے پر دباتے ہوئے جواب دیا کہ قاعدہ یہی ہے اور اس کی خلاف ورزی کرنا اس کے بس میں نہیں — کسی بھی حال میں، واقعی اس معاملے میں جلدی کرنا اس کے لئے ممکن نہ تھا — میریسئف جی ہار کر ھاتھه جھٹکتے ہوئے وھاں سے چلا گیا —

اس طرح شعبه جنگ کے ایک دفتر سے دوسرے دفتر میں مارے مارے پھرنے کا آغاز ھوا — اس کی مشکلات اس وجه سے اور بھی بڑھه گئی تھیں که ھسپتال میں اتنی عجلت میں اسے لایا گیا تھا که اسے کپڑے، کھانے اور روپیے کے سرٹیفکیٹ بھی نہیں مل سکے — اور نه اس نے اب تک یه چیزیں حاصل کرنے کی زحمت گوارا کی تھی — اس کے پاس چھٹی کا سرٹیفکیٹ تک نه تھا — اگرچه ان معاملات سے متعلق، مہربان اور مددگار قسم کے افسر نے وعدہ کیا تھا کہ وہ ضروری کاغذات منگوانے کے لئے اس کے رجمنٹ کے ھیڈکوارٹر کو ٹیلیفون کریگا لیکن میریسئف کو اچھی طرح معلوم تھا که اس طرح کے کام کتنی سستی سے ھوتے ھیں اور اس نے سمجھه لیا که کچھه عرصے تک اسے بغیر روپیوں کے، بغیر رھنے کی جگه اور راشن کے ماسکو میں رھنا پڑیگا جہاں زندگی جنگ کے زمانے میں بڑی دشوار تھی،

جہاں ایک ایک کلو گرام روٹی اور ایک ایک گرام شکر کی حیثیت غیر مترقبہ نعمت سے کم نہ تھی ۔

اس نے ہسپتال میں انیوتا کو ٹیلیفون کیا ۔ اس کی آواز سے ظاہر ہوتا تھا کہ یا تو وہ بہت پریشان تھی یا بہت مصروف ۔ لیکن وہ اس کے آنے پر بہت خوش ہوئی اور اصرار کیا کہ اسے چند دن اس کے ہاں ٹھہرنا چاہئے ۔ ایسا کرنا اس لئے اور بھی آسان تھا کہ وہ ہسپتال میں رہتی تھی اور میریسئف اکیلا اس گھر میں براجمان ہو سکیگا ۔

سینی ٹوریم نے ہر جانے والے مریض کو پانچ دن کا خشک راشن دیا تھا اس لئے دوبارہ غور کئے بغیر میریسئف اسی مانوس خستہ حال چھوٹے سے گھر میں رہنے کے لئے چلا گیا جو نئے عالیشان مکانوں کے پیچھے احاطوں کی گہرائیوں میں کھویا ہوا تھا ۔ اب سر پر چھت کا آسرا تو تھا اور کھانے کو کچھ دال دلیا بھی ۔ چلو اب وہ چند دن انتظار کر سکتا تھا ۔ وہ مانوس اندھیرے اور گھومتے ہوئے زینے پر چڑھا جس میں بلیوں، مٹی کا تیل اور دھلے ہوئے بھیگے کپڑوں کی بو بسی ہوئی تھی ۔ اس نے دروازہ ٹٹولا اور زور زور سے دستک دی ۔

دروازہ کھلا لیکن دروازے کے پٹ دو زنجیروں کی وجہ سے نیم وا رہے ۔ چھوٹی سی بوڑھی عورت نے پتلا سا چہرہ تنگ دراڑ سے باہر نکالا، الکسئی کو بے اعتمادی اور سوالیہ نظر سے دیکھا اور پوچھا کہ وہ ہے کون، کس سے ملنا چاہتا ہے اور نام کیا ہے ۔ تب کہیں زنجیریں جھنکارتی ہوئی الگ ہوئیں اور دروازہ پورا کھلا ۔

''آننا دانی لوونا گھر پر نہیں ہے ۔ اس نے ٹیلیفون پر تمہارے بارے میں بتایا تھا ۔ اندر آجاؤ، میں تمہیں اس کا کمرہ دکھاؤں ۔ ،،

اس نے اپنی بےجان اور دھندلی آنکھوں سے اس کے چہرے، اس کی وردی اور خاص طور پر اس کے تھیلے کا جائزہ لیا — ''شاید تمھیں گرم پانی کی ضرورت ہوگی ؟ وھاں انیچکا کا مٹی کا تیل والا اسٹوو ھے — میں تمھارے لئے کچھ پانی گرم کر دونگی...،،

الکسئی بلاجھجک اس جانے پہچانے کمرے میں داخل ہو گیا — معلوم ہوتا تھا کہ ہر جگہ خانہ بےتکلف محسوس کرنے کی سپاہیانہ صلاحیت، جو میجر استروچکوف میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی، اب آہستہ آہستہ اس پر بھی اپنا اثر دکھا رہی تھی — پرانی لکڑی، گرد اور فنائل کی گولیوں کی مانوس خوشبو —— ان سب چیزوں کی خوشبو جنھوں نے بیسیوں برس وفاشعاری سے اچھی طرح خدمت کی تھی —— ھاں ان سب چیزوں نے مل کر اس کے جذبات جگا دئے جیسے سالہاسال کی صحرانوردی کے بعد وہ گھر لوٹ آیا ہو —

اس پورے وقت میں بوڑھی عورت اس کے پیچھے پیچھے منڈلاتی رہی اور اس کی زبان کی قینچی چلتی رہی کہ روٹی کی دوکان میں غضب کی قطار بندھی رہتی ھے اور اگر کوئی قسمت کا دھنی ہو تو اسے راشن کارڈ پر کالی روٹی کے بجائے سفید رول مل جاتا ھے — اس نے بتایا کہ پچھلے دن اس نے ایک بس میں کسی بھاری بھر کم فوجی افسر کو کہتے سنا تھا کہ استالن گراد کے پاس جرمنوں کی خوب خبر لی جا رہی ھے اور اس پر ہٹلر ایسا پاگل ہوا کہ اسے پاگل خانے میں بند کرنا پڑا اور اب جرمنی میں اس کے ''ڈبل،، کا سکہ چل رہا ھے — اس نے اپنی پڑوسن الیوتینا ارکادیونا کا بھی ذکر کیا، جس کو واقعی ایک مزدور کا راشن کارڈ ملنے کا کوئی حق نہ تھا، اس نے تام چینی کا بڑھیا دودھ دان اس سے ادھار لیا اور پھر لوٹانے کا نام نہ لیا — اس نے آننا دانیلوونا کے ماں باپ کی بات بھی چھیڑی جو بڑے بھلے مانس تھے اور اب مہاجروں کے ساتھ کہیں چلے گئے تھے —

اور پھر خود آننا دانی‌لوونا کے بارے میں بھی —— کم سخن اور اچھے لچھن کی لڑکی تھی وہ — وہ دوسری لڑکیوں کی طرح نہ تھی جو خدا جانے کن کن لوگوں کے ساتھہ گلچھرے اڑاتی پھرتی ھیں اور مردوں کو گھر اٹھا لاتی ھیں — آخر میں اس نے پوچھا:

''کیا تم اس کے ٹینک‌مین ہو — سوویت یونین کے ھیرو؟،،

''نہیں میں ھواباز ھوں — ،، اور وہ یہ دیکھہ کر بڑی مشکل سے اپنی مسکراھٹ کو دبا سکا کہ بڑھیا کے رنگ بدلتے ہوئے چہرے سے حیرانی، دکھہ، بےاعتمادی اور غصہ ایک ساتھہ چھلکے پڑ رہے ھیں —

اس نے ھونٹ بھینچ لئے — وہ غصے کے ساتھہ بھڑ سے دروازہ بھیڑتے ہوئے نکل گئی اور گلیارے سے بولی — اب اس کی آواز میں پہلےوالی خوش اخلاقی نہ تھی:

''ھاں اگر تمہیں گرم پانی کی ضرورت ہو تو خود مٹی کے تیل کے اسٹوو پر گرم کر لینا — ،،

معلوم ھوتا تھا ھسپتال میں انیوتا کو بہت مصروف رھنا پڑتا تھا کیونکہ اسے موسم‌خزاں کے اس دن انیوتا کا گھر توجہ سے محروم معلوم ھوا — ھر چیز پر گرد کی موٹی سی تہہ جمی ھوئی تھی — کھڑکیوں اور تپائی پر رکھے ھوئے پھول زرد پڑ گئے تھے اور مرجھا رہے تھے جیسے بہت دنوں سے ان میں پانی نہ ڈالا گیا ھو — میز پر روٹی کے ٹکڑے بچھے ھوئے تھے جن پر پھپھوند جمی ھوئی تھی اور کیتلی اپنی جگہ سے نہیں ھٹائی گئی تھی — پیانو بھی غبار کی نرم اور سرمئی تہہ سے ڈھکا ھوا تھا اور ایک بہت بڑی مکھی جو امسی ھوئی ھوا میں گھٹتی ھوئی معلوم ھوتی تھی، ایک ھی لے سے بھن بھن کئے جا رھی تھی اور کھڑکی کے دھندلے اور زردی مائل شیشے سے ٹکرا رھی تھی —

میریسئف نے کھڑکیاں کھولیں — کھڑکیاں ایک ڈھلوان باغ میں کھلتی تھیں جہاں ترکاریوں کی کیاریاں نظر آ رہی تھیں — تازہ ہوا کا ایک زوردار جھونکا کمرے میں آیا اور اس نے جمی ہوئی گرد اتنے زور سے اڑائی کہ دھند سی اڑتی نظر آنے لگی— الکسئی کو خوب سوجھی —— اس نے سوچا کہ وہ کمرے کو صاف ستھرا کر کے رکھ دے اور اگر انیوتا ہسپتال سے کسی طرح چھوٹ کر اس سے ملنے آئے تو یہ دیکھ کر اسے خوش‌گوار حیرانی ہو— اس نے بڑھیا سے التجا کر کے ایک بالٹی مانگی، ایک جھاڑن اور جھاڑو لی اور اس مہم پر جٹ گیا جس کو صدیوں سے مرد حقارت کی نظر سے دیکھتے آئے تھے — کوئی ڈیڑھ گھنٹے تک جھاڑ پونچھ کرتا رہا اور اسے اس سیدھے سادے کام میں بڑا مزا آیا —

شام کو وہ پل پر گیا جہاں اس گھر کی طرف جاتے ہوئے اس نے لڑکیوں کو بڑے بڑے چمکتے ہوئے، تازہ پھول بیچتے دیکھے تھے— اس نے ایک گچھا خریدا اور ان کو پیانو اور میز پر گلدانوں میں سجایا، خود ٹھاٹ سے آرام کرسی پر بیٹھا اور پورے بدن میں میٹھی میٹھی تھکن محسوس کرتے ہوئے سانس کے ساتھ بڑے چاؤ سے کھانے کی خوشبو پینے لگا جو بڑھیا اس کے لائے ہوئے سامان سے باورچی‌خانے میں پکا رہی تھی —

لیکن انیوتا اتنی تھکی ہوئی گھر لوٹی کہ اس نے مشکل سے سلام کلام کیا اور کوچ پر ڈھیر ہو گئی اور اس کو پتہ بھی نہ چلا کہ کمرہ کتنا صاف ہو رہا ہے— ہاں جب وہ کچھ دیر آرام کر چکی تو ایک گلاس پانی پینے کے بعد اس نے چاروں طرف حیرانی سے نظر دوڑائی — اس نے ایک تھکی ہوئی مسکراہٹ اور ممنونیت کے ساتھ میریسئف کی کہنی کو دباتے ہوئے کہا :

''کوئی تعجب نہیں جو گریشا تمہیں اتنا چاھتا ہے اور اس سے مجھے جلن ھوتی ہے- کیا تم نے یہ سب کیا ہے الیوشا... تم نے خود ؟ تم بڑے اچھے لڑکے ھو! کیا تمہیں گریشا کی کوئی خبر ہے؟ وہ وھاں ہے- مجھے کل ھی اس کا خط ملا ہے- بہت ھی منا سا خط ــــ چند سطریں اور بس - وہ استالن گراد میں ہے- کیا سوچتے ھو تم، بتاؤ وہ احمق لڑکا کیا کر رھا ہےــــ داڑھی بڑھا رھا ہے! ایسے وقت! وھاں بہت حطرہ ہے، ہے نا؟ کیوں الیوشا، ہے نا؟ لوگ استالن گراد کے بارے میں کتنی خوفناک باتیں کرتے ھیں!،،

''وھاں تو جنگ ھو رھی -،،

الکسئی کے تیور چڑھ گئے - اس نے ٹھنڈی سانس لی - اسے ان سبھوں پر رشک آ رھا تھا جو وھاں والگا پر تھے، جہاں وہ گھمسان کی جنگ ھو رھی تھی جس کا ذکر ھر شخص کی زبان پر تھا -

وہ پوری شام باتیں کرتے رہے- انہوں نے جی بھرکے ٹین کے گوشت کا مزا اٹھایا اور چونکہ دوسرا کمرہ مقفل تھا اس لئے دو رفیقوں کی طرح ایک ھی کمرے میں سو گئے ــــ انیوتا پلنگ پر سوئی اور الکسئی صوفے پر - دونوں پڑتے ھی جوانی کی نیند میں بے خبر ھو گئے-

الکسئی کی آنکھ کھلی اور وہ اٹھ کر صوفے پر بیٹھا تو کمرے میں گردآلود کرنیں ناچ رھی تھیں - انیوتا جا چکی تھی - اس کو صوفے کے پشتے پر ایک پرچہ ملا: ''مجھے جلدی سے ھسپتال بھاگنا ہے- میز پر چائے رکھی ہے اور الماری میں روٹی - شکر نہیں ہے- ھفتے سے پہلے نہیں آ سکونگی - انیوتا -،،

ان دنوں الکسئی کبھی کبھار ھی گھر سے باھر نکلا - ''بیکار مباش کچھ کیا کر،، کے مطابق اس نے بڑھیا کے چولھے، مٹی کے تیل والے اسٹوو، پتیلیاں، بجلی کے بٹن اور (بڑھیا کی التجا پر) اس کمبخت الیوتینا ارکادیونا کی کافی پیسنے والی مشین کی مرمت کر ڈالی، جس

نے تام‌چینی کا دودھ‌دان لے کر واپس کرنے کا نام تک نہ لیا تھا۔ اس طرح اس نے بڑھیا کی خوشنودی حاصل کی اور اس کے شوہر کی بھی جو ایک عمارتی ٹرسٹ میں کام کرتا تھا۔ وہ ہوائی دفاع کے بریگیڈ میں خدمات انجام دے رہا تھا۔ وہ کئی کئی دن، کئی کئی رات غائب رہتا تھا۔ بوڑھا جوڑا اس نتیجے پر پہنچا کہ ٹینک‌مین تو خیر لاجواب ہوتے ہی ہیں لیکن ہواباز بھی کوئی ان سے ہیٹے نہیں ہوتے۔ اور جب آدمی ان کو اچھی طرح جانتا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ بڑے گمبھیر، گھربار سے محبت کرنے والے ہوتے ہیں حالانکہ ان کا پیشہ بڑا ویسا، یعنی ہوائی ہوتا ہے۔

آخرکار وہ دن آیا جب الکسئی کو فیصلہ جاننے کے لئے عملے کے شعبے میں جانا پڑا۔ جس دن جانا تھا اس سے پہلی رات اس نے صوفے پر آنکھوں میں کاٹ دی۔ صبح کو اٹھا، شیو کیا، منہ ہاتھہ دھوئے، دفتر بالکل منٹ منٹ ٹھیک وقت پر حاضر ہوا، اور سب سے پہلے وہ نظم و نسق کے محکمے کے اس میجر کے سامنے جا کر کھڑا ہو گیا، جسے اس کی قسمت کا فیصلہ کرنا تھا۔ پہلی ہی نظر میں میجر اسے نہیں بھایا۔ اس نے الکسئی کو نظر اٹھا کر بھی نہیں دیکھا، جیسے اس نے اس کو آتے ہوئے دیکھا ہی نہ ہو۔ وہ اپنے کام میں مصروف رہا۔ فائل نکالتا اور چھانٹتا رہا۔ اس نے بہت سے ٹیلیفون کئے۔ کلرک لڑکی کو بڑی تفصیل سے بتایا کہ فائل پر نمبر کس طرح لگاتے ہیں۔ پھر باھر گیا اور دیر تک واپس نہ آیا۔ اس اثنا میں الکسئی کو اس کے لمبوترے چہرے، لمبی ناک، داڑھی مونچھہ صاف دھلے دھلائے گالوں، چمکتے ہوئے ہونٹوں اور ڈھلواں پیشانی سے (جو غیر محسوس طور پر چمکتی ہوئی گنجی چندیا سے جا ملی تھی) دلی نفرت ہو گئی۔ آخر میجر واپس آیا، بیٹھا اور اپنے کلنڈر کے ورق الٹے اور تب جا کر الکسئی کی طرف توجہ کی:

''کیا تم مجھ سے ملنا چاہتے ہو، کامریڈ سینئر لفٹیننٹ؟،، اس نے شاندار اور خود اعتماد کھرج دار آواز میں پوچھا۔

میریسئف نے اس کو اپنا کام بتایا۔ میجر نے کلرک سے الکسئی کے کاغذات منگوائے اور جب تک کاغذات آئیں وہ ٹانگیں پھیلا کر بیٹھ گیا اور بڑی توجہ سے دانتوں میں خلال کرتا رہا جن کو اس نے ازراہ اخلاق ہتھیلی سے چھپا لیا تھا۔ جب کاغذات اس کے سامنے آئے تو اس نے میریسئف کے فائل کا جائزہ لینا شروع کیا۔ اچانک اس نے تیزی سے ہاتھ ہلایا اور ایک کرسی کی طرف اشارہ کیا اور الکسئی کو بیٹھنے کی دعوت دی۔ ظاہر تھا کہ وہ اس حصے تک پہنچ گیا تھا جہاں کٹے ہوئے پیروں کا ذکر تھا۔ وہ پڑھتا رہا۔ جب ختم کر چکا تو اس نے نظریں اٹھائیں اور پوچھا:

''اچھا کیا چاہتے ہو، میں کیا کر سکتا ہوں تمہارے لئے؟،،

''میں چاہتا ہوں کہ لڑاکو دستے میں مجھے بحال کیا جائے۔،،

میجر کرسی کی ٹیک پر اڑ گیا۔ اس نے حیرانی سے ہواباز کو دیکھا جو اب تک اس کے سامنے کھڑا تھا اور اس نے خود اپنے ہاتھ سے اس کے لئے کرسی کھینچی۔ اس کی گھنی بھویں اس کی چکنی اور چمکتی ہوئی پیشانی پر اور اوپر چڑھ گئیں:

''لیکن تم ہوائی‌جہاز نہیں اڑا سکتے!،،

''میں اڑا سکتا ہوں اور اڑاؤنگا! مجھے کسی ٹریننگ اسکول میں جانچ کے لئے بھجوا دیجئے!،، میریسئف نے قریب قریب چیختے ہوئے کہا اور اس کے لہجے میں ایسا ناقابل تسخیر عزم تھا کہ کمرے میں دوسری میزوں پر بیٹھے ہوئے افسروں کی سوالیہ نظریں اٹھ گئیں کہ آخر یہ سانولا اور بانکا لفٹیننٹ اتنی ہٹ دھرمی سے کاہے کا مطالبہ کر رہا ہے۔

میجر کو یقین ہو گیا کہ اس کے سامنے کھڑا ہوا آدمی یا تو کوئی

مجذوب تھا یا خبطی — اس نے کنکھیوں سے الکسئی کے غصے میں تمتمائے ہوئے چہرے اور ''وحشی،، شعلہ فشاں آنکھوں کو دیکھا اور لہجے میں انتہائی نرمی پیدا کرتے ہوئے بولا :

''لیکن ذرا سوچو تو! بغیر پیروں کے ہوائی‌جہاز اڑانا کیوں کر ممکن ہے؟ اور تمہارے خیال میں وہ کون ہے جو تمہیں اس کی اجازت دیگا؟ مہمل ہے یہ! اس سے پہلے ایسا کبھی نہیں ہوا!،،

''پہلے ایسا کبھی نہیں ہوا! ہاں اب ہوگا!،، میریسئف نے سختی اور ہٹ دھرمی سے کہا — اس نے جیب سے ایک نوٹ بک نکالی — اس میں سے رسالے کا تراشہ نکالا — اور میجر کے سامنے پھیلا دیا —

دوسری میزوں پر بیٹھے ہوئے افسروں نے اپنا اپنا کام چھوڑ دیا اور غور سے بات چیت سننے لگے — ان میں سے ایک اپنی میز سے اٹھا اور میجر کے پاس گیا جیسے کسی کام کے بارے میں پوچھ گچھ کرنا چاہتا ہے — اس نے ماچس مانگی اور میریسئف کے چہرے پر نظر دوڑائی — میجر نے تراشے کا جائزہ لیا اور آخر بولا :

''ہم اس کو سند نہیں مان سکتے — ہمارے پاس اپنی ہدایات ہیں — ان ہدایات میں بڑی سختی سے وضاحت کی گئی ہے کہ کون لوگ، ہوائی فوج کے کن زمروں کے لئے فٹ ہیں — دو پیروں کے غائب ہونے کی باتیں چھوڑو، اگر تمہاری صرف دو انگلیاں بھی غائب ہوتیں تو میں تمہیں ہوائی‌جہاز کو ہاتھ لگانے کی اجازت نہ دیتا — یہ رہا تمہارا تراشہ، یہ کوئی ثبوت نہیں — میں تمہاری ہمت کی داد دیتا ہوں، لیکن...،،

میریسئف غصے سے کھول رہا تھا — اس کا جی چاہا کہ میجر کی میز سے دوات اٹھائے اور اس کے چمکتے ہوئے گنجے سر پر دے مارے — اس نے گھٹتی ہوئی آواز میں کہا :

''اس کے بارے میں کیا خیال ہے؟''

یہ کہہ کر اس نے اپنا آخری پتہ میز پر رکھہ دیا —— یہ تھا اول درجے کا فوجی سرجن میروولسکی کا دیا ہوا سرٹیفکیٹ — میجر نے اس کو مشتبہ انداز سے اٹھایا — سرٹیفکیٹ باقاعدہ اور باضابطہ لکھا ہوا تھا — اس پر میڈیکل کور کے شعبے کی مہر تھی اور اس پر ایک ایسے سرجن کے دستخط تھے جس کی ہوائی فوج میں بے حد قدر کی جاتی تھی — میجر نے سرٹیفکیٹ پڑھا اور اس کا لہجہ زیادہ دوستانہ ہو گیا — اس کے سامنے بیٹھا ہوا آدمی کوئی پاگل نہ تھا — یہ غیر معمولی نوجوان پیروں کے غائب ہونے کے باوجود واقعی سنجیدگی سے ہوائی‌جہاز اڑانا چاہتا تھا — وہ ایک متین اور سنجیدہ فوجی سرجن کو، جس کا کافی اثر و رسوخ تھا، قائل کرنے میں کامیاب ہو گیا تھا کہ ہاں وہ ہوائی‌جہاز اڑا سکتا ہے — میجر نے ٹھنڈی سانس لیتے ہوئے میریسئف کی فائل ایک طرف کھسکائی —

''میں بہت کچھہ کرنا چاہتا ہوں تمہارے لئے، لیکن کچھہ کر نہیں سکتا — اول درجے کا فوجی سرجن جو جی میں آئے، لکھہ سکتا ہے لیکن ہمارے پاس صاف اور قطعی ہدایات ہیں اور ان کی خلاف ورزی ہرگز نہیں ہونی چاہئے... اگر میں ان کی خلاف ورزی کروں تو جواب‌دہ کون ہوگا —— فوجی سرجن ؟''

میریسئف نے جلتی ہوئی نفرت سے اس آسودہ‌خاطر، خوداعتماد، مطمئن اور خوش‌اخلاق افسر کو دیکھا، اس نے اس کی کسی کسائی وردی کے صاف ستھرے کالر کو دیکھا، اس نے اس کے بالوں سے بھرے ہوئے ہاتھوں اور بڑے بڑے کٹے ہوئے بھدے ناخنوں پر نظر ڈالی — آخر کوئی اس کو کس طرح سمجھائے؟ کیا وہ سمجھہ پائیگا ؟ کیا اس کو معلوم ہے کہ فضائی جنگ کیا چیز ہے؟ شاید اس نے پوری

زندگی میں کبھی گولیوں کے چلنے کی آواز سنی ہی نہ ہو— اس نے اپنی پوری طاقت سے خود پر قابو پانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا:

''تو اب میں کیا کروں؟''

میجر نے کندھے ہلائے اور جواب دیا:

''اگر تمہیں اصرار ہے تو اس صورت میں اتنا کر سکتا ہوں کہ تمہیں صف بندی کے کمیشن کے پاس بھجوا دوں— لیکن میں پہلے سے جتائے دیتا ہوں اس کا کوئی نتیجہ نہیں نکلیگا—''

''تو پھر مجھے کمیشن کے پاس ہی روانہ کر دیجئے!'' کرسی میں گرتے ہوئے میریسئف نے زور سے سانس لی—

پھر دفتر مارے پھرنے کا دور شروع ہوا— تھکے ہارے افسر، اپنے اپنے کام میں گردن تک غرق، اس کی باتیں سنتے، حیرت اور ہمدردی کا اظہار کرتے اور بڑی بے بسی سے کندھے ہلاتے— واقعی وہ کر بھی کیا سکتے تھے؟ ان کے پاس ہدایات تھیں، بہت اچھی ہدایات، جن کی توثیق اعلی کمان نے کی تھی —— اور پھر قدیم روائتیں تھیں —— وہ ان کی خلاف ورزی کیوں کر کر سکتے تھے؟ اور وہ بھی جب قصہ اتنا صاف ہو! ان سب کو اس دبائے نہ دبنے والے اپاھج آدمی سے دلی ہمدردی تھی... ایک ایسا آدمی جو لڑنے والوں کی صف میں واپس جانے کے لئے تڑپ رہا تھا— ان میں سے کسی کو ہمت نہ ہوتی تھی کہ اسے دوٹوک جواب دے دیں— اس لئے وہ اس سے عملے کے شعبے سے صف بندی کے شعبے کی ایک ایک میز کا طواف کراتے رہے اور ہر ایک نے رحم کھا کر اس کو کمیشن کے پاس بھیجا—

اب میریسئف پر نہ تو انکار کا اثر ہوتا اور نہ ڈانٹ پھٹکار کا، نہ اھانت آمیز ہمدردی اور کرم فرمائی کا جس کے خلاف اس کی روح بغاوت پر آمادہ ہو جاتی تھی— اس کو اپنے آپ

کو قابو میں رکھنے کا قرینہ آ گیا — اس کا لہجہ صلح پسندانہ ہو گیا— اگر چہ بعض بعض دن اس کو دو یا تین بار انکار کا سامنا کرنا پڑتا، لیکن وہ امید کا دامن نہ چھوڑتا — رسالے کا تراشہ اور فوجی سرجن کا سرٹیفکیٹ، دونوں، دن رات جیب میں لئے لئے پھرنے کی وجہ سے، جگہ جگہ سے پھٹ گئے اور ان پر اسے باریک کاغذ چپکانا پڑا —

اس کی اس آوارہ گردی کی سختیاں اور بھی جان لیوا اس لئے ہو رہی تھیں کہ ایک طرف تو وہ رجمنٹ سے جواب کا انتظار کر رہا تھا اور دوسری طرف کھانے، کپڑے اور روپے کے سرٹیفکیٹ سے محروم تھا — سینی‌ٹوریم نے جو سامان دیا تھا وہ کب کا ختم ہو چکا تھا — یہ سچ ہے کہ انیوتا کے گھر میں، بوڑھا جوڑا، (جس سے اب اس کی گاڑھی چھننے لگی تھی،) یہ دیکھ کر کہ اب وہ اپنے لئے کھانا وانا کچھ نہیں پکاتا، ضد کر کے اسے اپنے ساتھ کھانے پر بلا لیا کرتا — لیکن اس کو معلوم تھا کہ یہ بوڑھا جوڑا، کھڑکیوں کے سائے میں زمین کے چھوٹے سے تختے پر، کتنا خون پسینہ ایک کرتا تھا — وہ جانتا تھا کہ ایک ایک گاجر اور پیاز کا ایک ایک تنکا ان کے لئے کتنا قیمتی ہے، وہ ہر صبح اپنی راشن کی روٹی میں حصہ بٹاتے جس طرح ننھے ننھے بھائی اور بہن مٹھائی میں اپنا حصہ بٹاتے ہیں — اس لئے اس نے ٹھاٹ سے یہ جڑ دیا کہ کھانا پکانے کی زحمت سے بچنے کے لئے وہ افسروں کے کھانے کے کمرے میں کھانا کھا لیتا ہے —

ہفتہ آیا —— وہ دن جب انیوتا کو چھٹی ملنے والی تھی — اس پورے عرصے میں ہر شام وہ انیوتا کو ٹیلیفون پر اپنے غیر اطمینان بخش حالات کی رپورٹ دیا کرتا تھا — اس نے ایک آخری قدم اٹھانے کا فیصلہ کیا — اس کے "سامان کے تھیلے میں اس کے باپ کی چاندی کی ایک پرانی سگریٹ کی ڈبیہ تھی — اس پر گاڑی کے سیاہ نقوش ابھرے

ہوئے تھے، جس کو تین دوڑتے ہوئے گھوڑے کھینچ رہے تھے — اس پر یہ عبارت لکھی ہوئی تھی: ''تمہاری شادی کی پچیسویں سالگرہ پر تمہارے دوستوں کی طرف سے —،، الکسئی سگریٹ نہیں پیتا تھا لیکن اس کی ماں نے خاندان کی یہ قیمتی یادگار، محاذ کی طرف روانہ ہوتے وقت اس کی جیب میں ڈال دی تھی — اور اس نے اس بھاری اور بھدی چیز کو ہمیشہ اپنے ساتھہ رکھا تھا — جب وہ ہوائی جہاز لے کر اڑتا تو اسے ''اچھے شگون،، کے طور پر اپنی جیب میں رکھتا — اس نے سگریٹ کی ڈبیہ سامان کے تھیلے سے نکالی اور کمیشن کی دکان پر گیا —

ایک پتلی دبلی عورت نے، جس سے فنائل کی گولیوں کی بو آ رہی تھی، ڈبیہ کو ہاتھوں میں الٹ پلٹ کر دیکھا اور اپنی سوکھی ہوئی انگلی سے عبارت کی طرف اشارہ کیا اور بولی کہ عبارت والی چیزیں بیچنے کے لئے نہیں لی جاتیں —

''لیکن میں اس کے لئے بہت زیادہ نہیں مانگ رہا ہوں — تم خود ہی بتاؤ کیا دے سکتی ہو —،،

''نہیں، نہیں — اس کے علاوہ کامریڈ افسر، میرا خیال ہے کہ ابھی تمہاری عمر اتنی کم ہے کہ تم اپنی شادی کی پچیسویں سالگرہ پر تحفے قبول کرنے کے لائق نہیں ہوئے ہو،، فنائل کی بو مارتی ہوئی عورت نے الکسئی کو سر سے پیر تک بپھری ہوئی بے رنگ آنکھوں سے گھورتے ہوئے کڑواہٹ کے ساتھہ کہا۔

الکسئی کا چہرہ گرم اور سرخ ہو گیا — اس نے کاؤنٹر سے سگریٹ کی ڈبیہ جھپٹ لی اور باہر کا راستہ لیا — کسی نے اس کا بازو پکڑ کر اسے روک لیا اور اس کے کان کے پاس شراب میں بسی ہوئی بھاری بھاری سانس کی گرمی محسوس ہوئی —

''بڑی خوبصورت سی ننھی منی چیز ہے تمہارے پاس — کیا کہا تم نے سستی ہے ؟،، ایک بد صورت سے شخص نے پوچھا — اس کی داڑھی اور مونچھیں بڑھی ہوئی تھیں — اس کی ناک ابھری ہوئی اور نیلی تھی — اس نے اپنا تھرتھراتا ہوا نسیلا ہاتھ سگریٹ کی ڈبیہ کی طرف بڑھایا — ''زوردار — حب الوطنی کی جنگ کے ایک هیرو کے اعزاز میں، چلو میں اس کے لئے پانچ 'سرمئی' نوٹ دے دونگا —،،

الکسئی نے سودا نہیں کیا — اس نے پانچ سو روبل کے نوٹ لئے اور کباڑ کی اس بدبودار دنیا سے نکل کر باہر صاف ہوا میں آگیا — اس نے قریب ترین بازار میں گوشت خریدا، چربی اور روٹی خریدی، کچھ آلو اور پیاز خریدی — یہاں تک کہ تیز پات خریدنے سے بھی نہ چوکا — اس طرح لد لدا کر اس نے گھر کی راہ لی — وہ اب اس کو اپنا گھر ہی کہا کرتا تھا — راستہ میں وہ چربی کا ایک ٹکڑا چباتا رہا —

''میں نے پھر اپنا راشن لینے اور خود ہی کھانا پکانے کا فیصلہ کیا ہے — کھانے کے کمرے میں وہ لوگ غضب کا برا کھانا کھلاتے هیں !،، باورچی خانے کی میز پر سامان کا ڈھیر لگاتے ہوئے اس نے بڑی بی سے جھوٹ کہا —

شام کو گھر پر شاندار کھانا انیوتا کا انتظار کر رہا تھا : آلو اور گوشت کا شوربہ جس کی یاقوتی سطح پر تیز پات کی ہوائیاں تیر رہی تھیں — بھنا ہوا گوشت اور پیاز — اس کے ساتھ ساتھ کروندے کی جیلی بھی جو بڑی بی نے آلوؤں کے چھلکوں کے آٹے سے تیار کی تھی — لڑکی گھر لوٹی تو زرد اور تھکن سے نڈھال تھی — اس نے زبردستی، خود کو مجبور کر کے، منہ ہاتھ دھویا اور کپڑے بدلے — اس نے پہلا کورس کھایا اور اس کے بعد دوسرا کورس کھاتے ہوئے اپنی پرانی جادو کی آرام کرسی پر بیٹھ گئی جو آدمی کو ایک پرانے

دوست کی طرح اپنے نرم گدیلے بازوؤں میں لے لیتی تھی اور کانوں میں شیریں خوابوں کی لوری شروع کر دیتی تھی — لڑکی بیٹھی بیٹھی اونگھ گئی اور اس نے جیلی کا انتظار بھی نہ کیا جو نل کی دھار کے نیچے پڑی ٹھنڈی ہو رہی تھی —

ایک جھپکی لینے کے بعد، جب اس کی آنکھ کھلی تو شام کے سرمئی سائے چھوٹے اور صاف ستھرے کمرے میں جھانک رہے تھے جو آرام دہ پرانے فرنیچر سے اتنا زیادہ بھرا ہوا تھا — کھانے کی میز پر، الکسئی دونوں ہاتھوں سے سر تھامے بیٹھا تھا — وہ اتنے زور سے سر دبائے ہوئے تھا جیسے اسے کچل دینا چاہتا ہو — انیوتا اس کا چہرہ نہیں دیکھ سکتی تھی — لیکن وہ جس طرح بیٹھا تھا اس سے صاف ظاہر تھا کہ وہ انتہائی مایوسی اور غم میں گھٹ رہا ہے — اس مضبوط اور اٹل نوجوان کے لئے انیوتا کا دل ترس کے جذبات سے امڈ آیا — وہ اٹھی اور دھیرے دھیرے الکسئی کی طرف بڑھی — اس نے الکسئی کا بڑا سا سر اپنے ہاتھوں میں لے کر تھپتھپایا اور اس کی انگلیاں الکسئی کے سخت بالوں میں دوڑنے لگیں — الکسئی نے اس کا ہاتھ پکڑا، اس کی ہتھیلی کو چوما، اچھلا اور خوش و خرم مسکراتے ہوئے پوچھا :

''کروندے کی جیلی کے بارے میں کیا خیال ہے؟ خوب ہو تم! میں تو یہاں اسے پانی کی دھار میں رکھ کر ٹھنڈا کر رہا ہوں اور تم ہو کہ وہاں اناٹاغفیل — کیا یہ کسی بھی باورچی کا دل توڑنے کے لئے کافی نہیں ہے؟،،

ہر ایک نے ''شاندار،، جیلی کی ایک ایک پلیٹ اڑائی جو سرکے کی طرح کھٹی تھی — ہر چیز کے بارے میں انہوں نے خوب گپ ہانکی —— ہاں جیسے آپس میں معاہدہ ہو گیا ہو —— انہوں نے دو چیزوں کے بارے میں بالکل بات نہ کی —— انہوں نے گووزدیف اور

میریسئف کا قصہ نہ چھیڑا — اس کے بعد دونوں اپنے اپنے بستر کا انتظام کرنے لگے — انیوتا گلیارے میں چلی گئی اور الکسئی کے نقلی پیروں کے کھٹ سے فرش پر گرنے کا انتظار کرنے لگی — پھر وہ اندر آئی اور لیمپ بجھا کر، کپڑے اتارنے کے بعد بستر میں گھس گئی — کمرہ اندھیرا تھا — دونوں خاموش تھے — لیکن چادر کی سرسراہٹ اور بستر کی اسپرنگ کی چیخ سے ظاہر تھا کہ وہ جاگ رہا تھا — آخر انیوتا نے پوچھا:

''کیا تم سو رہے ہو، الیوشا؟''

''نہیں —''

''سوچ رہے ہو؟''

''ہاں — اور تم؟''

''میں بھی سوچ رہی ہوں —''

دونوں پھر خاموش ہو گئے — سڑک کے نکڑ پر مڑتے ہوئے ایک ٹرام چیخی — ایک چھن کو بجلی کی ایک چنگاری بھڑکی اور کمرے کو روشن کر گئی — اور اسی ایک چھن میں دونوں نے ایک دوسرے کا چہرہ دیکھا — دونوں کی آنکھیں چاروں پٹ کھلی ہوئی تھیں —

... اس دن الکسئی نے انیوتا کو اپنی بے نتیجہ آوارہ گردی کے متعلق کچھ نہیں بتایا تھا لیکن اس نے تاڑ لیا کہ اس کا قصہ گھپلے میں پڑ گیا ہے اور شاید اب اس کا بے پناہ جذبہ مایوسیوں سے ہار کر جواب دینے لگا ہے — اس کے اندر عورت کے دل نے اسے یہ بھی بتا دیا کہ وہ آدمی کتنا دکھ جھیل رہا ہے — ساتھ ہی اس دل نے اسے بتایا کہ یہ دکھ چاہے اس پر کتنا ہی ستم ڈھا رہا ہو، ہمدردی کا ایک لفظ بھی اس کے درد کو بڑھا دیگا اور کسی قسم کی تسکین اور دلاسا اس کو اور بھی صدمہ پہنچائیگا —

دوسری طرف، وہ چت لیٹا تھا — اس کا سر اس کے ہاتھوں پر رکھا تھا — وہ اس حسین لڑکی کے بارے میں سوچ رہا تھا جو اس کے

بستر سے چند قدم پرے لیٹی تھی — وہ اس کے دوست کی محبوبہ اور ایک اچھی رفیقہ تھی — وہ چند قدم اٹھاتا اور اس اندھیرے کمرے میں اس کے پاس پہنچ جاتا — لیکن دنیا کی کوئی طاقت اسے وہ چند قدم اٹھانے پر تیار نہیں کر سکتی تھی جیسے یہ لڑکی، جسے وہ بہت کم جانتا تھا، لیکن جس نے اسے پناہ دی تھی، اس کی اپنی بہن کی طرح ہو — شاید میجر استروچکوف سنے تو اس کا مذاق اڑائے اور اس کی بات کا یقین نہ کرے — لیکن کون جانے؟ شاید اس وقت وہ اسے اور دوسروں سے زیادہ بہتر طور پر سمجھ سکے... انیوتا کتنی اچھی لڑکی ہے! بیچاری، کتنی تھک جاتی ہے اور پھر بھی فوجی ہسپتال میں اپنے کام کے متعلق کتنا جوش دکھاتی ہے!

''الیوشا!،، انیوتا نے آہستہ سے پوچھا —

میریسئف کے کوچ سے پر آہنگ سانسوں کی آواز آ رہی تھی — ہواباز سو رہا تھا — لڑکی اپنے بستر سے اٹھی — ہولے ہولے ننگے پیر اٹھاتی ہوئی اس کے بستر کے پاس آئی، اس کا تکیہ برابر کیا اور اس کے کمبل کو اس کے دونوں طرف جسم کے نیچے اٹکایا جیسے وہ کوئی بچہ ہو —

۷

کمیشن نے سب سے پہلے الکسئی کو بلایا — بھاری بھرکم فوجی سرجن، جو اپنے مشن سے واپس آ گیا تھا، پھر صدر تھا — اس نے الکسئی کو فوراً پہچان لیا اور اس کا استقبال کرنے کے لئے اٹھا بھی —

''وہ تمہیں نہیں لیتے، نہیں؟،، اس نے محبت اور ہمدردی بھرے لہجے میں کہا — ''ہاں تمہارا معاملہ مشکل ہے — تمہیں قانون کی دیوار پھلانگنی ہوگی — یہ کوئی آسان کام نہیں —،،

کمیشن نے الکسئی کی جانچ کرنے کی زحمت نہیں اٹھائی — فوجی سرجن نے اس کی درخواست پر لال پنسل سے لکھا ''عملے کا شعبہ — اس نوجوان کو بطور آزمائش ٹریننگ اسکول بھیج دیا جائے —،،

اس کاغذ کے ساتھ الکسئی سیدھا عملے کے شعبے کے افسر اعلی کے پاس پہنچا — اسے جنرل کو دیکھنے کی اجازت نہیں ملی — وہ قریب قریب بھڑک اٹھا — جنرل کا ایڈجوٹنٹ کالی کالی مونچھوں والا جوان، سڈول جسم کا کپتان تھا اور اس کا چہرہ اتنا دوستانہ، خوش مزاجی سے بھرا ہوا اور شفیق تھا کہ الکسئی میز کے سامنے بیٹھ گیا — بقول خود وہ ان ''نگہبان فرشتوں،، کو برداشت نہیں کر سکتا تھا، پھر بھی اس نے کپتان کو اپنا سارا ماجرا سنا ڈالا — اور خود اپنی لن ترانی پر حیران رہ گیا — کہانی میں بار بار ٹیلیفون سے رکاوٹ پیدا ہو رہی تھی — باربار کپتان اٹھتا اور اپنے افسر اعلی کے کمرے میں غائب ہو جاتا — لیکن ہر بار وہ واپس آتا اور الکسئی کے سامنے بیٹھ جاتا اور اس کو اپنی بھولی، بچپن بھری آنکھوں سے دیکھتا جن سے تجسس بھی جھلکتا اور تحسین اور بے اعتمادی بھی — وہ جلدی سے کہتا:

''اچھا اپنی کہانی چالو رکھو — پھر کیا ہوا؟،، یا وہ یکایک کہانی کا سلسلہ کاٹ دیتا ''کیا یہ سچ ہے؟ کیا تم سنجیدگی سے کہہ رہے ہو؟ اچھا، اچھا!،،

جب میریسئف نے اسے دفتر دفتر بھٹکنے کا قصہ سنایا تو کپتان، جو اپنی کم عمری کے باوجود دفتری مشین کی تمام پیچیدگیوں سے اچھی طرح مانوس معلوم ہوتا تھا، بھڑک کر بولا:

''شیطان! ان کو اس کا کوئی حق نہیں تھا کہ تمھیں اس طرح بھگاتے پھریں! تم لاجواب آدمی ہو — واقعی میں اپنے جذبات کا اظہار نہیں کر سکتا — ایک انوکھے آدمی!.. لیکن، بہر حال،

وہ حق بجانب بھی تھے! بغیر پیروں کا آدمی ہوائی جہاز نہیں اڑا سکتا!،،

''لیکن بغیر پیروں کا آدمی بھی اڑا سکتا ہے! ذرا دیکھئے اسے -،، اور میریسئف نے اس کو رسالے کا تراشہ، فوجی سرجن کی رائے اور وہ کاغذ دکھایا جس میں اسے عملے کے شعبے میں جانے کی ہدایت کی گئی تھی -

''لیکن تم پیروں کے بغیر ہوائی جہاز کس طرح اڑاؤگے؟ تم پرلطف آدمی ہو! تمہیں یہ کہاوت تو معلوم ہوگی: بے پیروں کا آدمی کبھی ناچ نہیں سکتا -،،

کوئی اور کہتا تو یقینی میریسئف کو اس کی بات بری لگتی اور وہ بھڑک اٹھتا اور کچھ سخت بات کہہ دیتا - لیکن کپتان کا چہرہ نیک دلی سے اس طرح دمک رہا تھا کہ الکسئی اچھل کھڑا ہوا اور لڑکپن بھری. گستاخی سے بولا:

''کبھی نہیں دیکھا آپ نے؟ اچھا، دیکھئے!،، اور ان الفاظ کے ساتھ اس نے استقبالیہ کمرے میں پوری وحشت سے ناچنا شروع کر دیا -

کچھ دیر تو کپتان مبہوت اسے دیکھتا رہا اور پھر اچھلا اور ایک لفظ کہے بغیر اس نے الکسئی کے کاغذات جھپٹ لئے اور افسر اعلی کے دفتر کے دروازے میں غائب ہو گیا -

وہاں وہ کافی دیر تک رہا - جب الکسئی نے دفتر میں دبی دبی بات چیت کی دو آوازیں سنیں تو اس کا پورا جسم تنتا ہوا محسوس ہوا اور اس کا دل بڑے درد کے ساتھ تیزی سے دھڑکنے لگا جیسے وہ ایک برق پرواز ہوائی جہاز میں غوطہ لگا رہا ہو -

کپتان دفتر سے خوش خوش مسکراتا ہوا نکلا -

''اچھا،، وہ بولا ''ظاہر ہے جنرل ہوابازوں کے عملے میں تمہارے شامل ہونے کی بات ذرا بھی سننے کو تیار نہ تھے — لیکن دیکھو کیا لکھا ہے انہوں نے: 'تنخواہ یا راشن میں کسی کٹوتی کے بغیر عرضی گزار کو ہوائی اڈے کی انتظامی بٹیلین میں خدمات پر مامور کر لیا جائے —، سمجھے تم؟ بغیر کسی کٹوتی کے...،،

کپتان یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ مسرت کے بجائے الکسئی کے چہرے پر غصے کی آگ بھڑک اٹھی —

''انتظامی بٹیلین! کبھی نہیں!،، وہ چلایا ''کیا تم نہیں سمجھتے؟ میں راشن اور تنخواہ کے لئے پریشان نہیں ہوں! میں ہواباز ہوں! میں ہوا میں پرواز کرنا چاہتا ہوں — میں لڑنا چاہتا ہوں!... لوگ اتنی سی بات کیوں نہیں سمجھتے؟ اس سے سادہ بات اور کیا ہو سکتی ہے؟..،،

کپتان گھبرا گیا — واقعی یہ آدمی عجیب و غریب تھا — کوئی دوسرا ہوتا تو اس بات پر خوشی سے ناچ اٹھتا... لیکن یہ آدمی! بالکل سنکی ہے! لیکن کپتان کو یہ خبطی زیادہ سے زیادہ بھانے لگا تھا — وہ پورے خلوص سے اس کے ساتھ ہمدردی محسوس کر رہا تھا اور اس مصیبت میں اس کی مدد کرنا چاہتا تھا — یکایک اس کو ایک بات سوجھی — اس نے میریسئف کو آنکھ ماری اور انگلی سے اشارہ کیا اور افسر اعلی کے دفتر کے دروازے کی طرف دیکھتے ہوئے سرگوشی میں بولا:

''جنرل کے بس میں جو کچھ تھا، اس نے کر دیا — اب اس کے بس میں کچھ بھی نہیں — میں اپنی عزت کی قسم کھا کر کہتا ہوں — اگر انہوں نے ہوابازوں کے عملے میں تمہارا تقرر کیا تو لوگ خود ان ہی کو پاگل سمجھ بیٹھینگے — تم سیدھے ہمارے افسر اعلی کے پاس چلے جاؤ — صرف وہ تمہاری مدد کر سکتا ہے —،،

الکسئی کے اس نئے دوست نے اس کے لئے ایک پاس حاصل کیا اور کوئی آدھے گھنٹے بعد وہ افسر اعلی کے دفتر کے قالین سے ڈھکے ہوئے فرش پر بےقراری سے ٹہل رہا تھا — اس نے اس کے بارے میں پہلے کیوں نہ سوچا؟ بلا شبہ! یہی جگہ ہے جہاں اسے وقت ضائع کئے بغیر سیدھے چلے آنا تھا! اب ھار یا جیت کی سیدھی بازی تھی... کہا جاتا ہے کہ خود افسر اعلی اپنے زمانے میں زوردار ھواباز رہ چکا تھا — وہ ضرور سمجھہ سکیگا! وہ ایک لڑاکو ھواباز کو انتظامی بٹیلین میں نہیں بھیجیگا!،،

بہت سے جنرل اور کرنل استقبالیہ کمرے میں بیٹھے دبی آوازوں میں باتیں کر رہے تھے — بعض، جو دیکھنے میں گھبرائے گھبرائے معلوم ھو رہے تھے، زوروں پر کش اڑا رہے تھے — سینئر لفٹینٹ اپنی عجیب و غریب بھٹکتی ہوئی چال سے ادھر ادھر ٹہل رہا تھا — جب سب وزیٹر جا چکے اور میریسئف کی باری آئی تو وہ تیزی سے میز کی طرف بڑھا جس پر گول گول چہرے والا میجر منہ کھولے بیٹھا تھا —

''کیا تم خود افسر اعلی سے ملنا چاھتے ھو، کامریڈ سینئر لفٹینٹ؟،، میجر نے پوچھا —

''ھاں — مجھے ان سے ایک بہت ھی اھم ذاتی کام ہے —،،

''شاید آپ اس کے بارے میں مجھے پہلے کچھہ بتائیں؟ کرسی لے لیجئے — بیٹھہ جائیے! کیا آپ سگریٹ پیتے ھیں؟،، اور اس نے میریسئف کی طرف سگریٹ کی ڈبیہ بڑھائی —

الکسئی سگریٹ نہیں پیتا تھا لیکن کسی وجہ سے اس نے ایک سگریٹ لی اور اس کو اپنی انگلیوں کے درمیان کچلتے ہوئے میز پر رکھہ دیا اور یکایک بگ‌ٹٹ اپنی مصیبتوں کی داستان چھیڑ دی جس طرح اس نے کپتان کے سامنے کیا تھا — میجر نے اس

کی کہانی سنی — اس میں خوش اخلاقی کا جذبہ اتنا نہ تھا جتنی ہمدردی اور دوستانہ توجہ تھی — اس نے رسالے کا تراشہ پڑھا اور اول درجے کے فوجی سرجن کی رائے دیکھی — اس کی ہمدردی سے میریسئف حوصلہ اتنا بڑھا کہ اس کا جی چاہا کہ وہ ناچنے کی صلاحیت کا مظاہرہ بھی کر دے اور... قریب قریب اس نے سارا تماشا ھی بگاڑ دیا کیونکہ ٹھیک اسی آن دفتر کا دروازہ زور سے کھلا اور ایک لمبا، پتلا دبلا افسر نکلا جس کے بال کوے جیسے سیاہ تھے — الکسئی نے اس کو فوراً پہچان لیا — وہ اس کو تصویر میں دیکھہ چکا تھا — وہ اپنے لمبے فوجی کوٹ کے بٹن لگاتے ہوئے ایک جنرل سے کچھہ کہہ رہا تھا جو اس کے پیچھے پیچھے آ رہا تھا — وہ اس قدر پریشان نظر آ رہا تھا کہ اس نے میریسئف کو دیکھا بھی نہیں —

''میں کریملن جا رہا ہوں،، اس نے اپنی گھڑی دیکھتے ہوئے میجر سے کہا ''چھہ بجے استالن گراد جانے کے لئے ہوائی جہاز کا حکم دو — ویرخنایا پوگرومنایا میں لینڈنگ ہوگی —،، ان الفاظ کے ساتھہ وہ اسی تیزی سے غائب ہو گیا جس تیزی سے آیا تھا —

میجر نے فوراً ہوائی جہاز کا حکم دیا اور اسے یاد آیا کہ میریسئف کمرے ھی میں تھا — اس نے معذرت چاھتے ہوئے کہا :

''تمہاری قسمت بری ھے — ھم جا رہے ھیں — تمہیں پھر آنا ہوگا — کیا تمہارے رہنے کی کوئی جگہ ھے؟،،

اس غیر معمولی مہمان کے سانولے چہرے سے، جس سے ابھی ایک لمحہ پہلے اتنا عزم اور قوت ارادی ٹپک رہی تھی، اتنی زبردست مایوسی اور تھکن ٹپکنے لگی کہ میجر کی رائے بدل گئی —

''بہت اچھا...،، وہ بولا ''میں جانتا ہوں افسر اعلی بھی یہی کرتا —،،

یہ کہہ کر اس نے سرکاری کاغذ پر چند سطریں لکھیں اور کاغذ کو لفافے میں ڈال دیا اور اس پر یہ پتہ لکھا: ''عملے کے شعبے کے افسر اعلی کے نام ‒،، اس نے لفافہ میریسئف کو دیا اور اس سے ھاتھ ملاتے ہوئے بولا:

''میں دل سے تمہاری کامیابی چاھتا ھوں!،،

اس پرچے میں لکھا ھوا تھا: ''سینئر لفٹیننٹ میریسئف اعلی کمانڈر سے ملے ھیں ‒ ان کی طرف پوری توجہ دی جائے ‒ ان کو لڑنے والے ھوابازوں کی صفوں میں لوٹنے میں ھر ممکن مدد دینی چاھئے ‒،،

ایک گھنٹے کے بعد چھوٹی مونچھوں والے کپتان نے میریسئف کو اپنے افسر اعلی کے کمرے میں پہنچا دیا ‒ بوڑھا جنرل بہت ھی بھاری بھرکم معلوم ھوتا تھا، اس کی بھویں گھنی اور چڑھی چڑھی تھیں ‒ اس نے پرچہ پڑھا اور اپنی ھنستی ھوئی نیلی آنکھوں کو اوپر اٹھا کے قہقہہ لگایا اور کہا:

''اچھا تو تم وھاں ھو آئے؟ یہ میں ضرور کہوں گا کہ تیز آدمی ھو! تم وھی ھو نا جو اس لئے آپے سے باھر ھوگئے تھے کہ میں نے تم کو انتظامی بٹیلین میں بھیج دیا تھا! ھا ‒ ھا ‒ ھا!،، وہ چہک چہک کر باتیں کرنے لگا ‒ ''اچھے لڑکے! میں دیکھتا ھوں کہ تم پکے ھواباز ھو ‒ تم انتظامی بٹیلین میں جانا نہیں چاھتے! برا لگا، ھے نا؟.. کیا مذاق ھے!.. بھئی میں تمہارا کیا بناؤں، میرے جوان ناچنے والے، ایں؟ تم تو اپنی گردن توڑلوگے اور پھر وہ لوگ تمہیں بحال کرنے کی سزا میں مجھے بڈھا سڑی کہہ کر میری گردن ناپ لینگے! لیکن کون جانے کہ تم کیا کر بیٹھو؟ اس لڑائی میں ھمارے نوجوانوں نے اس سے بھی بڑے بڑے کارنامے انجام دے کر

دنیا کو حیرت میں ڈال دیا ہے... لاؤ دیکھیں تمہارے کاغذات کہاں ہیں؟،،

یہ کہہ کر جنرل نے بے پروائی سے، شکستہ خط میں، مشکل سے لفظوں کو مکمل کرتے ہوئے کاغذ پر یہ لکھا: ''امیدوار کو ٹریننگ اسکول بھیج دیا جائے ۔،، میریسئف نے تھرتھراتے ہوئے ہاتھ سے کاغذ جھپٹ لیا، تحریر وہیں کھڑے کھڑے پڑھی، اور پھر زینے کی لینڈنگ پر ایک بار اور پڑھی، اور پھر نیچے جہاں سنتری پاس کا معائنہ کرتا تھا، پھر ٹرام میں اور آخر میں سڑک پر بارش میں ۔ دنیا میں وہ واحد شخص تھا جو بےپروائی سے گھسیٹے ہوئے ان الفاظ کے معنی سمجھتا تھا اور ان کی قدر و قیمت جانتا تھا ۔

اس دن الکسئی میریسئف نے مارے خوشی کے اپنی گھڑی بیچ دی ـــ یہ گھڑی ڈویژنل کمانڈر کا تحفہ تھی اور اس سے جو پیسے ہاتھ آئے، اس سے قسم قسم کی کھانے کی چیزیں اور شراب خریدی، انیوتا کو ٹیلیفون کیا اور التجا کی کہ اپنے ہسپتال سے کسی طرح دو گھنٹے کی چھٹی لے کر آ جاؤ، بوڑھے جوڑے کو انیوتا کے گھر بلایا اور اپنی عظیم الشان فتح کا جشن منانے کا انتظام کیا ۔

۸

ماسکو کے پاس یہ ٹریننگ اسکول، جو ایک چھوٹے سے ہوائی اڈے سے بہت قریب تھا، ان پریشان کن دنوں میں بہت مصروف تھا ۔

استالن گراد کی لڑائی میں ہوائی فوج ایک بڑا کام انجام دے رہی تھی ۔ والگا کے اس مضبوط قلعے کا آسمان، جو ہمیشہ دھندلا اور شعلوں اور دھماکوں کے دھوئیں سے بھرا رہتا تھا، انتھک فضائی ٹکروں کا مرکز تھا ۔ یہ تصادم باضابطہ جنگوں کی شکل اختیار کر

لیتے تھے — دونوں طرف نقصان بہت زیادہ ہوتا — مجاهد استالن گراد زیادہ سے زیادہ هوابازوں کا مطالبه کر رها تھا... اس وجه سے لڑائی کے لئے هوابازی کا ٹریننگ اسکول، جہاں هسپتال سے آنے والے هوابازوں اور سول هوابازوں کو از سر نو تربیت دی جاتی تھی، رات دن کام کرتا رهتا تھا — ٹریننگ کے هوائی جہاز جو دیکھنے میں پتلی لمبی مکھیوں کی طرح معلوم هوتے تھے، جھنڈ کے جھنڈ، چھوٹے اور بھرے هوائی اڈے کے اوپر یوں پرواز کرتے نظر آتے تھے جیسے باورچی خانے کی میز کے اوپر مکھیاں، اور ان کی بھنبھناهٹ صبح سے شام تک گونجتی رهتی— جب کبھی آدمی کی نظر پہیوں کے نشان سے بھرے هوئے میدان پر پڑتی تو کوئی نه کوئی هواباز زمین چھوڑتا هوا یا هوائی اڈے پر اترتا هوا نظر آتا —

اسکول کا چیف آف اسٹاف چھوٹے سے قد کا هٹا کٹا آدمی تھا، وہ سرخ چہرےوالا تگڑا لفٹیننٹ کرنل تھا، اس کی نیند کی ماتی آنکھیں سرخ تھیں — اس نے غصے بھری آنکھوں سے میریسئف کو دیکھا جیسے کہه رها هو ''تمہیں یہاں کیا مصیبت کھینچ لائی؟ ویسے هی همارے پاس بہت کچھه کرنے کو هے —،، اس نے اس کے کاغذات چھین لئے —

''یه آدمی میرے پیروں پر اعتراض کریگا اور یہاں سے مجھے دھتا بتا دیگا،، میریسئف نے لفٹیننٹ کرنل کی ٹھوڑی پر جمی هوئی خشخشی داڑھی پر دزدیده نظر ڈالتے هوئے سوچا — لیکن ٹھیک اسی وقت لفٹیننٹ کرنل کے نام بیک وقت دو ٹیلیفون آئے — اس نے ایک رسیور کندھے سے دباتے هوئے کان سے لگایا اور دوسرے رسیور میں جھنجلاهٹ کے ساتھه دهاڑا اور ساتھه هی میریسئف کے کاغذات پر نگاهیں دوڑائیں — ظاهر هے اس نے صرف جنرل کا لکھا هوا حکم پڑھا کیونکه اس نے فوراً اس تحریر کے نیچے لکھا ''لفٹیننٹ ناؤموف — تیسرا

ٹریننگ دستہ — شامل کر لیا جائے —،، پھر دونوں رسیور رکھتے ہوئے اس نے تھکی ہوئی آواز میں پوچھا:

''کیا تمہارے پاس کپڑے اور کھانے کے سرٹیفکیٹ ہیں؟ نہیں ہیں؟ ہاں میں جانتا ہوں تم کیا کہنے والے ہو — ہسپتال میں وقت نہیں ملا — لیکن میں تمہیں کھانا کہاں سے دونگا؟ فوراً درخواست لکھو — لیکن سرٹیفکیٹ کے بغیر آگے جانے نہ دونگا —،،

''اچھا میں ابھی کر دونگا!،، میریسئف نے خوش ہو کر سلامی داغتے ہوئے جواب دیا ''کیا میں جا سکتا ہوں؟،،

''ہاں،، لفٹیننٹ کرنل نے بے پروائی سے ہاتھ ہلا کر جواب دیا — یکایک وہ چیخا ''ٹھہرو! یہ کیا؟،، اس نے بھاری چھڑی کی طرف اشارہ کیا جس پر سنہرے نقش و نگار ابھرے ہوئے تھے، واسیلی واسیلی وچ کا تحفہ — جب میریسئف دفتر سے چلا تو اپنے جوش میں یہ تحفہ کونے میں بھول گیا — ''یہ کیا ہے؟ اسے پھینک دو! لوگ سمجھینگے یہ فوجی دستہ نہیں بلکہ خانہ بدوشوں کا پڑاؤ ہے! یا پارک: چھڑی، بید، چابک!.. جلد ہی تم اپنی گردن میں تعویذ لٹکائے نظر آؤگے اور اپنے کاک پٹ میں کالی بلی لئے پھروگے — مجھے دوبارہ یہ لعنت دیکھنے نہ دینا — چھپلا کہیں کے!،،

''بہت اچھا، کامریڈ لفٹیننٹ کرنل!،،

الکسئی کو معلوم تھا کہ ابھی آگے بہت سی مشکلات کا سامنا ہے: اس کو درخواست لکھنا تھا اور اس بگڑے دل لفٹیننٹ کرنل کو یہ بتانا تھا کہ اصلی کاغذات کہاں رفوچکر ہو گئے — اسکول میں ہمیشہ لوگوں کے آنے جانے کا تانتا بندھا رہتا تھا — اس کی وجہ سے کھانا ناکافی رہتا تھا — ٹریننگ پانے والے سپاہی دن کا کھانا ختم کرتے اور رات کے کھانے کا انتظار کھینچنے لگتے — اسکول کی کھچا کھچ بھری ہوئی عمارت میں جہاں تیسرے دستے

کا پڑاؤ تھا، بھاپ کے نل پھٹ گئے تھے اور غضب کی ٹھنڈ تھی — پہلی رات کو مستقل الکسئی اپنے کمبل اور چمڑے کے کوٹ تلے ٹھٹھرتا رہا۔ . . لیکن اس ساری افراتفری اور بے آرام زندگی کے باوجود وہ اس مچھلی کی طرح محسوس کر رہا تھا جو پہلے ریت پر دم توڑ رہی ہو لیکن سمندر کی ایک لہر آئی ہو اور اسے واپس اپنی آغوش میں بہا لے گئی ہو — اس کو یہاں کی ہر چیز پسند تھی — پڑاؤ کی یہ زندگی اس کو یقین دلا رہی تھی کہ وہ منزل سے قریب ہے —

مانوس ماحول، خوش خوش لوگ جن کا وہ عادی تھا — وہ چمڑے کے کوٹ پہنے ہوئے تھے، ان کی کھال کھردری تھی اور ان کا رنگ کمھلا رہا تھا — کتے کی کھال کے بوٹ، ان کے دھوپ سے سنولائے ہوئے چہرے اور پھنسی ہوئی آوازیں — وہی مانوس فضا، ہوائی جہاز کے ایندھن کی میٹھی اور تیز خوشبو میں بسی ہوئی، گرم ہوتے ہوئے انجنوں کی گھن گرج سے گونجتی ہوئی، اور اڑتے ہوئے ہوائی جہازوں کی آواز کی مسلسل اور پرسکون گھنگھناہٹ سے دھڑکتی ہوئی فضا — تیل سے داغدار چکٹ لبادے پہنے اور تھکن سے گرتے ہوئے سے مستریوں کے سنجیدہ ستے ہوئے چہرے، جھنجھلاتے ہوئے استادوں کے دھوپ میں سنولائے ہوئے تانبے جیسے چہرے، موسمیاتی اسٹیشن میں چیری کے رنگ کے گالوں والی لڑکیاں، کمانڈ پوسٹ کے چولھے سے نکلتا ہوا نیلگوں دھواں... ٹکوٹرا کی ٹک ٹک اور ٹیلیفونوں کی گھنٹیوں کی تیز آواز... ہواباز ہیں کہ محاذ جاتے جاتے چمچے اٹھائے لئے جا رہے ہیں اور کھانے کے کمرے میں چمچوں کا ٹوٹا پڑا ہوا ہے... دیواری اخبار رنگین پنسلوں سے لکھے جا رہے ہیں اور ان اخباروں میں جوان ہوابازوں کے بارے میں کارٹون کا ہونا ضروری ہے جو ہوا میں اڑتے وقت بھی اپنی محبوباؤں کے خواب دیکھتے

ھیں — نرم اور بھوری کیچڑ جس پر پہیوں کے نشان ابھرے ہوئے ھیں، چہکتی گونجتی گپیں، چٹخارے دار چٹپٹے جملے اور پھبتیاں جو ھوابازی کی اصطلاحوں سے بھری ھوئی ھوں —— ھاں یہ ساری باتیں مانوس اور پرانی تھیں —

میریسئف فوراً کھل اٹھا — اس کی زندہ دلی اور من موجی پن، جو لڑاکو ھوابازوں کی خصوصیت ھے، فوراً ابھر آیا — حالانکہ لگتا تھا کہ یہ خوبیاں اس سے ھمیشہ ھمیشہ کو چھن چکی ھیں — وہ تن کر چلتا، اپنے سے نیچے عہدوں کے لوگوں کی سلامی کا جواب چستی اور پھرتی سے دیتا، اپنے سے اونچے عہدے کے لوگوں سے سامنا ھوتا تو بڑی چستی سے قدم ملا کر چلتا — جب اسے وردی ملی تو اس نے ھوائی اڈے کی انتظامی بٹیلین کے ایک بوڑھے سرجنٹ سے اسے ''فٹ،، کرایا — یہ سرجنٹ اپنی شہری زندگی میں درزی تھا اور اب وہ اپنے خالی وقتوں میں فوجی سائز کی وردی کو ٹھیک ٹھاک کرکے ذرا شوقین مزاج اور ٹھاٹ باٹ والے لفٹیننٹوں پر فٹ کیا کرتا —

پہلے دن ھی میریسئف لفٹیننٹ ناؤموف سے ملنے ھوائی اڈے گیا — وہ تیسرے دستے کا استاد تھا اور اسے اسی کی نگرانی میں دیا گیا تھا — ناؤموف چھوٹے قد کا جوشیلا آدمی تھا — اس کا سر بہت بڑا اور بازو لمبے تھے — وہ آسمان پر آنکھیں جمائے ''ٹی،، کے نشان کے پاس دوڑ رھا تھا — آسمان میں ایک چھوٹا سا ھوائی جہاز اڑتا دکھائی دے رھا تھا — وہ ھوائی جہاز میں بیٹھے ھوئے ھواباز پر گرم ھوتے ھوئے چیخ رھا تھا:

''کاٹھ کا الو!.. کہتا ھے لڑاکو ھواباز تھا!.. وہ مجھے الو نہیں بنا سکتا!،،

میریسئف اپنا تعارف کرانے کے لئے آگے بڑھا اور اس نے فوجی قاعدے کے مطابق سلام کیا — لیکن ناؤموف نے صرف ھاتھہ ھلایا، آسمان کی طرف اشارہ کیا اور چیخا :

''دیکھتے ہو؟ بڑا آیا کہیں کا! ہوا بھی ڈر سے کانپ رہی ہے! یوں تیر رہا ہے جیسے برف کے گڈھے میں ڈیزی کا پھول!..''

الکسئی کے دل کو یہ استاد فوراً بھا گیا — وہ ان سرپھرے قسم کے لوگوں کو پسند کرتا تھا جو اپنے کام سے پاگلوں جیسی محبت کرتے ھیں، جن کے ساتھہ ایک قابل اور پرجوش ھواباز کا نباہ خوب ھوتا ہے — الکسئی نے اس ھواباز کے بارے میں جو ھوائی جہاز اڑا رہا تھا کچھہ نکتہ رس باتیں کہیں — چھوٹے قد کے لفٹیننٹ نے اب غور سے اسے سر سے پیر تک دیکھا اور پوچھا :

''میرے دستے میں آ رہے ھو؟ تمہارا نام کیا ہے؟ تم نے کس قسم کے ھوائی جہاز اڑائے ھیں؟ کیا تم جنگ میں حصہ لے چکے ھو؟ کتنے دنوں سے تم نے ھوابازی نہیں کی؟''

الکسئی کو یقین نہ تھا کہ وہ اس کا سارا جواب سن رہا ہے کیونکہ اس نے پھر اپنی نگاھیں آسمان پر جما دیں اور آنکھوں پر ھاتھہ سے اوٹ کرتے ھوئے دوسری مٹھی ھوا میں لہرائی اور چیخا :

''بدمعاش الو کی دم!.. ذرا دیکھنا کیا چکر کاٹ رہا ہے! جیسے ڈرائنگ روم میں دریائی گھوڑا!..''

اس نے الکسئی کو اگلی صبح آنے کا حکم دیا اور وعدہ کیا کہ وہ فوراً اس کی جانچ کریگا —

''جاؤ ابھی آرام کرو'' اس نے کہا ''سفر کے بعد آرام کی ضرورت ھوتی ہے — کچھہ کھایا بھی ہے تم نے؟ یہاں کے ھنگامے میں لوگ آسانی سے کھلانا پلانا بھی بھول سکتے ھیں، جانتے ھو...

گنوار، بیوقوف! ذرا ٹھہرو— نیچے اترو تو پھر مزا چکھاتا ہوں، بڑے آئے کہیں کے "لڑاکو"!"

الکسئی آرام کرنے نہیں گیا، خاص طور پر اس وجہ سے کہ ہوائی اڈے کے میدان میں اسے اسکول کے کلاس روم "۹ الف" سے زیادہ گرمی محسوس ہو رہی تھی— ہوا کی لہروں میں خشک اور چبھتی ہوئی ریت بہتی ہوئی میدان میں دوڑ رہی تھی— اس کو انتظامی بٹیلین میں ایک موچی مل گیا— اس نے اپنا ہفتہ بھر کا تمباکو کا راشن اس کو دیا اور کہا کہ میری چمڑے کی افسروں‌والی پرانی پیٹی سے دو فیتے بنا دو، جس میں سوراخ اور بکسوئے ہوں— وہ فیتے کی مدد سے اپنے نقلی پیروں کو ہوائی جہاز کے پیڈل سے باندھنا چاہتا تھا— فوری ضرورت اور کام کی غیر معمولی نوعیت کے پیش نظر موچی نے تمباکو کے علاوہ وادکا کے "ادھا" کا بھی مطالبہ کیا اور وعدہ کیا کہ میں "بڑھیا کام" کر کے دونگا— میریسئف ہوائی اڈے پر واپس گیا اور ہوائی جہازوں کو اڑتے ہوئے دیکھنے لگا، جیسے یہ عام معمولی ٹریننگ کی اڑانیں نہ ہوں بلکہ بہترین ہوابازوں کا مقابلہ ہو— یہاں تک کہ آخری ہوائی جہاز بھی رینگتا ہوا اپنی صف میں واپس آ گیا اور رسی سے باندھ دیا گیا، وہ ہوائی جہازوں کو اڑتے ہوئے کم دیکھ رہا تھا اور ہوائی اڈے کی ہوا میں آزادی سے سانس لے کر زندگی زیادہ محسوس کر رہا تھا— وہ ہوائی اڈے کی سرگرمیوں کو اپنے اندر جذب کر رہا تھا—— انجنوں کی اسٹ گھنگھناہٹ، راکٹوں کی بوجھل آواز اور تیل اور پٹرول کی بو— اس کا پورا وجود جھوم رہا تھا— یہ خیال دور دور پیدا نہیں ہوا کہ کل ہوائی جہاز اس کا حکم ماننے سے انکار کر سکتا ہے، ہوائی جہاز بے قابو ہوکر گر سکتا ہے—

وہ اگلی صبح ہوائی اڈے پر پہنچا تو وہ بالکل سنسان پڑا تھا — ہوائی جہازوں کی صفوں میں انجن گرم ہو رہے تھے اور گھنگھنا رہے تھے، گرم ہوتے ہوئے انجنوں سے شعلے نکل رہے تھے اور مستری پنکھوں کو گھمانے کے بعد یوں اچھل کر الگ جا کھڑے ہوتے تھے جیسے وہ سانپ ہوں — صبح کی مانوس آوازیں سنائی دیں:

''ریڈی!،،

''کن ٹیکٹ!،،

''کن ٹیکٹ!،،

کسی نے الکسئی کو ڈانٹ بتائی اور پوچھا کہ اتنا سویرے آخر ہوائی جہازوں کے پاس کیوں منڈلا رہے ہو — جواب میں اس نے مذاق کے طور پر فقرہ چست کیا اور نجانے کیوں مستقل دوہراتا رہا ''ریڈی، کن ٹیکٹ، کن ٹیکٹ!،، کیونکہ یہ لفظ اس کے دماغ میں جم کر رہ گئے تھے — آخر ہوائی جہاز رینگتے اور ڈگمگاتے ہوئے اس جگہ پر پہنچے جہاں سے اڑتے تھے — ان کے پر تھرتھرا رہے تھے جن کو مستری سہارا دئے ہوئے تھے — اب ناؤموف بھی پہنچ گیا — وہ سگریٹ کا آخری جلتے ہوئے ٹکڑے پر دم لگا رہا تھا — یہ ٹکڑا اتنا چھوٹا تھا کہ لگتا تھا جیسے وہ محض دھوئیں سے رنگین انگلیوں ہی سے دھواں کھینچ رہا ہو —

''اچھا تو تم آ گئے!،، اس نے الکسئی کے رسمی سلام کے جواب میں کہا — ''اچھا، جو پہلے آئے پہلے کھائے — نمبر نو کے پچھلے کاک پٹ میں بیٹھ جاؤ — میں ایک منٹ میں تمہارے پاس آتا ہوں — دیکھیں تم کس قسم کی چڑیا ہو —،،

الکسئی ہوائی جہاز کی طرف چلا اور اس کے استاد نے جلدی جلدی آخری کش لگائے — وہ استاد کے آنے سے پہلے پہلے اپنے پیروں کو پیڈل سے باندھ لینا چاہتا تھا — آدمی تو ویسے بھلا مانس معلوم ہوتا

تھا مگر کون جانے؟ ہو سکتا ہے اچانک اس کے جی میں آئے اور وہ ہنگامہ کھڑا کر دے اور اس کی جانچ لینے سے انکار کر دے۔ میریسئف پھسلتا ہوا ہوائی جہاز کے پر پہ چڑھا اور بڑی مشکل سے لڑکھڑاتے ہوئے کاک پٹ کی دیوار کو پکڑ لیا۔ جوش اور مشق نہ ہونے کی وجہ سے سارے جتن کئے مگر ٹانگوں کو اٹھا کر اندر لےجانے میں کامیابی نہ ہوئی۔ عمر رسیدہ مستری نے لمبوترا اور اداس منہ اٹھا کر اسے دیکھا اور حیرانی کے ساتھہ سوچا ''بدمعاش پئے ہوئے ہے!،،

آخرکار الکسئی اپنی بے لچک ٹانگ کو اندر لے جانے میں کامیاب ہو گیا اور ناقابل یقین محنت سے کام لیتے ہوئے اس نے دوسری ٹانگ کو بھی اندر پہنچا دیا اور دھم سے اپنی جگہ پر بیٹھہ گیا۔ اس نے اپنے فیتوں کی مدد سے اپنے نقلی پیر پیڈل سے جکڑ لئے۔ فیتے بڑے کارآمد ثابت ہوئے۔ فیتے اس کے پیروں پر خوب فٹ آئے جیسے لڑکپن میں اس کے اسکیٹ کے فیتے فٹ آتے تھے۔

استاد نے سر کاک پٹ میں گھسایا اور پوچھا:

''بتاؤ کیا تم نے پی رکھی ہے؟ ذرا میں تمہارا منہ تو سونگھوں —،،

الکسئی نے سانس باہر پھینکی۔ جب استاد کو اطمینان ہو گیا کہ اس کے منہ سے شراب کی بو بالکل نہیں آ رہی ہے تو اس نے دھمکی کے طور پر مستری کو گھونسہ دکھایا۔

''ریڈی!،،

''کن ٹیکٹ!،،

''کن ٹیکٹ!،،

انجن چند بار غرایا اور پھر پسٹن بڑے آہنگ سے دھڑکنے لگے۔ میریسئف خوشی سے قریب قریب اچھل پڑا اور خود بخود اس نے گیس

کا لیور کھینچ دیا لیکن اس نے استاد کی غراتی ہوئی آواز انٹرکوم میں سنی:

''سانڈ کی طرح مت بھاگنا، ہاں!،،

خود استاد نے انجن کی گیس پوری کی پوری کھول دی — انجن غرانے اور گھنگھنانے لگا اور ہوائی جہاز بھٹکتا ہوا دوڑنے لگا — استاد نے خود بخود اسٹیرنگ گئر کھینچا اور چھوٹا سا طیارہ، جو مکھی کی طرح دکھائی دیتا تھا سیدھا آسمان میں بلند ہو گیا — یہ وہ ہوائی جہاز تھا جس کا نام شمالی محاذ پر ''جنگل بان،، وسطی محاذ پر ''کرم کلے والا،، اور جنوبی محاذ پر ''مکئی والا،، پڑ گیا تھا — یہ ہوائی جہاز سپاہیوں کے دوستانہ چٹکلوں اور پھبتیوں کے لئے اچھا تختہ مشق تھا — وہ چرخ چوں چرخ چوں بھلے ہی کرتا ہو مگر سپاہی اسے اپنا جگری اور وفادار دوست تصور کرتے تھے اور اس کا احترام کرتے تھے — یہ وہ ہوائی جہاز تھا جس پر سارے ہوابازوں نے ہوائی پرواز سیکھی تھی —

آئینے میں استاد کو اپنے نئے شاگرد کا چہرہ نظر آ رہا تھا — اس نے نہ جانے کتنے ایسے سپاہیوں کے چہرے دیکھے تھے جو ایک طویل وقفے کے بعد ہوائی جہاز اڑانے آتے تھے! اس نے بہت سے لاجواب ہوابازوں کی آسودہ خاطر مسکراہٹ دیکھی تھی — اس نے ایسے جوشیلے ہوابازوں کی جلتی ہوئی آنکھیں دیکھی تھیں جو ہسپتال ہسپتال مارے پھرنے کے بعد خود کو دوبارہ اپنی اصلی فضا میں پاتے تھے — اس نے ان لوگوں کو پیلا پڑتے ہوئے دیکھا تھا جو ہوائی جہاز سے گر کر زخمی ہوئے ہوں، ان کے چہرے سے گھبراہٹ ٹپکنے لگتی تھی اور وہ ہونٹ کاٹنے لگتے تھے — اس نے ان نوسکھیوں کا جسارت بھرا تجسس بھی دیکھا تھا جو پہلی بار ہوا میں بلند ہو رہے ہوں — لیکن جب سے وہ استاد کی خدمت انجام

دے رہا تھا، اس وقت سے اب تک، اس پورے زمانے میں، آئینے نے کبھی بھی اسے ایسے عجیب جذبات کا عکس نہیں دکھایا تھا جیسے جذبات اس سانولے اور وجیہ سینئر لفٹیننٹ کے چہرے سے چھلکے پڑ رہے تھے۔ مگر یہ صاف ظاہر تھا کہ وہ کوئی نوسکھیا نہ تھا۔

بخار جیسی تمتماہٹ نے نئے شاگرد کی جلد کو رنگین بنا دیا تھا۔ اس کے ہونٹ زرد تھے۔ یہ زردی ڈر کی زردی نہ تھی۔ یہ رنگ کسی جذباتی رفعت اور بالیدگی سے پیدا ہوا تھا اور ناؤموف کی سمجھ سے باہر تھا۔ یہ ہے کون؟ اس پر کیا بیت رہی ہے؟ آخر مستری نے یہ کیوں سوچا کہ وہ پٹے ہوئے ہے؟ جب ہوائی جہاز اڑا اور ہوا میں معلق ہو گیا تو اس وقت استاد نے دیکھا تھا کہ اس کے شاگرد کی آنکھیں جو ہوائی عینک سے آزاد تھیں، اس کی کالی، پر حوصلہ، چپسیوں جیسی آنکھیں بھر آئیں اور اس نے آنسوؤں کو اس کے گالوں پر ڈھلکتے ہوئے دیکھا۔ اس نے دیکھا کہ جب ہوائی جہاز نے چکر کاٹا تو ہوا کے ایک جھونکے نے اس کے گالوں پر سے آنسوؤں کو اڑا کر فضا میں تحلیل کر دیا۔

''کچھ چول کھسکی ہوئی ہے اپنی جگہ سے — مجھے اس سے ہوشیار رہنا ہوگا۔ آدمی کیا نہیں کر سکتا... کون جانے...،، ناؤموف نے سوچا۔ لیکن ترچھے آئینے میں جھلکتے ہوئے پر جوش چہرے سے جھلکتے ہوئے جذبات میں کچھ ایسی بات تھی کہ استاد کا دل اس کی طرف کھنچنے لگا۔ وہ یہ محسوس کر کے حیران رہ گیا کہ کوئی چیز اس کے گلے میں اٹک رہی ہے اور اس کے سامنے کے آلات دھندلا گئے۔

''اب تم چلاؤ،، اس نے انٹرکوم میں کہا۔ لیکن اس نے صرف اسٹیرنگ گئر اور پیڈل پر سے اپنی گرفت ڈھیلی کر لی اور بالکل چوکس بیٹھا رہا کہ جیسے ہی شاگرد کسی قسم کی کمزوری دکھائے

وہ پھر ہوائی جہاز کو اپنے قابو میں کر لے — اس نے دوہرے گئر کے ذریعہ محسوس کیا کہ اس کا نیا شاگرد اپنے پر اعتماد اور تجربہ کار ہاتھہ سے ہوائی جہاز چلا رہا ہے — چیف آف اسٹاف کی اصطلاح میں ''وہ خدا کے فضل سے ہواباز،، تھا — چیف آف اسٹاف گھاگ ہواباز تھا اور بہت پہلے، خانہ جنگی میں ہواباز کی حیثیت سے فرائض انجام دے چکا تھا — پہلے چکر کے بعد ناؤموف کے دل میں نئے شاگرد کی طرف سے کوئی ڈر نہ رہا — ہوائی جہاز اچھی طرح ''قاعدے کے مطابق،، اڑتا رہا — صرف ایک عجیب بات تھی اور وہ یہ کہ سیدھی اڑان کے وقت یہ شاگرد بار بار ہوائی جہاز کو دائیں یا بائیں جھکاتا تھا یا اوپر نیچے کرتا تھا — ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ خود اپنے فن کا امتحان لے رہا ہے — ناؤموف نے فیصلہ کیا کہ اگلے دن ہواباز کو اکیلے ہوائی جہاز اڑانے کی اجازت دے دینی چاہئے اور دو تین اڑان کے بعد اسے ٹریننگ کے ہوائی جہاز ''اوت — ۲،، میں ڈال دینا چاہئے — یہ لڑاکو ہوائی جہاز کا لکڑی کا چھوٹا نمونہ تھا —

ٹھنڈ تھی — پر کے تھرمامیٹر میں پارہ صفر سے ۱۲ ڈگری کم دکھائی دے رہا تھا — کاک پٹ میں کلیجہ چھلنی کرنے والی ہوا جھپٹ رہی تھی اور استاد کے کتے کی کھال کے بوٹوں میں گھس رہی تھی اور اس کے پیروں کو برف کی طرح جمائے دے رہی تھی — اترنے کا وقت آگیا تھا —

لیکن جب کبھی وہ انٹرکوم کے ذریعہ ''اتارو،، کا حکم دیتا اسے اپنے آئینے میں کالی کالی، جلتی اور التجا کرتی ہوئی آنکھیں دکھائی دیتیں — نہیں ان میں التجا نہ تھی، ان میں مطالبہ تھا اور اس کا دل انکار نہ کر سکا — دس منٹ کے بجائے وہ آدھے گھنٹے تک پرواز کرتے رہے —

کاک پٹ سے نکل کر ناؤموف نے پیر پٹکنا اور بازوؤں کو ھلانا شروع کر دیا — یقینی اس صبح کے پالے میں چبھن سی موجود تھی — لیکن شاگرد تھوڑی دیر تک کاک‌پٹ میں کچھہ ٹٹولتا رھا اور پھر آھستہ آھستہ اور کچھہ جھجکتا ھوا اترا — جب وہ زمین پر اترا تو وہ ھوائی جہاز کے پر کے پاس زمین پر بیٹھہ گیا — اس کے ھونٹوں پر ایک مسرت بھری اور واقعی خمارآلود مسکراھٹ پھیل گئی — اس کے گال پالے اور جوش جذبات سے دھک رھے تھے —

''ٹھنڈ کھا گئے، ایں؟،، استاد نے پوچھا — ''ھوا تو میرے بوٹوں میں بھی گھس رھی تھی — لیکن تم تو معمولی جوتے پہنے ھوئے ھو! کیا تمہارے پیر نہیں ٹھٹھرے ؟،،

''میرے پیر کہاں؟،، خود اپنے خیال پر ھنستے ھوئے نئے شاگرد نے جواب دیا —

''کیا؟،، ناؤموف کے منہ سے بے اختیار نکلا اور مارے تعجب کے اس کا منہ لٹک گیا —

''میرے پیر نہیں ھیں،، میریسئف نے بہت ھی صاف آواز میں دوھرایا —

''کیا مطلب ھے تمہارا کہ تمہارے 'پیر نہیں ھیں،؟ کیا تمہارا مطلب ھے کہ تمہارے پیروں میں کچھہ خرابی ھے؟،،

''نہیں — میرے پیر سرے سے ھیں ھی نہیں — یہ نقلی پیر ھیں —،،

چند لمحے تو ناؤموف بالکل مبہوت زمین پر جما کھڑا رھا — اس عجیب و غریب آدمی نے جو کچھہ کہا تھا، اس پر یقین نہیں کیا جا سکتا تھا — پیر بالکل ندارد! لیکن ابھی تو وہ ھوائی جہاز اڑا رھا تھا اور اچھی طرح اڑا رھا تھا!..

''دیکھیں،، اس نے کہا اور اس کی آواز میں اندیشے کی گونج تھی —

اس تجسس سے الکسئی کو نہ تو جھنجلاہٹ ہوئی اور نہ کسی قسم کا صدمہ پہنچا — اس کے برعکس اس نے اس دلچسپ مسخرے استاد کی حیرانی کو آخری ''ٹچ،، دینے کی ٹھانی اور ایک مداری کی طرح جو کوئی کرتب دکھا رہا ہو، اس نے اپنی پتلون کے پائنچے اٹھا لئے —

شاگرد چمڑے اور الیمونیم کے پیروں پر کھڑا تھا اور اس کو، مستری اور ان ہوابازوں کی قطار کو ہنستی ہوئی آنکھوں سے دیکھ رہا تھا جو ہوائی جہاز میں پرواز کرنے کا انتظار کر رہے تھے —

ایک آن میں ناؤموف اس نوجوان کے ہیجان کی وجہ بھانپ گیا — وہ اس کے چہرے پر ایک غیر معمولی کیفیت، اس کی سیاہ آنکھوں میں آنسوؤں اور زیادہ سے زیادہ دیر تک ہوا میں پرواز کرتے رہنے کی خواہش کو سمجھ گیا — اس شاگرد نے اسے بھونچکا کر دیا تھا — وہ اس کی طرف لپکا اور بڑے زور سے اس سے ہاتھ ملاتے ہوئے بولا:

''لڑکے آخر تم یہ کیوں کر کر سکے؟ تم نہیں جانتے... تم نہیں جانتے، تم کیسے آدمی ہو—،،

اصلی کام پورا ہو چکا تھا — الکسئی نے استاد کا دل جیت لیا تھا — وہ شام کو ملے اور انہوں نے ٹریننگ کا ایک پروگرام تیار کیا — ان کو اتفاق تھا کہ الکسئی کی پوزیشن بہت کٹھن ہے — اگر اس سے ذرا سی لغزش ہوئی تو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ہوابازی سے محروم کر دئے جانے کا خطرہ تھا — اس کے دل میں یہ خواہش مچل رہی تھی کہ جلد از جلد لڑاکو ہوائی جہاز میں بیٹھے اور اڑ کر وہاں

پہنچے جہاں اس وقت ملک کے بہترین سپاہی مورچہ جما رہے تھے — والگا کے کنارے اس مشہور شہر کی طرف... لیکن وہ اس پر راضی ہو گیا کہ وہ ہر قسم کی ٹریننگ حاصل کرنے کا مرحلہ بڑے صبر سے طے کریگا — اس نے محسوس کر لیا کہ اس کی جو پوزیشن تھی اس میں صرف ''اے ون،، سرٹیفکیٹ اپنا کام کر سکیگا —

۹

میریسئف پانچ ماہ سے زیادہ ٹریننگ اسکول میں رہا — ہوائی اڈہ برف سے ڈھکا ہوا تھا اور ہوائی جہاز کو برف پر پھسلنے والی پٹریوں پر دوڑایا جاتا تھا — جب وہ ''علاقے،، کے اوپر فضا میں بلند ہوتا تو خزاں کے تابناک رنگ زمین پر پھیلے نظر نہ آتے بلکہ پوری زمین پر صرف دو رنگ پھیلے نظر آتے — سیاہ اور سفید — استالن گراد میں جرمنوں کی پسپائی، جرمن چھٹی فوج کی تباہی اور پاؤلس پر قبضے کی سنسنی خیز خبریں اب قصہ پارینہ بن چکی تھیں — جنوب میں ایک بے نظیر اور ناقابل تسخیر پیش‌قدمی کی لہر اٹھ رہی تھی — جنرل روتمستروف کے ٹینک جرمن محاذ میں گھس پڑے تھے اور دشمن کے عقب میں تباہی اور بربادی کا بازار گرم کر رہے تھے — ایسے وقت میں جب محاذ پر ایسے واقعات ہو رہے ہوں اور جب محاذ کے اوپر آسمان میں ایسی خوفناک جنگیں ہو رہی ہوں الکسئی کے لئے یہ زیادہ سے زیادہ مشکل ہوتا جا رہا تھا کہ ٹریننگ کے چھوٹے سے ہوائی جہاز میں ''بھنبھناتا،، پھرے — ہاں یہ ہسپتال کے گلیارے میں ان گنت بار قدم پھونک کر اٹھانے یا سوجے ہوئے ٹھنٹھوں پر، درد اور تکلیف کے ساتھ مزورکا یا فاکس ٹروٹ ناچ ناچنے سے زیادہ تکلیف‌دہ تھا —

لیکن هسپتال میں اس نے عہد کیا تھا کہ وہ لڑاکو ہوابازوں کی فوج میں واپس جائیگا اور عملی خدمت انجام دیگا — اس نے ایک منزل طے کی تھی اور غم اور درد، تھکن اور مایوسی کے باوجود اس کی طرف بڑھنے کی جد و جہد کر رہا تھا — ایک دن اس کے نام ایک موٹا سا لفافہ آیا جو کلاودیا میخائلوونا نے اس کے پتے پر بھجوایا تھا — اس میں کئی خط تھے اور ایک خط خود اس کا تھا — اس نے پوچھا تھا زندگی کیسی کٹ رہی ہے، کیا کیا کامیابیاں نصیب ہوئیں اور آیا اس کے خواب سچ ثابت ہوئے —

''کیا، سچ ثابت ہوئے؟،، اس نے اپنے آپ سے پوچھا لیکن اس کا جواب دئے بغیر اس نے خطوں کو چھانٹنا شروع کیا — کئی خط تھے: ایک تو اس کی ماں کا تھا، ایک اولیا کا، ایک گووزدیف کا اور ایک اور تھا جس پر اسے بہت زیادہ حیرانی ہوئی — اس پر پتہ ''موسمی سرجنٹ،، کے ہاتھہ کا لکھا ہوا تھا اور اس کے نیچے یہ عبارت تھی ''از کپتان کوکوشکن،، — اس نے اس خط کو سب سے پہلے پڑھا —

کوکوشکن نے لکھا تھا کہ اسے پھر مار گرایا گیا تھا — اس کے ہوائی جہاز کو گولی لگی اور اس میں آگ لگ گئی — وہ ہوائی چھتری لے کر کود گیا اور اپنی صفوں میں اترنے میں کامیاب ہو گیا — لیکن اس عمل کے دوران میں اس کے بازو کے جوڑ میں موچ آ گئی اور اب وہ میڈیکل بٹیلین میں زیر علاج ہے — اس نے لکھا تھا: ''پڑا پڑا انیما کے جانباز سورماؤں کے درمیان مارے بوریت کے مر رہا ہوں — ،، بہر حال وہ پریشان نہ تھا کیونکہ اس کو یقین تھا کہ وہ جلد ہی اپنے ہوائی جہاز میں واپس پہنچ جائیگا — اس نے لکھا تھا کہ یہ خط وہ الکسئی کی مشہور و معروف نامہ نگار ویرا گاوریلووا سے لکھوا رہا تھا، جو اس کی بدولت اب تک ''موسمی سرجنٹ،، کے نام نامی سے یاد کی جاتی تھی — اس نے یہ بھی لکھا

تھا کہ ویرا بہت ہی اچھی ساتھی ہے اور اس کی بدقسمتی کے زمانے میں ایک زبردست سہارا رہی ہے — اس نکتے پر پہنچ کر ویرا نے خود اپنی طرف سے لکھا تھا کہ یہ محض کونستانتن کا مبالغہ ہے — اس خط سے الکسئی کو معلوم ہوا کہ اب تک اس کے دستے کے لوگ اس کو یاد کرتے ہیں اور کھانے کے ہال میں سورماؤں کی شبیہوں میں اس کی تصویر کا بھی اضافہ ہو گیا ہے اور اسے پھر گارد ہوابازوں کے درمیان دیکھنے کی امید اب تک ختم نہیں ہوئی ہے — گارد ہواباز! میریسئف مسکرایا اور اس نے سر ہلایا — یقینی کوکوشکن اور اس کی رضاکار سکریٹری کا دھیان بہت ہی بٹا ہوا ہوگا جب ہی وہ لوگ یہ بتانا بھول گئے کہ ان کے دستے کو ''گارد،، کا اعزاز بخشا گیا ہے!

اس کے بعد الکسئی نے اپنی ماں کا خط کھولا — یہ ایک چھوٹا سا بات چیت کے انداز میں لکھا ہوا خط تھا جیسے خط عام طور پر مائیں لکھتی ہیں —— بیٹے کے لئے پریشانی اور تردد سے بھرا ہوا خط: کس طرح اس کی زندگی بسر ہو رہی ہے، اسے ٹھنڈ تو نہیں لگتی، کیا اسے کھانے کو کافی ملتا ہے، کیا اسے سردیوں کے گرم کپڑے ملتے ہیں؟ کیا وہ اس کے لئے ایک جوڑا دستانوں کا بن دے؟ وہ اب تک پانچ جوڑے بن چکی تھی اور سوویت سپاہیوں کے لئے بطور تحفہ روانہ کر چکی تھی — اس نے ان میں سے ہر دستانے کے انگوٹھے میں ایک پرچہ ٹانک دیا تھا اور اس میں لکھا تھا ''امید ہے کہ یہ تمہاری سرخ روئی کا شگون ثابت ہونگے —،، اس کو امید تھی کہ ان دستانوں میں سے ایک جوڑا اس کے بیٹے کو ملا ہوگا — وہ بہت ہی اچھے، گرم دستانے تھے — اس نے یہ دستانے اپنے خرگوشوں کے رویں سے بنے تھے — ہاں وہ یہ لکھنا تو بھول ہی گئی تھی کہ اب اس کے پاس خرگوشوں کا ایک خاندان جمع ہے — ایک مادہ

اور ایک نر خرگوش اور سات چھوٹے چھوٹے – صرف خط کے آخر میں، پرانی مامتا بھری باتوں کے بعد اس نے سب سے اہم چیز کے بارے میں لکھا تھا: جرمنوں کو استالن گراد سے مار بھگایا گیا ہے، بہت سے جرمن مارے گئے اور لوگوں کا تو کہنا ہے کہ ان میں سے ایک بڑا جنرل تو قید بھی کر لیا گیا – ہاں اور جب وہ مار بھگائے گئے تو اولیا پانچ دن کی چھٹی پر کامی‌شین آئی تھی – وہ اس کے گھر ٹھہری تھی کیونکہ اولیا کا گھر بم سے اڑ گیا تھا – اب وہ انجنیرنگ دستے میں کام کرتی تھی اور لفٹیننٹ کے عہدے پر مامور تھی – اس کا شانہ زخمی ہو گیا تھا لیکن اب وہ اچھی ہو گئی تھی اور اسے ایک تمغہ بھی دیا گیا تھا... کس قسم کا تمغہ ہاں بڑی بی کو ظاہر ہے یہ بتانے کا خیال نہ آیا – اس کے گھر میں قیام کے دوران میں اولیا مستقل سوتی رہتی اور جب جاگتی ہوتی تو صرف اس کے بارے میں بات کرتی رہتی – اور وہ تاش کے پتوں سے فال نکالتیں اور ہر بار اینٹ کی بیگم پھول کے بادشاہ کے اوپر نکلتی تھی – الکسئی کو خوب معلوم تھا کہ اس کا کیا مطلب ہوتا ہے! ماں نے لکھا تھا کہ جہاں تک اس کا تعلق ہے وہ خود اسی اینٹ کی بیگم سے بہتر بہو کی کوئی خواہش نہیں رکھتی –

الکسئی بڑی بی کے اس بھولے تدبر پر مسکرایا اور اس نے بڑی احتیاط سے ''اینٹ کی بیگم،، کا سرمئی لفافہ کھولا – یہ کوئی لمبا خط نہ تھا – اولیا نے لکھا تھا کہ ''خندقوں ،، کی کھدائی کے بعد اس کی ''انجنیرنگ بٹیلین،، کے بہترین کارکنوں کو باضابطہ فوجی انجنیرنگ دستے میں شامل کر لیا گیا تھا – اب اس کا عہدہ لفٹیننٹ ٹکنیشین کا تھا – اسی کے دستے نے، دشمنوں کی بمباری کے باوجود، ماماِئف کورگان کی مورچہ بندی کی تھی جو اب اتنا مشہور ہو چکا ہے – اسی دستے نے ٹریکٹر کے کارخانے کے چاروں طرف قلعہ‌بندی کی تھی اور اس کے

لئے اسے ''سرخ پرچم،، کا تمغہ ملا ہے۔ اولیا نے لکھا تھا کہ ان پر بڑا کٹھن وقت آن پڑا ہے۔ ہرچیز کھرپے سے لے کر ٹین کا گوشت تک والگا کی دوسری طرف سے لانا پڑتا ہے ـــ اور اس پر برابر مشین گنوں کی بوچھار جاری رہتی ہے ۔ اس نے لکھا تھا کہ شہر میں ایک عمارت بھی اپنی جگہ پر سلامت باقی نہیں رہی ہے ۔ پوری سرزمین بموں کے بنائے ہوئے گڈھوں سے پٹی پڑی ہے اور چاند کی بہت ھی بڑی تصویر کی طرح نظر آتی ہے ۔

اولیا نے لکھا تھا کہ جب وہ ھسپتال سے نکلی تو وہ اور اس کے دوسرے ساتھی کار میں استالن گراد کی سڑکوں پر نکالے گئے اور انھوں نے مردہ جرمنوں کے انباز دیکھے جو قبر میں سلائے جانے کے لئے جمع کئے گئے تھے ۔ بہت سے اب تک سڑکوں کے کنارے کنارے پڑے ہوئے تھے ۔ ''کتنا میرا جی چاھا کہ تمہارا دوست ٹینک‌مین، جس کا پورا خاندان نیست و نابود ہو گیا، یہاں آ سکتا اور یہ سب کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھ سکتا ۔ میں سچ کہتی ہوں یہ سب چیزیں فلمانی چاھئیں اور اس کے جیسے لوگوں کو دکھانا چاھئے ۔ وہ دیکھیں کہ ہم نے دشمن سے کیسا انتقام لیا ہے!،، اس نے آخر میں لکھا تھا (الکسئی نے اس دھندلے جملے کو کئی بار پڑھا) کہ اب وہ محسوس کرتی ہے کہ وہ استالن گراد کی لڑائی کے بعد اس کے لائق ہو گئی ہے جو سورماؤں کا سورما ہے۔ یہ خط جلدی میں لکھا گیا تھا، کسی ریلوے اسٹیشن پر، جہاں گاڑی ذرا دیر کو رکی تھی ۔ اسے معلوم نہ تھا کہ وہ لوگ کہاں جا رہے ھیں اور اس لئے اپنا ڈاک کا پتہ نہ لکھ سکتی تھی ۔ نتیجے کے طور پر، جب تک کہ اسےاس کا دوسرا خط نہ ملا، الکسئی اس کو نہ تو خط لکھ سکا اور نہ یہ کہہ سکا کہ وہ لڑکی، وہ چھوٹی اور نازک لڑکی جس نے گھمسان کی جنگ میں اتنی جانفشانی سے کام لیا تھا، دراصل ''سورماؤں کی سورما،، تھی ۔

اس نے لفافے کو الٹا اور اس نے صاف خط میں لکھا ہوا دیکھا:
گارد جونئر لفٹیننٹ ٹکنیشین، اولگا...

جب کبھی الکسئی کو ہوائی اڈے پر مہلت ملتی تو وہ یہ خط نکالتا اور پھر پڑھتا اور بہت دنوں تک یہ خط، ہوائی اڈے کی کلیجہ چھلنی کرنے والی ٹھنڈک میں، اور ''۹ الف،، کے کلاس روم میں، جو اب تک اس کا مسکن تھا، اس کا دل گرماتا رہا۔

آخرکار، استاد ناؤموف نے اس کی جانچ والی اڑان کا ایک دن مقرر کر دیا۔ اس کو ایک ''اوت - ۲،، ہوائی‌جہاز اڑانا تھا اور اس اڑان کا معائنہ استاد کو نہیں بلکہ چیف آف اسٹاف کو کرنا تھا ــــ اسی تگڑے، کھردرے نقوش والے، ہٹے کٹے لفٹیننٹ کرنل کو جس نے اس کے آنے پر اس کا استقبال اتنی سرد مہری سے کیا تھا۔

یہ جانتے ہوئے کہ زمین سے اس کی کڑی نگرانی ہو رہی ہے اور اس کی قسمت کا فیصلہ ہونے والا ہے، الکسئی نے اس دن ہوابازی میں کمال کر دیا۔ اس نے اس چھوٹے سے ہوائی‌جہاز کو اتنی چابکدستی اور خوبصورتی سے اڑایا کہ بے ساختہ لفٹیننٹ کرنل کے منہ سے تعریف کے کلمے نکل نکل گئے۔ جب میریسئف ہوائی‌جہاز سے اترا اور چیف کے سامنے حاضر ہوا تو ناؤموف کی ایک ایک جھری سے جھانکتی ہوئی خوشی اور جوش سے تاڑ گیا کہ وہ امتحان میں پورا اترا۔

''تم ہوابازی کا ایک شاندار انداز رکھتے ہو! ہاں... تم ہی وہ ہواباز ہو جس کو میں کہتا ہوں کہ ''خود اللہ‌میاں نے اپنے ہاتھہ سے بنایا ہے،، لفٹیننٹ کرنل غرایا۔ ''سنو، کیا تم استاد کی حیثیت سے یہاں فرائض ادا کرنا چاہتے ہو؟ ہمیں تمہارے جیسے لوگوں کی ضرورت ہے۔،،

میریسئف نے دوٹوک انکار کر دیا۔

''اچھا، تم احمق ہو! لڑ تو کوئی بھی سکتا ہے لیکن یہاں تم لوگوں کو اڑنا سکھاؤ گے۔،،

یکایک لفٹیننٹ کرنل کی نظر میریسئف کی چھڑی پر پڑی جس کے سہارے وہ کھڑا تھا۔ لفٹیننٹ کرنل کا چہرہ سرخ ہو گیا۔

''تم سے اب تک وہ مصیبت چپکی ہوئی ہے!،، وہ گرجا ''لاؤ یہ مجھے دو! کیا تمہارا خیال ہے کہ تم چھڑی لے کر کسی پکنک پر جا رہے ہو؟ تم کسی ٹھنڈی سڑک پر نہیں ہو... نافرمانی کرنے کے جرم میں اڑتالیس گھنٹے گارد روم میں بند!.. بہترین ہواباز! دماغ چل گیا ہے! ابکے تم اپنے ہوائی‌جہاز کے دھڑ پر اینٹ کا اکہ بناتے نظر آؤ گے! اڑتالیس گھنٹے! سنا تم نے کیا کہا میں نے؟،،

لفٹیننٹ کرنل نے میریسئف کے ھاتھہ سے چھڑی چھین لی اور ادھر ادھر کوئی چیز تلاش کرنے لگا جس پر پٹک کر اسے توڑ دے۔

''کامریڈ لفٹیننٹ کرنل مجھے کچھہ کہنے کی اجازت دیجئے! اس کے پیر نہیں ھیں،، استاد ناؤموف نے بیچ میں کہا۔

چیف آف اسٹاف کا چہرہ اور بھی سرخ ہو گیا۔ اس کی آنکھیں نکل پڑیں اور وہ زور زور سے سانس لینے لگا۔

''کیا مطلب؟ کیا تم مجھے الو بنانے کی کوشش کر رہے ہو؟ کیا استاد نے جو کچھہ کہا ہے سچ ہے؟،،

میریسئف نے سر ہلایا اور دزدیدہ نظروں سے اپنی قیمتی چھڑی کی طرف دیکھا جو اس وقت تباھی کے خطرے میں گھری ہوئی تھی۔ واقعی اب وہ واسیلی‌واسیلی‌وچ کے تحفے سے بالکل جدا نہ ہوتا تھا۔

لفٹیننٹ کرنل نے مشتبہ نظروں سے ان دوستوں کو دیکھا اور آواز کو کھینچتے ہوئے بولا:

''اچھا... اگر یہ بات ہے تو... پھر اپنے پیر دکھاؤ!.. ہونھہ!..،،

الکسئی اول درجے کے بہترین سرٹیفکیٹ کے ساتھ ٹریننگ اسکول سے چلتا کیا گیا — جھلاتے ہوئے لفٹیننٹ کرنل نے، اس بوڑھے ''ہوائی بھیڑئیے،، نے سب سے زیادہ اس کے اس کمال کی تعریف کی اور جب تحسین و آفریں پر آیا تو اس نے کسی قسم کی بخالت نہ دکھائی — اس نے سفارش کی کہ میریسئف ''چابکدست، تجربہ کار اور مضبوط قوت ارادی کا ہواباز ہے اور ہوابازی کے کسی بھی شعبے میں ہر قسم کے فرائض انجام دے سکتا ہے—،،

۱۰

میریسئف نے باقی جاڑا اور موسم بہار کے شروع کا زمانہ اعلی ہوابازی کے اسکول میں گزارا — یہ پرانی طرز کا ہوابازی کا اسکول تھا — اس میں ایک بہترین ہوائی اڈہ تھا، بہترین قیام گاہیں اور لاجواب کلب گھر تھا، جس کے اسٹیج پر بعض مرتبہ ماسکو کی تھیٹر کمپنیاں پروگرام پیش کرتی تھیں — یہ اسکول بھی کھچا کھچ بھرا ہوا تھا — لیکن یہاں جنگ سے پہلے کے قاعدوں اور ضابطوں پر سختی سے عمل ہوتا تھا اور ٹریننگ پانے والے شاگردوں کو وردی وغیرہ کے معاملے میں چھوٹی چھوٹی باتوں کا بھی بہت خیال رکھنا پڑتا تھا، کیونکہ اگر بوٹ پر پالش نہ ہو، کوٹ کا ایک بٹن غائب ہو یا جلدی میں نقشے کا خول پیٹی کے اوپر باندھ لیا گیا ہو تو مجرم کو کمانڈنٹ کے حکم سے دو گھنٹے ڈرل کرنا پڑتی تھی —

ہوابازوں کا ایک بڑا گروہ، جس میں الکسئی میریسئف شامل تھا، ایک نئی قسم کا سوویت لڑاکو ہوائی جہاز ''لا — ۵،، اڑانے کی مشق حاصل کر رہا تھا — ٹریننگ بہت ہی مفصل قسم کی تھی جس میں انجن اور دوسرے حصوں کا مطالعہ بھی شامل تھا —

لکچر کے وقت الکسئی یہ دیکھہ کر بھونچکا رہ جاتا کہ اس کی غیرموجود گی کی مختصر مدت میں سوویت ہوابازی نے کتنی ترقی کر لی – جنگ کے شروع میں جو چیزیں ایک بڑا زوردار جدید کارنامہ معلوم ہوتی تھیں اب فرسودہ ہو گئی تھیں – تیز رفتار ''ابابیلیں،، اور سبک ''میگس،، جن کو جنگ کے شروع میں بڑا شاہ‌کار تصور کیا جاتا تھا اب ہٹائے جا رہے تھے اور ان کی جگہ وہ ہوائی‌جہاز لے رہے تھے جو زمانہ‌جنگ میں ایجاد ہوئے اور اب دھڑادھڑ کارخانوں سے نکل رہے تھے – جدید ترین ڈیزائن کے شاندار ''یاکس،، ، ''لا – ۵،، جو اب عام ہو چکے تھے، اور دو نشستوں والے ''ایل،، یہ اڑتے ہوئے ٹینک، جو زمین پر استرا سا پھیر دیتے اور دشمن پر گولیاں، بم اور شل برساتے چلے جاتے – جرمنوں نے ان کو اپنی بدحواسی میں ''کالی موت،، کا نام دے دیا تھا – جنگ آزما لوگوں کی حکمت اور دانش نے جو نئے ہوائی‌جہاز ایجاد کئے تھے، ان کی بدولت فضائی لڑائی کا فن بہت پیچیدہ ہو گیا تھا – ہواباز کے لئے اپنے ہوائی‌جہاز کا علم اور ناقابل تسخیر ہمت ہی کافی نہ تھی بلکہ ہوا میں جلدی سے رستے کی سدھہ پا لینے اور فضائی لڑائی کو اس کے مختلف اجزا میں تقسیم کر دینے کی اور اکثر حکم کا انتظار کئے بغیر لڑائی کا فیصلہ کرنے اور اس کو تکمیل تک پہنچانے کی صلاحیت بھی ضروری تھی –

یہ سب کچھہ بہت دلچسپ تھا – لیکن خوفناک اور زوردار پیش قدمی کی جنگ تو محاذ پر ہو رہی تھی – اور روشن اور شاندار کلاس روم میں ایک آرام دہ اور سیاہ ڈھکن والے ڈسک کے سامنے بیٹھہ کر لکچر سنتے ہوئے الکسئی میریسئف محاذ پر پہنچنے کے لئے تڑپتا رہتا – اس کا جی جنگ کی فضا میں سانس لینے کو مچلا کرتا – اس نے جسمانی درد پر قابو پانا سیکھہ لیا تھا – اسے ناممکن کو ممکن کر دکھانے کا گر آ گیا تھا – لیکن مجبوراً لادی ہوئی بیکاری کی

اکتاھٹ پر قابو پانے کی قوت ارادی سے محروم تھا اور بعض مرتبہ ہفتوں وہ اسکول کے چاروں طرف اداس اداس اور کھویا کھویا، بگڑے تیور کے ساتھہ منڈلاتا رہتا —

الکسئی کی خوش قسمتی سے، میجر استروچکوف بھی اس کے قیام کے زمانے میں اسکول میں موجود تھا — دونوں پرانے یاروں کی طرح ملے — استروچکوف الکسئی کے کوئی دو ھفتے بعد وھاں پہنچا اور پہنچتے ھی وہ اسکول کی زندگی میں غرق ھو گیا — اس نے خود کو فوراً وھاں کے انتہائی کٹھن قاعدے قانون کا عادی بنا لیا جو جنگ کے دنوں میں بڑے غیر معمولی معلوم ھوتے تھے — اس نے سب سے یاری گانٹھہ لی — وہ الکسئی کی اداسی کی وجہ فوراً تاڑ گیا — رات کو غسل خانے سے خواب گاہ کی طرف جاتے ھوئے وہ مذاقاً الکسئی کی پسلیوں میں کہنی مارتا اور کہتا :

''ارے یار، دکھی نہ ھو! ھمارے لڑنے کو بہت کافی لڑائی باقی رہ جائیگی! دیکھتے نہیں اب تک ھم برلن سے کتنے دور ھیں! ابھی ھمیں میلوں آگے جانا ھے — ھمیں ھمارا حصہ ملیگا، گھبراؤ مت — خوب جی بھر کے لڑ لینگے —،،

ایک دوسرے سے جدائی کے ان دو تین مہینوں کے دوران میں میجر بہت دبلا ھو گیا تھا اور اس پربڑھاپا سا آگیا تھا — وہ فوجیوں کی اصطلاح میں ''دل شکستہ ،، نظر آتا تھا —

جاڑے کے وسط میں اس ٹولی نے جس میں الکسئی اور استروچکوف شامل تھے، ھوابازی کی مشق شروع کر دی — اب تک الکسئی ھوائی جہاز ''لا — ۵،، سے اچھی طرح مانوس ھو چکا تھا — یہ ایک چھوٹا سا، چھوٹے چھوٹے پروں والا طیارہ تھا — اس کو دیکھہ کر اڑتی ھوئی مچھلی کا گمان ھوتا تھا — اکثر، وقفے کے وقت وہ باھر ھوائی اڈے کی طرف نکل جاتا اور ان طیاروں کو تھوڑی دور دوڑنے کے بعد

سیدھے آسمان میں بلند ہوتے اور رخ بدلتے ہوئے ہوائی‌جہازوں کے نیلے ''پیٹ،، کو دھوپ میں چمکتے دیکھتا ــ وہ کسی ایک ہوائی‌جہاز کے پاس جاتا، اس کا جائزہ لیتا، اس کے پروں کو تھپتھپاتا، اس کے پہلوؤں کو سہلاتا، جیسے یہ ہوائی‌جہاز نہیں بلکہ ایک خوبصورت، سدھایا اور سکھایا ہوا گھوڑا ہو ــ آخرکار وہ وقت آیا جب اس ٹولی کو اڑان کے لئے ایک صف میں کھڑا کیا گیا ــ ہر شخص اپنی صلاحیت اور فن کا امتحان لینے کے لئے بے چین تھا ــ جب وقت آیا تو ان میں ایک دبی دبی سی کشمکش شروع ہو گئی کہ کون پہلے ہوا میں بلند ہو ــ سب سے پہلے جس کو استاد نے پکارا، وہ تھا استروچکوف ــ میجر کی آنکھیں چمک اٹھیں، وہ معنی خیز انداز سے مسکرایا اور اپنی ہوائی چھتری کا فیتہ باندھتے ہوئے اور کاک‌پٹ کی چھت بند کرتے ہوئے جوش میں سیٹی بجانے لگا ــ

انجن گھنگھنانے اور گرجنے لگا اور ہوائی‌جہاز ہوائی اڈے پر زور سے دوڑا اور اپنے پیچھے سفوف جیسی برف کی ایک لکیر چھوڑ گیا جو دھوپ میں دھنک کی طرح چمکتی نظر آ رہی تھی ــ ایک آن میں ہوائی‌جہاز ہوا میں بلند تھا اور اس کے پر دھوپ میں چمک رہے تھے ــ استروچکوف نے ہوائی اڈے کے اوپر ایک چھوٹا سا چکر لگایا، کئی بار بڑی خوبصورتی سے کتراتا ہوا نکل گیا، ہوا میں قلابازیاں کھائیں اور بڑی چابکدستی سے تمام مقررہ کرتب پورے کئے، اچانک آنکھوں سے اوجھل ہو گیا اور یکایک پھر اسکول کی چھت کے پیچھے سے جھپٹا اور گرجتے ہوئے انجن کے ساتھہ، پوری برق رفتاری سے ہوائی اڈے کے اوپر اوپر تیرتا چلا گیا اور نیچے کھڑے ہوابازوں کی ٹوپیاں چھوتا ہوا نکل گیا جو اپنی باری کا انتظار کر رہے تھے ــ ہوائی‌جہاز پھر غائب ہو گیا ــ لیکن وہ پھر جلد ھی واپس آ گیا اور بہت اطمینان سے نیچے اترا اور بڑی خوبصورتی سے میدان میں آ کر رک گیا ــ

جب استروچکوف اچھل کر کاک پٹ سے نکلا تو مارے جوش و ہیجان کے کھلا جا رہا تھا — وہ اسکول کے لڑکے کی طرح خوشی سے پاگل ہو رہا تھا جیسے اپنی دلچسپ اور کامیاب شرارت پر نازاں ہو —

''یہ مشین نہیں، یہ تو وائلن ہے — وائلن، خدا کی قسم وائلن ہے!،، وہ ہانپتے ہوئے چلایا اور استاد کی بات کاٹ دی جو اس کے من چلے پن پر ڈانٹ پلا رہا تھا — ''اس پر تو چائکوفسکی کی دھنیں بجائی جا سکتی ہیں... میں سچ کہتا ہوں!،، اس نے میریسئف کو اپنے مضبوط بازوؤں میں جکڑتے ہوئے کہا — ''زندگی خوب چیز ہے، الیوشا!،،

واقعی یہ ایک لاجواب ہوائی‌جہاز تھا — ہر شخص کو اس پر اتفاق تھا — میریسئف کی باری آئی — اس نے اپنے پیروں کو فیتے کی مدد سے پیڈل سے باندھ دیا اور ہوا میں بلند ہو گیا — دفعتاً اس نے محسوس کیا کہ یہ گھوڑا اس کے جیسے بے پیر شہسوار کے لئے ضرورت سے زیادہ برق‌رو ہے — اس کے لئے مزید احتیاط کی ضرورت تھی — جب ہوائی‌جہاز ہوا میں بلند ہوا تو میریسئف اور ہوائی‌جہاز میں وہ بھرپور اور شاندار یگانگت نہیں پیدا ہو سکی جو ہوابازی کو نشاط انگیز بناتی ہے — وہ بہت ہی عمدہ ہوائی جہاز تھا — وہ ایک ایک حرکت، اسٹیرنگ گئر پر ہاتھ کی ایک ایک لرزش کو محسوس کرتا تھا اور فوراً اسی کے مطابق عمل شروع کر دیتا تھا — جہاں تک اس کی جاگی ہوئی حس کا تعلق ہے واقعی وہ وائلن کی طرح تھا — اب جاکر الکسئی کو اپنا ناقابل تلافی نقصان پوری طرح محسوس ہوا کہ اس کے نقلی پیر کتنے بے حس ہیں — اس نے محسوس کیا کہ اس قسم کے جہاز میں بہترین نقلی پیر، بہترین ٹریننگ کے باوجود، جیتے جاگتے، زود حس اور لچکیلے پیروں کی جگہ نہیں لے سکتے —

هوائی‌جہاز بڑی آسانی اور لچک کے ساتھ ہوا کو کاٹتا ہوا اڑتا رہا اور اسٹیرنگ گئر کے ہلکے سے ہلکے اشارے پر لبیک کہتا رہا — لیکن الکسئی اس سے ڈر رہا تھا — اس نے محسوس کیا کہ جب وہ رخ بدلتا ہے تو اس کے پیر ذرا سستی دکھاتے ہیں، ان میں وہ ہم آہنگی نہ تھی جو ہواباز کے لئے ایک قسم کا قدرتی رد عمل بن جاتی ہے — اس سستی سے تو ہوائی‌جہاز ناچ سکتا ہے اور یہ چیز ہلاکت آفریں ثابت ہو سکتی ہے — الکسئی نے خود کو پابند گھوڑے کی طرح محسوس کیا — وہ بزدل نہ تھا اور اس کو موت کا ڈر نہ تھا — وہ تو اپنی ہوائی چھتری کی جانچ کئے بغیر ہی ہوائی‌جہاز کو لے اڑا تھا — لیکن اسے ڈر تھا کہ ذرا بھی بھول چوک ہوئی تو اسے لڑاکو فوج سے چلتا کر دیا جائیگا اور اس کے محبوب‌ترین پیشے کا دروازہ ہمیشہ کے لئے اس پر بند ہو جائیگا — اس نے دگنی احتیاط سے کام لیا اور جب اس نے ہوائی‌جہاز اتارا تو خاصا بدحواس تھا — اپنے پیروں کی بے حسی کی وجہ سے اس نے بہت بے ڈھنگے پن سے ہوائی‌جہاز اتارا اور برف پر چند بار بھونڈے پن سے بھٹکا —

الکسئی کاک‌پٹ سے اترا تو بالکل خاموش تھا اور اس کے تیور بگڑے ہوئے تھے — اس کے ساتھیوں نے اور استاد تک نے اپنی بوکھلاہٹ چھپاتے ہوئے اس کی تعریف کی اور اس کو مبارکباد دی — لیکن اس مروت سے اسے اور بھی صدمہ پہنچا — اس نے ہاتھ کے اشارے سے ان کو ایک طرف ہٹایا اور بھٹک بھٹک کر اپنے پیر گھسیٹتے ہوئے اسکول کی سرمئی عمارت کی طرف چل دیا — ناکامی اور لڑاکو طیارے میں بیٹھنے کے بعد —— جبکہ دو چار ہاتھ لب بام رہ گیا، اپریل کی اس صبح کے بعد، جب اس کا ہوائی‌جہاز چیڑ کے درختوں سے ٹکرایا تھا، یہ سب سے بڑا حادثہ تھا — اس نے نہ دن کا کھانا کھایا، نہ رات کے کھانے پر گیا — اسکول کے قاعدے کی خلاف ورزی کرتے

ہوئے وہ دن کے وقت سر کے نیچے ھاتھہ رکھے اور بوٹ چڑھائے اپنے بستر پر پڑا رہا — کسی نے بھی، جسے اس کے دکھہ کا حال معلوم تھا، اسے برا بھلا نہیں کہا —— نہ تو اس کے پاس سے گزرتے ہوئے افسروں نے اور نہ اسکول کے چپراسی نے — استروچکوف اندر آیا اور اس سے بات کرنے کی کوشش کی — لیکن جب اسے کوئی جواب نہیں ملا تو افسوس کے ساتھہ سر جھٹکتے ہوئے واپس چلا گیا —

کمرے سے استروچکوف کے جاتے ھی، اسکول کا سیاسی افسر، لفٹیننٹ کرنل کپوستین اندر آیا — وہ چھوٹے قد اور معمولی صورت شکل کا آدمی تھا — اس کی آنکھوں پر موٹے شیشوں کی عینک چڑھی ہوئی تھی — وہ ڈھیلی ڈھالی وردی پہنے ہوئے تھا جو اس کے جسم پر بورے کی طرح جھولتی ہوئی معلوم ہوتی تھی — یہاں کے شاگرد، بین الاقوامی مسائل پر اس کا لکچر سننے کے لئے جان دیتے تھے — ان لکچروں کے دوران میں یہ بھونڈا سا آدمی ان کے اندر فخر کا احساس پیدا کر دیتا تھا کہ وہ اس عظیم جنگ کے سپاھی ھیں — لیکن یہی شاگرد اس کو افسر کی حیثیت سے کوئی خاص اہمیت نہ دیتے تھے — وہ اسے ایک غیر فوجی آدمی تصور کرتے تھے جو اتفاق سے ھوائی فوج میں بھرتی ہو گیا ھو اور جسے ھوابازی کے بارے میں کچھہ بھی معلوم نہ ھو — میریسئف کی طرف کپوستین نے کوئی توجہ نہ دی اور کمرے میں چاروں طرف نظر دوڑائی، ھوا کو سونگھا اور یکایک غصے سے بولا :

''یہاں کس نے سگریٹ پی ھے؟ سگریٹ پینے کے لئے ایک کمرہ موجود ھے— کامریڈ سینئر لفٹیننٹ آخر اس کا کیا مطلب ھے؟''

''میں سگریٹ نہیں پیتا ''، الکسئی نے بے نیازی سے کہا اور اپنے بستر پر پڑا رہا —

''اور تم وہاں کیوں پڑے ہو؟ کیا تم قانون نہیں جانتے؟ جب تم سے کوئی بڑا افسر داخل ہو تو تم اٹھتے کیوں نہیں؟ اٹھو —،،

یہ حکم نہ تھا — اس کے برعکس یہ باتیں ایک غیر فوجی کے سے مہذب اور نرم انداز میں کہی گئی تھیں — لیکن میریسئف نے بے نیازی سے اس حکم کی تعمیل کر دی اور اپنے بستر کے پاس ''اٹنشن،، کے پوز میں کھڑا رہا —

''یہ ٹھیک ہے کامریڈ سینئر لفٹیننٹ ،، کپوستین نے حوصلہ افزا انداز میں کہا ''اب بیٹھ جاؤ اور آؤ کچھ بات چیت کریں —،،

''کس چیز کے بارے میں؟،،

''تمہارے بارے میں — آؤ باہر چلیں — میں سگریٹ پینا چاہتا ہوں — اور یہاں سگریٹ پینے کی اجازت نہیں —،،

وہ باہر گلیارے میں چلے گئے جہاں مدھم روشنی ہو رہی تھی — بجلی کے بلب بلیک آوٹ کی وجہ سے نیلے رنگے ہوئے تھے — وہ کھڑکی کے پاس کھڑے ہو گئے — کپوستین نے پائپ کے کش اڑانا شروع کئے — ہر کش کے ساتھ اس کا چوڑا اور فکرمند چہرہ چمک اٹھتا —

''آج میں تمہارے استاد کی خبر لینا چاہتا ہوں،، اس نے کہا —

''کس لئے؟،،

''اسکول کے افسروں کی اجازت کے بغیر تمہیں ہوائی‌جہاز میں اوپر بھیجا اس لئے... تم یوں مجھے کیوں گھور رہے ہو؟ حقیقت تو یہ ہے کہ میں خود ڈانٹ پھٹکار کا مستحق ہوں کہ تم سے پہلے بات چیت کیوں نہیں کی — میرے پاس وقت نہیں، ہر وقت مصروف رہتا ہوں — میں چاہتا ہوں، لیکن... اچھا خیر اسے چھوڑو! دیکھو، میریسئف' ہوابازی تمہارے لئے ایسی آسان چیز نہیں اور اسی وجہ سے میں تمہارے استاد کی خبر لینا چاہتا ہوں —،،

الکسئی نے کچھ نہ کہا — وہ حیران سوچتا رہا کہ یہ پائپ کے کش اڑانے والا شخص کس ڈھب کا آدمی ہے — کیا وہ دفترشاھی قسم کا آدمی تھا، جو اس وجہ سے جھنجلایا ہوا تھا کہ کسی نے اس کی حاکمانہ برتری کو نظر انداز کر دیا تھا اور اسکول کے ایک غیر معمولی واقعہ کی اسے اطلاع نہ دی تھی — یا وہ ایک حقیر افسر تھا جس نے قاعدوں میں وہ دفعہ تلاش کر لی تھی، جس کی رو سے ان لوگوں کے لئے ہوابازی ممنوع تھی، جن میں کوئی جسمانی خرابی یا معذوری ہو — یا کوئی سڑی تھا جو اپنی طاقت کی نمائش کے موقع کی تاک میں بیٹھا رہتا ہے — وہ چاہتا کیا ہے؟ آخر وہ ایسے وقت کیوں ٹپک پڑا جب ویسے ہی میریسئف کا دل ٹوٹا ہوا تھا اور اس کا جی چاہ رہا تھا اپنے گلے میں پھانسی کا پھندا ڈال لے...

اس کا جی چاہا کہ اس آدمی کو ٹھوکر مار کر وہاں سے باہر نکال دے — لیکن اس نے مشکل سے خود پر قابو پایا — مہینوں کے مصائب و آلام نے اسے کسی نتیجے تک پہنچنے میں جلد بازی سے بچنے کا سبق پڑھا دیا تھا — اس معمولی آدمی کپوستین میں کمیسار ورروبیوف کی ہلکی ہلکی سی جھلک نظر آتی، جسے میریسئف کھرا انسان کہا کرتا تھا — کپوستین کے پائپ کی روشنی بھڑکتی اور بجھ جاتی — اس کا چوڑا چہرہ، موٹی ناک اور ذہین اور چبھتی ہوئی آنکھیں نیلگوں اندھیرے میں ابھرتیں اور پھر غائب ہو جاتیں — کپوستین بولتا رہا:

''سنو میریسئف، میں تمہاری تعریف کرنا نہیں چاہتا، لیکن چاہے تم جو بھی کہو، تم دنیا میں بے پیر کے واحد آدمی ہو جو لڑاکو ہوائی‌جہاز اڑا رہا ہے — واحد آدمی!،، اس نے پائپ کا اگلا حصہ کھولا اور اس میں جھانک کر مدھم بلب کو دیکھا اور بوکھلاہٹ کے عالم میں سر ہلایا: ''میں تمہارے لڑاکو فوجی دستے

میں واپس جانے کی خواہش کے بارے میں بات نہیں کر رہا ہوں۔ واقعی یہ جذبہ قابل تعریف ہے۔ لیکن اس میں کوئی خاص بات نہیں ۔ ایسے زمانے میں ہر شخص فتح حاصل کرنے کے لئے اپنے بس بھر سب کچھہ کرتا ہے... آخر اس کمبخت پائپ کو کیا ہو گیا ہے؟،،

اس نے پھر پائپ کے اگلے حصے کو صاف کرنا شروع کیا اور ایسا معلوم ہوا جیسے وہ پائپ میں کھویا ہوا ہے۔ لیکن الکسئی کو یہ برا شگون معلوم ہوا، وہ اس کی بات سننے کو بے تاب تھا۔ کپوستین اپنے پائپ سے الجھتا رہا اور بولتا رہا جیسے اسے یہ جاننے کی پروا نہ ہو کہ اس کے الفاظ کا کیا اثر ہو رہا ہے۔

''یہ سینئر لفٹیننٹ الکسئی میریسئف کا ذاتی معاملہ نہیں ہے۔ نکتہ یہ ہے کہ تم بے پیر کے آدمی ہو، اور پھر بھی تم نے وہ ہنر اور مہارت حاصل کی ہے جو اب تک دنیا کی نظر میں صرف ایسا آدمی حاصل کر سکتا ہے، جو جسمانی طور پر بالکل درست ہو، اور وہ بھی سو میں ایک آدمی ۔ تم صرف شہری میریسئف نہیں ہو، تم ایک عظیم تجربہ کرنے والے ہو... اوہ! آخر میں نے اسے ٹھیک کر دیا! یقینی اس میں کچھہ پھنس گیا ہوگا... اس لئے میں کہتا ہوں، ہم تم سے ایک معمولی ہواباز کا سلوک نہیں کر سکتے، ہمیں اس کا حق نہیں، سمجھے؟ تم نے ایک اہم تجربہ شروع کیا ہے اور ہمارا فرض یہ ہے کہ ہم ہر طرح اس میں تمہاری مدد کریں ۔ لیکن کس طرح؟ یہ تم بتاؤ۔ ہم تمہاری مدد کس طرح کریں؟،،

کپوستین نے دوبارہ پائپ بھرا، اسے جلایا اور بار بار سرخ روشنی ابھرنے اور غائب ہونے لگی، روشنی نے اس کے چوڑے چہرے اور موٹی ناک کو اندھیرے سے ابھارا اور پھر اندھیرے میں غرق کر دیا۔

اس نے وعدہ کیا کہ وہ اسکول کے چیف سے طے کریگا کہ میریسئف کے لئے مزید اڑانوں کا انتظام کیا جائے اور الکسئی سے کہا کہ وہ خود اپنے لئے ٹریننگ کا پروگرام مرتب کرے—

''لیکن دیکھئے تو اس میں کتنا ایندھن برباد جائیگا!،، الکسئی نے افسوس کے ساتھه کہا اور اس پر حیران رہ گیا کہ اس معمولی سے چھوٹے قد کے آدمی نے کتنی سادگی سے اس کے تمام اندیشوں کو ختم کر دیا—

''بلا شبہ ایندھن اہم چیز ہے اور خاص طور پر ایسے وقت میں — ہم ایک ایک چلو تیل کا خیال کرتے ہیں— لیکن تیل سے بھی زیادہ قیمتی چیزیں ہیں،، کپوستین نے جواب دیا اور اس کے بعد بڑی احتیاط سے اس نے پائپ کو اپنے بوٹ کی ایڑی پر مار کر راکھه جھاڑی—

اگلے دن سے میریسئف نے اکیلے مشق کرنا شروع کی— اس نے یہ کام محض اس مستقل مزاجی کے ساتھه نہیں کیا جو چلنے، دوڑنے اور ناچنے کی مشق کرنے کے زمانے میں دکھائی تھی— اس نے یہ کام کچھه اس انداز سے کیا جیسے کوئی طاقت اسے اوپر اٹھا رہی ہو— اس نے ہوابازی کی ٹکنیک کا تجزیہ کرنے کی کوشش کی، ہر تفصیل کا مطالعہ کرنے، اس کو چھوٹی سے چھوٹی حرکتوں میں تقسیم کرنے کی کوشش کی اس نے ہر حرکت کو علیحدہ علیحدہ سیکھنے اور جاننے کی جد و جہد کی— اب وہ اس چیز کا مطالعہ کر رہا تھا جو اس نے جوانی میں خود بخود سیکھه لی تھی— وہ چیز جو اس نے پہلے مشق اور عادت سے سیکھی تھی، آج اسی کو ذہنی طور پر سیکھه رہا تھا— ذہنی طور پر وہ ہوابازی کے فن کے تمام اجزائے ترکیبی الگ الگ کرتا اور اس طرح اسے ان میں سے ہر حرکت کے لئے ایک خاص گر آ گیا اور اس نے اپنی تمام حسوں کو اپنے کٹے ہوئے پنجوں سے پنڈلیوں میں منتقل کر دیا—

یہ کام بڑا ہی کٹھن اور جان جوکھوں کا تھا اور اس کا نتیجہ اتنا چھوٹا تھا کہ آسانی سے نظر نہ آ سکتا تھا — لیکن پھر بھی، ہر بار جب وہ ہوا میں بلند ہوتا تو محسوس کرتا کہ ہوائی جہاز زیادہ سے زیادہ اس سے ہم آہنگ ہوتا جا رہا ہے، وہ اس کا زیادہ سے زیادہ فرماں بردار بنتا جا رہا ہے —

''اچھا، کہو کام کیسا چل رہا ہے، بھائی؟''، کپوستین سے ملاقات ہوتی تو وہ اس سے پوچھتا —

جواب میں میریسئف انگوٹھا * دکھا دیتا — اس نے مبالغے سے کام نہیں لیا تھا — وہ ترقی کر رہا تھا، آہستہ آہستہ مگر یقینی — اور سب سے اہم بات یہ تھی کہ وہ اب خود کو کمزور سوار کی طرح برق پا اور بدکے ہوئے گھوڑے پر سوار محسوس نہیں کرتا تھا — اسے پھر سے اپنے ہنر پر اعتماد پیدا ہو گیا — معلوم ہوتا تھا اس بات کی خبر ہوائی جہاز کو بھی ہوتی جا رہی ہے اور ہوائی جہاز ایک جاندار چیز کی طرح، ایک گھوڑے کی طرح جو اپنی پیٹھ پر ایک اچھے شہسوار کو بھانپ لیتا ہے، زیادہ سے زیادہ فرماں بردار بنتا گیا اور رفتہ رفتہ اس نے اپنی پرواز کے سارے جوہر الکسئی پر عیاں کر دئیے —

۱۱

بہت دن پہلے کی بات ہے — الکسئی کے لڑکپن کا زمانہ تھا — وہ والگا کے گھاٹ پر شروع شروع کی چکنی اور شیشے کی طرح چمکتی ہوئی برف پر اسکیٹنگ سیکھنے جایا کرتا تھا — واقعہ تو یہ ہے کہ

---

* روسی گنوار کسی چیز کو لاجواب کہنا چاہتے ہیں تو انگوٹھا دکھاتے ہیں —

اس کے پاس اسکیٹ نہیں تھے — اسکیٹ خریدنا اس کی ماں کے بس کا روگ نہ تھا — ہاں جس لوہار کے ہاں اس کی ماں دھلائی وغیرہ کا کام کیا کرتی تھی، اس نے ماں کی التجا پر، لکڑی کے بلاک بنا دئے تھے جس کے نیچے موٹے موٹے تار لگے ہوئے تھے —

الکسئی نے ڈور اور لکڑی کے ٹکڑوں کی مدد سے ان بلاکوں کو اپنے پرانے اور پیوند زدہ فیلٹ بوٹوں سے باندھ دیا— ان پر چلتا ہوا وہ دریا تک گیا اور دھنستی ہوئی اور ترنم کے ساتھ چرچراتی ہوئی پتلی برف پر جا کھڑا ہوا — کامی‌شین کے آس پاس کے سارے لڑکے خوشی کے نعرے لگاتے ہوئے چھوٹے چھوٹے شیطانوں کی طرح کدکڑے لگاتے، ایک دوسرے کے پیچھے دوڑتے، پھسلتے اور تیرتے نظر آ رہے تھے — وہ اپنے اسکیٹوں پر اچھل کود رہے تھے اور ناچ رہے تھے — ان کی رفتار اور چال ڈھال میں بےساختہ پن اور روانی تھی — لیکن الکسئی جیسے ہی قدم رکھتا برف اس کے پیروں کے نیچے سے سرکتی ہوئی معلوم ہوتی اور وہ چاروں خانے چت گر جاتا اور چوٹ کھاتا — وہ فوراً اچھل کر کھڑا ہو جاتا — ڈرتا کہ کہیں اس کے ساتھی تاڑ نہ جائیں کہ اسے کہیں چوٹ لگی ہے — وہ دوبارہ اسکیٹنگ کرنے کی کوشش کرتا اور چت گرنے سے بچنے کی کوشش میں آگے بڑھتا، ایک قدم اور پھر منہ کے بل گرتا — وہ اچھل کر اٹھتا اور کانپتی ہوئی ٹانگوں پر کھڑا ہو جاتا اور یہ سوچنے کی کوشش کرتا کہ یہ کیوں کر ہوا اور دوسرے لڑکوں کو دیکھتا کہ وہ کس طرح اسکیٹنگ کرتے ہیں — اب اسے معلوم ہوا کہ اپنے جسم کو نہ بہت زیادہ آگے جھکانا چاہئے اور نہ پیچھے — اس نے اپنے جسم کو سیدھا تان کر چند قدم پہلو کی طرف اٹھائے اور ایکے پہلو کے بل گرا — اس طرح وہ شام تک بار بار گرتا اور اٹھتا رہتا اور جب وہ سر سے پاؤں تک برف سے اٹا

ہوا تھکی تھکی اور کانپتی ہوئی ٹانگوں کے ساتھہ گھر لوٹا تو اس کی ماں کا دل جل گیا ــ

لیکن اگلی صبح پھر وہ برف پر واپس پہنچ لیا ــ اب وہ زیادہ اعتماد کے ساتھہ آگے بڑھہ رہا تھا، اب وہ اتنا باربار نہ گرتا اور دوڑ کر کئی میٹر تک پھسلتا چلا جاتا ــ لیکن اپنی تمام تر کوششوں کے باوجود اس سے آگے ترقی نہ کر سکا حالانکہ وہ صبح سے شام تک برف پر ڈٹا رہا ــ

الکسئی اس سرد اور برفیلے طوفانی دن کو کبھی نہ بھلا سکا جب چمکتی ہوئی منجمد برف پر سفوف جیسی برف اڑ رہی تھی ــ اس دن الکسئی نے خوش قسمتی سے صحیح قدم اٹھایا اور خود ھی یہ دیکھہ کر بھونچکا رہ گیا کہ وہ بس پھسلتا چلا جا رہا ہے، ہر نئے چکر کے ساتھہ اس کی رفتار زیادہ تیز ہوتی گئی اور اس کا اعتماد بڑھتا گیا ــ یہ سارا تجربہ، جو اس نے باربار گرنے اور چوٹ کھانے اور باربار اپنی کوشش کو دوھرانے کے دوران میں جمع کیا تھا ـــ اس نے جو کچھہ بھی چھوٹے چھوٹے گر سیکھے تھے اور عادتیں ڈالی تھیں، اچانک ایک دوسرے میں مدغم ہو کر ایک ہوتی ہوئی معلوم ہوئیں ــ اور اب اس نے اپنی ٹانگوں سے کام لینا شروع کر دیا اور محسوس کرنے لگا کہ اس کے پورے جسم میں لڑکپن، تفریح و نشاط اور ثابت قدمی سے بھرے ہوئے اس کے پورے وجود میں گداز اور فرحت انگیز اعتماد پیدا ہو رہا ہے ــ

اب کے بھی اس کے ساتھہ یہی کچھہ پیش آیا ــ وہ کئی بار پوری ثابت قدمی کے ساتھہ ہوائی جہاز لے کر ہوا میں بلند ہوا ــ اس نے پھر خود کو ہوائی جہاز میں جذب کر دینے اور اپنے نقلی پیروں کے چمڑے اور الیمونیم کے ذریعہ اس کو محسوس کرنے کی کوشش کی ــ کبھی کبھی وہ سوچتا کہ وہ کامیاب ہو رہا ہے اور یہ محسوس

کر کے اس کا دل باغ باغ ہو جاتا۔ اس نے کوئی کرتب دکھانے کی کوشش کی لیکن فوراً بھانپ لیا کہ اس کے اس عمل میں اعتماد کی کمی ہے۔ ہوائی جہاز جھجکتا اور ہاتھ سے نکلتا ہوا محسوس ہوا اور اس نے بڑی تلخی سے امید کی کلی کو مرجھاتے ہوئے محسوس کیا اور دل گھبرا دینے والی بے جان پرواز شروع کر دی۔

لیکن مارچ میں ایک دن، جب برف پگھل رہی تھی، صبح صبح ہوائی اڈے کی برف سیاہ پڑ گئی، نرم نرم برف اتنا زیادہ دھنسنے لگی کہ ہوائی جہاز برف پر گہری لیک چھوڑ جاتے۔ الکسئی ایک لڑاکو ہوائی جہاز اڑاتا ہوا ہوا میں بلند ہوا۔ ایک طرف کی ہوا کے جھونکے ہوائی جہاز کو اپنے رخ سے ہٹا دیتے۔ الکسئی کو باربار ہوائی جہاز کو ٹھیک رخ پر لانا پڑتا۔ ہوائی جہاز کو ٹھیک رخ پر ڈالنے کی کوشش کرتے ہوئے اس نے یکایک محسوس کیا کہ ہوائی جہاز اس کا فرماں بردار ہے اس کا پورا وجود ہوائی جہاز کو محسوس کر رہا تھا۔ یہ احساس بجلی کی کوند کی طرح چمکا اور شروع میں وہ اس پر یقین نہ کر سکا۔ اسے اتنی مایوسیاں نصیب ہوئی تھیں کہ اسے اپنی اس خوش نصیبی پر فوراً یقین نہ آ سکا۔

اس نے تیزی سے دائیں ہاتھ کو ہوائی جہاز کا رخ کاٹا۔ ہوائی جہاز نے پوری فرماں برداری سے ٹھیک ٹھیک اس کی تعمیل کی۔ اس کو بالکل ویسا ہی احساس ہوا جیسا والگا کے کنارے سیاہ اور سخت برف پر ہوا تھا۔ ایسا لگا کہ بوجھل اور پھیکا دن یکایک روشن اور تابناک ہو گیا ہے۔ اس کا دل مارے خوشی کے تیزی سے دھڑکنے لگا اور مارے جذبات کے اس نے محسوس کیا جیسے اس کا گلا گھٹ رہا ہو۔

ایک ان دیکھی سرحد پر پہنچ کر، اس کی تمام تر ثابت قدم کوششوں کا امتحان ہوا — وہ اس سرحد سے نکل گیا اور اب اس نے ان انگنت دنوں کی جفاکشی کے پھل کا مزا بغیر کسی دشواری اور تھکن کے اٹھانا شروع کیا — اس نے وہ خاص چیز حاصل کر لی تھی جس کو حاصل کرنے کی ناکام کوشش وہ اتنے دنوں سے کر رہا تھا —— وہ ہوائی جہاز میں مدغم ہو گیا تھا — اسے محسوس ہوتا تھا کہ وہ اس کے جسم کا ہی حصہ ہے — اب بے حس اور بے جان نقلی پیر اس چیز میں رکاوٹ نہ تھے — اس کے رگ و پے میں سرشاری اور مسرت کی لہریں سی دوڑنے لگیں اور اس نے کئی بار ہوائی جہاز کو زور سے کاٹا، غوطہ لگایا اور کرتب ختم کرتے ہی ہوائی جہاز کو نچاتے ہوئے زمین کی طرف گرایا — زمین سیٹی بجاتی ہوئی تیزی سے بھنور کی طرح ناچنے لگی اور ہوائی اڈہ، اسکول کی عمارت، موسمیاتی اسٹیشن کا مینار، اپنی دھاری دار اور ہوا سے پھولی ہوئی آستین کے ساتھ —— ایک مسلسل دائرے میں ناچنے لگے — اس نے ایک پراعتماد جنبش سے ہوائی جہاز کو اس گرداب سے نکالا اور ایک بار اور زور سے اوپر کو جھپٹا — اب جا کر اس وقت کے مشہور ہوائی جہاز ”لا — ۵“ نے اپنی تمام جانی اور انجانی خوبیاں اس پر کھول دیں — تجربہ کار ہاتھوں میں یہ ہوائی جہاز کیا چیز تھی! وہ اسٹیرنگ گئر کے ایک ایک اشارے پر ناچتا تھا، وہ بہت ہی مشکل اور نازک قسم کے کرتب آسانی سے کرتا تھا اور بالکل تیر کی طرح ہوا کو چیرتا ہوا فضا میں بلند ہوتا چلا جاتا تھا، پھرتیلا، چست اور تیز —

میریسئف کاک پٹ سے نکلا تو جھوم رہا تھا، جیسے نشے میں ہو — اس کے پھیلے ہوئے ہونٹوں پر احمقانہ مسکراہٹ بکھری ہوئی تھی — اس نے غصے میں بپھرے ہوئے استاد کو نہیں دیکھا اور نہ اس کی ڈانٹ پھٹکار سنی — اسے بکنے دو! گارد روم؟ اچھا اچھا

وہ گارڈ روم کی سزا بھگتنے کو تیار تھا — اب اس سے کیا فرق پڑ سکتا تھا؟ ایک بات صاف تھی —— وہ ہواباز تھا اور اچھا ہواباز! اس کی ٹریننگ پر جو فاضل ایندھن خرچ ہوا تھا وہ اکارت نہیں گیا — وہ اس خرچ کا بدلہ سو گنا ادا کر دیگا — ہاں بس یہ لوگ اسے محاذ پر بھیج دیں —

اس کے کوارٹر میں ایک خوشگوار اور غیر متوقع چیز اس کا انتظار کر رہی تھی — اس کے تکیے پر گووزدیف کا خط پڑا ہوا تھا — اپنی منزل تک پہنچنے سے پہلے یہ خط کہاں کہاں، کتنے دنوں اور کس کس کی جیب میں مارا مارا پھرا تھا — یہ بتانا مشکل تھا کیونکہ لفافہ مڑا تڑا، میلا کچیلا اور تیل سے داغ داغ تھا — یہ ایک صاف لفافے میں رکھا ہوا تھا جس پر انیوتا کے ہاتھہ کا پتہ لکھا ہوا تھا —

ٹینک مین نے لکھا تھا کہ ایک بہت ہی بری بات ہوئی — ایک جرمن ہوائی جہاز کے پر سے اس کے سر میں چوٹ آ گئی تھی! وہ اس وقت کور کے ہسپتال میں تھا — اسے امید تھی کہ دو تین دن میں چھٹکارا مل جائیگا — اور یہ عجیب حادثہ اس طرح ہوا: جب استالن گراد میں چھٹی جرمن فوج کا راستہ کٹ گیا تو گووزدیف کا ٹینک دستہ، بھاگتے ہوئے جرمنوں کے محاذ میں گھس گیا اور جو دراڑ پڑ گئی تھی، اس میں سے گزرتے ہوئے اسٹیپی میدانوں میں، جرمن محاذ کے عقب میں جا نکلا — اس چھاپے میں ایک بٹیلین کی کمان گووزدیف کے ہاتھہ میں تھی —

یہ ایک لاجواب چھاپہ تھا! فولادی بیڑہ جرمنوں کے عقب پر ٹوٹ پڑا، یہ مورچہ بند گاوؤں اور ریلوے جنکشنوں پر جھپٹا اور ان پر بجلی کی طرح ٹوٹا — ٹینک سڑکوں پر دوڑتے چلے گئے اور جو فوجیں ان کے راستے میں آئیں، انہیں گولیوں سے چھلنی کرتے اور کچلتے

ہوئے آگے بڑھتے رہے اور جب جرمن دستے بھاگ کھڑے ہوئے تو ٹینکوں اور موٹر سوار فوج نے گولے بارود کے خزانوں اور پلوں کو اڑا دیا، ریلوے کے سوئچوں اور انجنوں کا رخ بدلنے والے چاک کو برباد کر دیا اور اس طرح بھاگتے ہوئے جرمنوں کی ریلوں کا راستہ بند کر دیا — انہوں نے ازسرنو ٹینکوں میں ایندھن بھرا اور قبضے میں آئے ہوئے مال غنیمت سے خود کو لیس کیا اور اس سے پہلے کہ جرمنوں کے دم میں دم آئے انہوں نے پھر آگے بڑھنا شروع کر دیا — جرمنوں کو یہ معلوم کرنے کا موقع بھی نہیں مل سکا کہ اب ٹینکوں کا رخ کس طرف ہے —

''ہم اسٹیپی میدانوں میں بودیونی کی گھوڑسوار فوج کی طرح تیز تیز بڑھتے رہے، الیوشا! جرمنوں کے چھکے چھوٹ گئے! تمہیں یقین نہیں آئیگا مگر بعض مرتبہ ہم نے تین ٹینکوں اور ایک مقبوضہ بکتربند موٹر سے پورے پورے دیہاتوں اور ذخیروں پر قبضہ کیا — الیوشا، جنگ میں بھگدڑ اور گھبراہٹ بڑا کام کرتی ہے — دشمنوں میں ایک بار اچھی طرح بھگدڑ مچ جائے تو پھر وہ دو ڈویژنوں کے زبردست حملوں کے برابر ہے — صرف اس کی ضرورت ہے کہ اس کو بڑی چالاکی اور چابکدستی سے جاری رکھا جائے —— بالکل الاؤ کی طرح — ایندھن —— یعنی غیر متوقع واروں کا سلسلہ رکنے نہ پائے اور آگ بجھنے نہ پائے — ہم جرمن اسلحہ خانے میں گھسے تو ہمیں وہاں چراند بھرے ڈھیر کے سوا اور کچھ نہ دکھائی دیا — ہم ان کے درمیان سے یوں نکلتے چلے گئے جس طرح چھری پنیر کو کاٹتی چلی جائے —

''...اور یہ دلچسپ تماشا یوں ہوا: ہمارے اعلی افسر نے ہمیں بلایا اور کہا کہ اسکاؤٹنگ کرنے والے ایک ہوائی جہاز نے یہ پیغام دیا ہے کہ فلاں فلاں جگہ ایک بہت بڑا ہوائی اڈہ ہے — کوئی

تین سو ہوائی جہاز ایندھن، اور سامان جنگ — اس نے اپنی بھونسلی مونچھوں پر تاؤ دیا اور بولا 'گووزدیف، آج رات کو اس ہوائی اڈے کی طرف چل دو — بالکل دبے پاؤں جاؤ، ایک بار بھی گولی نہ چلاؤ، گویا تم جرمن ہو، اور جب تم کافی قریب پہنچ جاؤ تو ان پر ٹوٹ پڑو، اپنی تمام توپوں سے آگ برساؤ اور اس سے پہلے کہ ان کو اور چھور کا پتہ چلے سب تہس نہس کر کے رکھہ دو — اور ہاں ایک بد معاش بھی ہاتھہ سے نکلنے نہ پائے — یہ کام ہماری ٹولی اور ایک اور بٹیلین کے سپرد ہوا جو میری کمان میں دے دی گئی تھی — باقی دستہ روستوف کی طرف بڑھہ گیا —

''ہاں ہم اس ہوائی اڈے تک یوں پہنچ گئے جیسے لومڑی مرغی خانے میں گھستی ہے — تم یقین نہیں کروگے الیوشا، لیکن ہم بالکل وہاں تک پہنچ گئے جہاں ٹریفک کے جرمن سپاہی کھڑے تھے — ہم ہوائی اڈے کے پاس پہنچ گئے اور ہمیں کسی نے نہیں روکا — صبح دھند میں لپٹی ہوئی تھی اور ان کو کچھہ بھی نظر نہ آیا — وہ صرف انجن کی آواز سن سکے اور ٹینکوں کی گھڑ گھڑاہٹ — وہ سمجھے کہ ہم جرمن ہیں — اب ہم نے پر پھڑ پھڑائے اور ان پر ٹوٹ پڑے — میں کہتا ہوں الیوشا، خوب تفریح رہی! ہوائی جہاز قطاروں میں کھڑے تھے — ہم نے بکتر توڑ گولیاں برسائیں — ہر بوچھار سے کم از کم پانچ چھہ ہوائی جہاز چھلنی ہو جاتے تھے — لیکن ہم نے دیکھا کہ ہم اس طرح کام پورا نہیں کر سکینگے — کیونکہ ہوائی جہاز کے بعض کریو جو ذرا ہیاؤ والے تھے، اپنے انجنوں کو چالو کرنے لگے — اس لئے ہم نے اپنی کھڑکیاں بند کیں اور ان کی دموں سے جا ٹکرائے — یہ ٹرانسپورٹ کے ہوائی جہاز تھے،

بڑے لمبے چوڑے، بھاری بھرکم — ہم ان کے انجنوں کو نشانہ نہیں بنا سکتے تھے — اس لئے ہم نے ان کی دموں کو نشانہ بنایا — ظاہر ہے جس طرح وہ انجنوں کے بغیر نہیں اڑ سکتے تھے، اسی طرح دموں کے بغیر بھی وہ نہیں اڑ سکتے تھے — اور یہیں میں چت ہوا — میں نے کھڑکی کھولی اور یہ دیکھنا چاہا کہ کیا رنگ ہے گرد و پیش کا — اور ٹھیک اسی آن میرا ٹینک ایک ہوائی جہاز سے بھڑ گیا — اس کے پر کا ایک ٹکڑا اڑا اور میرے سر سے ٹکرایا — وہ تو خیر ہوئی کہ میرے خود نے ذرا چوٹ کی شدت کم کر دی ورنہ میرا تو ٹکٹ کٹ گیا تھا... اب سب ٹھیک ٹھاک ہے اور میں جلد ھی ھسپتال سے نکل کر اپنے ٹینک چلانے والے یاروں کے درمیان ہونگا — اصلی مصیبت یہ ہے کہ ان لوگوں نے ھسپتال میں میری داڑھی صفا چٹ کر دی — ذرا سوچو میں نے کتنی مصیبت سے یہ داڑھی اگائی تھی —— بڑی اچھی، چوڑی چکلی داڑھی تھی — آئے اور صاف کر کے چلتے بنے اور انہیں ذرا رحم نہ آیا — خیر جہنم میں جائے داڑھی! ہم بہت تیزی سے آگے بڑھ رہے ہیں لیکن پھر بھی امید ہے کہ جنگ ختم ہوتے ہوتے میں دوسری داڑھی اگا لونگا اور اپنی بد صورتی پر پردہ ڈال لونگا — ہاں لیکن تمہیں بتا دوں الیوشا، نہ جانے کیوں انیوتا میری داڑھی کے خلاف ہو گئی ہے اور ہر خط میں صلواتیں سناتی ہے — ،،

خط بہت لمبا چوڑا تھا — صاف ظاہر تھا کہ گووزدیف نے یہ خط ھسپتال کی بوریت کو دور کرنے کے لئے لکھا تھا — اس نے خط کے آخر میں یہ بھی لکھا تھا کہ استالن گراد کے قریب، جب وہ اور اس کے ساتھی بغیر ٹینکوں کے لڑ رہے تھے (ان کے

ٹینک جاتے رہے تھے اور وہ نئے ٹینکوں کا انتظار کر رہے تھے) تو مشہور مامائف کورگان کے علاقے میں اس کی ملاقات استیپان ایوانووچ سے ہوئی — بڈھے نے ایک ٹریننگ کورس پورا کر لیا تھا اور غیر کمیشن یافتہ افسر ہو گیا تھا —— ایک ٹینک توڑ رائفل کی پلٹن کا کمانڈر، سرجنٹ میجر — لیکن اس نے نشانہ بازی کی عادت نہیں چھوڑی تھی — جیسا کہ اس نے گووزدیف سے کہا تھا فرق صرف یہ تھا کہ اب وہ بڑے شکاروں کی تاک میں رہتا تھا —— اب اس کا شکار محض بے پروا فاشست نہیں تھے جو اپنی اپنی خندقوں سے دھوپ اشنان کے لئے نکلتے تھے، اب اس کا شکار مضبوط اور کائیاں درندے —— جرمن ٹینک تھے — لیکن اس شکار کو نشانہ بناتے ہوئے بھی یہ بڈھا سابق سائبیریائی نشانہ باز کی پہلی والی چابکدستی اور ہنرمندی، انتہائی صبر و تحمل اور لاجواب نشانے کا مظاہرہ کرتا ہے — جب وہ ملے تو انہوں نے مال غنیمت میں ملی ہوئی ایک گھٹیا شراب کی بوتل میں حصہ بٹایا جو دوراندیش استیپان ایوانووچ نے احتیاط سے رکھ چھوڑی تھی — شراب پیتے ہوئے اس نے اپنے تمام دوستوں کو یاد کیا — استیپان ایوانووچ نے کہا تھا کہ میریسئف کو اس کا سلام پہنچا دیا جائے اور اس نے دونوں کو جنگ کے بعد اپنے پنچائتی فارم آکر ملنے اور گلہریوں یا چھوٹی بطخوں کے شکار پر چلنے کی دعوت دی —

اس خط نے الکسئی کے دل پر پھایا رکھا اور ساتھ ہی اسے غمگین بھی کر دیا — وارڈ نمبر بیالیس والے اس کے تمام ساتھی دوبارہ بہت دنوں سے لڑ رہے تھے — اب اس وقت، گریشا گووزدیف اور بوڑھا استیپان ایوانووچ کہاں تھے؟ کس طرح ان کی زندگی بسر ہو

رہی تھی؟ جنگ کی لہر انہیں کس خطے میں بہا لے گئی تھی؟ کیا وہ زندہ تھے؟ اولیا کہاں تھی؟

پھر اسے کمیسار ورویبوف کی بات یاد آئی — اس نے کہا تھا کہ سپاہیوں کے خط بجھے ہوئے ستاروں کی روشنی کی طرح ہیں جو ہم تک پہنچتے پہنچتے ایک جگ بتا دیتی ہے — اس لئے کبھی کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ستارا بہت پہلے بجھ چکا ہوتا ہے لیکن اس کی تابناک اور دل کی کلی کھلانے والی روشنی خلا کو چیرتی ہوئی آتی ہے اور ہم تک بجھے ہوئے ستارے کی نرم تب و تاب پہنچاتی رہتی ہے —

چوتھا حصّہ

۱

۱۹۴۳ء کی گرمیوں میں ایک دن، جب فضا گرم تھی، ایک خستہ حال ٹرک اس سڑک پر بھاگا چلا جا رہا تھا جو ویران کھیتوں کے درمیان دوڑتی چلی گئی تھی، جن پر سرخی مائل گھاس پھوس اگی ہوئی تھی — ٹرک گڈھوں میں دھچکے کھاتا اور گھڑگھڑاتا محاذ کی طرف چلا جا رہا تھا — اس کے ٹوٹے پھوٹے اور گرد سے اٹے ہوئے دونوں پہلوؤں پر سفید رنگ سے لکھی ہوئی یہ عبارت دھندلی دھندلی نظر آ رہی تھی ''میدان جنگ کی ڈاک'' — ٹرک آگے بڑھ رہا تھا اور اپنے پیچھے سرمئی دھول کے بڑے بڑے بادل چھوڑے جا رہا تھا — بادل اٹھتے اور گھٹی ہوئی خاموش ہوا میں آہستہ آہستہ پھیل جاتے —

ٹرک ڈاک کے تھیلوں اور تازہ اخباروں کے پلندوں سے بھرا ہوا تھا — اس میں دو فوجی بیٹھے تھے — وہ ہوابازوں کی وردی پہنے ہوئے تھے — ان کے سروں پر اونچی ٹوپیاں تھیں جن پر نیلے فیتے لگے ہوئے تھے — وہ بھی ٹرک کے دھچکوں اور جھٹکوں کے ساتھ اچھل اور جھوم رہے تھے — دونوں میں سے چھوٹی عمر کا ہواباز، اپنے شانوں پر ٹنکے ہوئے بالکل نئے بلے سے ہوائی فوج کا سرجنٹ میجر معلوم ہوتا تھا — سنہری بالوں والے اس نوجوان کا

بدن چھریرا اور بڑا سڈول تھا۔ اس کے چہرے میں کنوارپن کی ایسی لطیف نرمی تھی کہ لگتا تھا اس کی دمکتی ہوئی جلد کے نیچے سے خون جھلک رہا ہے۔ اس کی عمر کوئی انیس برس ہوگی۔ وہ سرد و گرم دیکھے ہوئے پختہ کار سپاہی کی طرح پیش آنے کی کوشش کر رہا تھا۔ وہ دانت پیس کر تھوکتا، بھاری آواز میں گالیاں بکتا، انگلی جتنی موٹی سگریٹ بناتا اور ہر چیز سے بے پروا نظر آنے کی کوشش کرتا۔ لیکن ان سب باتوں کے باوجود یہ بات صاف تھی کہ وہ محاذ پر پہلی بار جا رہا تھا اور گھبرایا ہوا تھا۔ گرد و پیش کی ہر چیز ــــ سڑک کے کنارے منہ کے بل زمین پر پڑی ہوئی ٹوٹی پھوٹی توپ، کوئی سوویت ٹینک جس کے برج تک گھاس اگ آئی تھی، ایک جرمن ٹینک کا ٹوٹا پھوٹا ڈھانچہ جو یقیناً کسی بم کا براہ راست نشانہ بن کر ٹھنڈا ہو گیا تھا، بموں کے بنائے ہوئے گڈھے جو گھاس سے بھرے ہوئے تھے، ندی پر پڑے ہوئے پل کے پاس مائنوں کا ڈھیر جو انجنیرنگ دستے نے سڑک سے ہٹائی تھیں اور دور نظر آتے ہوئے جرمن سپاہیوں کے قبرستان میں برچ کی لکڑی کی صلیبیں ــــ غرض جنگوں کی یہ تمام نشانیاں جو یہاں لڑی گئی تھیں اور جن کو دیکھ کر ایک پرانا تجربہ کار سپاہی کوئی خاص توجہ نہ دیتا ــــ ہاں ان میں سے ہر چیز اس لڑکے میں حیرت اور تعجب کے جذبات پیدا کر رہی تھی۔ ان میں سے ہر چیز اسے خاص معنویت، اہمیت اور دلچسپی کی چیز معلوم ہو رہی تھی۔

دوسری طرف، یہ صاف نظر آ سکتا تھا کہ اس کا ساتھی، جو سینئر لفٹیننٹ تھا، واقعی پرانا سپاہی تھا اور بہت کچھ سرد گرم دیکھ چکا تھا۔ پہلی نظر میں تو وہ تیئیس چوبیس برس کا نوجوان معلوم ہوتا تھا۔ لیکن اس کے سنولائے ہوئے اور زمانے کا سرد گرم جھیلے ہوئے چہرے اور آنکھوں کے گرد اور منہ اور پیشانی

پر باریک باریک جھریوں کو دیکھ کر، اور اس کی سیاہ، سوچ میں ڈوبی ہوئی، تھکی تھکی آنکھوں میں جھانک کر دیکھنے سے اندازہ ہوتا تھا کہ اس کی عمر دس برس زیادہ ہے — ان قدرتی مناظر کا اس پر کوئی خاص اثر نہیں ہو رہا تھا — ادھر ادھر بم سے ٹوٹی پھوٹی زنگ آلود مشینوں کا ملبہ بکھرا دیکھ کر اس کو ذرا حیرت نہ ہوتی تھی — جب ٹرک ایسے دیہاتوں کے درمیان سے گزرتا جو جل کر راکھ ہوگئے تھے، تو ان کو دیکھ کر بھی اسے حیرت نہ ہوتی، اسے گرے ہوئے سوویت ہوائی جہاز کو دیکھ کر بھی تعجب نہ ہوا جو اینٹھے اور ٹوٹے ہوئے الیمونیم کا ڈھیر بن گیا تھا، ذرا دور ہٹ کر، اس کا تباہ حال انجن پڑا تھا اور بالکل پاش پاش دم، جس پر ایک سرخ ستارہ اور نمبر چمک رہے تھے — اس کو دیکھ کر نو عمر سپاہی سرخ ہو گیا، کانپ گیا —

افسر اخباروں کے پلندوں کے ڈھیر کی آرام دہ کرسی بنا کر ایک انوکھی سی، بھاری آبنوسی چھڑی کے دستے پر اپنی ٹھوڑی جمائے بیٹھا اونگھ رہا تھا — چھڑی پر سنہرے نقش و نگار ابھرے ہوئے تھے — تھوڑی تھوڑی دیر پر وہ چونک کر آنکھیں کھول دیتا جیسے اپنی غنودگی کو دور بھگا رہا ہو، وہ خوش خوش مسکرا کر چاروں طرف نظریں دوڑاتا اور گرم اور معطر ہوا میں زور زور سے سانس لیتا — سڑک سے ہٹ کر، جھومتی ہوئی لمبی لمبی سرخ گھاس کے سمندر کے اوپر اسے دو دھبے نظر آئے — غور سے دیکھنے پر وہ دو ہوائی جہاز معلوم ہوئے جو ایک دوسرے کے پیچھے آسمان میں آہستہ تیر رہے تھے — اس کی غنودگی اسی آن ہوا ہو گئی، آنکھیں چمک اٹھیں اور نتھنے پھڑکے — اس نے آنکھیں ان مبہم دھبوں پر جمائے ہوئے ڈرائیور کی کیبن کی چھت تھپتھپائی اور چلایا:

''بچو! سڑک چھوڑ دو!،،

وہ کھڑا ہوا اور تجربہ کار نگاہوں سے آس پاس کا جائزہ لیا اور اس نے ڈرائیور کو نالے کے مٹیالے گڈھے کی طرف اشارہ کیا — اس کے کنارے بھورے رنگ کے جنگلی پھول اور گھاس کے سنہرے پودوں سے ڈھکے ہوئے تھے —

کم عمر سپاہی مسکرایا، جیسے طرح دے رہا ہو — ہوائی جہاز بہت دور بالکل بے ضرر سے چکر کھا رہے تھے — ایسا لگتا تھا کہ ان کو اس اکیلے ٹرک سے ذرا دلچسپی نہیں تھی جو سنسان اور بے رنگ کھیتوں کے درمیان گرد و غبار کے بادل اٹھا رہا تھا — لیکن اس سے پہلے کہ اس کے منہ سے احتجاج کا ایک لفظ نکلے، ڈرائیور نے ٹرک کو سڑک سے ہٹایا اور ٹرک شور مچاتا اور گھڑگھڑاتا ہوا گڈھے کی طرف لپکا —

جیسے ہی ٹرک گڈھے کے پاس پہنچا، سینئر لفٹیننٹ نکلا اور گھاس پر بیٹھتے ہوئے مستعدی سے سڑک کا جائزہ لینے لگا —

''تم آخر یہ سب کیا ہنگامہ کھڑا کر رہے ہو...،، چھوٹی عمر کے سپاہی نے کہنا شروع کیا اور طنز بھری نظر سے افسر کو دیکھا لیکن اس سے پہلے کہ اس کا جملہ ختم ہو سینئر افسر منہ کے بل زمین پر گر گیا اور چلایا :

''لیٹ جاؤ!،،

ٹھیک اسی وقت دو بڑے بڑے سائے انجن کی گھنگھناہٹ کے ساتھ، ان کے سر کے اوپر سے ایک عجیب قسم کی گھڑگھڑاہٹ پیدا کرتے ہوئے گزرے — ہوا میں اس سے ایک عجیب تھرتھراہٹ پیدا ہو گئی — اس سے بھی نو عمر سپاہی کو زیادہ ڈر نہ لگا : معمولی ہوائی جہاز ہیں اور بلا شبہ اپنے — اس نے پلٹ کر دیکھا اور یکایک اسے سڑک کے کنارے ایک الٹا ہوا زنگ آلود ٹرک نظر آیا جس سے دھواں نکل رہا تھا اور شعلے بھڑک رہے تھے —

''اوہ! ارے وہ تو آگ لگانے والے بم برسا رہے ہیں،، ٹرک کے ڈرائیور نے ٹرک کو دیکھتے ہوئے مسکرا کر کہا جس کا بم سے چور چور پہلو شعلوں میں جھلس رہا تھا — ''اب وہ ٹرکوں کے پیچھے پنجے جھاڑ کر پڑ گئے ہیں —،،

''شکاری،، سینئر لفٹیننٹ نے اور زیادہ آرام سے گھاس پر دراز ہوتے ہوئے اطمینان سے جواب دیا ''ہمیں انتظار کرنا پڑیگا — وہ جلد ہی واپس آئینگے — وہ سڑک پر منڈلا رہے ہیں — لڑکے، بہتر ہوتا اگر تم اپنے ٹرک کو اور پیچھے، اس برچ کے درخت کے نیچے کر دیتے —،،

اس نے یہ بات اتنے اطمینان اور اعتماد کے ساتھ کہی جیسے جرمن ہوابازوں نے ابھی ابھی اس کو اپنا پلان بتایا ہو — ڈاک کے ساتھ ایک ڈاکیہ بھی تھی — وہ جوان لڑکی تھی — اب اس کا رنگ زرد تھا اور اس کے گرد آلود ہونٹوں پر ایک کمزور اور پریشان سی مسکراہٹ پھیلی ہوئی تھی — وہ دزدیدہ نظروں سے پرسکون آسمان کو دیکھ رہی تھی جس پر موسم گرما کی موج درموج گھٹائیں تیر رہی تھیں — سرجنٹ میجر نے دراصل اس کو سنانے کے لئے بڑی لاپروائی کے لہجے میں کہا — وہ دل ہی دل میں کچھ عجیب سی بوکھلاہٹ محسوس کر رہا تھا —

''بہتر ہو کہ ہم آگے چلیں — وقت کیوں برباد کیا جائے؟ جو آدمی پھانسی پانے کے لئے پیدا ہوا ہے وہ پانی میں ڈوب کر تو مرنے سے رہا —،،

سینئر لفٹیننٹ نے خاموشی سے گھاس کی ایک پتی چباتے ہوئے اس نوجوان کی طرف دیکھا — اس وقت اس کی بپھری ہوئی سیاہ آنکھوں میں بہت ہی ہلکی سی چمک پیدا ہوئی —

''لڑکے سنو! اس سے پہلے کہ تمہیں اس کا خمیازہ بھگتنا پڑے یہ کہاوت بھول جاؤ — ایک بات اور ہے کامریڈ سرجنٹ میجر — محاذ پر تمہیں اپنے سے بڑے افسروں کے حکم کی تعمیل کرنی چاہئے — اگر حکم ہے 'لیٹ جاؤ!'، تو تمہیں لیٹ جانا چاہئے —،،

اسے گھاس میں کھٹی رسیلی گھاس سوریل نظر آئی — اس نے اس کا ریشہ دار چھلکا ناخن سے اتارا اور اس سخت پودے کو مزا لے کر چبانے لگا — ہوائی جہاز کے انجنوں کی گھنگھناہٹ پھر سنائی دی اور وہی دونوں ہوائی جہاز بہت نیچے سڑک کے اوپر اوپر اڑتے ہوئے آئے — وہ ہلکے ہلکے ایک پر سے دوسرے پر کی طرف ڈول رہے تھے — وہ اتنا نیچے اڑ رہے تھے کہ ان کے گھرے پیلے پروں پر ''سواستیکا،، کے کالے اور سفید نشان اور قریب تر اڑنے والے جہاز کے دھڑ پر تو حکم کے اکے کا نشان بھی بالکل صاف نظر آیا — سینئر لفٹیننٹ نے بڑی سستی سے گھاس کے چند اور پودے اکھیڑے اور آہستہ آہستہ چبائے، گھڑی دیکھی اور حکم دیا:

''خطرہ ختم ہوا! آؤ چلیں! جلدی چلو! اس جگہ سے ہم جتنا دور ہو جائیں اتنا ہی اچھا ہے!،،

ڈرائیور نے ہارن بجایا اور ڈاکیہ لڑکی گڈھے سے دوڑتی ہوئی آئی — اس نے سینئر لفٹیننٹ کو جنگلی سرخ اسٹرابری کے گچھے پتوں اور ڈالیوں سمیت پیش کئے —

''لو یہ تو پکنے لگی ہیں... ہمیں تو پتہ بھی نہ چلا کہ گرمیوں کا موسم کب گزر گیا —،، سینئر لفٹیننٹ نے اسٹرابری کے گچھوں کو سونگھا اور وردی کی جیب کے کاج میں گلدستے کی طرح لٹکا لیا —

''یہ تم کیسے جانتے ہو کہ وہ واپس نہیں آئینگے اور اب آگے سفر کرنا محفوظ ہے؟،، نوجوان نے سینئر لفٹیننٹ سے پوچھا جو

پھر خاموش ہو گیا تھا اور گڈھوں میں ہچکولے کھاتے ہوئے ٹرک کے ساتھہ آهنگ سے جھوم رہا تھا —

''یہ تو صاف ہے — یہ ہوائی جہاز ہیں ''میسرز''، یعنی ''م ی — ۱۰۹''، ان میں پینتالیس منٹ سے زیادہ کا ایندھن نہیں ہوتا — ان کا ایندھن ختم ہو چکا ہے اور وہ پھر ایندھن لینے گئے ہیں —''

سینئر لفٹیننٹ نے کچھہ ایسے انداز میں اس کا جواب دیا جیسے کہہ رہا ہو لوگ اتنی معمولی سی بات کیوں نہیں سمجھہ پاتے — اب نوجوان نے زیادہ مستعد ہو کر آسمان کا جائزہ لینا شروع کیا — وہ چاہتا تھا کہ سب سے پہلے وہی ''میسرز'' کے لوٹنے کا اعلان کرے — لیکن ہوا اتنی صاف شفاف تھی، ہوا گھنی اور فراواں گھاس، گرد اور گرم زمین کی خوشبو سے اس طرح بسی ہوئی تھی، ٹڈے اتنے زور سے لہک لہک کے بول رہے تھے اور گھاس سے بھری ہوئی سنسان وادی میں چکاوک کا نغمہ اتنی شدت سے گونج رہا تھا کہ وہ جرمنوں کے اور خطرے کے بارے میں بھول گیا اور صاف اور خوشگوار آواز میں گیت گانے لگا جو ان دنوں محاذ پر بہت مقبول تھا — یہ گیت ایک سپاہی کے بارے میں تھا جو خندق میں پڑا اپنی محبوبہ کے لئے تڑپ رہا ہے —

''کیا تمھیں 'ریبی‌نا' والا گیت یاد ہے؟''، اس کے ہم راہ نے پوچھا —

نوجوان نے اثبات میں سر ہلایا اور وہ پرانا گیت چھیڑ دیا — سینئر لفٹیننٹ کے تھکے ہوئے، گرد آلود چہرے پر غم کی پرچھائیں سی چھا گئی —

''یار، تم ٹھیک نہیں گا رہے''، اس نے کہا ''یہ کوئی مزاحیہ گیت نہیں ہے — تمھیں اس میں اپنا کلیجہ نکال کے رکھہ دینا

چاھئے —،، اور اس نے بہت ھی نرم اور ھلکی مگر صاف آواز میں یہ سر چھیڑ دیا —

ایک لمحے کو ڈرائیور نے ٹرک روک دیا اور ڈاکیہ لڑکی کیبن سے نکلی — اس نے پہیے پر قدم جمایا اور اچھل کر ٹرک کے پچھلے حصے میں آ گئی جہاں دوستانہ ھاتھوں نے اسے سنبھال لیا —

''میں نے تم لوگوں کو گاتے ہوئے سنا اس لئے سوچا کہ میں بھی شامل جاؤں...،،

اور وہ تینوں مل کر ٹرک کی گھڑگھڑاھٹ اور ٹڈوں کی زوردار ٹراھٹ کے ساز پر گانے لگے —

نوجوان مزے میں آ گیا — اس نے اپنے تھیلے سے ایک باجا نکالا اور بجانے لگا — وہ ایک منٹ بجاتا اور پھر کنڈکٹر کی طرح اسے ھوا میں لہراتے ہوئے گانے میں شامل ہو جاتا — اور اس بے رنگ اور چابک کی طرح دوڑتی ہوئی ویران سڑک پر، گرد آلود، فراواں اور بےتحاشا لہراتی ہوئی گھاس اور جھاڑیوں کے درمیان اس گیت کی زوردار اور غم انگیز دھنیں گونج گئیں —— اس گیت کی دھنیں جو گرمی میں جلتے ہوئے کھیتوں کی طرح نیا بھی تھا اور پرانا بھی، خوشبودار گھاس میں ٹڈیوں کی زوردار ٹراھٹ کی طرح پر زور، صاف آکاش میں گاتے ہوئے چکاوکوں کے نغمے کی طرح طرار اور بلند و بیکراں آسمان کی طرح پرسکون اور گہرا —

وہ لوگ گانے میں اتنا محو تھے کہ جب ڈرائیور نے یکایک بریک لگایا تو وہ چونک کر اچھل پڑے اور ٹرک سے لڑھکتے لڑھکتے بچے — ٹرک سڑک کے بیچوں بیچ رک گیا — سڑک کے کنارے گڈھے میں تین ٹن کا ٹرک الٹا پڑا تھا — اس کے دھول میں اٹے ہوئے پہیے ھوا میں معلق تھے — نوجوان کا رنگ زرد پڑ گیا — لیکن اس کا ساتھی ٹرک سے کودا اور الٹے ہوئے ٹرک کی طرف لپکا — وہ ایک

عجیب بھٹکتی اور لنگڑاتی سی چال سے چل رہا تھا — ایک لمحے بعد، ڈاک ٹرک کا ڈرائیور کیبن سے ایک کوارٹرماسٹر کپتان کو کھینچ رہا تھا جو خون میں لتھڑا ہوا تھا — اس کا چہرہ شیشے سے ٹکرا کر کٹ گیا تھا اور اس پر خراشیں پڑ گئی تھیں — اس کے چہرے کا رنگ راکھ جیسا ہو رہا تھا — سینئر لفٹیننٹ نے نظریں اٹھائیں —

''یہ تو دم توڑ چکا ہے —،، اس نے ٹوپی اتاری — ''کوئی اور ہے ٹرک میں؟،،

''ہاں، ڈرائیور،، ڈاک ٹرک کے ڈرائیور نے کہا —

''تم وہاں کھڑے کیا دیکھ رہے ہو ٹکر ٹکر؟ آؤ اور ہاتھ بٹاؤ!،، سینئر لفٹیننٹ نے اداس نوجوان کو ڈانٹا — ''کیا تم نے اس سے پہلے خون نہیں دیکھا ہے؟ تم اس کی عادت ڈالو — تمہیں بہت زیادہ خون دیکھنا ہے! لو یہ ہے شکاریوں کا شکار —،،

ڈرائیور زندہ تھا — وہ آہستہ آہستہ کراہ رہا تھا — لیکن اس کی آنکھیں مندی ہوئی تھیں — کوئی زخم نظر نہ آتا تھا — لیکن معلوم ہوتا تھا کہ جب ٹرک پر بم لگا تو ٹرک گڈھے میں جا گرا اور ڈرائیور کا سینہ زور سے ہینڈل سے ٹکرایا اور وہ کیبن کی ٹوٹی پھوٹی چیزوں میں پھنس کر رہ گیا — سینئر لفٹیننٹ نے اس کو اٹھا کر ڈاک ٹرک میں ڈالنے کا حکم دیا — لفٹیننٹ کے پاس کپڑے کے ایک ٹکڑے میں لپٹا ہوا بہت اچھا سا بالکل نیا فوجی کوٹ پڑا تھا — کوٹ اس نے زخمی کے لیٹنے کے لئے بچھا دیا — وہ ٹرک کے فرش پر بیٹھ گیا اور اس نے زخمی کا سر اپنے زانو پر رکھ لیا —

''جہاں تک ہو سکے تیز چلاؤ!،، اس نے حکم دیا —

زخمی کے سر کو بڑی نرمی سے سہارا دیتے ہوئے وہ اپنے کسی بہت دور کے خیال پر مسکرایا —

ٹرک ایک چھوٹے سے گاؤں کی سڑک پر دوڑ رہا تھا —

شام کا جھٹپٹا پھیل چکا تھا — تجربہ کار نگاھیں فوراً تاڑ سکتی تھیں کہ یہ گاؤں کسی چھوٹے سے ھوائی دستے کا کمانڈ پوسٹ تھا — سامنے کے باغوں میں چیری اور سیب کے سوکھے درختوں کی گرد میں اٹی ھوئی شاخوں سے بندھے ھوئے تار ھوا میں معلق تھے — یہ تار کنویں کے کھمبوں اور احاطوں کے جنگلوں کے ستونوں سے بھی بندھے ھوئے تھے — مکانوں کے پاس، کھپریل کے سائبانوں میں، جہاں کسان عام طور پر اپنی گاڑیاں اور کھیتی باڑی کا سامان رکھتے ھیں، خستہ حال ''امکا،، موٹریں اور جیپ گاڑیاں کھڑی نظر آ رھی تھیں — یہاں وھاں، چھوٹی چھوٹی کٹیاؤں کی کھڑکیوں کے دھندلے دھندلے شیشوں سے نیلے فیتوں والی اونچی ٹوپیاں اوڑھے ھوئے سپاھی نظر آ رھے تھے اور ٹائپ رائٹروں کی کھٹ کھٹ سنائی دے رھی تھی — اور ایک مکان سے، جہاں تمام تاروں کا جال جا کر اکٹھا ھو گیا تھا، ٹیلی گراف کے آلے کی پر آھنگ آواز آ رھی تھی —

یہ گاؤں شاھراہ اور چھوٹی چھوٹی سڑکوں سے پرے واقع تھا — ایسا معلوم ھوتا تھا کہ ویران اور گھاس سے ڈھکی ھوئی اس وادی میں یہ گاؤں ایک نشانی کے طور پر باقی رہ گیا تھا کہ آؤ اور دیکھو کہ ھٹلر کے حملے سے پہلے اس خطے میں لوگوں کی زندگی کتنی اچھی، کیسی خوشگوار تھی — پیلی پیلی پانی والی گھاس سے ڈھکے ھوئے تالاب میں بھی پانی بھرا ھوا تھا — یہ حصہ بید مجنوں کے درختوں سے گھرا ھوا تھا اور بڑا ٹھنڈا اور روشن تھا — سرخ سرخ چونچ والے برف جیسے سفید ھنسوں کا جوڑا گھاس پات کو چیرتا اور اپنے پروں کو چونچ سے سنوارتا اور پانی کے چھینٹے اڑاتے ھوئے تیر رھا تھا —

زخمی آدمی کو ایک کٹیا میں پہنچایا گیا جس پر ریڈ کراس کا جھنڈا لہرا رھا تھا — پھر ٹرک گاؤں کے اندر گیا اور ایک صاف

ستھری عمارت کے سامنے رکا — یہ گاؤں کے اسکول کی عمارت تھی — ٹوٹی ہوئی کھڑکی میں گھسے ہوئے ان گنت تاروں اور برساتی میں مشین گن سے مسلح ایک سنتری کے کھڑے ہونے سے یہ صاف ظاہر تھا کہ یہ اسٹاف ہیڈ کوارٹر تھا —

''میں ونگ کمانڈر سے ملنا چاہتا ہوں،، سینئر لفٹیننٹ نے اردلی سے کہا جو کھڑکی پر بیٹھا ایک رسالے کا معمہ حل کرنے کی کوشش کر رہا تھا —

نوجوان، سینئر لفٹیننٹ کے پیچھے پیچھے چل رہا تھا — اس نے دیکھا کہ اس کے سینئر ساتھی نے عمارت میں داخل ہوتے ہی میکانکی انداز سے اپنی وردی کے سامنے کا حصہ برابر کیا، پیٹی کے اندر انگوٹھے ڈال کر اس کی شکنیں دور کیں اور کالر کے بٹن لگائے — اس نے بھی فوراً اس کی نقل کی — یہ کم سخن ساتھی اس نوجوان کے من کو بھا گیا تھا اور اب ہر چیز میں وہ اس کی نقل کرنے کی کوشش کرتا تھا —

''کرنل مصروف ہیں،، اردلی نے جواب دیا —

''ان سے کہو کہ میرے پاس ہوائی فوج کے اسٹاف ہیڈ کوارٹر کے شعبۂ عملہ کا ایک فوری خط ہے —،،

''تم کو انتظار کرنا پڑیگا — وہ ہوائی اسکاؤٹوں کے گروہ سے بات چیت کر رہے ہیں — انہوں نے کہا ہے کہ کوئی دخل درمعقولات نہ کرے — جاؤ اور تھوڑی دیر باغ میں بیٹھ کر وقت کاٹو —،،

اردلی پھر معمہ حل کرنے کی مہم میں کھو گیا — یہ نووارد باہر گئے اور پھولوں کی ایک کیاری کے پاس بنچ پر بیٹھ گئے — کیاری اینٹوں سے گھری ہوئی تھی — لیکن اب بے توجہی کی وجہ سے لمبی لمبی گھاس سے ڈھک گئی تھی — جنگ سے پہلے، موسم گرما کی سہ پہر کے وقت اسکول کی بوڑھی استانی دن بھر کام کاج کرنے

کے بعد یہاں آتی ہوگی اور آرام کرتی ہوگی — کھلی ہوئی کھڑکیوں سے دو آوازیں صاف صاف سنائی دے رہی تھیں — ایک آواز بھاری اور بڑی جوشیلی تھی اور کوئی رپورٹ دے رہا تھا:

''اس سڑک پر، جو بولشوئے گوروخووہ اور کریستووزدویژینسکی کے گرجا گھر کی طرف جاتی ہے، کافی ہماھمی اور دوڑ دھوپ نظر آتی ہے — ٹرکوں کے کارواں سب ایک ہی سمت میں جا رہے ہیں —— محاذ کی طرف — یہاں، ٹھیک گرجا گھر کے احاطے کے قریب، گڈھے میں، ٹرک ہیں یا ٹینک ... میرا خیال ہے کہ کسی بڑے دستے کو وہاں جمایا جا رہا ہے...،،

''تمھیں یہ خیال کیوں ہے؟،، ایک اونچی آواز نے بات کاٹی—

''ہمیں گولیوں کی باڑ کا مقابلہ کرنا پڑا — ہم مشکل سے جان بچا سکے — کل تک یہاں کچھہ نہ تھا — صرف میدان میں چند کھلے ہوئے باورچی خانے نظر آتے تھے — میں ٹھیک ان کے اوپر اوپر اڑا اور مزاج پرسی کے طور پر ہم نے ان کی تھوڑی سی خاطر تواضع کر دی — لیکن آج! ان کی گولہ باری خوفناک تھی!.. ظاہر ہے کہ وہ محاذ کی طرف بڑھہ رہے ہیں —،،

''خانہ 'ز' کے بارے میں کیا خیال ہے؟،،

''وہاں بھی کافی دوڑ بھاگ ہو رہی ہے — لیکن اتنی زیادہ نہیں — یہاں جنگل کے قریب ٹینک کا ایک بڑا کارواں رواں دواں ہے — کوئی ایک سو ٹینک ہونگے — ٹینک دستوں میں بٹے ہوئے کوئی پانچ کلومیٹر تک پھیلے ہوئے ہیں — ڈھکے چھپے نہیں بلکہ دن دھاڑے آگے بڑھہ رہے ہیں — شاید یہ محض دکھاوے کا پینترا ہے... یہاں، یہاں اور یہاں، محاذ کے قریب توپوں والی فوج ہے اور گولے بارود کے ذخیرے بھی — یہ لکڑیوں کے ڈھیر سے چھپے

ہوئے ہیں — کل تک یہ چیزیں یہاں نہیں تھیں ... بڑے بڑے ذخیرے —،،

''بس؟،،

''جی ہاں بس، کامریڈ کرنل — کیا میں رپورٹ لکھ کر دوں؟،،

''رپورٹ؟ نہیں، رپورٹ کا وقت نہیں! فوراً فوجی ہیڈکوارٹر جاؤ! سمجھتے ہو اس کا مطلب کیا ہے؟ اے اردلی، میری کار! کپتان کو ہوائی فوج کے ہیڈکوارٹر بھیجو!،،

کرنل کا دفتر ایک کشادہ کلاس روم میں تھا — لکڑی کے کندوں کی ننگی دیواروں والے اس کمرے میں واحد فرنیچر ایک میز تھی جس پر میدان جنگ کے ٹیلیفونوں کے چرمی والے بکس پڑے تھے — ایک بڑا سا ہوائی نقشے کا بکس نقشے سمیت رکھا تھا اور پاس ہی ایک سرخ پنسل پڑی تھی — کرنل چھوٹے قد اور گٹھے ہوئے جسم کا زندہ دل آدمی تھا — وہ ہاتھ پیچھے باندھے ہوئے ٹہل رہا تھا — وہ سوچ میں ڈوبا ہوا ہوابازوں کے پاس سے دوبار گزر گیا جو ''اٹنشن،، کے پوز میں کھڑے تھے — یکایک وہ ان کے سامنے رکا اور کچھ سوالیہ نگاہوں سے انہیں دیکھنے لگا —

''سینئر لفٹیننٹ الکسئی میریسئف حاضر ہے،، سانولے افسر نے بوٹوں کی ایڑیوں کو بجاتے ہوئے اور سلامی داغتے ہوئے کہا —

''سرجنٹ میجر الیکساندر پتروف،، نوجوان نے کہا اور اپنے فوجی بوٹوں کی ایڑیوں کو اور بھی زور سے بجایا اور زیادہ آن بان سے سلامی داغنے کی کوشش کی —

''ونگ کمانڈر، کرنل ایوانوف ،، جواب میں چیف چنگھاڑا — ''خط؟،،

میریسئف نے بڑے نپے تلے انداز سے اپنے نقشے کے بکس سے خط نکالا اور کرنل کو دیا — اس نے جلدی جلدی پیغام

پڑھا اور کچھ ٹوہ لگاتی ہوئی نگاہوں سے نوواردوں کو دیکھا اور بولا :

''خوب ! تم بڑے وقت پر آئے — لیکن انھوں نے اتنے کم آدمی کیوں بھیجے؟،، اچانک اسے کچھ یاد آگیا اور اس کے چہرے پر حیرت کی کیفیت چھا گئی ''ایک منٹ رکنا!،، اس کے منہ سے نکلا — ''کیا تم میریسئف ہو؟ ہوائی فوج کے چیف آف اسٹاف نے مجھے تمہارے بارے میں ٹیلیفون کیا تھا اور مجھے خبردار کیا کہ تم...،،

''یہ کوئی اہم بات نہیں، کامریڈ کرنل،، الکسئی نے بات کاٹتے ہوئے کہا — اس کا لہجہ ذرا روکھا سا تھا — ''مجھے اپنے فرائض بجالانے کی اجازت دیجئے —،،

کرنل نے سینئر لفٹیننٹ کو تجسس بھری نظروں سے دیکھا اور سر ہلاتے ہوئے مسکرا کر منظوری دے دی —

''ٹھیک! اردلی، ان لوگوں کو چیف آف اسٹاف کے پاس لے جاؤ اور میری طرف سے حکم دے دو کہ ان کے کھانے پینے اور سونے وغیرہ کا انتظام کر دیا جائے — کہہ دو کہ ان کو گارڈ کپتان چیسلوف کے اسکواڈرن میں شامل کر لیا جائے —،،

پتروف کا خیال تھا کہ ونگ کمانڈر ضرورت سے زیادہ ہنگامہ پسند معلوم ہوتا ہے— میریسئف کو وہ پسند آیا — ایسے لوگ جو تیزی سے کام کریں جو پل بھر میں معاملے کو بھانپ لیں، صفائی سے سوچ سکیں اور قطعی فیصلے کر سکیں، ایسے آدمی تو خاص طور پر اس کے دل کو بھاتے تھے — باغ میں بیٹھے بیٹھے اس نے ہوائی اسکاؤٹ کی جو رپورٹ سنی تھی وہ اس کے دماغ پر چھا کر رہ گئی تھی — بہت سی ایسی علامتوں سے جن کو سپاہی سمجھ سکتا ہے —— فوجی ہیڈکوارٹر سے روانہ ہونے کے بعد انہیں سڑکوں پر ہجوم نظر آیا ، رات کے وقت سڑک پر سنتری بڑی سختی

سے بلیک آؤٹ پر اصرار کرتے تھے اور نافرمانی کی صورت میں ٹائیر میں گولی مار دینے کی دھمکی دیتے تھے، سڑکوں سے پرے برچ کے جنگلوں میں ٹینک، ٹرک اور توپیں جمع تھیں ، سپاہیوں کے ہجوم اور شور اور ہنگامے اور ویران سڑک پر بھی اس دن جرمن ''شکاریوں،، نے ان پر حملہ کیا تھا —— ہاں ان سب علامتوں سے میریسئف نے بھانپ لیا کہ طوفان سے پہلے کا سناٹا ختم ہونے والا ہے — جرمن کہیں اس علاقے میں اب تازہ حملہ کرنے والے تھے، یہ حملہ بہت جلد ہوگا — سوویت فوجی کمان کو یہ معلوم تھا اور وہ اینٹ کا جواب پتھر سے دینے کے لئے مستعد تھی —

۲

بے چین سینئر لفٹیننٹ بھلا پتروف کو کھانے پر تیسرے کورس کا انتظار کرنے کی فرصت کیوں کر دیتا — اس نے پتروف کو اٹھا دیا اور اسے ساتھ لے کر ایندھن کے ایک ٹرک میں بیٹھ گیا جو ہوائی اڈے کی طرف جا رہا تھا — ہوائی اڈہ گاؤں سے باہر ایک چراگاہ میں تھا — یہاں ان نوواردوں نے اسکواڈرن کمانڈر گارڈ کپتان چیسلوف سے اپنا تعارف کرایا — وہ چڑھی ہوئی تیوریوں والا کم سخن آدمی تھا — لیکن ان سب باتوں کے باوجود وہ بڑا نیک مزاج آدمی معلوم ہوتا تھا — اس نے زیادہ رسمی باتیں نہیں کیں بلکہ ان کو سیدھے گھاس سے ڈھکے ہوئے مٹی کے شیڈ میں لے گیا جہاں دو بالکل نئے چمکتے ہوئے نیلے رنگ کے ''لا — ۵،، ہوائی جہاز کھڑے تھے اور ان پر گیارہ اور بارہ نمبر پڑے ہوئے تھے — یہ وہ ہوائی جہاز تھے جو ان نوجوانوں کو اڑانے کو ملے تھے — انہوں نے سہ پہر کا باقی وقت برچ کے مہکتے ہوئے جنگل میں کاٹا جہاں ہوائی جہازوں کی

گھنگھناھٹ بھی چڑیوں کے نغموں کو دبانے میں ناکام تھی — وہ ہوائی جہازوں کا معائنہ کرتے رہے، نئے مستریوں سے باتیں کرتے رہے اور دستے کی زندگی سے واقفیت حاصل کرتے رہے —

وہ اپنی دھن میں کچھہ ایسا کھو گئے کہ جب آخری ٹرک سے گاؤں لوٹے تو شام کا دھندلکا چھا چکا تھا — انہیں رات کے کھانے سے ھاتھہ دھونا پڑا — لیکن اِس سے انہیں پریشانی نہیں ہوئی — ان کے سامان کے تھیلوں میں کھانے کی خشک چیزیں تھیں جو ان کو سفر کے لئے دی گئی تھیں — سونے کی جگہ کا معاملہ البتہ زیادہ گمبھیر تھا — جنگلی گھاس پات سے بھرے ہوئے اس سنسان ویرانے میں یہ چھوٹا سا ''نخلستان،، ھوابازوں اور ہوائی دستوں کے عملوں سے ضرورت سے زیادہ کھچا کھچ بھرا ہوا تھا — کھچا کھچ بھرے ہوئے ایک مکان کے بعد دوسرے مکان کے چکر لگانے کے بعد اور وہاں کے مکینوں سے چخ چخ کرنے کے بعد جو ان کے لئے جگہ دینے کو تیار نہ تھے، کوارٹرماسٹر نے اس افسوسناک حقیقت پر فلسفیانہ خیال آرائی کی — آخر مکان ربر کے بنے ہوئے تو تھے نہیں اور انہیں کھینچ کر پھیلایا تو نہیں جا سکتا تھا — اس نے ان لوگوں کو پھر اگلے ھی مکان میں ٹھونس دیا اور کہا:

''رات تو یہیں بسر کر لو — صبح ہم تمہارا کوئی اور انتظام کر دینگے — ،،

اس جھونپڑے میں پہلے ھی نو آدمی برا جمان تھے اور وہ سب کے سب دراز ھو چکے تھے — مٹی کے تیل کا چراغ، جو شل کے خول سے بنایا گیا تھا (جنگ کے شروع میں اس کو ''کاتیوشا،، کہتے تھے اور استالن گراد کے بعد اس کا نام ''استالن گرادکا ،، پڑ گیا تھا) مدھم مدھم روشنی سے نیند میں محو پیکروں کو اجاگر کر رھا تھا — بعض لوگ چارپائیوں اور تختوں پر سوئے ہوئے تھے اور بعض زمین پر پیال بچھا کر

اور اس پر اپنے کیپ ڈال کر سو گئے تھے — ان نو کے علاوہ اس جھونپڑے میں اس کے مالک بھی تھے — ایک بڑھیا اور اس کی جوان بیٹی — وہ جگہ کی کمی کی وجہ سے بڑے روسی چولھے کے اوپر والے حصے پر دراز تھیں —

نووارد چوکھٹ پر ہی رک گئے اور سوچ میں پڑ گئے کہ ان سوئے ہوئے لوگوں پر سے کس طرح چھلانگ لگائیں — چولھے پر سے بڑھیا گرجی:

''یہاں جگہ نہیں، یہاں جگہ نہیں! سوجھتا نہیں تمہیں کہ یہاں پہلے ہی ضرورت سے زیادہ بھیڑ ہے؟ ہم تمہیں کہاں چپکائیں، چھت پر؟''

پتروف کچھ ایسا بوکھلایا کہ اس کے قدم اکھڑنے لگے — لیکن میریسئف احتیاط سے قدم اٹھاتے ہوئے میز کی طرف بڑھا —

''نانی، ہمیں بس ایک کونا چاہئے جہاں ہم اپنا کھانا کھا سکیں — دن بھر کچھ نہیں کھایا''، اس نے کہا ''تم ہمیں ایک پلیٹ اور دو پیالیاں دے سکتی ہو؟ ہم یہاں سوکر تمہیں تنگ نہیں کرینگے — آج رات خاصی گرم ہے ہم باہر باغ میں سو سکتے ہیں — ''

چولھے کی چھت پر سے، چڑچڑاتی ہوئی بڑھیا کے پیچھے سے، دو ننگے پاؤں نمودار ہوئے — ایک نازک پیکر خاموشی سے چولھے پر سے پھسلا اور سونے والوں کے درمیان بڑی مہارت سے سنبھلتے ہوئے گلیارے کے دروازے میں غائب ہو گیا — جلد ہی لڑکی چند پلیٹیں لے کر آ گئی — دو رنگین پیالیاں اس کی لمبی انگلیوں میں پھنسی ہوئی تھیں — شروع میں تو پتروف نے سوچا کہ یہ کوئی بچی ہے — لیکن جب وہ میز کے پاس آئی اور جب مدھم زرد روشنی نے اس کے چہرے کو اندھیرے سے اجاگر کیا تو اس نے دیکھا کہ وہ تو جوان لڑکی

تھی — بڑی حسین لڑکی! ہاں اس کے بھورے بلاؤز، ٹاٹ کے لہنگے اور بوڑھی عورتوں کی طرح سینے اور پشت پر بندھی ہوئی چیتھڑے چیتھڑے شال نے اس کے حسن کو پھیکا کر دیا تھا —

''مارینا! مارینا! یہاں آ چڑیل!،، چولھے پر سے بڑھیا غرائی — لیکن لڑکی نے سنی ان سنی کر دی — اس نے پھرتی سے میز پر صاف اخبار پھیلایا، پلیٹیں، پیالیاں، کانٹے رکھے اور باربار کنکھیوں سے پتروف کو دیکھتی رہی —

''لو، اب کھانا کھاؤ — امید ہے تمہیں کھانے میں لطف آئیگا،، اس نے کہا ''کچھ کاٹنے یا گرم کرنے کی ضرورت تو نہیں؟ لاؤ میں ایک سکنڈ میں کر دوں — ہاں کوارٹرماسٹر نے کہا ہے کہ ہم باہر آگ نہ جلائیں —،،

''مارینا یہاں آ!،، بڑھیا نے آواز دی —

''اس کی پروا نہ کرو — وہ کچھ ڈر گئی ہے — جرمنوں کا ہول بیٹھ گیا ہے اس کے دل میں،، لڑکی نے کہا ''رات کو سپاہی نظر آ جائیں تو میرے کارن پریشان ہو جاتی ہے — اس پر خفا نہ ہونا — صرف رات کو اس کا یہ حال ہوتا ہے — دن کے وقت وہ بالکل ٹھیک رہتی ہے —،،

میریسئف کو اپنے تھیلے میں کچھ ساسیج، گوشت کا ایک ٹین، دو سوکھی ہوئی ہیرنگ مچھلیاں جن پر نمک چمک رہا تھا، اور ایک فوجی روٹی ملی — پتروف کچھ کم خوش نصیب ثابت ہوا — اس کے پاس صرف گوشت اور رسک تھے — مارینا نے یہ سب کچھ اپنے چھوٹے چھوٹے مضبوط ہاتھوں سے کاٹا اور کچھ اس طرح پلیٹوں پر پھیلا کر رکھا کہ دیکھتے ہی منہ میں پانی بھرآئے — اس کی گھنی پلکوں میں چھپی ہوئی آنکھیں باربار پتروف کے چہرے کا جائزہ لینے لگیں — پتروف بھی اسے دزدیدہ نظروں سے دیکھ لیتا — جب

دونوں کی آنکھیں ملتیں تو دونوں سرخ ہو جاتے، ان کی تیوریاں چڑھ جاتیں اور وہ منہ پھیر لیتے — وہ صرف میریسئف کے ذریعہ بات چیت کرتے اور ایک دوسرے سے براہ راست بالکل مخاطب نہ ہوتے — ان کو دیکھنے میں الکسئی کو بڑا مزا آیا — اسے مزا بھی آیا اور اس کا دل غمگین بھی ہو گیا — دونوں اتنے شاداب اور جوان تھے — ان کے مقابلے میں اس نے خود کو بوڑھا اور تھکا ہوا محسوس کیا جس کی زندگی کا بڑا حصہ پیچھے رہ گیا تھا —

''مارینا، تمہارے پاس کچھ کھیرے تو نہیں ہونگے، ایں؟،، اس نے پوچھا —

''ہیں تو سہی،، لڑکی نے شرارت بھری مسکراہٹ کے ساتھ جواب دیا —

''اور شاید تمہارے پاس ایک دو ابلے ہوئے آلو بھی نکل آئیں؟،،

''ہاں — اگر تم ڈھنگ سے مانگو —،،

وہ پھر سونے والوں کے اوپر سے سبک اور بے آواز چھلانگ لگاتی ہوئی کمرے سے چلی گئی، جیسے کوئی پروانہ ہو —

''کامریڈ سینئر لفٹیننٹ!،، پتروف نے احتجاج کیا ''آخر تم ایک نئی انجانی لڑکی سے اتنے بے تکلف کیسے ہو جاتے ہو؟ اس سے کھیرے مانگنا اور...،،

میریسئف بے ساختہ قہقہہ لگا کر ہنس پڑا —

''سنو دوست، کیا خیال ہے تمہارا، آخر تم ہو کہاں؟ ہم محاذ پر ہیں، ہیں نا؟.. اے نانی، بڑبڑانا بند کرو! آؤ نیچے اور ہمارے ساتھ کھانا کھاؤ!،،

آپ ہی آپ بھنبھناتی اور بڑبڑاتی ہوئی بڑھیا چولھے سے اتری، میز تک آئی اور فوراً ساسیج پر ٹوٹ پڑی — معلوم ہوا کہ جنگ سے پہلے اسے ساسیج بہت مرغوب تھے —

چاروں ایک ساتھ میز پر جم گئے اور دوسرے مکینوں کے خراٹوں اور نیند بھری بڑبڑاہٹ کے ساز پر بڑے مزے لے لے کر کھانا کھانے لگے — الکسئی پورے وقت بک بک کرتا رہا، کبھی بڑھیا کو چھیڑتا اور کبھی مارینا کو ہنساتا — آخرکار خود کو فوجی زندگی کی فضا میں محسوس کرکے اس نے اس چیز کا پورا مزا اٹھانا شروع کیا — اسے محسوس ہوا جیسے مدتوں پردیس میں آوارہ پھرنے کے بعد، اپنے گھر واپس آ گیا ہو —

کھانا ختم کرتے کرتے دوستوں کو معلوم ہوا کہ یہ گاؤں یوں بچ گیا کہ یہ جرمن فوج کا ہیڈکوارٹر تھا — جب سوویت فوج نے پیش قدمی شروع کی تو جرمن اس طرح سر پر پاؤں رکھ کر بھاگے کہ انہیں گاؤں کو ملیامیٹ کرنے کا موقع نہیں ملا — فاشستوں نے بڑھیا کی آنکھوں کے سامنے اس کی سب سے بڑی لڑکی کی عصمت لوٹ لی تو وہ پاگل ہو گئی — لڑکی بعد میں تالاب میں ڈوب مری — پورے آٹھ مہینے جب جرمن ضلع میں رہے مارینا مکان کے پیچھے خالی کھلیان میں چھپی رہی جس کا دروازہ پیال اور کباڑ سے چھپا دیا گیا تھا — اس پورے زمانے میں اسے سورج کی جھلک بھی دکھائی نہ دی — رات کے وقت اس کی ماں دھواں نکلنے کی چمنی سے اسے کھانا اور پانی پہنچا دیتی — الکسئی جتنا زیادہ لڑکی سے گپ کرتا رہا، اتنا ہی زیادہ وہ پتروف کو دیکھتی رہی اور اس کی چنچل اور شرمیلی آنکھوں سے ایک طرح کی چھپی ہوئی سراہنا جھلک رہی تھی —

انہوں نے گپ کرتے اور ہنستے ہوئے کھانا ختم کیا — مارینا نے کفائیت شعاری سے کام لیتے ہوئے بچا ہوا کھانا میریسئف کے تھیلے میں واپس رکھ دیا اور کہا کہ آڑے وقت میں ہر چیز سپاہی کے کام آتی ہے — اس کے بعد اس نے اپنی ماں کے کان میں کچھ کہا، پھر وہ مڑی اور پوری قطعیت سے بولی :

''سنو! جب کوارٹرماسٹر تمہیں یہاں چھوڑ گیا ہے تو پھر یہیں رک جاؤ رات کی رات! تم چولھے پر سو رہو میں اور ماں نیچے تہہ‌خانے میں سو جائیں گے — سفر کے بعد تمہیں آرام کی ضرورت ہے! کل ہم تمہارے لئے جگہ تلاش کر لینگے —،،

پھر وہ سبک قدموں سے سونے والوں کے اوپر سے پھلانگتی ہوئی باہر نکل گئی اور پیال کے ایک گانٹھ کے ساتھ واپس آئی — اس نے پیال کو چولھے کی چھت پر پھیلایا اور کچھ کپڑا لپیٹ کر تکیہ سا بنا دیا — اس نے یہ سب کچھ بڑی تیزی اور چابکدستی سے اور شور پیدا کئے بغیر کیا — اس کے انداز میں بلی کی سی پھرتی اور چستی تھی —

''کیوں یار، اچھی لڑکی ہے نا؟،، میریسئف نے اپنی رائے کا اظہار کیا اور فرحت کے احساس کے ساتھ پیال پر لیٹ گیا اور ہاتھ پاؤں اتنے زور سے پھیلائے کہ جوڑ جوڑ چٹخنے لگے —

''بری نہیں ہے،، پتروف نے بناوٹی بےنیازی سے کام لیتے ہوئے کہا —

''تم نے دیکھا تمہیں کس طرح گھور رہی تھی!..،،

''نہیں میں نے نہیں دیکھا! وہ تو تم سے پورے وقت بات کرتی رہی!،،

منٹ بھر بعد اس کی سانس کی پر آہنگ آواز سنائی دی — لیکن میریسئف نہ سو سکا — ٹھنڈی اور مہکتی ہوئی پیال پر لیٹے لیٹے اس نے دیکھا کہ مارینا کمرے میں داخل ہوئی اور کچھ ڈھونڈنے لگی — باربار اس کی نظر چولھے کی طرف اٹھ جاتی — اس نے میز پر رکھے ہوئے چراغ کی بتی کاٹی، کئی دفعہ چوری چوری چولھے کی طرف دیکھا اور سوتے ہوئے لوگوں کے درمیان ہولے ہولے قدم اٹھاتی ہوئی دروازے سے نکل گئی — نہ جانے کیوں چیتھڑوں میں چھپی

ہوئی اس سندر اور کومل لڑکی کو دیکھ کر، الکسئی کی روح میں اداس اداس سے سکون کا احساس تیر گیا — سونے کی جگہ کا مسئلہ حل ہو گیا تھا — اگلی صبح اسے پہلی جنگی اڑان پر جانا تھا — اس کا ساتھی پتروف تھا — لیکن لیڈر میریسئف تھا — کیا انجام ہوگا؟ وہ اچھا لڑکا معلوم ہوتا تھا — پہلی ھی نظر میں مارینا اس کے عشق میں گرفتار ہو گئی تھی — خیر، بہتر ہو کہ وہ تھوڑی دیر سو لے!

اس نے کروٹ لی، پیال میں سرسراہٹ ہوئی اور وہ بے خبر سو گیا —

جب وہ اٹھا تو اسے محسوس ہوا کہ کوئی بڑا بھیانک حادثہ ہو گیا ھے — ایک دم اس کی سمجھ میں نہیں آیا کہ وہ بات کیا تھی، لیکن ایک سپاھی کے فطری جذبے کے تحت وہ اچھل پڑا — اس نے پستول جھپٹ لیا — اس کی سمجھ میں نہ آیا کہ وہ ھے کہاں — تلخ دھویں کا بادل، جس سے لہسن کی بو آ رھی تھی، ھر چیز کو اپنی آغوش میں لئے ہوئے تھا — اور جب دھویں کا بادل چھٹ گیا تو اسے اپنے سر کے اوپر عجیب اور بڑے بڑے ستارے چمکتے نظر آئے — دن کی سی روشنی پھیلی ہوئی تھی — اس نے دیکھا جھونپڑے کی دیواروں کے کندے ماچس کی تیلیوں کی طرح بکھرے ہوئے تھے، اکھڑی ہوئی چھت، شہتیر اور تھوڑی دور پر کوئی چیز جل رھی تھی — اس کے کانوں میں کراھنے کی آواز آئی — اسے ہوائی جہازوں اور گرتے ہوئے بموں کی خوفناک دھمک سنائی دی —

''لیٹ جاؤ!،، اس نے پتروف سے چیخ کر کہا جو ملبوں کے ڈھیر میں چولھے کی چھت پر بیٹھا اپنے چاروں طرف وحشت سے دیکھ رھا تھا —

وہ اینٹوں پر لیٹ گئے اور اپنے دھڑ کو ان پر زور سے دبانے لگے — اسی آن بم کا ایک بڑا سا ٹکڑا چمنی سے ٹکرایا اور ان پر لال گرد اور سوکھی ہوئی مٹی کی بارش ہونے لگی —

''هلو مت! خاموش پڑے رهو!،، میریسئف نے حکم دیا اور اٹھه کر بھاگنے کی خواهش کو بھی دبا دیا، یه خواهش رات کو بمباری کے وقت هر شخص کے دل میں پیدا هوتی هے — جس طرف منه اٹھے بھاگتے چلے جاؤ، جب تک دم میں دم هو بھاگتے رهو —

بمبار دکھائی نه دیتے تھے — وه پیراشوٹ سے بندھے هوئے راکٹوں کی روشنی کے اوپر منڈلا رهے تھے — لیکن اس جھلملاتی اور بھڑکتی هوئی روشنی میں بھی گرتے هوئے بم صاف دکھائی دے رهے تھے — بم روشنی کے حلقے میں گرتے اور نیچے آتے آتے بڑے سے بڑے هوتے چلے جاتے، زمین سے ٹکراتے، دھماکا هوتا، سرخ شعلے گرمیوں کے اندھیرے میں بھڑک اٹھتے — ایسا لگتا که دھرتی پھٹ کر ٹکڑے ٹکڑے هوئی جا رهی هے اور گرج رهی هے —

هواباز چولھے سے چمٹ گئے جو هر دھما کے کے ساتھه هلنے اور تھرتھرانے لگتا تھا — وه دھڑ، گال اور ٹانگیں چولھے کی چھت پر دبائے هوئے تھے — ایسا معلوم هوتا تھا که وه چپک کر اینٹوں میں جذب هو جانے کی کوشش کر رهے هیں — پھر انجنوں کی گھنگھناهٹ دور کہیں غائب هو گئی اور فوراً هی سڑک کے اس پار سے جلتے هوئے ملبوں کی چٹخ اور سائیں سائیں کی آواز سنائی دی —

''هاں، انهوں نے همیں جھنجھوڑ دیا، هم تازه دم هو گئے،، میریسئف نے پرسکون ہنستے هوئے کہا اور اپنے کپڑوں سے پیال اور گرد جھاڑنے لگا —

''لیکن ان لوگوں کا کیا هوا جو یهاں سوئے هوئے تھے؟،، پتروف نے تردد ،،کے ساتھه پوچھا — اس نے اپنے جبڑوں کی تھرتھراهٹ اور

ہچکی کو روکنے کی کوشش کرتے ہوئے پوری وحشت سے کہا ''اور مارینا؟،،

وہ چولھے سے اتر گئے — میریسئف کے پاس ایک ٹارچ تھی — اس نے فرش پر بکھرے ہوئے تختوں اور کندوں کے نیچے تلاش کیا — وہاں کوئی بھی نہ تھا — بعد میں ان کو معلوم ہوا کہ ہوابازوں نے وارننگ سن لی تھی اور وہ بھاگ کر خندقوں میں چھپ گئے تھے — پتروف اور میریسئف نے تمام ملبوں میں ڈھونڈ ڈالا مگر مارینا اور اس کی ماں کا کوئی سراغ نہ ملا — انہوں نے پکارا لیکن کوئی جواب نہ آیا — آخر ان کا حشر کیا ہوا؟ کیا وہ اس بمباری میں بچ نہ سکیں؟

گشتی ٹولیاں سڑک پر نکل چکی تھیں — اور امن بحال کرنے کی کوشش کر رہی تھیں — انجنیرنگ دستے کے لوگ آگ بجھا رہے تھے، ملبوں کو ڈھا کر گڑے ہوئے مردوں اور زخمیوں کو نکال رہے تھے — اردلی سڑکوں پر دوڑ رہے تھے اور ہوابازوں کے نام پکار رہے تھے — رجمنٹ فوراً ایک اور مرکز پر پہنچا دی گئی — ہوابازوں اور مستریوں وغیرہ کو ہوائی اڈے پر اکٹھا کر لیا گیا تاکہ پو پھٹتے ہی وہ اپنے ہوائی جہاز لے اڑیں — مردم شماری سے معلوم ہوا کہ جان کا نقصان بہت زیادہ نہیں ہوا تھا — ایک ہواباز زخمی ہوا تھا اور دو مستری اور اپنی چوکیوں پر کئی سنتری ہلاک ہوئے تھے — قیاس یہ تھا کہ بہت سے گاؤں والے ہلاک ہو گئے تھے لیکن کل کتنے، اس کا اندازہ تاریکی اور افراتفری کی وجہ سے نہیں لگایا جا سکتا تھا —

صبح تڑکے ہوائی اڈے کی طرف جاتے ہوئے، میریسئف اور پتروف اس گھر کے پاس سے گزرے جہاں انہوں نے رات بسر کی تھی تو ان کا دل نہ مانا، وہ پل بھر کو رک گئے — کندوں اور لکڑیوں کے انبار کے درمیان انجنیرنگ دستے کے دو سپاہی اسٹریچر اٹھائے

لئے جا رہے تھے جس پر کوئی خون سے لتھڑی ہوئی چادر سے ڈھکا پڑا تھا —

''کون ہے؟،، پتروف نے پوچھا — اس کا چہرہ زرد تھا — برے برے اندیشوں سے اس کا دل بھر آیا —

اسٹریچر اٹھائے ہوئے سپاهیوں میں سے ایک داڑھی والے نے جس کی عمر زیادہ تھی اور جس کو دیکھ کر میریسئف کو استیپان ایوانووچ کی یاد آ گئی، تفصیل سے بتایا:

''ایک بڑھیا اور ایک لڑکی — ہمیں تہہ خانے میں ملیں — انہیں ڈھیتی ہوئی اینٹوں سے چوٹ آئی — آن کی آن میں موت کے گھاٹ اتر گئیں — نہ‌جانے یہ لاش بچی کی ہے یا کسی لڑکی کی — اتنی چھوٹی سی ہے کہ کچھ پتہ نہیں چلتا — مکھڑے سے بڑی من موہنی لگتی ہے — اس کی چھاتی پر اینٹ گری — بڑی خوبصورت ہے، ننھی بچی کی طرح —،،

...اس رات جرمنوں نے اپنا آخری بڑا حملہ کیا اور سوویت فوجوں پر حملہ کر کے انہوں نے کورسک کی وہ جنگ چھیڑ دی جو ان کے لئے جان لیوا ثابت ہوئی —

۳

ابھی تک سورج نہیں نکلا تھا — گرمیوں کی مختصر رات کی تاریک ترین گھڑی تھی - لیکن ہوائی اڈے میں گرم ہوتے ہوئے انجن گھنگھنا رہے تھے شبنم سے بھیگی ہوئی گھاس پر نقشہ پھیلا ہوا تھا — اور اس پر جھکا ہوا کپتان چیسلوف اپنے اسکواڈرن کے ہوابازوں کو نیا ہوائی اڈہ اور اس کا راستہ دکھا رہا تھا —

''آنکھیں کھلی رکھو،، وہ کہہ رہا تھا ''ایک دوسرے کو آنکھہ سے اوجھل نہ ہونے دو۔ ہوائی اڈہ جنگ کی ٹھیک اگلی صفوں میں ہے۔،،

نیا اڈہ واقعی لڑائی کے مورچے سے بالکل قریب تھا، نقشے پر مورچے کا نشان نیلی پنسل سے بنا ہوا تھا۔ یہ جگہ زبان کی طرح نکلی ہوئی تھی اور جرمن فوجوں کی صفوں میں گھستی چلی گئی تھی۔ وہاں جانے کے لئے ان کو پیچھے نہیں بلکہ آگے اڑنا پڑتا تھا۔ ہواباز خوش تھے۔ اس حقیقت کے باوجود کہ ابکے پھر پہل دشمن نے کی تھی، سوویت فوج پیچھے ہٹنے کی نہیں بلکہ حملہ کرنے کی تیاری کر رہی تھی۔

سورج کی پہلی کرنوں نے آسمان کو روشن کر دیا تھا۔ جب دوسرا اسکواڈرن اپنے کمانڈر کے پیچھے پیچھے ہوا میں بلند ہوا تو کھیتوں میں ابھی گلابی دھند امڈ رہی تھی۔ ایک دوسرے کے قریب اڑتے ہوئے ہوائی جہازوں نے دکھن کا رخ کیا۔

میریسئف اور پتروف ایک دوسرے کے ساتھہ اپنی پہلی اڑان میں قریب قریب اڑتے رہے۔ اس مختصر اڑان میں پتروف نے اپنے لیڈر کے پر اعتماد اور استادانہ اسٹائل کو پہچان لیا اور میریسئف نے جان بوجھہ کر کئی بار تیزی سے اچانک رخ بدلتے ہوئے اندازہ لگا لیا کہ اس کے پیچھے پیچھے اڑنے والا ہواباز جیوٹ کا نوجوان ہے، اس کی نظر تیز ہے اور اعصاب مضبوط اور جو چیز اس کی نظر میں سب سے اہم تھی وہ یہ کہ اسے اڑانے کا اچھا اسٹائل آتا تھا اگرچہ ابھی تک اس میں وہ اعتماد نہ تھا۔

نیا ہوائی اڈہ پیدل رجمنٹ کے عقب میں تھا۔ اگر جرمنوں کو ان کا پتہ چل جاتا تو وہ بھاری توپوں سے ہی نہیں بلکہ ہلکی توپوں سے بھی اس کو اپنا نشانہ بنا سکتے تھے۔ لیکن ان کے پاس

اتنا وقت کہاں تھا کہ ٹھیک اپنی ناک تلے ابھرنے والے ہوائی اڈے کا دردسر پالیں۔ ابھی اندھیرا ہی تھا کہ انہوں نے سوویت فوجوں کی مورچہ‌بندیوں پر گولے برسانا شروع کئے جن کا ذخیرہ انہوں نے بہار بھر جمع کیا تھا — مورچہ بند علاقے میں، آسمان کی بلندیوں میں، ایک سرخ اور تھرتھراتی ہوئی شعلگی بلند ہو رہی تھی — دھماکوں سے ہر چیز مٹ‌جاتی اور معلوم ہوتا کہ ہر منٹ سیاہ درختوں کے گھنے جنگل ہوا میں بلند ہو رہے ہیں—اس چیختے، چنگھاڑتے اورلرزتے ہوئے اندھیرے میں کسی چیز کا پتہ چلانا دشوار تھا — سورج ایک دھندلی سی سرخ تھالی کی طرح آسمان میں معلق تھا —

ایک ماہ قبل سوویت ہوابازوں نے، جرمن پوزیشن کا حال معلوم کرنے کے لئے جو آسمانی دورہ کیا تھا وہ رائگاں نہ گیا تھا — اس سے جرمن کمان کے ارادوں کا سراغ مل گیا تھا — ان کی فوجوں کی پوزیشن اور مورچہ بندی کا حال، خانہ بہ‌خانہ نقشے پر موجود تھا — جرمن، اپنی عادت کے مطابق، غافل سوئے ہوئے دشمن کی پشت میں پوری طاقت سے خنجر گھونپنے کے منصوبے باندھ رہے تھے — لیکن دشمن صرف سوتا بنا ہوا تھا، اس نے حملہ آور کا ہاتھ پکڑ لیا اور اسے اپنی زوردار آہنی گرفت میں کچل کر رکھ دیا — بیسیوں کلومیٹر پر پھیلے ہوئے محاذ پر توپوں کی تیاریوں کی گھن گرج ابھی مٹی بھی نہ تھی اور ابھی جرمنوں کے کان خود اپنی توپوں کی دھمک اور گرج سے بہرے ہو رہے تھے اور بارود کے دھوئیں سے ان کی صفوں پر بادل سے چھا رہے تھے کہ انہیں خود اپنی خندقوں پر گولوں کی سرخ گیندیں گرتی ہوئی نظر آئیں — سوویت توپوں کے گولے نشانے پر بیٹھے — انہوں نے جرمنوں کی طرح پورے حلقوں پر گولے نہیں برسائے بلکہ خاص خاص مرکزوں، توپ‌خانوں، ٹینکوں کے ذخیروں، حملے کے لئے صف‌بند پیدل فوجوں کو اپنا نشانہ بنایا — انہوں نے پلوں پر، زمین

کے نیچے چھپے ہوئے گولےبارود کے ذخیروں پر اور کمانڈ پوسٹوں پر گولے برسائے ۔

جرمن گولےباری نے بڑھ کر ایک خوفناک جنگ کی شکل اختیار کر لی جس میں دونوں طرف سے مختلف قسم کی ہزارہا توپیں حصہ لے رہی تھیں ۔ جب کپتان چیسلوف کا اسکواڈرن ہوائی اڈے پر اترا تو زمین کانپ گئی اور دھماکوں کی گھن گرج ایک بے پناہ اور مسلسل گرج میں بدل گئی جیسے گرجتی ہوئی ریل گاڑی پل پر دوڑ رہی ہو — سیٹی بجاتی، گھڑگھڑاتی اور جھنکارتی ہوئی ۔ امڈتے ہوئے دھوئیں کے پہاڑوں نے افق کو آنکھ سے اوجھل کر دیا تھا ۔ رجمنٹ کے ہوائی اڈے کے اوپر بمباروں کے دل کے دل اترتے رہے۔ ان میں سے کچھ تو ہنسوں کی قطاروں میں آتے، بعض تیر کے پھل کے شکل میں اور بعض کھلی ہوئی قطاروں میں ۔ ان کے بموں کی دھمک، توپوں کی گھن گرج میں الگ سے پہچانی جا سکتی تھی ۔

اسکواڈرنوں کو حکم دیا گیا کہ وہ ''تیاری نمبر ۲''، پر رہیں۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ ہواباز اپنے ہوائی جہازوں کے کاک‌پٹ میں بیٹھے رہیں اور جیسے ہی پہلا راکٹ ہوا میں بلند ہو وہ چل دیں ۔ ہوائی جہاز دھکیل کر برچ کے جنگل کے دامن میں، شاخوں تلے چھپا دئے گئے ۔ جنگل کی ٹھنڈی اور سیلی ہوا میں سانپ کی چھتریوں کی خوشبو بسی ہوئی تھی اور مچھروں نے پورے جوش سے ہوابازوں کے چہروں، گردنوں اور ہاتھوں پر ہلہ بول دیا ۔ ان کی بھنبھناہٹ توپوں کی گھن گرج میں دب گئی ۔

میریسئف نے اپنا خود اتارا اور مچھروں کو اڑاتے ہوئے گہری سوچ میں ڈوب گیا ۔ وہ جنگل کی صبح کی تیز خوشبو سے لطف اندوز ہو رہا تھا ۔ اس کے پاس ہی اس کے ساتھی کا ہوائی جہاز تھا ۔ باربار پتروف کاک‌پٹ میں اپنی جگہ سے اٹھتا اور کھڑا ہوکر اس سمت

دیکھتا جدھر گھمسان کی جنگ جاری تھی — وہ ان بمباروں کو بھی دیکھتا جو اوپر سے گزر رہے تھے — وہ ھوا میں بلند ھو کر زندگی میں پہلی بار دشمن کا سامنا کرنے کو بیقرار تھا— وہ اپنی گولیوں کا نشانہ محض ھوا سے پھولی ھوئی آستین کو نہیں بنانا چاہتا تھا جس کو ھوائی جہاز ''ر— ۵'' کھینچ رہا تھا — وہ دشمن کے حقیقی، اڑتے، تڑپتے، دراتے ھوئے جہازوں کو اپنی گولیوں کا نشانہ بنانا چاہتا تھا — شاید اس ھوائی‌جہاز میں وھی ھواباز گھونگھے کی طرح بیٹھا ھو جس کے بم نے اس دھان پان خوبصورت لڑکی کو خاک و خون کر دیا تھا — اب اسے محسوس ھوتا تھا جیسے اس نے اس لڑکی کو اپنے حسین خواب میں دیکھا ھو اور بس —

میریسئف نے اپنے بیقرار ساتھی کو دیکھا اور دل ھی دل میں سوچا : ''ھماری عمر قریب قریب ایک ھی سی ھے— وہ انیس برس کا ھے اور میری عمر تیئیس برس ھے— تین چار برس کا فرق مرد کے لئے ھوتا ھی کیا ھے لیکن اپنے ساتھی کے پہلو میں اس نے خود کو ایک تجربہ کار، سنجیدہ اور تھکا ھوا بوڑھا آدمی محسوس کیا — پتروف اپنے کاک‌پٹ میں بیقرار ھاتھ مل رہا تھا، ھنس رہا تھا اور گزرتے ھوئے سوویت ھوائی‌جہازوں پر چیخ چلا رہا تھا اور الکسئی اس وقت اپنی جگہ پر آرام سے ٹانگیں پسارے لیٹا ھوا تھا — وہ پرسکون تھا — اس کے پیر نہ تھے — اس کے لئے دنیا بھر کے دوسرے ھوابازوں کے مقابلے میں ھوائی‌جہاز اڑانا کئی گنا زیادہ مشکل تھا — لیکن پھر بھی وہ پریشان نہ تھا — اس کو اپنے فن پر پورا یقین اور اپنی کٹی ھوئی ٹانگوں پر پورا اعتماد تھا —

شام تک رجمنٹ ''تیاری نمبر ۲'' کی حالت میں رہا — کسی وجہ سے اسے ریزرو رکھا گیا — ظاھر تھا کہ وہ وقت سے پہلے اس کی پوزیشن ظاھر نہیں کرنا چاہتے تھے —

رجمنٹ کو سونے کے لئے جو خندقیں ملی تھیں، جرمنوں نے بنائی تھیں — یہ خندقیں اس زمانے میں بنائی گئی تھیں جب یہاں جرمنوں کا قبضہ تھا — جرمنوں نے ان خندقوں کو آرام دہ بنانے کے لئے تختوں پر گتے اور پیکنگ کے کاغذ لگا دئے تھے — دیواروں پر اب تک فلمی ستاروں کی تصویریں چپکی ہوئی تھیں — ان کے منہ ہیبت‌ناک حد تک کھلے ہوئے تھے — اور دوسری تصویروں میں جرمن شہروں کی جھلک نظر آ رہی تھی —

توپوں کی گھن گرج جاری رہی — زمین دھڑکتی، لرزتی رہی — سوکھی ریت دیواروں پر چپکے ہوئے کاغذوں پر سے سرسرا کر پھسلتی اور گرتی رہی — اس سے ایک عجیب قسم کی کرکراہٹ اور سرسراہٹ پیدا ہوتی اور معلوم ہوتا کہ خندقوں میں ہزاروں کیڑے مکوڑے دوڑ رہے ہیں —

میریسئف اور پتروف نے کھلے آسمان کے نیچے اپنے کیپ بچھا کر سونے کا فیصلہ کیا — کپڑے اتارے بغیر سونے کا حکم دیا گیا تھا — میریسئف نے محض اپنے پیروں کے فیتے ڈھیلے کر لئے — وہ چت لیٹا آسمان کو گھور رہا تھا جو دھماکوں کے سرخ کوندوں میں تھرتھراتا ہوا نظر آ رہا تھا — پتروف فوراً سو گیا — وہ نیند میں خراٹے لیتا رہا، بڑبڑاتا رہا، جبڑے چلاتا اور ہونٹ چاٹتا رہا — وہ بچے کی طرح سمٹا سمٹایا پڑا تھا — میریسئف نے اپنے فوجی کوٹ سے اس کو ڈھک دیا — جب اس کو محسوس ہوا کہ اب اسے نیند نہیں آ سکتی تو سردی سے کانپتے ہوئے وہ اٹھا اور زور زور سے اپنے ہاتھ پیر جھٹکے تاکہ جسم میں کچھ گرمی آ جائے اور پھر ایک درخت کے ٹھنٹھ پر بیٹھ گیا —

توپوں کا بگل بجا — یہاں وہاں صرف چند توپخانوں نے اکا دکا گولے برسانا شروع کئے — کئی بھٹکے ہوئے گولے اوپر سے سنسناتے

ہوئے گئے اور ہوائی اڈے کے آس پاس کہیں گرے۔ عام طور پر اس قسم کی محض دہلانے والی گولہ‌باری کا کسی پر کوئی خاص اثر نہ ہوتا تھا — الکسئی نے دھماکوں کی آواز پر مڑ کر بھی نہ دیکھا — اس کی نگاہیں لڑائی کے مورچے کی طرف جمی ہوئی تھیں — اندھیرے میں مورچہ صاف نظر آ رہا تھا — اس وقت بھی، رات گئے، وہاں گھمسان کا رن جاری تھا جس کا عکس افق پر پھیلے ہوئے ان سرخ شعلوں کی روشنی میں، سوئی ہوئی زمین پر پڑ رہا تھا — اور اس کے اوپر راکٹوں کی جھلملاتی ہوئی روشنیاں کوند کوند جاتی تھیں —— جرمنوں کی نیلگوں روشنی اور سوویت فوجوں کی آسمان میں لہراتی ہوئی زردی مائل روشنی — جگہ جگہ اکا دکا شعلوں کی بہت ھی بڑی بڑی زبانیں آسمان میں لہراتیں اور زمین پر سے اندھیرے کا پردہ ایک لمحے کو ہٹا دیتیں اور اس کے بعد دھماکے کی گہری سانس کی آواز آتی —

رات کے بمباروں کی گھڑگھڑاہٹ سنائی دی اور سارے محاذ پر گولیوں نے صدرنگ موتیوں جیسے نقش و نگار ابھار دئے — طیارہ شکن توپوں نے تابڑ توڑ گولے اگلنا شروع کئے جو خون کی بوندوں کی طرح آسمان میں تیرتے سنسناتے چلے گئے — زمین پھر تھرتھرانے، کراہنے اور سسکنے لگی — لیکن برچ کے درختوں کی پھننگوں میں بھنبھناتے ہوئے بھونروں پر اس کا کوئی اثر نہ ھوا — جنگل کی پہنائیوں میں کہیں ایک عقاب انسانی آواز میں بول رہا تھا — یہ شگون برا تھا — گھاٹی کی جھاڑیوں میں ایک بلبل گا رہا تھا، اس کے دل سے دن والا خوف دور ہو چکا تھا، شروع میں تو اس نے جھجک جھجک کر گایا، جیسے اپنی آواز کا امتحان لے رہا ہو یا کسی ساز کا سر ٹھیک کر رہا ہو، لیکن پھر کھل کر گانے لگا، چہک چہک کر، لہک لہک کر — ایسا لگتا تھا کہ خود اپنے نغمے کی گونج سے اس کا دل چاک ہو جائیگا — اس کے نغمے نے آگ سی لگا دی اور

دوسرے بلبلوں نے بھی گانا شروع کر دیا اور تھوڑی دیر میں پورا محاذ هر طرف سے ابھرتے ہوئے شیریں نغموں سے گونج اٹھا — جب هی تو کورسک کے بلبل دنیا بھر میں مشہور هیں!

اور اب بلبلوں کے نغمے سے فلک گونج اٹھا تھا — الکسئی، جسے اگلے دن، کمیشن کے سامنے نہیں بلکه خود موت کے سامنے امتحان کے لئے جانا تھا، بلبلوں کے اس کورس میں جاگتا رہا — اس کے خیالات کا مرکز آنے والی صبح نه تھی، نه آنے والی جنگ تھی اور نه هی موت کا امکان تھا — اس کے خیالات کا مرکز تو وہ دور افتادہ بلبل تھی جس نے کبھی کامی‌شین کے مضافات میں ان کی خاطر نغمه چھیڑا تھا — اس کے خیالات تو ''اپنی،، بلبل، اپنی اولیا کے ساتھه اور اپنے پیدائشی شہر کے ساتھه تھے —

پورب میں آکاش کا رنگ پیلا پڑ گیا — رفته رفته بلبلوں کا نغمه توپوں کی گھن گرج میں کھو گیا — سورج آهسته آهسته میدان جنگ کے اوپر ابھرا، بہت بڑا اور لال بھبوکا — اس کی کرنوں کو گولوں اور دھماکوں کے دھوئیں کو چیرنے میں بڑی دقت ہو رهی تھی —

۴

کورسک کی گھمسان جنگ اسی خوں آشامی کے ساتھه چلتی رهی — جرمنوں کا ابتدائی منصوبه یه تھا که کورسک کے دکھن اور اتر میں، همارے قلعه بندیوں کو ٹینکوں اور دراتے ہوئے زوردار تیز و تند حملوں سے توڑ کر رکھه دیں، سوویت فوج کے کورسک والے گروہ کو چاروں طرف سے گھیر لیں اور وهاں ''جرمن استالن گراد،، کی بنیاد رکھیں — لیکن سوویت دفاع کی ثابت قدمی نے ان کے منصوبوں پر پانی پھیر دیا — چند دن کے بعد جرمن کمان نے محسوس کر لیا که

وہ اس دفاعی دیوار کو توڑنے میں ناکام رہینگے اور اگر کامیاب ہو بھی گئے تو ان کا نقصان اتنا زیادہ ہو چکا ہوگا کہ ان کے پاس پھر آگے بڑھ کر گھیرا ڈالنے کے لئے کافی سپاہی نہ رہ جائینگے — لیکن اب بہت دیر ہو چکی تھی — اس کو روکا نہ جا سکتا تھا — ہٹلر نے اسی حملے پر، اسی جنگی منصوبے، داؤ اور سیاسی قدم پر ساری امیدیں مرکوز کر رکھی تھیں — ایک طوفان بپھر چکا تھا — یہ طوفان پہاڑ کی ڈھلان پر اتر رہا تھا، اس کی رفتار اور شدت بڑھتی جا رہی تھی — اس کے راستے میں جو کچھ بھی آتا وہ اپنے ساتھ بہا لے جاتا — جنہوں نے اس طوفان کا دروازہ کھولا تھا، اس کو روکنا ان کے بس میں نہ تھا — جرمنوں کی کامیابی ایک ایک کلومیٹر، پورے پورے ڈویژنوں اور دستوں کی تباہی، سینکڑوں ٹینکوں اور توپوں اور ہزاروں گاڑیوں کی بربادی کی شکل میں تل رہی تھی — بڑھتی ہوئی فوجیں خاک و خون ہو ہوکر طاقت کھو رہی تھیں — جرمن ہیڈکوارٹر کو یہ معلوم تھا — لیکن اب اس صورت حال کو روکنا ان کے بس میں نہ تھا — اس وقت وہ جنگ کے اس دھکتے ہوئے جہنم میں زیادہ سے زیادہ ریزرو فوج جھونکنے پر مجبور تھے —

سوویت کمان نے جرمن حملوں کا جواب ان فوجوں کی مدد سے دیا جو یہاں دفاعی مورچے کو سنبھالے ہوئے تھیں — سوویت کمان جرمنوں کی اس خوفناک اور جاں توڑ جنگ کا نظارہ کر رہی تھی — اس نے اپنی ریزرو فوجوں کو دور رکھه چھوڑا تھا اور دشمن کے تھکنے اور نڈھال ہونے کا انتظار کر رہی تھیں — جیسا کہ بعد میں میریسئف کو معلوم ہوا، اس کے رجمنٹ کا کام یہ تھا کہ وہ اس فوج کی حفاظت کرے جو جوابی حملے کے لئے صف آرا تھی — اسی وجہ سے وہ ٹینک کے دستے اور ہوائی فوج کے دستے جن کو ان کے ساتھه حملہ کرنا تھا، اس عظیم جنگ کے شروع میں خاموش تماشائی بنے ہوئے تھے —

جب دشمن کی تمام فوجیں کھنچ کر میدان جنگ میں آ گئیں تو ہوائی اڈے میں ''تیاری نمبر ۲''، کا حکم ختم ہوا — ہوابازوں کو خندقوں میں سونے اور کپڑے اتارنے کی اجازت بھی دے دی گئی — میریسئف اور پتروف نے از سر نو رہنے سہنے کا انتظام کیا — انہوں نے دیواروں سے لگائی ہوئی تصویروں اور بدیسی مناظر کے چربوں کو نوچ پھینکا — انہوں نے گتے اور کاغذ ادھیڑ کر پھینک دئے اور ان کی جگہ فر اور برچ کی ٹہنیاں بچھائیں — اس کے بعد گرتی ہوئی ریت کی سرسراہٹ اور کھرکھراہٹ نے خندقوں کی زندگی میں خلل پیدا نہیں کیا —

صبح کا وقت تھا، سورج کی تابناک کرنیں خندق کے دروازے سے گزر کر فرش پر بچھی ہوئی چیڑ کی ٹہنیوں اور پتوں پر لوٹ رہی تھیں — یہ دونوں دوست ابھی تک اپنے اپنے تخت پر اینڈ رہے تھے — یہ تخت دیواروں میں طاق کی طرح بنائے گئے تھے — یکایک اوپر راستے سے تیز تیز قدموں کی آہٹ سنائی دی اور کسی نے ہانک لگائی ''ڈاکیہ!''، محاذ پر یہ لفظ جادو کا اثر رکھتا تھا —

دونوں نے ایک ساتھ اپنے کمبل جھٹک کر الگ پھینکے — میریسئف ابھی اپنے فیتے ہی کس رہا تھا کہ پتروف باہر بھاگ لیا — اس نے ڈاکئے کو پکڑا اور الکسئی کے لئے دو خط ہاتھ میں لئے بڑی فاتحانہ شان سے اندر آیا — ایک خط اس کی ماں کا تھا اور دوسرا اولیا کا — الکسئی نے بڑھ کر اپنے دوست کے ہاتھ سے خط جھپٹ لئے — لیکن اسی آن ہوائی اڈے سے بگل کی تیز آواز سنائی دی جو ہوابازوں کو اپنے اپنے طیاروں میں پہنچنے کا پیغام دے رہی تھی —

میریسئف نے دونوں خطوں کو اپنی وردی کے گریبان میں ڈالا اور فوراً ان کے بارے میں بھول گیا — وہ پتروف کے پیچھے پیچھے جنگل کے اس راستے پر ہو لیا جو ہوائی جہازوں کی طرف جاتا تھا — وہ کافی تیز بھاگ رہا تھا — وہ اپنی چھڑی کے سہارے چل رہا تھا

اور بہت کم لنگڑا رہا تھا — جب وہ اپنے ہوائی جہاز کے پاس پہنچا تو اس کا پردہ ہٹایا جا چکا تھا اور چیچک رو مستری، جو بات بات پر قہقہہ بلند کرنے کا شوقین تھا، بے صبری سے اس کا انتظار کر رہا تھا —

انجن گھڑگھڑایا — میریسئف اپنے اسکواڈرن کمانڈر کے ہوائی جہاز نمبر ٦ کو گھور رہا تھا — کپتان چیسلوف نے اپنے ہوائی جہاز کو دوڑایا اور کھلے ہوئے میدان میں نکل آیا — اس نے بازو اٹھایا جس کا مطلب تھا —— ''اٹنشن!،، — دوسرے انجن بھی گھنگھنانے لگے — چکراتی ہوئی، بونڈر جیسی ہوا گھاس کے سروں کو جھکائے دے رہی تھی — ہوا کے جھونکے سائیں سائیں کرتے ہوئے برچ کی شاخوں کو ہلنے اور سرسرانے پر مجبور کر رہے تھے جیسے وہ ٹوٹ پڑینگی —

الکسئی اپنے ہوائی جہاز کی طرف دوڑ رہا تھا کہ ایک دوسرے ہواباز نے اس کو آ لیا اور چلا کر بتایا کہ اب ٹینک پیش قدمی کر رہے ہیں — اس کا مطلب یہ تھا کہ لڑاکو ہوائی جہازوں کو ٹینکوں کے راستے کی حفاظت کرنی تھی جو دشمن کے پسپا مورچوں سے ہو کر گزرتا تھا — انہیں حملہ آوروں کے اوپر ہوا کو صاف اور محفوظ رکھنا تھا — ہوا کی بلندیوں کی حفاظت؟ اس کا مطلب کیا تھا؟ یقینی اس کا مطلب یہ تھا کہ یہ پرسکون اڑان نہ ہوگی — دیر یا سویر دشمن سے فضا میں ملاقات ہونی ہی تھی — اب امتحان کا وقت آتا ہے! اب وہ ثابت کریگا کہ وہ کسی بھی ہواباز سے کم نہیں ہے اور یہ کہ اس نے اپنا مقصد حاصل کر لیا ہے —

الکسئی ذرا گھبرایا ہوا تھا — لیکن اس کی وجہ یہ نہیں تھی کہ وہ موت سے ہراساں تھا — اس کا کارن خطرے کا وہ احساس بھی نہیں تھا جو بہادر سے بہادر اور پرسکون سے پرسکون آدمی کو بھی

متاثر کر دیتا ہے۔ کوئی اور چیز تھی جو اسے پریشان کر رہی تھی:
کیا اسلحہ خانے والوں نے مشین گنوں اور توپوں کی جانچ کر لی ہے؟
کیا اس کے نئے خود میں ایرفون لگے ہوئے ہیں جس کی آزمائش اب
تک نہیں ہوئی تھی؟ کیا پتروف پیچھے نہ رہ جائیگا یا وہ دشمن سے
لڑتے وقت ضرورت سے زیادہ تیزی سے تو نہیں ٹوٹ پڑیگا؟ چھڑی کہاں
ہے؟ وہ واسیلی واسیلی‌وچ کا تحفہ کھونا نہ چاہتا تھا ـ اسے یہ پریشانی
بھی تھی کہ اس نے جو کتاب خندق میں چھوڑ دی تھی کوئی اٹھا
نہ لے جائے ـ یہ ایک ناول تھا جو اس نے پچھلے دنوں اس کے انتہائی
سنسنی خیز حصے تک پڑھ ڈالا تھا اور جیسے اس نے جلدی میں میز
پر پڑا چھوڑ دیا تھا ـ اس کو یاد آیا کہ اس نے پتروف کو خدا حافظ
بھی نہیں کہا تھا ـ اس لئے اس نے کاک‌پٹ سے اس کی طرف ہاتھ
ہلایا ـ لیکن پتروف نے اس کو نہیں دیکھا ـ وہ بڑی بے صبری سے
کمانڈر کے اٹھے ہوئے ہاتھ کو گھور رہا تھا ـ چمڑے کے خود
نے اس کے چہرے کو اپنے حلقے میں لے لیا تھا، جس پر سرخی کے دھبے
ابھر آئے تھے ـ ہاتھ گر گیا ـ کاک‌پٹ کی چھتیں بند کر دی
گئیں ـ

تین ہوائی‌جہازوں کی ایک ٹولی چنگھاڑتی اور دوڑتی ہوئی
چل دی، پھر دوسری ٹولی اور اس کے بعد تیسری ٹولی ـ جیسے ہی
پہلے تین ہوائی‌جہاز ہوا میں بلند ہوئے میریسئف کی ٹولی دوڑی اور
ان کے پیچھے ہوا میں بلند ہو گئی اور ان کے نیچے چپٹی زمین تھرتھراتی
رہی ـ میریسئف نے اگلے تین ہوائی جہازوں کو نظر میں رکھتے
ہوئے سیدھ بنائی اور اس کے پیچھے پیچھے تیسری ٹولی ہوا میں بلند
ہو گئی ـ

وہ اگلی صف کے اوپر پہنچے ـ گولوں سے چھلنی اور پٹی ہوئی
زمین، ہوا کی بلندیوں سے گرد و غبار سے اٹی ہوئی سڑک کی طرح معلوم

ہوتی تھی جس پر زوردار بارش کے پہلے چھینٹے پڑے ہوں — ڈھے کر برابر ہوجانے والی خندقیں، جنگی آڑ اور ٹٹیاں اور توپ کے مچان پھوڑے پھنسیوں کی طرح نظر آ رہے تھے — توپوں کے وہ مچان جو اب کندوں اور اینٹوں کے ڈھیر کے علاوہ اور کچھ نہ تھے — تباہ‌حال وادی میں پیلی روشنیاں کوند رہی تھیں — یہ روشنیاں نیچے کی گھمسان لڑائی سے پیدا ہو رہی تھیں — یہ سب کچھ اوپر سے کتنا چھوٹا، کھلونے جیسا اور عجیب نظر آ رہا تھا! آدمی کو مشکل سے یقین آ سکتا تھا کہ نیچے ہر چیز جل رہی ہے، گرج رہی ہے، لرز اور دھڑک رہی ہے— کسے یقین آ سکتا تھا کہ نیچے دھوئیں اور گرد میں پاش پاش زمین پر موت جبڑے چیرے رینگ رہی ہے اور اہلہاتی فصل کاٹ رہی ہے—

وہ لڑائی کی اگلی صف کے اوپر سے گزرتے چلے گئے، دشمن کے عقب میں ایک چکر سا کاٹا اور دوبارہ لڑائی کی لائن کو پار کیا — کسی نے ان پر گولی نہیں چلائی — لوگ نیچے اپنی مصیبت میں اتنا کھوئے ہوئے تھے کہ انہیں سر پر منڈلاتے ہوئے چھوٹے چھوٹے نو ہوائی جہازوں کی طرف توجہ دینے کی فرصت نہ تھی — لیکن ٹینک کہاں تھے؟ اوہ! وہ رہے! میریسئف نے ان کو جنگل سے رینگ کر نکلتے ہوئے دیکھا، ایک دوسرے کے پیچھے قطار میں — اوپر کی بلندیوں سے وہ سرمئی رنگ کے عجیب و غریب بھونروں کی طرح نظر آ رہے تھے — جلد ہی ان کی بہت بڑی تعداد جنگل سے نکل آئی تھی — لیکن ان کا کارواں تھا کہ برابر ہرے جنگلوں سے رینگتا ہوا نکل رہا تھا اور سڑک اور گڈھوں سے گزرتا ہوا آگے بڑھ رہا تھا — ان کے آگے والے ٹینک تو پہاڑیوں پر چڑھنے لگے اور گولوں سے پاش پاش زمین تک پہنچ گئے — ان کی سونڈوں سے سرخ چنگاریاں نکلنے لگیں — اگر کوئی بچہ یا گھبرائی ہوئی عورت بھی میریسئف کے ساتھ اوپر

سے ٹینکوں کے اس بے پناہ حملے کا نظارہ کرتی، سینکڑوں مشینوں کے اس بے رحم سیل کو دیکھتی جو جرمن مورچوں کی بچی کھچی طاقت کے خلاف رواں دواں تھی تو وہ ذرا نہ ہولتی — اس وقت اس نے ایرفون میں، چیخ اور بھنبھناہٹ کی آواز کے درمیان کپتان چیسلوف کی بھاری آواز سنی:

''اٹنشن! میں ہوں چیتا تین! میں چیتا تین! دائیں طرف جرمن ہوائی جہاز! دائیں!،،

الکسئی نے اپنے سامنے ایک آڑی لکیر دیکھی — یہ کمانڈر کا ہوائی جہاز تھا — ہوائی جہاز نے ہچکولے کھائے — اس کا مطلب تھا ''وہی کرو جو میں کروں!،،

میریسئف نے خود اپنے ساتھ کے ہوائی جہازوں کے لئے اس حکم کو دوہرایا — اس نے مڑ کر دیکھا: اس کا ساتھی قریب قریب اس کے برابر ہوا میں معلق تھا — بہت اچھے بھیا!

''ڈٹ کر، میرے یار!،، اس نے پکار کر کہا —

''میں ڈٹا ہوا ہوں!،، گھڑگھڑاہٹ اور بھنبھناہٹ کے درمیان آواز آئی —

اس نے پھر آواز سنی —

''میں ہوں چیتا تین، چیتا تین!،، اور پھر حکم ''ساتھ آؤ!،،

دشمن قریب تھا — ٹھیک ان کے نیچے — ان کی قطار اس طرح تھی کہ ایک کے پیچھے ایک جہاز تھا — یہ انداز جرمنوں کو بہت پسند تھا — یہ ''یونکرس — ۸۷،، کا دستہ تھا، ایک انجن والے غوطہ خور بمباروں کا دستہ — یہ وہ خوفناک بمبارے تھے جنھوں نے پولینڈ، فرانس، ھالینڈ، ڈنمارک، بلجیم اور یوگوسلاویہ کی لڑائیوں میں قزاقوں جیسی شہرت حاصل کی تھی — ان کے بارے میں ساری دنیا کے اخباروں میں، جنگ کے شروع میں رونگٹے کھڑے کرنے والی داستانیں چھپی

تھیں — سوویت یونین کی بیکراں وسعتوں میں ان کا کچومر نکل کر رہ گیا — بہت سی فضائی لڑائیوں میں سوویت ہوابازوں نے ان کی کمزوریاں بھانپ لیں — اور ہمارے بہترین ہواباز ان ''یونکرسوں،، کو کمتر درجے کا شکار تصور کرنے لگے — جیسے وہ جنگلی تیتر یا خرگوش ہوں، ان کے لئے کوئی منجھا ہوا شکاری ہونے کی ضرورت نہ تھی —

کپتان چیسلوف نے اسکواڈرن کو سیدھے دشمن سے نہیں ٹکرایا — اس نے ایک چکر کاٹا — میریسئف نے سوچا کہ ہوشیار کپتان دراصل ''سورج کو اپنے پیچھے لینا چاھتا ھے،، تاکہ اس کی چکاچوند پیدا کرنےوالی کرنوں میں چپکے سے دشمن کے قریب پہنچ کر هله بول دے— الکسئی دل ھی دل میں مسکرایا اور سوچا ''وہ اتنا گھوم پھیر کے داؤ پیچ سے کام لے کر ان یونکرسوں کی ضرورت سے زیادہ عزت کر رھا ھے— پھر بھی احتیاط کرنے میں کوئی نقصان نہیں ھے—،، اس نے پھر مڑ کر دیکھا پتروف اس کے پیچھے تھا — وہ سفید بادلوں کے پس منظر میں صاف اسے دیکھه سکتا تھا —

جرمن دستہ اب ان کے دائیں ھاتھه پر تھا — ھوائی جہاز بڑی خوبصورت قطار بندی کے ساتھه اڑ رہے تھے، مکمل ھم‌آھنگی کے ساتھه جیسے ان دیکھے ڈور میں پروئے ھوئے ھوں — اوپر سے برستی ھوئی سورج کی کرنوں میں ان کے پر بڑی چکاچوند کے ساتھه چمک رہے تھے —

الکسئی نے کمانڈر کے حکم کے آخری الفاظ سنے :

''... چیتا تین — ٹوٹ پڑو!،،

اس نے دیکھا کہ چیسلوف اور اس کا ساتھی، دشمن کے بازو پر چیل کی طرح جھپٹے — قریب ترین ''یونکرس،، پر گولیوں کی بوچھار ھوئی — یونکرس گر پڑا اور چیسلوف، اس کا ساتھی اور تیسرا ھواباز،

تینوں جرمن ہوائی جہازوں کی صف میں پڑی ہوئی دراڑ میں سے نیچے نکل گئے — جرمنوں نے فوراً اپنی صف برابر کر لی اور یونکرس پوری صف بندی کے ساتھہ اپنی منزل کی طرف پرواز کرتے رہے —

الکسئی نے سگنل دیا اور وہ چیخنا چاہتا تھا ''ٹوٹ پڑو!،، لیکن وہ اتنے جذبات اور جوش میں تھا کہ اس کے منہ سے ''ٹو... ٹو...ٹو،، سے زیادہ نہ نکل سکا — وہ تو نیچے جھپٹ چکا تھا اور اسے سکون اور ہمواری کے ساتھہ اڑتی ہوئی جرمن لائن کے سوا اور کچھہ نظر نہ آ رہا تھا — اس نے اس ہوائی جہاز کو اپنے نشانے کے لئے چن لیا جس نے چیسلوف کے گرائے ہوئے ہوائی جہاز کی جگہ لے لی تھی — اس کے کانوں میں گونج سنائی دی — اس کا دل اتنی وحشت سے دھڑکنے لگا کہ اس کا گلا گھٹتا ہوا محسوس ہوا — اس نے اپنے چنے ہوئے شکار کو نشانے کے سوراخ میں رکھا اور اپنے دو انگوٹھوں کو گھوڑوں پر رکھتے ہوئے اس کی طرف جھپٹا — سرمئی رنگ کی دھوئیں بھری لکیریں سی اس کے پاس سے گزر گئیں — اوہو! وہ گولیاں برسا رہے ہیں! نشانہ خالی گیا! دوبارہ! ابکے زیادہ قریب! کوئی نقصان نہیں پہنچا! پتروف کا کیا حال ہے؟ اس کو بھی نقصان نہیں پہنچا — وہ بائیں طرف ہے — وار خالی گیا — شاباش لڑکے! جرمن ہوائی جہاز کا پہلو سائز میں بڑا ہوتا گیا — اس کے انگوٹھوں نے الیمونیم کے ٹھنڈے بٹنوں کو محسوس کیا — ذرا اور قریب آ لوں...

یہ وہ لمحہ تھا جب الکسئی نے محسوس کیا کہ وہ ہوائی جہاز میں بالکل ضم ہو گیا ہے — اس نے انجن کی دھڑکن محسوس کی جیسے وہ اس کے دل کی دھڑکن ہو — اس کے پورے وجود نے ہوائی جہاز کے پروں اور پتوار کی تھرتھراہٹ محسوس کی اور اسے لگا کہ بے لچک نقلی پیروں میں بھی حس جاگ اٹھی ہے اور وہ اس کے اور ہوائی جہاز تیز نقل و حرکت کی پوری وابستگی میں رکاوٹ نہیں

ہیں — فاشست ہوائی جہاز کا خوبصورت گاؤدم دھڑ زد سے ہٹ گیا — لیکن پھر اس نے اس کو زد پر لے لیا اور گھوڑے دبا دئے — اس نے نہ گولیوں کی دھائیں دھائیں سنی، اور نہ گولیوں کی بوچھار دیکھی لیکن وہ جانتا تھا کہ اس کا وار بھرپور پڑا تھا اور وہ جھپٹتا چلا گیا — اس کو یقین تھا کہ اس کا شکار گر جائیگا اور اس کا ہوائی‌جہاز اس سے نہیں ٹکرائیگا — اس نے اپنی زد سے نظر جو ہٹائی تو اسے اپنے نشانے کے ساتھہ والا ہوائی جہاز گرتا نظر آیا — کیا دو ہوائی جہاز مار گرائے ؟ نہیں — یہ پتروف کا کارنامہ تھا — وہ اس کے دائیں ہاتھہ پر تھا — بالکل نئے نویلے ہواباز کے لئے یہ برا نہ تھا! اس کو اپنی کامیابی سے زیادہ اپنے نوجوان دوست کی اس کامیابی پر مسرت ہوئی —

دوسری ٹولی بھی جرمن ہوابازوں کی قطاروں میں پڑی ہوئی دراڑ میں گزر گئی — اور تب اصلی تماشا شروع ہوا — جرمن ہوائی‌جہازوں کی دوسری موج آئی — اس میں نسبتاً کم تجربہ کار ہواباز معلوم ہوتے تھے کیونکہ انہوں نے اپنی صفوں کو توڑنا شروع کر دیا — چیسلوف کی ٹولی کے ہوائی‌جہاز بکھرے ہوئے یونکرسوں کے درمیان پل پڑے اور ان کو مار بھگایا — انہوں نے ان کو مجبور کیا کہ اپنے بم خود اپنے مورچوں پر گرا دیں — کپتان چیسلوف کی اس مہم کی مراد بر آئی ... اس کا مقصد ہی یہ تھا کہ دشمن کو خود اپنی صفوں پر بم برسانے پر مجبور کرے! سورج کو اپنے پیچھے چھپا لینا اس کا اصلی مقصد نہیں تھا —

جرمنوں کی پہلی قطار پھر برابر ہو گئی اور یونکرس اسی طرف پرواز کرنے لگے جہاں ٹینکوں نے دراڑ پیدا کی تھی — تیسری ٹولی کا حملہ کامیاب نہیں ہوا — جرمنوں کا کوئی ہوائی‌جہاز نہیں گرا اور لڑاکو ہوائی جہازوں میں سے ایک غائب ہو گیا — اس کو ایک جرمن توپچی نے مار گرایا تھا — وہ اس جگہ کے قریب پہنچ رہے

تھے جہاں ٹینکوں کو اپنے حملے میں شدت پیدا کرنی تھی — اب زیادہ اوپر جانے کا وقت نہ تھا — چیسلوف نے نیچے سے حملہ کرنے کا خطرہ مول لیا — الکسئی نے دل ہی دل میں اس کی تائید کی — وہ خود بیقرار تھا کہ ترچھے حملہ میں ''لا — ۵،، کی شاندار خوبیوں کا فائدہ اٹھا کر دشمن کے پیٹ کو ''چیر پھاڑ،، کر رکھ دیا جائے — پہلی ٹولی نے اوپر کی طرف گولیاں چلانا شروع کر دیں — گولیوں کے فوارے اوپر کی طرف چھوٹ رہے تھے — دو جرمن صف سے غائب ہو گئے — ان میں سے ایک تو یقینی بیچ سے کٹ گیا ہوگا کیونکہ اچانک ان کے دو ٹکڑے ہو گئے اور اس کی دم میریسئف کے انجن سے ٹکراتے ٹکراتے بچی —

''ساتھ آؤ!،، میریسئف چلایا اور پتروف کے ہوائی‌جہاز کے کالے خطوط کو کنکھیوں سے دیکھتے ہوئے اس نے اسٹیرنگ گئر کو کھینچا —

زمین بالکل الٹی ہوکر ناچنے لگی — الکسئی اپنی سیٹ پر گر گیا جیسے اسے ایک زبردست دھکا لگا ہو — اس کو اپنے منہ میں اور ہونٹوں پر خون کا مزا محسوس ہوا — اس کی آنکھوں میں ایک سرخ دھند سی چھا گئی — اس کا ہوائی جہاز فضا کی بلندیوں میں ترچھا ہوکر اڑا — اپنی سیٹ میں پشت پر بالکل لیٹنے کی سی حالت میں اسے ایک یونکرس کا پیٹ نظر آیا، اس کے موٹے پہیوں کے مضحکہ خیز گاؤدم اسپیٹ نظر آتے — یہاں تک کہ اسے پہیوں میں چپکی ہوئی مٹی بھی نظر آئی جو ہوائی اڈے سے ان کے ساتھ چلی آئی تھی —

اس نے گھوڑے کے بٹن دبا دئے — اس نے دشمن کے جہاز کو کہاں پر زخمی کیا تھا —— اس کی گولیاں ایندھن کی ٹنکی میں لگی تھیں، انجن میں لگی تھیں یا بموں کے خانے میں —— وہ یہ نہ جانتا

تھا — لیکن ہوائی جہاز اسی آن ایک دھماکے کے ساتھ دھوئیں میں غائب ہو گیا —

اس شعلہ فشاں دھماکے کے زور سے میریسئف کا ہوائی جہاز ایک طرف کھسک گیا اور شعلوں کے بادل کے پاس سے گزر گیا — اس نے اپنے ہوائی جہاز کو ایک سیدھ میں اڑانا شروع کر دیا اور آسمان پر نگاہیں دوڑائیں — اس کا ساتھی اس کے دائیں پہلو میں تھا — اس کا ہوائی جہاز سفید بادلوں کے سمندر کے اوپر بیکراں نیلاہٹوں میں معلق تھا — یہ بادل صابن کے جھاگ کی طرح معلوم ہوتے تھے — آسمان بالکل خالی تھا — صرف افق پر، دور کے بادلوں کے پس منظر میں چھوٹے چھوٹے نقطے دکھائی دے رہے تھے — یہ تھے یونکرس جو مختلف سمتوں میں بکھر رہے تھے — الکسئی نے گھڑی دیکھی اور بھونچکا رہ گیا — اس کو لگا تھا کہ یہ لڑائی کم از کم آدھہ گھنٹہ جاری رہی تھی اور اس کا ایندھن اب ختم ہو رہا ہوگا — لیکن گھڑی نے بتایا کہ سب کچھہ شروع سے آخر تک ساڑھے تین منٹ میں ختم ہو گیا تھا —

''زندہ ہو؟،، اس نے اپنے ساتھی کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا جو دائیں سے بائیں پہلو میں آ گیا تھا —

اس نے بھانت بھانت کی آوازوں کے شور میں دور سے مسرت کے نشے میں سرشار آواز سنی :

''زندہ ہوں!.. نیچے، ذرا نیچے دیکھو...،،

نیچے، دھواں دھواں، چھلنی چھلنی پہاڑی وادی میں جگہ جگہ جرمن ہوائی جہاز جل رہے تھے — اور خاموش ہوا میں گھنے دھوئیں کے پورے پورے ستون سے بلند ہو رہے تھے — لیکن الکسئی نے دشمن کے ان ہوائی جہازوں کے اس بچے کھچے تماشے کا نظارہ نہیں کیا — اس کی آنکھیں تو سبزی مائل سرمئی بھونروں پر جمی

ہوئی تھیں جو کھیتوں میں دور دور تک پھیلے نظر آ رہے تھے — وہ دو گڈھوں کے پاس سے گزرتے ہوئے دشمنوں کی پوزیشنوں تک پہنچ گئے تھے اور آگے والے بھونرے تو اب خندقوں کو پار کر رہے تھے — اپنی سونڈوں سے سرخ سرخ چنگاریاں تھوکتے ہوئے، یہ دشمن کے مورچوں سے گزر رہے تھے اور دور دور نکلتے چلے جا رہے تھے اگرچہ اب تک ان کے پیچھے جرمن توپوں کے دغنے سے شعلے کی لکیر سی چمک اٹھتی تھی اور جرمن توپوں سے نکلتا ہوا دھواں صاف دکھائی دیتا تھا —

میریسئف جانتا تھا کہ دشمنوں کے تباہ و برباد مورچوں کے پیچھے ان بھونروں کے رینگنے کا مطلب کیا ہوتا ہے —

وہ اس چیز کا نظارہ کر رہا تھا جس کے بارے میں سوویت عوام اور تمام ملکوں کے آزادی پسند لوگوں نے دوسرے دن اخباروں میں مسرت اور سرخوشی کے جذبات کے ساتھ پڑھا — کورسک کے مورچے کے ایک حصے میں، فوج، توپوں کی دو گھنٹے کی زبردست گولے باری کے بعد، دشمنوں کی صفوں میں گھسنے میں کامیاب ہو گئی، دراڑ میں داخل ہوئی اور اس نے سوویت فوجوں کے لئے راستہ صاف کیا جو اب پیش قدمی کر رہی تھی —

کپتان چیسلوف کے اسکواڈرن کے نو ہوائی جہازوں میں سے دو اپنے اڈے پر واپس نہیں آئے — نو یونکرس مار گرائے گئے — اگر جہازوں کی گنتی کے اعتبار سے دیکھا جائے تو نو اور دو کا فرق ایک بڑی فتح کا ثبوت تھا — لیکن دو ساتھیوں کے کھوئے جانے سے فتح کی خوشی پر اوس پڑ گئی — اپنے ہوائی جہازوں سے اترنے کے بعد ہوابازوں نے جنگ کے بارے میں نہ تو سرخوشی کا اظہار کیا اور نہ نعرے لگائے اور نہ انہوں نے جوش و خروش سے جنگ پر بحث کرتے ہوئے ایک دوسرے کو ٹھوکے دئے، نہ انہوں نے خطرے کے گزر

جانے کے بعد پیدا ہونے والی زندہ دلی دکھائی جیسا کہ وہ کامیاب جھڑپ کے بعد کیا کرتے تھے — وہ افسردگی کے ساتھہ، چیف آف اسٹاف کے قریب آئے، انھوں نے خشک اور کاروباری جملوں میں اپنی جنگ آزمائی کے نتائج کے بارے میں رپورٹ دی اور ایک دوسرے سے آنکھہ ملائے بغیر چل دئے —

الکسئی اس رجمنٹ میں نیا تھا — وہ ان آدمیوں کو نہیں جانتا تھا جو موت کے گھاٹ اتر گئے تھے — لیکن اس کی کیفیت بھی یہی تھی — اس کی زندگی کا سب سے بڑا اور سب سے اہم واقعہ ہوا تھا — یہ وہ واقعہ تھا جس کے لئے وہ اپنے جسم اور دماغ کی ساری قوت کے ساتھہ جدوجہد کرتا رہا تھا اور اسی پر اس کے پورے مستقبل کا دارومدار تھا —— بالکل ٹھیک ٹھاک ہو کر اپنی صفوں میں واپسی —— آج یہ خواب پورا ہو گیا تھا — اس نے ہسپتال کے بستر پر اور پھر بعد میں، جب وہ چلنا اور ناچنا سیکھہ رہا تھا، نہ‌جانے کتنی بار اس کے سپنے دیکھے تھے —— اس زمانے میں جبکہ وہ ہواباز کی حیثیت سے اپنا فن دوبارہ سیکھنے کی جان توڑ کوشش کر رہا تھا، اس نے یہی خواب دیکھا تھا! اور اب جبکہ اس دیرینہ خواب کے پورا ہونے کا دن آ گیا، جب اس نے دو جرمن ہوائی جہاز مار گرائے اور جب وہ دوبارہ لڑاکو ہوابازوں کی برادری میں شامل ہو گیا تو اس نے اور دوسرے ہوابازوں کی طرح اپنی کامیابی کی رپورٹ چیف آف اسٹاف کو دی، لڑائی کے حالات پر روشنی ڈالی اور اپنے ساتھی کی تعریف کی اور پھر برچ کے درختوں کے سائے تلے بیٹھہ گیا اور ان لوگوں کے بارے میں سوچنے لگا جو اس دن میدان کارزار سے واپس نہ آ سکے —

پتروف واحد شخص تھا جو ہوائی میدان میں دوڑ رہا تھا، وہ ننگے سر تھا اور اس کے سنہرے بال ہوا میں لہرا رہے

تھے — جو لوگ اس سے ملتے وہ ان کی آستین پکڑ لیتا اور قصہ چھیڑ دیتا —

''وہ... ٹھیک میرے پہلو میں تھا، ایک ھاتھ کا فاصلہ سمجھ لو... اچھا سنو تو... میں ے دیکھا کہ سینئر لفٹیننٹ لیڈر کو نشانہ بنا رہا ھے — میں نے اس کے پہلو والے ھوائی جہاز کو اپنی زد پر لیا اور دھائیں!''

وہ لپکتا ھوا میریسئف کے پاس پہنچا اور اس کے پاس نرم گھاس جیسی کائی پر گر گیا اور ٹانگیں پھیلا دیں — لیکن وہ بھلا اس آرام کے پوز میں کب نچلا بیٹھ سکتا تھا — وہ اچھلا اور بولا :

''آج تو تم نے بعض شاندار کرتب دکھائے! شاندار! میری سانس تو اوپر کی اوپر اور نیچے کی نیچے رہ گئی!.. تم نے دیکھا میں نے اس کو کس طرح اپنا نشانہ بنایا؟ ذرا سنو... میں تمہارے پیچھے پیچھے اڑتا رہا اور اب وہ بالکل میرے برابر نظر آیا، بالکل اس طرح قریب جیسے تم اس وقت ھو...''

''ایک منٹ ٹھہرنا، دوست''، الکسئی نے اپنی جیب کو تھپتھپاتے ھوئے کہا ''وہ خط! آخر وہ خط کیا ھوئے؟''

اس کو وہ خط یاد آئے جو اسے اسی دن ملے تھے اور ان کو پڑھنے کا اسے موقع نہیں ملا تھا — جب اس کو اپنی جیبوں میں وہ خط نہیں ملے تو اسے ٹھنڈا پسینہ آ گیا — اس نے ھاتھ اپنی وردی کے گریبان میں ڈال دیا، سرسراتے ھوئے لفافوں کو محسوس کیا اور اطمینان کی سانس لی — اس نے اولیا کا خط ھاتھ میں لیا اور اس داستان سے بےنیاز ھو کر جو اس کا پرجوش دوست سنا رہا تھا، اس نے احتیاط سے لفافے کا ایک کنارا چاک کیا —

ٹھیک اس وقت آسمان میں ایک راکٹ پھٹا — وہ میدان کے اوپر کمان کی طرح تیرا اور ایک سرمئی سا آھستہ مٹتا ھوا

نشان چھوڑ کر بجھ گیا — ہواباز اچھل کر کھڑے ہو گئے — الکسئی نے خط کو گریبان میں ڈال دیا اور اس کا ایک لفظ بھی نہ پڑھ سکا — اس نے لفافہ کھولتے ہوئے خط کے کاغذ کے علاوہ کوئی سخت سی چیز محسوس کی تھی — اپنی ٹولی کے آگے اس سمت میں اڑتے ہوئے، جس سے اب وہ مانوس ہو چکا تھا، وہ باربار لفافے کو گریبان میں محسوس کر رہا تھا اور حیران ہو رہا تھا کہ آخر اس میں کیا ہے —

اس دن جب ٹینکوں والی فوج نے دشمن کے مورچوں میں دراڑ ڈال دی تو گرد لڑا کو ہوائی جہازوں کے دستے کے لئے جس میں الکسئی شامل تھا ایک انتہائی مصروف دور کا آغاز ہوا — اسکواڈرن پر اسکواڈرن اڑ اڑ کر اس علاقے میں پہنچتے رہے جہاں دراڑ ڈالی گئی تھی — پہلا اسکواڈرن ابھی واپس آکر زمین پر اتر بھی نہ پاتا کہ دوسرا اسکواڈرن ہوا میں بلند ہو جاتا اور ایندھن کے ٹرک واپس آنے والے ہوائی جہازوں کی طرف دوڑ پڑتے اور ان کے ٹنکیوں کو بڑی فیاضی سے بھر دیتے — گرم انجنوں کے اوپر تھرتھراتی ہوئی دھند تیرتی رہتی— ایسی دھندتو گرمیوں کی گرم بارش کے بعد کھیتوں پر چھاتی ہے — ہوابازوں نے اس دن کھانے کے لئے بھی کاک پٹ کو نہیں چھوڑا — ان کا کھانا الیمونیم کے برتنوں میں ان تک پہنچا دیا گیا — لیکن کوئی بھی کھانے کے موڈ میں نہ تھا — کھانا ان کے گلے میں پھنس رہا تھا —

کپتان چیسلوف کا اسکواڈرن دوبارہ نیچے اترا — ہوائی جہاز رینگتے ہوئے جنگل میں پہنچ گئے — ان کی ٹنکیوں میں تیل بھرا جانے لگا، میریسئف کاک پٹ میں بیٹھا، تھکن کے میٹھے میٹھے درد کے احساس کے ساتھ مسکرا رہا تھا اور بے صبری سے آسمان کو گھور رہا تھا اور تیل بھرنے والوں کو جلدی کرنے کے لئے للکار

رہا تھا — وہ پھر ایک بار فضا میں بلند ہونا چاہتا تھا — اور ایک بار پھر اپنا امتحان لینا چاہتا تھا — وہ باربار اپنی وردی کی جیب میں ہاتھ گھساتا اورسرسراتے ہوئے لفافوں کو چھوتا — لیکن اس صورت حال میں وہ خط پڑھنے کو تیار نہ تھا —

شام کا دھندلکا پھیلنے لگا تب کہیں ہوابازوں کو چھٹی ملی — میریسئف اپنی قیام‌گاہ کی طرف چل دیا — لیکن اس نے جنگل سے گزرنے والا چھوٹا راستہ نہیں اپنایا جس سے وہ عام طور پر گزرتا تھا بلکہ ذرا لمبی سڑک سے گیا جو گھاس پھوس سے ڈھکے ہوئے کھیت میں سے گزرتی تھی — وہ اپنے خیالات کو یکجا کرنا چاہتا تھا اور شور و غل کے بعد آرام کرنا چاہتا تھا — اسے دن بھر کے تیزی سے بدلتے ہوئے تاثرات کے بعد سکون کی تلاش تھی — ایسا لگتا تھا کہ یہ دن ختم ہونے کو نہ آئیگا —

شام بڑی صاف شفاف اور خوشبو میں بسی ہوئی تھی — یہ اتنی پرسکون شام تھی کہ توپوں کی دور سے آتی ہوئی گھن گرج جنگ کی آواز نہ معلوم ہوتی تھی — لگتا تھا کہ یہ ایک گزرتے ہوئے طوفان کی دھمک ہے — یہ سڑک اس کھیت سے گزرتی تھی جو کبھی رئی کا کھیت ہوگا — یہاں تیرو تار گھاس ٹھوس دیوار کی طرح صف آرا تھی —— عظیم الشان اور للکارتی ہوئی دیوار — یہی گھاس، عام طور پر، احاطوں اور کھیتوں کے ڈھکے چھپے کونوں میں سہمی سہمی سی اگتی ہے اور چپکے چپکے اس کی کونپلیں پھوٹتی ہیں — لیکن آج یہی گھاس اس زمین پر غالب آگئی ہے جس میں محنت کشوں کی نہ جانے کتنی پشتوں کے خون پسینے سے پھل پھول آئے ہونگے — ہاں صرف کہیں کہیں رئی کی اکا دکا پتلی پتلی بالیاں، گھاس کی نازک پتیوں کی طرح، اس گھاس پھوس کے خلاف لڑتی ہوئی نظر آ رہی تھیں — گھاس پھوس نے، مٹی کی

ساری قوت جذب کر لی تھی، سورج کی تمام کرنوں کو چاٹ لیا تھا اور رئی کو روشنی اور قوت سے محروم کر دیا تھا — اس لئے یہ چند بالیاں پکنے سے پہلے ہی مرجھا گئیں اور ان میں دانے نہ پھوٹ سکے —

میریسئف نے سوچا: فاشسٹ بھی اس گھاس پھوس کی طرح ہمارے کھیتوں میں جڑ پکڑنا چاہتے ہیں، وہ زمین کی طاقت ہضم کرنا چاہتے ہیں، وہ ہماری دولت چھین لینا چاہتے ہیں، وہ مہیب اور وحشیانہ انداز سے سورج کی روشنی کو اسیر کر لینا چاہتے ہیں — وہ ہمارے عظیم، جفاکش اور بلوان عوام کو اپنے کھیتوں اور باغوں سے مار بھگانا چاہتے ہیں، وہ ان کو ہر چیز سے محروم کر دینا چاہتے ہیں، وہ ان کو اسی طرح کچل دینا چاہتے ہیں جس طرح اس گھاس پھوس نے ان نازک بالیوں کو کچل دیا ہے —— ان بالیوں کو، جو دیکھنے میں اناج کی مضبوط اور خوبصورت بالیوں سے دور دور نہیں ملتیں — اس کے رگ و پے میں لڑکپن کی طاقت کی لہر سی دوڑ گئی اور اس نے اپنی ہاتھی دانت کے مٹھہ والی چھڑی سے سرخی مائل گھاس پھوس کو پیٹنا شروع کیا اور جب اس نے دیکھا کہ اس کی چھڑی کی ضربوں سے گھاس کے گستاخ سر کٹ کٹ کر ڈھیر ہو رہے ہیں تو اس کا دل خوشی کے احساس سے بھر گیا — اس کے چہرے سے پسینہ ٹپکنے لگا — لیکن وہ گھاس پھوس پر وار کرتا رہا جس نے رئی کا گلا گھونٹ دیا تھا — وہ اس جد و جہد اور عمل کی طاقت سے پوری طرح لطف اندوز ہو رہا تھا جو اس کے تھکے ہوئے جسم میں موجزن تھی —

اچانک اس کے پیچھے ایک جیپ غرائی اور چیختے ہوئے بریک کے ساتھہ سڑک پر آ نکلی — پیچھے مڑکر دیکھے بغیر ہی، میریسئف نے تاڑ لیا کہ ونگ کمانڈر نے اس کو آ لیا تھا اور اس کو لڑکپن

کے اس مشغلے میں محو دیکھہ لیا تھا ۔ اس کے کانوں کی لویں تک سرخ ہو گئیں ۔ وہ کچھہ یوں بن گیا جیسے اس نے کار کے قریب آنے کی آواز سنی ہی نہ ہو ۔ وہ اپنی چھڑی سے زمین کریدنے لگا ۔ لیکن اس نے کرنل کی آواز سنی :

''کشتوں کے پشتے لگا رہے ہو؟ اچھا مشغلہ ہے ۔ میں تمہیں چاروں طرف ڈھونڈتا پھر رہا ہوں ۔ ہر شخص اپنے ہیرو کے بارے میں پوچھہ رہا ہے اور لو وہ یہاں گھاس پھوس سے الجھہ رہا ہے ۔''

کرنل اچھل کر کار سے کود گیا ۔ اس کو کار چلانے کا شوق تھا اور اسے خالی وقت میں ادھر ادھر، جدھر جی چاہے، کار دوڑانے میں بڑا مزا آتا تھا، جس طرح اسے اپنے دستے سے مشکل مشق کرانے اور شام کے وقت مستریوں کے ساتھہ ہوائی جہاز کے تیل سے چپ چپ کرتے ہوئے انجنوں سے چھیڑ چھاڑ کرنے میں لطف آتا تھا ۔ عام طور پر وہ نیلا لبادہ اوڑھے رہتا تھا اور محض اپنے باریک نقوش اور بانکی اونچی ٹوپی کی وجہ سے دوسرے مستریوں کے درمیان نمایاں نظر آتا تھا ۔

میریسئف اب تک بوکھلایا اور گھبرایا ہوا، چھڑی سے زمین کو کرید رہا تھا ۔ کرنل نے اس کے کندھوں پر ہاتھہ رکھہ دئے اور بولا :

''آؤ ذرا تمہیں نظر بھر کے دیکھیں تو سہی! ہونہہ، خدا سمجھے تم سے! کوئی انوکھی بات نہیں! اب میں اپنے دل کی کہہ دوں ۔ جب تم ہمارے ہاں آئے تو فوجی ہیڈ کوارٹر میں جو کچھہ تمہارے بارے میں کہا جا رہا تھا، اس کے باوجود مجھے یقین نہیں آیا ۔ مجھے یقین نہیں آیا کہ تم جنگ میں کامیاب ہو سکتے ہو ۔ اور لو تم نے کامیاب ہو کر دکھا دیا ۔ اور وہ بھی کس

طرح!.. یہ ہے ہماری ماں، ہماری دھرتی، ہمارا روس! مبارک ہو! میں تمہیں مبارکباد دیتا ہوں اور تمہاری داد دیتا ہوں— 'چھچھوندر نگر، جا رہے ہو؟ آؤ، میں تمہیں جیپ میں پہنچا دوں—،،

جیپ لپکی اور اندھا دھند سڑک پر بھاگنے لگی— ہر موڑ پر وہ پوری دیوانگی سے مڑتی اور ایک طرف جھک جاتی—

''بتاؤ، شاید تمہیں کسی چیز کی ضرورت ہو، شاید تمہیں کسی قسم کی تکلیف ہو؟ کسی قسم کی مدد مانگنے میں مت جھجکنا—— تم اس کے حقدار ہو،، کرنل نے کہا— وہ بڑی ہوشیاری سے، جنگل اور ''چھچھوندرنگر،، کے درمیان، جیپ کو بھگائے لئے جا رہا تھا— ہوابازوں نے اپنے رہنے کی جگہوں کو یہی نام دے رکھا تھا—

''مجھے کسی چیز کی ضرورت نہیں، کامریڈ کرنل— میں کسی سے مختلف نہیں ہوں— بہتر ہوتا کہ لوگ یہ بھول جاتے کہ میرے پیر نہیں ہیں،، میریسئف نے جواب دیا—

''ہاں، تم ٹھیک کہتے ہو— کون سا ہے تمہارا؟ یہ؟،،

کرنل نے ایک جھٹکے سے خندق کے دروازے پر جیپ روکی اور میریسئف ابھی ٹھیک سے اتر بھی نہیں پایا تھا کہ کار جنگل میں، برچ اور شاہ بلوط کے درختوں کے درمیان بل کھاتی ہوئی بھاگنے لگی—

الکسئی خندق میں نہیں گیا— وہ سانپ کی چھتریوں کی خوشبو میں بسی ہوئی اون جیسی کائی پر برچ کے ایک درخت کے نیچے لیٹ گیا اور بڑی احتیاط سے لفافے سے اولیا کا خط نکالا— ایک تصویر لفافے سے پھسلی اور گھاس پر گر گئی— الکسئی نے فوراً اس کو اٹھا لیا— اس کا دل بڑی تیزی اور درد کے ساتھ دھڑکنے لگا—

تصویر سے ایک مانوس چہرہ اس کو گھور رہا تھا— لیکن

پھر بھی اب اس چہرے کو پہچاننا مشکل تھا — یہ تھی اولیا، فوجی وردی میں : گلابند وردی، پیٹی، ''سرخ ستارے،، کا تمغہ اور گارد دستے کا بلا بھی —— اور یہ سب کچھ اس پر کتنا پھبتا تھا — وہ افسر کی وردی میں نازک، خوش رو لڑکا دکھائی پڑتی تھی — ہاں بس اس لڑکے کے چہرے پر تھکن تھی اور اس کی بڑی بڑی، پھیلی پھیلی چمکدار آنکھوں میں جوانی کی وہ ترنگ نہ تھی — لیکن یہ آنکھیں دل میں اترتی چلی جاتی تھیں —

الکسئی دیر تک ٹکٹکی باندھ کر ان آنکھوں کو گھورتا رہا — اس کا دل کچھ اس قسم کی ناقابل بیان میٹھی میٹھی اداسی سے بھرا ہوا تھا جو آدمی کے دل میں اپنے محبوب گیت کی دور سے آتی ہوئی تان سن کر محسوس ہوتی ہے — اس کو اپنی جیب میں اولیا کی پرانی تصویر ملی — وہ چھینٹ کا فراک پہنے سفید ستاروں جیسے ڈیزی کے پھولوں کے جھرمٹ میں بیٹھی تھی — یہ عجیب بات ہے، لیکن وردی پوش لڑکی، جس کی آنکھیں تھکی ہوئی تھیں اور جسے اس نے کبھی نہیں دیکھا تھا، اسے زیادہ عزیز معلوم ہوئی — نئی تصویر کی پشت پر لکھا تھا ''ہمیشہ یاد رکھنا —،،

خط مختصر مگر انبساط انگیز تھا — اب یہ لڑکی انجنیرنگ پلٹن کی کمانڈر تھی — ہاں یہ پلٹن جنگ کے مورچے پر لڑ نہیں رہی تھی بلکہ پرامن تعمیر کا کام کر رہی تھی — یہ استالن گراد کی دوبارہ تعمیر میں ہاتھ بٹا رہی تھی — اس نے اپنے بارے میں بہت کم لکھا تھا — لیکن عظیم شہر کا ذکر کرتے ہوئے بالکل جذبات میں بہہ گئی تھی — اس نے اس کے ملبوں اور کھنڈروں کے بارے میں لکھا تھا جن میں ایک نئی جان پڑ رہی تھی، عورتوں، لڑکیوں اور نوجوانوں کے بارے میں جو ملک کے تمام حصوں سے شہر کی تعمیر کے لئے آئے تھے — وہ تہہ خانوں اور سرنگوں میں،

توپوں کے مچانوں اور خندقوں میں رهتے تھے جو لڑائی کے بعد یونہی بچ رھے تھے — وہ ریل گاڑی کے ڈبوں اور لکڑیوں کے جھونپڑوں میں رھتے تھے — اس نے لکھا تھا کہ لوگ کہتے ھیں کہ ھر اس شخص کو فلیٹ مل جائیگا جو شہر کی تعمیر نو میں اچھا کام کریگا — اگر یہ سچ ھے تو الکسئی کو اس کا یقین ھونا چاھئے کہ جنگ کے بعد اس کو بھی ایک گوشہ ضرور مل جائیگا —

جیسا کہ عام طور پر گرمیوں میں ھوتا ھے، شام کا دھندلکا بہت جلد ختم ھو گیا — الکسئی نے خط کی آخری سطریں ٹارچ کی روشنی میں پڑھیں — جب اس نے خط پڑھ لیا تو روشنی تصویر پر ڈالی — یہ ''سپاھی،، اپنی تیکھی اور پر خلوص آنکھوں سے الکسئی کو گھورنے لگی — ''میری جان، تم پر بڑا سخت وقت آن پڑا ھے... اس جنگ نے تمھیں بھی نہیں چھوڑا — لیکن اس نے تمھاری ھمت نہیں توڑی! کیا تم انتظار کر رھی ھو؟ انتظار کرو — میں آؤنگا — تم مجھ سے محبت کرتی ھو؟ محبت کرو — میری جان، تم ھمیشہ مجھے چاھتی رھنا —،، اور دفعتاً الکسئی نے شرمندگی محسوس کی کہ اس نے اٹھارہ مہینے تک، اس سے، استالن گراد کی ایک مجاھد سے، اپنی بدقسمتی کو چھپائے رکھا — اس کا جی چاھا کہ وہ فوراً خندق میں جائے اور ھر چیز کے بارے میں اس کو صاف صاف لکھ دے — وہ خود ھی فیصلہ کرے — اور یہ کام جتنی جلدی ھو جائے اتنا ھی اچھا ھے — سب کچھ طے ھو جائے تو دونوں کے لئے آسان رھیگا —

اس دن کے کارنامے کے بعد اس سے وہ آنکھیں ملا کے بات کر سکتا تھا — وہ اب صرف ھوائی جہاز اڑا نہیں رھا تھا بلکہ لڑ بھی رھا تھا — کیا اس نے یہ عہد نہیں کیا تھا کہ اس وقت سب کچھ بتا دیگا جب یا تو اس کی امیدیں بالکل پاش پاش ھو جائینگی یا

وہ دوسرے سپاہیوں کی صف میں برابری سے شامل ہو جائیگا؟ اب اس نے اپنا مقصد حاصل کر لیا تھا — اس نے جو دو ہوائی جہاز گرائے تھے ان کو سبھوں نے نیچے زمین پر گھاس پھوس میں جلتے ہوئے دیکھا تھا — اس دن ڈیوٹی پر موجود افسر نے اس کے نام دستے کے روزنامچے میں درج کیا تھا اور اس کی رپورٹ ڈویژنل اور فوجی ہیڈکوارٹر اور ماسکو بھیجی گئی تھی —

یہ سب کچھ سچ تھا — اس نے اپنا عہد پورا کر لیا تھا اور اب لکھ سکتا تھا — لیکن ذرا سوچو تو کیا ''استوکا،، جیسا ہوائی جہاز ہمارے لڑاکو ہوائی جہاز کا شایان شان حریف تھا؟ ایک سچا شکاری نشانہ بازی کے فن کے ثبوت میں یہ تو نہیں کہیگا کہ اس نے ایک خرگوش مار گرایا، کیوں؟

جنگل میں بھیگی ہوئی رات اور زیادہ اندھیری ہو گئی — اب جبکہ جنگ کی گھن گرج دکھن کی طرف ہٹ گئی تھی اور دور دراز شعلوں کی چمک شاخوں میں سے بہت دھندلی دھندلی نظر آ رہی تھی تو خوشبو میں بسے ہوئے گرمیوں کے گھنے جنگل میں ابھرتی ہوئی ہر آواز صاف سنائی دینے لگی: میدانوں میں ٹڈیوں کی دیوانہوار ٹراہٹ، قریب ہی دلدل میں سینکڑوں مینڈکوں کی ٹرٹر، ایک چڑیا کی تیز چیخ اور سب سے زیادہ بلبلوں کا نغمہ جو بھیگی بھیگی سی تاریکی میں تیر رہا تھا —

الکسئی اب تک برچ کے درخت کے نیچے نرم کائی پر بیٹھا ہوا تھا جو اب شبنم سے بھیگ گئی تھی — اس کے قدموں میں گھاس پر چاندنی کے دھبے سیاہ پرچھائیوں میں لپٹے پڑے تھے — اس نے پھر جیب سے تصویر نکالی — اس کو گھٹنوں پر رکھا اور چاندنی میں اس پر نظر جماتے ہوئے اپنے خیال میں گم ہو گیا —

اوپر صاف شفاف گہرے نیلے آسمان پر رات کے بمبار طیاروں

کے چھوٹے اور سیاہ سائے تیرتے ہوئے دکھن کی طرف پرواز کرتے رہے — ان کے انجن، بہت ہی ہلکی آواز میں گھنگھنا رہے تھے — لیکن جنگ کی یہ آواز بھی، چاندنی میں نہائے ہوئے جنگل میں، جہاں بلبلوں کا نغمہ گونج رہا تھا، بھونروں کی پرسکون بھنبھناہٹ کی طرح سنائی دیتی تھی — الکسئی نے ٹھنڈی سانس بھری، اس نے اپنی وردی کی جیب میں تصویر رکھی اور اچھل کر کھڑا ہو گیا، اس نے خود کو جھٹکے دئے جیسے رات کے اس سحر کو دور پھینکنے کی کوشش کر رہا ہو — اس کے پیروں تلے زمین پر سوکھی ٹہنیوں میں سرسراہٹ پیدا ہوئی اور وہ خندق میں اتر گیا جہاں تنگ سے فوجی صوفے پر، پتروف دیو کی طرح دراز تھا اور نیند میں پڑا زور زور سے خراٹے لے رہا تھا —

٥

پو پھٹنے سے پہلے ہی ہواباز جگا دئے گئے — فوجی ہیڈکوارٹر کو اطلاع ملی تھی کہ اس علاقے میں، جہاں سوویت ٹینکوں نے دراڑ ڈال دی تھی، جرمن ہوائی فوج کا ایک بڑا دستہ آ گیا ہے — زمین کے مشاہدوں اور مخبروں کی رپورٹ سے اس خیال کی تصدیق ہوتی تھی کہ جرمن کمان اس خطرے کو محسوس کر رہی تھی جو کورسک کے مورچے کو توڑ کر سوویت ٹینکوں کے گھس پڑنے سے پیدا ہو گیا تھا — انہوں نے ''ریختگوفن'' ہوائی ڈویژن کو بلا لیا تھا جس میں جرمنی کے بہترین ہواباز تھے — اس ڈویژن کو آخری بار استالن گراد کے قریب پسپا کیا گیا تھا — لیکن جرمن محاذ کے عقب میں کہیں دور اس کی از سر نو تنظیم ہوئی تھی — رجمنٹ کو خبردار کیا گیا تھا کہ دشمن تعداد میں زیادہ تھا اور جدید ترین جہازوں ''فوکے وولف — ۱۹۰'' سے لیس اور وہ لڑائی کا بہت زیادہ

تجربہ رکھتا تھا ـــ حکم جاری ہوا کہ پیدل فوج کے دوسرے دل کی بھر پور حفاظت کی جائے جو اسی رات ٹینکوں کے پیچھے دراڑ میں گھسنے کے لئے چل پڑا تھا ـــ

''ریختگوفن،،! یہ نام تجربہ کار ہوابازوں کو خوب اچھی طرح معلوم تھا اور وہ جانتے تھے کہ یہ وہ ڈویژن ہے جس کو ہرمین گوئرنگ کی خاص سرپرستی حاصل ہےـــ جب کبھی جرمن فوجوں پر زیادہ دباؤ پڑتا تھا وہ یہی ڈویژن بھیجتے تھے ـــ اس ڈویژن کے ہواباز، جن میں سے بعض نے ریپبلکن اسپین میں اپنی قزاقی کے جوہر دکھائے تھے، بڑے سخت جان اور پرفن لڑاکو تھے اور خطرناک دشمن کی حیثیت سے ان کی بڑی شہرت تھی ـــ

''لوگ کہہ رہے ہیں کہ ہمارے خلاف کوئی 'ریختگوفن' بھیجا گیا ہے ـــ ہاں! میں چاہتا ہوں کہ ان سے جلد از جلد صاحب سلامت ہو جائے! ہم ان 'ریختگوفن' کو اچھی طرح بتائینگے!،، کھانے کے کمرے میں پتروف نے، جلدی جلدی کھانا نگلتے ہوئے اور کھلی کھڑکی کی طرف دیکھتے ہوئے اعلان کیا ـــ وہاں ویٹرس رایا کھڑی تھی اور ایک بڑے سے گچھے سے میدانی پھول چن رہی تھی اور ان کو شل کے خول میں رکھ رہی تھی جن پر کھلی سے پالش کرکے چمک پیدا کر دی گئی تھی ـــ

ظاہر ہے ''ریختگوفن،، پر چوٹ الکسئی کو سنانے کے لئے نہیں کی گئی تھی جو اپنی کافی ختم کر رہا تھا ـــ یہ بات تو اس لڑکی کو سنانے کے لئے کہی گئی تھی جو پھولوں سے کھیل رہی تھی اور جو باربار کنکھیوں سے خوش رو اور تیکھے پتروف کو دیکھ رہی تھی ـــ میریسئف ان کو مشفقانہ مسکراہٹ کے ساتھ دیکھ رہا تھا ـــ لیکن سنجیدہ کاروباری باتوں کے سلسلے میں اسے مذاق اور پھبتی پسند نہ تھی ـــ

''ریختگوفن، نہیں، ریختگوفن،،، اس نے کہا ''اور 'ریختگوفن، کا مطلب یہ ھے کہ اگر تم آج جھاڑ جھنکاڑ میں جل کر مرنا نہیں چاھتے تو آنکھیں کھلی رکھو— اس کا مطلب یہ ھے کہ اپنے کان کھلے رکھو اور ناتا ٹوٹنے نہ دو— میاں، 'ریختگوفن، وحشی درندے ھیں ایسے کہ اپنے دانت تمہارے گوشت میں گاڑ دیں اور تمہیں کانوں کان خبر نہ ھو!،،

صبح سویرے، خود کرنل کی سرکردگی میں پہلا اسکواڈرن ھوا میں بلند ھو گیا— ابھی یہ ھوا میں تیر ھی رھا تھا کہ بارہ لڑاکو ھوائی جہازوں کی دوسری ٹولی اڑنے کے لئے تیار ھوئی— اس کی کمان گارد میجر فیدوتوف کے ھاتھہ میں تھی— وہ سوویت یونین کا ھیرو تھا اور کمانڈر کو چھوڑ کر رجمنٹ میں سب سے تجربہ کار ھواباز تھا— ھوائی جہاز تیار تھے، ھواباز اپنے اپنے کاک‌پٹ میں تھے، انجن ''نچلے گیر،، میں تھے اور جنگل کے کنارے، میدان میں ھوا کے تیز تیز جھونکے پیدا کر رھے تھے— یہ جھونکے اس ھوا کی طرح تھے جو طوفان سے پہلے زمین کو صاف کرتی ھے اور درختوں کو جھنجھوڑتی ھے— اس وقت کی ھوا جب پیاسی زمین پر بارش کی پہلی بڑی بڑی بھاری بوندیں پڑنا شروع ھو جاتی ھیں—

الکسئی نے کاک‌پٹ سے دیکھا کہ پہلی ٹولی کے ھوائی جہاز آسمان سے بالکل سیدھے میدان میں اتر رھے ھیں، جیسے آسمان سے ٹپک رھے ھوں— غیر ارادی طور پر، اپنی خواھش کے خلاف، اس نے ان کو گنا اور مارے تشویش کے اس کا دل تڑپ اٹھا جب دو ھوائی جہازوں کے اترنے میں کچھہ دیر ھو گئی— لیکن آخری ھوائی جہاز بھی اتر گیا— سب واپس آ گئے تھے— الکسئی نے اطمینان کی سانس لی—

ابھی آخری ہوائی جہاز میدان سے ہٹا ہی تھا کہ میجر فیدوتوف کا ''نمبر ایک،، زمین سے ٹوٹ کر بلند ہوگیا — اس کی ٹولی دو دو کی جوڑی میں، فضا میں بلند ہو گئی، جنگل کے پار انہوں نے اپنی قطار بنا لی — اپنے ہوائی جہاز کو ہچکوالے دیتے ہوئے فیدوتوف اپنی منزل کی طرف اڑنے لگا — وہ بالکل نیچے نیچے اڑ رہے تھے اور بڑی احتیاط کے ساتھ اسی علاقے پر سے گزر رہے تھے جہاں سوویت فوجوں نے دراڑ پیدا کی تھی — اب الکسئی کو اپنے ہوائی جہاز کے نیچے زمین بھاگتی ہوئی نظر آئی — وہ اتنی زیادہ بلندی پر نہیں تھا کہ وہاں سے ہر چیز کھلونے جیسی نظر آئے — زمین اس سے بہت قریب تھی — ایک دن پہلے جو چیز اس کو اوپر سے ایک کھیل نظر آتی تھی اب ایک وسیع، اتھاہ میدان جنگ نظر آ رہی تھی — کھیت، چراگاھیں اور جنگل، جن پر گولوں اور بموں نے ھل سے چلا دئیے تھے، جن پر خندقیں زخم کے نشان کی طرح نظر آتی تھیں — میدان اس کے پروں کے نیچے پوری وحشت سے بھاگ رہا تھا — لاشیں میدان میں بکھری پڑی تھیں — توپیں، الگ الگ، اور پورے توپخانے، جن کو چھوڑکر توپچی بھاگ کھڑے ہوئے تھے، تباہ و برباد ٹینک، مڑے تڑے لوہے کا ڈھیر اور جنگل کی دھجیاں اڑی ہوئی جہاں توپوں نے ٹینکوں کی بڑھتی ہوئی قطاروں پر گولے برسائے تھے، ایک بڑا سا جنگل جو خاک میں مل گیا تھا اور اوپر سے ایسا لگتا تھا جیسے ایک بہت بڑے گلے نے اسے روند ڈالا ہو — یہ ساری چیزیں فلم کے مناظر کی طرح گزر رہی تھیں اور معلوم ہوتا تھا کہ یہ فلم کبھی ختم ہونے کو نہیں آئیگی —

یہ سب چیزیں اس زبردست خون آشام جنگ کی گواھی دے رہی تھیں جو یہاں لڑی گئی تھی — اس سے زبردست نقصان اور

بربادی کا اندازہ ہوتا تھا اور معلوم ہوتا تھا کہ کتنی عظیم الشان فتح حاصل کی گئی ہے —

ٹینکوں نے، پوری وسعتوں میں، دو دو پٹریوں کے آڑے ترچھے نشان چھوڑ دئے تھے — یہ نشان دور دور تک دشمن کے مورچوں میں گھستے چلے گئے تھے — ایسا معلوم ہوتا تھا کہ عجیب‌وغریب جانوروں کا ایک پورا غول ان کھیتوں کو روندتے ہوئے دکھن کی طرف بڑھتا چلا گیا تھا اور جو چیز بھی اس کے راستے میں آئی تھی، اس کو اس نے کچل کر رکھ دیا تھا — موٹروں میں جڑی ہوئی توپیں، ایندھن کی ٹنکیاں، بڑی بڑی چلتی پھرتی مرمت‌گاہیں، جن کو ٹریکٹر کھینچ رہے تھے اور بند لاریاں ٹینکوں کے نقش‌قدم پر گرد و غبار کا سرمئی دھواں اڑاتے ہوئے کارواں در کارواں چل رہی تھیں، یہ دھواں بہت دور سے نظر آ رہا تھا — آسمان سے ایسا لگتا تھا کہ یہ کارواں کچھوے کی چال سے چل رہے ہیں اور جب لڑاکو ہوائی جہاز اور زیادہ بلندیوں میں پرواز کرنے لگے تو یہ سب کچھ چیونٹیوں کی فوج میں بدل گیا جو جنگل سے گزرتی ہوئی پگڈنڈیوں پر رینگتی ہوئی نظر آ رہی تھی —

لڑاکو ہوائی‌جہاز، خاموش ہوا میں بلند ہوتے ہوئے گرد و غبار کے ان بادلوں میں غوطہ لگاتے ہوئے اڑ جاتے جیسے یہ گرد و غبار نہیں بلکہ سچ مچ کے بادل ہوں — اب ہوائی جہاز آگے آگے چلتی ہوئی جیپوں کی قطاروں تک پرواز کر رہے تھے — ظاہر تھا کہ ان جیپوں میں ٹینک والی فوج کے کمانڈر تھے — ان قطاروں کے اوپر آسمان دشمن سے پاک تھا اور دور افق پر جنگ کا دھواں بے ربط مرغولوں کی طرح منڈلاتا ہوا نظر آنے لگا تھا — یہ ٹولی آسمان میں لہراتی ہوئی پتنگوں کی طرح واپس مڑی — ٹھیک اس وقت الکسئی کو افق پر ایک دھبہ نظر آیا اور پھر وہ پورا ٹڈی دل، جو بہت نیچے نیچے زمین سے لگا

ہوا اڑ رہا تھا — جرمن! وہ بھی بہت نیچے نیچے اڑ رہے تھے اور ان کا رخ دھویں کے ان لچھوں کی طرف تھا جو گھاس پھوس سے لدے ہوئے کھیتوں کے اوپر تیرتے نظر آ رہے تھے — الکسئی نے بے اختیار مڑکر دیکھا — اس کا جوڑی‌دار اس کے پیچھے تھا اور جہاں تک اس کے بس میں تھا وہ اس کے ساتھ ساتھ بہت قریب اڑ رہا تھا —

اس نے کانوں پر زور دیا اور اسے دور سے ایک آواز سنائی دی:
''میں ہوں سمندری بگلا نمبر دو، فیدوتوف — میں ہوں سمندری بگلا نمبر دو، فیدوتوف — اٹنشن! میرے ساتھ ساتھ آؤ!''

ہوا میں ہواباز کے اعصاب میں انتہائی تناؤ ہوتا ہے، اور ڈسپلن اتنا سخت ہوتا ہے کہ بعض مرتبہ ہواباز اپنے کمانڈر کی مراد اس کا حکم ختم ہونے سے پہلے ہی سمجھ لیتا ہے — گھنگھناہٹ اور بھنبھناہٹ کے درمیان دوسرا حکم ختم ہونے سے پہلے ہی پوری ٹولی نے دو دو کی جوڑی بنا کر اپنا رخ بدلا اور ایک دوسرے سے قریب قریب جرمنوں کا سامنا کرنے کے لئے بڑھی — نظر، کان اور دماغ انتہائی شدت سے ایک ہی نقطے پر مرکوز تھے — الکسئی کو دشمن کے جہازوں کے سوا اور کچھ نظر نہیں آ رہا تھا جو اس کی آنکھوں کے سامنے بڑی تیزی سے بڑے ہوتے چلے جا رہے تھے — اس کے کانوں میں ایرفون کی چٹخ اور بھنبھناہٹ کے سوا اور کوئی آواز نہیں تھی — اس کو دوسرے حکم کا انتظار تھا — لیکن اس حکم کے بجائے اس نے صاف طور پر جرمن زبان میں ایک ہیجانی آواز سنی: «Achtung! Achtung! La-fünf! Achtung!»* ضرور یہ زمین سے مشاہدہ کرنے والے جرمن کی آواز ہوگی جو اپنے ہوائی جہازوں کو خطرے سے آگاہ کر رہا ہے —

---

*خبردار! خبردار! ''لا — ۵''! خبردار!

جیسا کہ اس مشہور ہوائی ڈویژن کا قاعدہ تھا انہوں نے پورے میدان جنگ میں بڑی احتیاط سے، نگہبانوں اور مشاہدہ کرنے والوں کا جال سا بچھا رکھا تھا جنہیں ریڈیو ٹرانسمٹر سے لیس کرکے پچھلی رات متوقع جنگ کے علاقوں میں ہوائی چھتری سے اتارا گیا تھا —

پھر، کچھہ کم واضح آواز آئی — یہ بھاری اور جھلائی ہوئی آواز جرمن میں چیخ رہی تھی : «Donnerwetter! Links! La-fünf! Zinks! La-fünf!»*

جھنجھلاہٹ کے علاوہ اس آواز میں ایک طرح کی تشویش بھی تھی —

''ریختگوفن، کیا تم ہمارے 'لاووچکن' سے ڈر رہے ہو؟''، میریسئف نے منہ ہی منہ میں کرختگی سے کہا — وہ قریب آتے ہوئے دشمن کی صفوں کو دیکھہ رہا تھا — اس کی رگ و پے میں ایک عجیب سی سرشاری کی لہر دوڑ گئی —

اب دشمن صاف نظر آ رہا تھا — یہ تھے لڑاکو ہوائی جہاز ''فوکے وولف — ۱۹۰''، — یہ بہت مضبوط اور تیز رفتار ہوائی جہاز تھے جو ابھی ابھی استعمال ہونا شروع ہوئے تھے —

ان کی تعداد فیدوتوف کی ٹولی سے دوگنی تھی — وہ بڑی سخت صف بندی کے ساتھہ اڑ رہے تھے جو ''ریختگوفن''، ڈویژن کی امتیازی شان تھی — یہ دو کی جوڑی بنا کر، سیڑھی کی شکل میں اڑ رہے تھے، اس انداز سے کہ ہر جوڑی اگلی جوڑی کے پچھلے حصے کی حفاظت کرتی تھی — فیدوتوف نے اپنی بلندی کا فائدہ اٹھاتے ہوئے دشمن پر حملہ کیا — الکسئی نے پہلے ہی سے اپنے نشانے کا انتخاب

---

* لعنت ہو! بائیں! ''لا — ۵''! بائیں! ''لا — ۵''!

کر لیا تھا اور ساتھ ہی دوسرے ہوائی‌جہازوں سے وہ بےنیاز بھی نہ تھا —— وہ اپنے شکار کی طرف بڑھا اور اسے نظر سے اوجھل نہ ہونے دیا — لیکن کسی نے فیدوتوف پر سبقت کی — ''یاک،، ہوائی جہازوں کی ایک ٹولی دوسری طرف سے آئی اور اس نے اوپر سے جرمنوں پر حملہ کیا — یہ وار اتنا کامیاب رہا کہ اس نے دشمن کی صفوں کو توڑ کر رکھہ دیا — فضا میں ایک ہنگامہ اور افراتفری سی پھیل گئی — دونوں فریق دو دو اور چار چار کی ٹولیوں میں بٹ گئے اور لڑنے لگے — لڑاکو ہوائی‌جہاز گولیوں کی بوچھار سے دشمنوں کا راستہ روکنے کی کوشش کر رہے تھے، اس کے پہلو اور دم کی طرف آنے کی کوشش کر رہے تھے —

جوڑیاں منڈلا رہی تھیں اور ایک دوسرے کو بھگا رہی تھیں اور ایک دلچسپ چکر اور ناچ شروع ہو گیا تھا —

صرف تجربہ کار نظر بتا سکتی تھی کہ اس افراتفری اور ہنگامے میں کیا کچھہ ہو رہا تھا، بالکل اسی طرح، جس طرح تجربہ کار کان ہی ایرفون میں گونجتی ہوئی آوازوں کا مطلب سمجھہ سکتے ہیں — اس وقت آسمان کی فضا میں کیا کچھہ نہ سنائی دے رہا تھا : حملہ آوروں کی بیٹھی بیٹھی آواز میں دی ہوئی چٹخارےدار گالیاں، شکار کی دہشت بھری چیخ، فاتح کی فاتحانہ گرج، زخمی کی کراہیں، تیزی سے ہوائی‌جہاز کا رخ بدلتے ہوئے ہواباز کے دانت پیسنے کی آواز اور بھاری بھاری سانسوں کی آواز! کوئی، جنگ کے نشے میں بدمست، جرمن زبان میں چیخ چیخ کر گا رہا تھا، کوئی زور سے کراہا اور چلایا ''ماں،، ، کوئی اپنا گھوڑا دباتے ہوئے صاف کہہ رہا تھا ''یہ لو! یہ لو!،،

میریسئف نے اپنے لئے جو نشانہ چنا تھا وہ اس کی آنکھوں سے اوجھل ہو گیا — اس کی جگہ اسے اپنے اوپر ایک ''یاک،، اڑتا نظر

آیا — جس کی دم پر سید ھے پروں‌والا، سگارنما ''فوکے''، جھپٹ رہا تھا — وہ اپنے پروں سے بیک وقت گولیوں کی دو متوازی بوچھار کر رہا تھا — گولیوں کے یہ فوارے ''یاک'' کی دم تک تیرتے نظر آتے تھے — میریسئف ایک راکٹ کی طرح اوپر مڑا اور سنسناتے ہوئے بلند ہوا — ایک لمحے کو اسے اپنے اوپر ایک سایہ سا تیرتا نظر آیا اور اسی سائے میں اس نے اپنی تمام مشین گنوں سے گولیوں کی بارش کی — اس نے یہ نہ دیکھا کہ ''فوکے'' پر کیا گزری — اس نے صرف اتنا دیکھا کہ وہ ''یاک'' اپنی زخمی دم کے ساتھ اکیلا پرواز کر رہا تھا — میریسئف نے مڑکر دیکھا کہ کہیں اس ہنگامے میں اس کا ساتھی تو نہیں بھٹک گیا — نہیں ! وہ تو بالکل اس کے برابر اڑ رہا تھا —

''یار، پیچھے نہ رہ جانا'' الکسئی نے دانت پیس کر کہا —

اس کے کانوں میں بھنبھناھٹ، چٹخ اور گانے کی آواز گونج رہی تھی — اس کے کانوں میں فتح کے نعروں اور دھشت کی چیخوں کی آواز دونوں زبانوں میں آ رہی تھی، کھنکار، دانت پیسنے کی آوازیں، گالیاں اور بھاری سانسوں کی آوازیں صاف سنائی دے رہی تھیں — ان آوازوں سے اندازہ ھوتا تھا کہ یہ لڑائی ھوا کی بلندیوں میں نہیں ھو رہی ھے بلکہ یہ دست بدست جنگ ھے اور سپاھی زمین پر لڑھک رہے ھیں، جد و جہد کر رہے ھیں اور ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ھیں —

میریسئف نے پلٹ کر دشمن کو دیکھنے کی کوشش کی اور اچانک اس کو ٹھنڈا پسینہ سا آ گیا: ٹھیک اس کے نیچے ایک ''لا — ۵'' پر ایک ''فوکے'' اوپر سے جھپٹ رہا تھا — اس نے سوویت ھوائی‌جہاز کا نمبر نہیں دیکھا — لیکن اس کے دل نے فوراً بتا دیا کہ یہ پتروف ھے — '' فوکے وولف '' اپنی تمام مشین گنوں سے اس پر گولیاں برسا رہا تھا — پتروف کی زندگی بس اب ایک چھن سے زیادہ نہیں رہی

تھی — دونوں لڑنے والے اتنے قریب تھے کہ ہوائی جنگ کے عام قاعدے کے مطابق، الکسئی اپنے دوست کی مدد کے لئے اس کے پاس نہیں پھٹک سکتا تھا — لیکن اس کے ساتھی کی زندگی خطرے میں تھی اور اس نے ایک غیر معمولی قدم اٹھانے کا فیصلہ کیا — اس نے اپنے ہوائی‌جہاز کو سیدھے نیچے گرایا اور گیس تیز کر دی — ہوائی جہاز اپنے وزن اور ساتھ ھی انجن کی پوری طاقت کی وجہ سے، غیر معمولی تھرتھراہٹ کے ساتھ بالکل پتھر کی طرح چھوٹے پر والے ''فوکے،، پر گرا، نہیں پتھر کی طرح نہیں، بلکہ راکٹ کی طرح — اس نے ''فوکے،، کو برستی ہوئی گولیوں کے چنگل میں لے لیا — میریسئف کو محسوس ہوا کہ گرنے کی اس خوفناک برق‌رفتاری سے اس کا سر چکرا رہا ہے اور وہ بیہوش ہونےوالا ہے— میریسئف نیچے گرتا رہا اور اس نے اپنی دھندلی نظروں سے بس اتنا دیکھا کہ ٹھیک اس کے پنکھے کے سامنے ''فوکے،، دھماکے کے دھوئیں میں کھو کر رہ گیا — لیکن پتروف کا کیا ہوا؟ وہ غائب ہو گیا تھا — وہ کہاں تھا؟ گر گیا؟ کیا وہ چھتری لے کر اتر گیا؟ کیا وہ بچ گیا؟

فضا چاروں طرف سنسان تھی — خاموش ہوا میں کسی ان دیکھے ہوائی‌جہاز کی دور سے آتی ہوئی آواز سنائی دی:

''میں ہوں سمندری بگلا نمبر دو، فیدوتوف — میں ہوں سمندری بگلا نمبر دو، فیدوتوف — صفیں ٹھیک کرو، میرے پیچھے آؤ — گھر! میں ہوں سمندری بگلا نمبر دو...،،

ظاہر تھا فیدوتوف اپنی ٹولی کو واپس لے جا رہا تھا —

''فوکے وولف ،، کو ٹھکانے لگانے اور اپنے ہوائی‌جہاز کو غوطے سے نکالنے کے بعد الکسئی بیٹھا زور زور سے سانس لے رہا تھا اور اس خاموشی سے لطف‌اندوز ہو رہا تھا جو اب پیدا ہو گئی تھی — اسے خطرے کے گزر جانے کا اور اپنی فتح کا احساس تھا — واپسی کی سمت

کا اندازہ کرنے کے لئے اس نے کمپاس پر نظر ڈالی اور پھر ایندھن کی سوئی دیکھی — اس کی تیوریاں چڑھ گئیں — ایندھن بہت کم تھا اور اڈے تک مشکل سے پہنچا سکتا تھا — لیکن دوسرے ھی لمحے اس نے صفر سے قریب ہوتی ہوئی سوئی سے بھی زیادہ خطرناک چیز دیکھی — پھولے پھولے بادلوں کے پیچھے سے بلائے ناگہانی کی طرح ایک ''فوکے وولف — ۱۹۰'' ٹھیک اس کی طرف اڑتا چلا آ رہا تھا — سوچنے سمجھنے کا وقت نہ تھا — بچ نکلنے کی بھی کوئی صورت نہ تھی — وہ تیزی سے دشمن کا مقابلہ کرنے کے لئے مڑا —

٦

جن سڑکوں پر سے حملہ کرنےوالی فوجوں کے عقب میں نظم‌ونسق چلانے والا کارواں آ رہا تھا، ان کے اوپر فضا کی بلندیوں میں لڑی جانےوالی جنگ کا شور صرف لڑنےوالے ہوائی‌جہازوں کے کاک‌پٹ میں بیٹھے ہوئے ہواباز ھی نہیں سنتے تھے —

اس کی آواز گارد لڑاکو دستے کا کمانڈر کرنل ایوانوف بھی اپنے ہوائی اڈے میں بیٹھا ریڈیو پر سن رہا تھا — وہ خود بھی تجربہ کار ہواباز تھا — ہوا میں تیرتی ہوئی جو آواز اس کے کانوں تک پہنچ رہی تھی اس سے اسے اندازہ ہو رہا تھا کہ لڑائی گھمسان کی ہو رہی تھی — دشمن مضبوط اور سخت جان تھا — اور وہ آسمان سے ہٹنے کو تیار نہ تھا — یہ خبر پورے ہوائی اڈے میں آگ کی طرح پھیل گئی کہ فیدوتوف کو ایک دگنی طاقت کے دشمن سے لڑنا پڑ رہا ہے — جن کو بھی موقع ملا، جنگل سے نکل کر میدان میں آ گئے اور بے چینی سے دکھن کی طرف تاکنے لگے جدھر سے ہوائی جہازوں کو لوٹنا تھا —

سرجن نوالے چباتے ہوئے اور اپنے لبادے پہنے ہوئے، کھانے کے کمرے سے نکلے — امبولنس کی گاڑیاں، جن کی چھتوں پر سرخ صلیبیں بنی ہوئی تھیں، جھاڑیوں سے نکلیں اور انجن چالو کرکے وقت کا انتظار کرنے لگیں —

درختوں کے سروں پر سے ہوائی‌جہازوں کی پہلی جوڑی اڑتی ہوئی آئی اور ہوائی اڈے کا چکر لگائے بغیر، اتری اور وسیع میدان میں دوڑنے لگی — اس میں فیدوتوف کا ہوائی‌جہاز ''نمبر ایک،، تھا اور ''نمبر دو،، اس کے ساتھی کا — ان کے پیچھے پیچھے دوسری جوڑی آئی — جنگل کے اوپر لوٹتے ہوئے ہوائی‌جہازوں کے انجنوں کی گھنگھناہٹ گونجنے لگی —

''سات، آٹھ، نو، دس...،، لوگ نظروں سے آسمان کو چھانتے ہوئے، بڑی بیقراری سے گنتے رہے—

اترنےوالے ہوائی‌جہاز میدان میں اترے، دوڑتے ہوئے اپنی اپنی جگہ پر گئے اور خاموش ہو گئے — دو ہوائی جہاز اب تک غائب تھے — دل میں جانے کیا کیا اندیشے ابھرے اور انتظار کرتے ہوئے ہجوم پر خاموشی چھا گئی — لمحات بڑی تکلیف‌دہ سستی کے ساتھ گزر رہے تھے —

''میریسئف اور پتروف ،، کسی نے خاموشی سے کہا —

یکایک ایک مسرت بھری نسوانی آواز کھیت میں تیر گئی:

''وہ رہا ایک —،،

ایک ہوائی‌جہاز کی گھنگھناہٹ سنائی دی — ''نمبر ۱۲،، برچ کے درختوں کو قریب قریب چھوتا ہوا اترا — ہوائی‌جہاز ٹوٹ چکا تھا — دم کا ایک حصہ غائب تھا — بائیں پر کا ایک حصہ کٹ چکا تھا اور کسی تار سے بندھا لٹک رہا تھا — اترنے کے بعد ہوائی‌جہاز کچھ عجیب انداز سے پھدکتا ہوا نظر آیا — اوپر اچھلا، نیچے آیا،

دوبارہ اچھلا اور اسی طرح پھدکتا ہوا میدان کے کنارے تک چلا گیا اور وہاں یکایک رکا اور دم اٹھاکر کھڑا ہو گیا — امبولنس کی گاڑیاں، جن کے پائدانوں پر سرجن کھڑے تھے، کئی جیپ اور پورا ھجوم جو ھمہ‌تن انتظار تھا، ہوائی‌جہاز کی طرف دوڑا — کاک‌پٹ سے کوئی بھی نہ نکلا —

چھت کھسکائی گئی — پتروف اپنی جگہ پر خون میں لتھڑا پڑا تھا — اس کا سر انتہائی بے بسی کے عالم میں اس کے سینے پر گرا ہوا تھا — اس کا چہرہ بھیگے ہوئے سنہرے بالوں کی لٹوں سے چھپا ہوا تھا —

سرجنوں اور نرسوں نے فیتے کھولے، اس کا ہوائی چھتری کا تھیلا ھٹایا جو گولے کے ایک ٹکڑے سے چھلنی تھا — انہوں نے اس کا بے حس وحرکت جسم نکالا اور اسے زمین پر لٹا دیا — ہواباز کی ٹانگ اور بازو زخمی تھے — اس کی نیلی جیکٹ پر سیاہ دھبے تیزی سے ابھرنے لگے —

پتروف کی ابتدائی مرہم پٹی ہوئی اور اسے اسٹریچر میں لٹا دیا گیا — اسے امبولنس کی گاڑی میں لٹایا جا رہا تھا تو اس نے آنکھیں کھول دیں — اس نے زیرلب کچھ کہا لیکن اتنے دھیرے سے کہ کچھ سنائی نہ دے سکا — کرنل اس کے اوپر جھکا —

''میریسئف کہاں ہے؟،، زخمی نے پوچھا —

''اب تک نہیں اترا —،،

اسٹریچر دوبارہ اٹھایا گیا — لیکن زخمی نے زور سے سر ہلایا اور اسٹریچر سے اترنے کی کوشش کی —

''نہیں، نہیں!،، اس نے کہا ''مجھے مت لے جاؤ — میں جانا نہیں چاہتا — میں میریسئف کا انتظار کرونگا — اس نے میری جان بچائی!،،

ہواباز نے اتنے زور سے احتجاج کیا اور اپنی پٹیوں کو نوچ پھینکنے کی دھمکی دی کہ کرنل نے ہاتھ ہلایا اور منہ پھیر کر، دانت بھینچتے ہوئے کہا:

''اچھا چلو اسے چھوڑ دو ــ مرنے سے تو رہا ــ اب میریسئف کے جہاز میں زیادہ سے زیادہ ایک منٹ کے لئے تیل بچ رہا ہوگا ــ،،

کرنل نے اسٹاپ واچ پر نظر جما دی اور سکنڈ کی سرخ سوئی کو چکر کاٹتے ہوئے دیکھنے لگا ــ باقی ہر شخص سرمئی جنگل پر نگاہیں جمائے ہوئے تھا جس کے اوپر آخری ہوائی جہاز کے نظر آنے کا انتظار تھا ــ سب کے کان ادھر ہی لگے تھے، لیکن دور دراز سے صرف توپوں کی گھن گرج اور قریب سے ایک کھٹ بڑھئی کی گھٹی گھٹی سے کھٹ کھٹ کی آواز کے سوا اور کوئی آواز نہیں آ رہی تھی ــ

واقعی بعض مرتبہ ایک لمحہ کھنچ کر کتنا لمبا ہو جاتا ہے!

۷

میریسئف دشمن کا مقابلہ کرنے کے لئے مڑا ــ

''لا ــ ۵،، اور ''فوکے وولف ــ ۱۹۰ ،، بڑے برق رفتار جہاز تھے ــ دونوں بجلی کی سی تیزی سے ایک دوسرے کے قریب ہوتے گئے ــ

الکسئی میریسئف اور مشہور ''ریختگوفن،، ڈویژن کا انجانا جرمن ہواباز، دونوں ایک دوسرے پر بالکل آمنے سامنے جھپٹے ــ اس طرح سامنے کی ٹکر آن کی آن میں ختم ہو جاتی ہے ــــ ایک تجربہ کار سگریٹ پینے والا جتنا وقت سگریٹ سلگانے میں لگاتا ہے، اس سے بھی کم ــ لیکن وہ ایک آن ایسا اعصابی تناؤ پیدا کر دیتی ہے، ایک مجاہد کی حیثیت سے ہواباز کے اعصاب کو ایسی خوفناک

آزمائش میں ڈال دیتی ہے جس کا تجربہ زمین پر لڑنے والے سپاہی کو دن بھر کی پیکار میں بھی نہیں ہوتا —

ذرا تصور تو کیجئے کہ ایک دوسرے پر جھپٹتے ہوئے دو لڑاکو ہوائی‌جہازوں میں سے ایک میں آپ ہیں — دونوں ایک دوسرے پر بجلی کی سی تیزی سے جھپٹ پڑے ہیں — دشمن کا ہوائی‌جہاز آپ کی آنکھوں کے سامنے بڑا اور بڑا ہوتا چلا جا رہا ہے — یکایک وہ اپنی تمام جزئیات کے ساتھہ سامنے آ جاتا ہے : پر، ناچتی ہوئی پنکھی کا چمکتا ہوا ہالہ اور کالے کالے نقطے جو اس کی توپوں کے دہانے ہیں — بس ایک لمحہ، اور پھر دونوں ہوائی‌جہاز ایک دوسرے سے ٹکرا کر اس طرح بھسم ہو جائینگے کہ ہوائی‌جہاز کے ڈھیر سے ہواباز کے جسم کے ٹکڑوں کو الگ کرنا ناممکن ہوگا — اس ایک آن میں، ہواباز کی قوت ارادی ہی نہیں بلکہ اس کی اخلاقی قوت کا بھی پورا امتحان ہو جاتا ہے — کمزور اعصاب کا آدمی اس تناؤ کو برداشت نہیں کر سکتا — ایک ایسا آدمی جو آزادی کی خاطر مرنے کو تیار نہیں، بے اختیار اسٹیرنگ گئر کھینچیگا اور اپنی طرف بڑھتے ہوئے ہلاکت‌خیز طوفان کے اوپر سے کترا کر نکل جائیگا — اور دوسرے ہی لمحہ اس کا ہوائی‌جہاز اپنے چھلنی پیٹ یا ٹوٹے ہوئے پر کے ساتھہ نیچے گرتا نظر آئیگا — کوئی طاقت اسے نہیں بچا سکتی — تجربہ کار ہواباز یہ خوب اچھی طرح جانتے ہیں اور صرف انتہائی جیالے سورما ہی سامنے جا کر اس طرح ٹکراتے ہیں —

ہوائی جہاز ہوا میں تیر کی طرح ایک دوسرے کی طرف بڑھہ رہے تھے —

الکسئی کو معلوم تھا کہ اس کے سامنے جو ہواباز اڑتا ہوا آ رہا تھا، وہ کوئی اناڑی نہیں تھا اور وہ ان لوگوں میں سے نہ تھا جن کو گوئرنگ نے مشرقی محاذ پر زبردست پسپائی اٹھانے کے

بعد، جرمن ہوائی فوج کی خالی جگہوں کو پر کرنے کے لئے جلدی جلدی بھرتی کر لیا تھا۔ یہ ''ریختگوفن،، ڈویژن کا کوئی منجھا ہوا ہواباز تھا۔ وہ ایک ایسے ہوائی جہاز میں تھا جس کے پہلوؤں میں فضائی لڑائیوں میں حاصل کی ہوئی بہت سی فتوحات کے نشان کے طور پر چھوٹے چھوٹے ہوائی جہازوں کے نقش ابھرے ہوئے تھے۔ یہ ہواباز ڈگمگائیگا نہیں، وہ اپنے راستے سے نہیں ہٹیگا، وہ لڑائی سے کترائیگا نہیں۔

''ہوشیار 'ریختگوفن'، ہوشیار!،، الکسئی دانت پیستے ہوئے بولا۔ وہ دانتوں سے ہونٹ کاٹ رہا تھا یہاں تک کہ خون نکلنے لگا۔ اس نے پٹھے سکیڑ لئے اور آنکھیں نشانے کے سوراخ پر جما دیں اور اس طرح ایڑی چوٹی کا زور لگا دیا کہ سامنے سے ٹوٹتے ہوئے دشمن کا سامنا کرتے ہوئے اس کی آنکھیں بند نہ ہوں۔

اس نے اپنے احساسات کو اتنا تیز کر لیا تھا کہ اسے محسوس ہوا کہ چکراتی ہوئی پنکھی کے پردے میں سے اسے دشمن کے کاک پٹ کا شفاف پردہ نظر آ رہا ہے۔ پردے کے پیچھے سے دو آنکھیں اسے گھور رہی تھیں اور وہ آنکھیں مجنونانہ نفرت سے جل رہی تھیں۔ یہ تصویر اعصابی تناؤ اور ہیجان کا نتیجہ تھی، لیکن الکسئی کو پکا یقین تھا کہ اس نے سچ مچ یہ سب کچھہ دیکھا ہے۔ ''چلو کام تمام ہوا!،، اس نے پٹھوں میں اور بھی تناؤ پیدا کرتے ہوئے سوچا۔ 'کام تمام ہوا'، اسے سامنے بڑھتا ہوا ہوائی جہاز نظر آیا۔ وہ اس کی طرف ہوا کے ناچتے ہوئے جھونکے کی طرح لپک رہا تھا۔ نہیں، جرمن بھی راستہ نہیں چھوڑیگا۔ کام تمام ہوا!

وہ اسی لمحے مرنے کو تیار ہو گیا۔ لیکن ٹھیک اس وقت، جب اسے محسوس ہوا کہ جرمن ہوائی جہاز صرف ایک ہاتھہ کے فاصلے پر رہ گیا ہے، جرمن ہواباز کی ہمت جواب دے گئی اور

اس کا ہوائی جہاز اوپر کی طرف اچھل پڑا — جرمن ہوائی جہاز کا دھوپ میں چمکتا ہوا نیلا پیٹ سامنے نظر آیا — اسی آن الکسئی نے اپنے تمام گھوڑوں کو دبا دیا، جرمن ہوائی جہاز میں گولیوں کی دھاریاں پیوست کر دیں اور اپنے ہوائی جہاز کو غوطہ دیا — اور جب اس کو اپنے سر پر زمین ناچتی ہوئی معلوم ہوئی تو اس نے ہوائی جہاز کو زمین کے پس منظر میں بے بسی سے پھڑپھڑاتے ہوئے دیکھا —

''اولیا!،، اس نے فتح کے احساس کی مجنونانہ سرشاری سے نعرہ بلند کیا اور سب کچھ بھول کر وہ ایک تنگ دائرے میں چکراتے ہوئے جرمن ہوائی جہاز کے آخری سفر میں ساتھ دینے لگا، یہاں تک کہ جرمن ہوائی جہاز، گھاس پھوس سے ڈھکی ہوئی سرخ زمین سے جا ٹکرایا اور سیاہ دھوئیں کا ایک ستون سا بلند ہو گیا —

تب جا کر، اس کا اعصابی تناؤ کم ہوا اور اس کے پٹھے ڈھیلے پڑے — اسے زبردست تھکن کے احساس نے آ دبوچا — اس نے ''تیل کی سوئی،، دیکھی — سوئی قریب قریب صفر پر کانپ رہی تھی —

تین یا زیادہ سے زیادہ چار منٹ کی اڑان کے لئے تیل باقی رہ گیا تھا — ہوائی اڈے تک واپس پہنچنے میں کم از کم دس منٹ لگینگے اور پھر کچھ وقت ذرا بلند اٹھنے کے لئے چاہئے — واقعی وہ بیوقوف تھا کہ اس زخمی ''فوکے،، کے ساتھ نیچے اتر آیا! ''بالکل بیوقوف بچے کی طرح!،، اس نے خود کو کوستے ہوئے کہا —

جیسا کہ بہادر اور ٹھنڈے دل و دماغ کے لوگوں کے ساتھ خطرے کے لمحے میں ہوتا ہے، اس کا ذہن صاف تھا اور بالکل گھڑی کی طرح ٹھیک ٹھیک کام کر رہا تھا — پہلی چیز تو یہ تھی کہ بلندی میں اٹھا جائے، چکر کاٹتے ہوئے نہیں بلکہ اپنے ہوائی اڈے کی طرف اڑتے ہوئے — ٹھیک!

اس نے اپنے ہوائی جہاز کو اسی سمت میں ڈال دیا اور گرتی ہوئی زمین اور دھندلے پڑتے ہوئے افق کو دیکھتے ہوئے اس نے اور ذرا ٹھنڈے دل سے غور کرنا شروع کیا — ایندھن پر بھروسہ کرنا فضول تھا — اگر سوئی ذرا غلطی پر بھی ہو تب بھی یہ کافی نہیں ہوگا — کیا ہوائی اڈے پر پہنچنے سے پہلے اتر جائے؟ لیکن کہاں؟ اس نے دل ہی دل میں اس مختصر سے راستے کا حساب لگایا — جنگل، ناھموار دلدل، مستقل مورچوں کے گڑھوں سے بھرے ہوئے کھیت، جن پر آڑے ترچھے ھل سے چل گئے تھے، جہاں گولوں سے گڑھے بن گئے تھے اور کانٹے دار تار پھیلے ہوئے تھے —

''نہیں! اگر میں اترا تو مارا جاؤنگا!،،

کیا چھتری لے کر اتر جاؤں؟ یہ ہو سکتا ہے — ابھی — چھت کھولو، ہوائی جہاز کا رخ بدلو، اسٹیرنگ گئر دھکیلو—— اور بس — لیکن ہوائی جہاز کا کیا ہوگا — اس شاندار، برق‌رو اور چوکس پرندے کا کیا ہوگا؟ اس کی جنگی خوبیوں نے اس دن تین بار اس کی جان بچائی تھی — اس کو یوں چھوڑ دوں، اسے چکنا چور کر دوں، اسے ٹوٹی پھوٹی دھات کے ڈھیر میں بدل دوں؟ ایسا نہ تھا کہ اس پر اس کا الزام دھرا جائیگا — اس کو اس کا ڈر نہ تھا — حقیقت تو یہ تھی کہ قاعدے کے مطابق اس قسم کی صورت حال میں اسے چھتری سے کودنے کا پورا حق تھا — اس وقت اسے یہ ہوائی جہاز ایک مضبوط اور وسیع دل، وفاشعار اور جاندار چیز معلوم ہوا — نہیں، اس کو یوں چھوڑ دینا بڑی دغابازی ہوگی — اور پھر —— اپنی شروع کی ہی اڑانوں میں بغیر ہوائی جہاز کے لوٹوں اور ریزرو میں بیٹھ کر نئے ہوائی جہاز کے آنے کا انتظار کروں، اس ھماھمی کے زمانے میں ھاتھ پر ھاتھ دھرے بیکار بیٹھا رہوں، محاذ پر عظیم الشان فتح کا آغاز ہو رہا ہے کیا ایسے وقت میں یونہی بیکار منڈلاتا پھروں!

''نہیں، اس سے کام نہیں چلیگا!،، الکسئی نے زور سے کہا، جیسے کسی دوسرے کی صلاح ماننے سے انکار کر رہا ہو۔
اس وقت تک اڑتے رہو جب تک انجن بند نہ ہو جائے — اور پھر؟ پھر دیکھا جائیگا —
وہ آگے پرواز کرتا رہا، پہلے تو تین ہزار میٹر کی بلندی پر اور بعد میں چار ہزار میٹر کی بلندی پر — وہ نیچے زمین کو دیکھتا چل رہا تھا کہ شاید کہیں کوئی میدان نظر آ جائے — وہ جنگل، جس کے پیچھے ہوائی اڈہ تھا ابھی سے افق پر لہراتا نظرآرہا تھا — وہ کوئی پندرہ کلومیٹر دور تھا — ''تیل کی سوئی،، کی تھرتھراہٹ بند ہوچکی تھی — اب وہ اطمینان سے آخری نقطے پر ٹکا ہوا تھا — لیکن انجن اب تک کام کر رہا تھا! کس چیز کے بل بوتے پر اڑ رہا تھا وہ؟ اونچا، اور اونچا... بہت اچھے!
دفعتاً، پرآہنگ گھنگھناہٹ بدل گئی — ہواباز اس گھنگھناہٹ کو محسوس بھی نہیں کرتا، جس طرح صحت مند آدمی دل کی دھڑکن سے بےنیاز رہتا ہے — الکسئی نے اس تبدیلی کو فوراً بھانپ لیا — جنگل اب صاف نظر آ رہا تھا — جنگل سات کلومیٹر دور تھا اور کوئی تین چار کلومیٹر چوڑا ہوگا — یہ دوری کچھہ زیادہ نہیں ہے — لیکن انجن کی دھڑکن میں یہ خوفناک تبدیلی پیدا ہو گئی تھی — ہواباز کا پورا وجود اس کو محسوس کرتا ہے، جیسے یہ انجن نہ ہو بلکہ وہ خود سانس لینے کے لئے تڑپ رہا ہو — یکایک، وہی ہیبتناک ''چک، چک، چک،، کی آواز آنا شروع ہوتی ہے جو اس کے پورے جسم میں درد کی کربناک ٹیس دوڑا دیتی ہے...
''نہیں! ٹھیک ہے — پھر اچھی طرح کام کر رہا ہے — یہ کام کر رہا ہے! وہ مارا! اور لو یہ رہا جنگل!،، اس کو برچ کے درختوں کے سر دھوپ میں موجیں مارتے ہوئے ہرے سمندر کی

طرح نظر آئے — ہاں جنگل — اب ہوائی اڈے کے سوا اور کہیں اترنا ناممکن تھا — اب صرف ایک راستہ رہ گیا تھا، آگے بڑھو، آگے بڑھو!

چک، چک، چک!..

انجن میں پھر گھنگھناہٹ پیدا ہوئی — کیا یہ گھنگھناہٹ دیر تک رہے گی؟ وہ جنگل کے اوپر اڑ رہا تھا — اسے جنگل کے بیچ سے ہموار اور سیدھے راستے دوڑتے نظر آئے، جیسے ونگ کمانڈر کے سر کی مانگ — اب ہوائی اڈہ تین کلومیٹر کی دوری پر رہ گیا تھا — اڈہ اس ناہموار سرحد کے پیچھے تھا — الکسئی کو محسوس ہوا جیسے وہ ناہموار سرحد اسے نظر آ رہی ہو —

چک، چک، چک! اور اچانک سناٹا چھا گیا، یہ خاموشی اتنی گہری تھی کہ اسے ہوا میں ایریل کے تار کی سنسناہٹ تیرتی ہوئی سنائی دینے لگی — قصہ ختم! میریسئف کے جسم میں ایک ٹھنڈی جھرجھری سی دوڑ گئی — چھتری لے کر اتر جاؤں؟ نہیں! ایک ذرا آگے جاؤ — اس نے ہوائی جہاز کا رخ اتار کی جانب موڑ دیا اور نیچے کی طرف ترچھا تیرنے لگا — وہ پوری کوشش کر رہا تھا کہ جہاں تک ممکن ہو توازن قائم رہے اور ہوائی جہاز چکر میں نہ پھنسنے پائے —

ہوا میں یہ مکمل خاموشی کتنی خوفناک تھی! یہ اتنی گہری خاموشی تھی کہ اس کو ٹھنڈے ہوتے ہوئے انجن کے چٹخنے کی آواز، اپنی کنپٹیوں کی پھڑکن اور تیز غوطے کی وجہ سے کانوں میں سنسناہٹ سنائی دی — زمین بڑی تیزی سے اسے گلے لگانے کے لئے اٹھ رہی تھی جیسے ایک بے حد زور دار مقناطیس اسے ہوائی جہاز کی طرف کھینچ رہی ہو!

یہ رہا جنگل کا کنارا — اور اس کے پار زمرد کی طرح ہوائی اڈے کا سبز میدان دکھائی دیا — بہت زیادہ دیر ہو چکی؟ پنکھا ایک طرف جھک کر رہ گیا — اس کو ہوا میں اس طرح ساکت دیکھنا بڑا بھیانک سماں تھا! جنگل بہت قریب تھا — کیا یہ خاتمہ تھا؟ کیا اولیا کبھی نہیں جان سکیگی کہ اس کا کیا انجام ہوا، پچھلے اٹھارہ مہینوں میں اس نے کتنی زبردست ناقابل یقین محنت کی تھی، اور اس نے آخرکار اپنی منزل پا لی تھی، وہ ایک کھرا، ہاں واقعی کھرا انسان بن گیا تھا — اور یہ سب کچھ حاصل کرنے کے فوراً بعد کیا اسے یوں گر کر فنا ہو جانا تھا؟

چھتری لے کر اتر جاؤں؟ وقت نکل چکا! ہوائی جہاز کے نیچے جنگل تیز تیز تیرتا چلا جا رہا تھا — اس طوفانی دوڑ میں درختوں کے سرے مسلسل ہرے میدان کی طرح نظر آ رہے تھے — اس نے پہلے بھی اس قسم کی چیز دیکھی تھی — کب؟ کیوں، بلاشبہ! اس موسم بہار کے زمانے میں، اپنے خوفناک حادثے کے وقت — جب بھی یہ ہرے میدان اسی طرح دوڑتے چلے گئے تھے — اس نے آخری جد و جہد کی اور اسٹیرنگ گئر کھینچ لیا...

۸

خون بہہ جانے کی وجہ سے پتروف کے کانوں میں گونج سی پیدا ہو رہی تھی — ہر چیز —— ہوائی اڈہ، مانوس چہرے اور سہ پہر کے وقت سنہرے بادل —— ہاں، ہر چیز اچانک ڈولنے لگی، دھیرے دھیرے بالکل الٹ گئی اور پھر دھندلی پڑنے لگی — اس نے اپنی زخمی ٹانگ ہلائی اور درد کی شدت سے ہوش میں آ گیا —

''کیا وہ نہیں آیا؟،، اس نے پوچھا —

''اب تک نہیں — بولو مت،، جواب ملا —

کیا ایسا ممکن ہے کہ اب میریسنف، جو اس دن ٹھیک اس لمحے جب پتروف کو اپنی موت سامنے نظر آ رہی تھی، آسمانی فرشتے کی طرح اس جرمن پر جھپٹا تھا، ہاں اب خود میریسئف جلے ہوئے گوشت کے ڈھیر کے سوا اور کچھ نہ ہو— گوشت کا ڈھیر جو گولوں سے پاش پاش اور روندی ہوئی زمین پر نہ جانے کہاں پڑا ہوگا؟ کیا سرجنٹ میجر پتروف اپنے لیڈر کی کالی کالی کچھ وحشی سی دل گداز اور ہنسی اڑاتی ہوئی آنکھیں پھر کبھی نہیں دیکھ سکیگا؟ کبھی نہیں؟

ونگ کمانڈر نے اپنی آستین گرا لی — اب اسے گھڑی کی ضرورت نہیں تھی — اس نے اپنے ہموار بالوں کو دونوں ہاتھوں سے سہلاتے ہوئے بوجھل سی آواز میں کہا:

''بس!،،

''کیا اب کوئی امید نہیں؟،، کسی نے پوچھا —

''نہیں — تیل جل چکا — شاید اس نے کہیں ہوائی جہاز اتار لیا ہو، یا چھتری لے کر اتر گیا ہو... اب یہ اسٹریچر یہاں سے لے جاؤ!،،

کرنل مڑا اور بے سرے پن سے کسی دھن پر سیٹی بجانے لگا — پتروف کو پھر گلے میں کوئی چیز پھنستی ہوئی معلوم ہوئی، یہ چیز اتنی بڑی اور گرم تھی کہ اس کا گلا گھٹنے لگا — کھانسی کی ایک عجیب آواز سنائی دی — ہوائی اڈے کے بیچوں بیچ لوگ اب تک خاموشی سے کھڑے تھے — انہوں نے مڑ کر دیکھا اور فوراً منہ پھیر لیا — زخمی ہواباز اسٹریچر پر پڑا سسکیاں بھر رہا تھا —

''اس کو لے جاؤ! کیا مصیبت ہے !..'' کرنل نے گھٹتی ہوئی آواز میں چلا کر کہا اور چل دیا — اس نے ہجوم کی طرف سے منہ پھیر لیا اور آنکھیں میچ لیں جیسے تیز ہوا سے بچنے کی کوشش کر رہا ہو —

لوگ بکھرنے لگے — لیکن ٹھیک اسی آن، جنگل کے کنارے کے اوپر سائے کی سی خاموشی سے ایک ہوائی جہاز تیرتا نظر آیا، اس کے پہیے درختوں کے سروں کو چھوتے ہوئے پھسل رہے تھے — ایک آسیب کی طرح یہ لوگوں کے سروں پر سے تیرتا ہوا زمین کے اوپر پھسلتا چلا گیا اور بیک وقت اس نے اپنے تینوں پہیوں سے گھاس کو چھوا جیسے کسی چیز نے اسے نیچے کھینچ لیا ہو — بوجھل خرخراہٹ جیسی آواز ابھری — بجری کی چرمراہٹ اور گھاس کی سرسراہٹ سنائی دی — یہ ایک غیر معمولی بات تھی کیونکہ جب ہواباز اترتے ہیں تو انجن کے شور میں یہ آوازیں کبھی سنائی نہیں دیتیں — یہ سب اتنا اچانک ہوا کہ کسی کی سمجھ میں آیا ہی نہیں کہ ہوا کیا — حالانکہ یہ انتہائی معمولی بات تھی — ایک ہوائی جہاز اترا، اور وہ تھا ''نمبر ۱۱'' — وہی ہوائی جہاز جس کی وہ اتنی بیقراری سے راہ دیکھ رہے تھے —

''وہی ہے!'' کوئی بالکل جنونی اور غیر فطری آواز میں چلایا اور ہر شخص کا سکتہ دور ہو گیا —

ہوائی جہاز نے دوڑنا بند کیا اور ہوائی اڈے کے کنارے سفید سفید چھال والے برچ کے نئے اور گھونگھریالے درختوں کے سامنے ساکت کھڑا ہو گیا — برچ کی چھال کو ڈھلتے سورج کی نارنجی کرنوں نے روشن کر رکھا تھا —

کاک پٹ سے کوئی نہیں نکلا — لوگ بے تحاشہ ہوائی جہاز کی طرف دوڑ پڑے، ہانپتے کانپتے اور ہر طرح کے اندیشے دل میں

لئے ہوئے — کرنل ان کے آگے آگے دوڑ رہا تھا — وہ اچھل کر پر کے اوپر چڑھ گیا — اس نے چھت ہٹائی اور کاک پٹ میں جھانک کر دیکھا — میریسئف ننگے سر بیٹھا تھا، اس کا چہرہ گرمیوں کے بادلوں کی طرح سفید تھا — اس کے خون سے خالی، سبزی مائل ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیلی ہوئی تھی — چبائے ہوئے ہونٹوں سے خون کی دو دھاریں پھوٹ رہی تھیں —

''زندہ ہو؟ چوٹ تو نہیں آئی؟،،

میریسئف کمزوری سے مسکرایا اور انتہائی نڈھال آنکھوں سے کرنل کی طرف دیکھتے ہوئے بولا :

''بالکل ٹھیک ہوں — ذرا گھبرا گیا تھا... کوئی چھ کلومیٹر تک ہوائی جہاز میں ایک بوند تیل باقی نہ رہا تھا —،،

ہوابازوں کا ہجوم، الکسئی کے گرد گھیرا ڈال کر کھڑا ہو گیا اور زور شور سے الکسئی کو مبارکباد دینے اور اس سے ہاتھ ملانے لگا —

''ذرا سنبھل کے بھائیو، تم تو پر کو توڑے ڈال رہے ہو! خدا کے لئے ایسا تو نہ کرو! مجھے نکلنے تو دو!،، الکسئی نے مسکراتے ہوئے کہا —

ٹھیک اسی لمحے، اپنے اوپر جھکے ہوئے سروں کے ہجوم کے نیچے سے اس نے ایک مانوس آواز سنی — لیکن یہ آواز اتنی مدھم تھی جیسے کہیں بہت دور سے آ رہی ہو —

''الیوشا! الیوشا!،،

میریسئف کی طاقت فوراً واپس آ گئی — وہ اچھل کر کھڑا ہو گیا — اس نے بازوؤں کے سہارے زور سے خود کو اٹھا کر اپنے بے ہنگم پیروں کو کاک پٹ سے باہر نکالا — پر کے اوپر کھڑے ہوئے ایک آدمی سے ٹھوکر کھاتے کھاتے بچا — وہ زمین پر کود گیا —

معلوم ہوتا تھا پتروف کا چہرہ تکیے میں دفن ہو گیا ہے — اس کی گہری اور بڑی بڑی آنکھیں آنسو سے ڈبڈبائی ہوئی تھیں —

''ارے یار، تم زندہ ہو! تم... ارے بدمعاش!،، الکسئی اپنے گھٹنوں کے بل اسٹریچر کے ایک طرف گرتے ہوئے چلایا — اس نے اپنے ساتھی کے بے بسی سے پڑے ہوئے سر کو ہاتھوں میں لے لیا اور اس کی درد سے بےچین اور مسرت کی چنگاریوں سے روشن آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھا —

''تم زندہ ہو!،،

''شکریہ الیوشا، تم نے میری جان بچائی — تم... الیوشا... تم...''

''بس بس ختم کرو! لےجاؤ زخمی کو یہاں سے! وہاں بیوقوفوں کی طرح منہ کھولے ہوئے کیا دیکھہ رہے ہو!،، کرنل کی گرجتی ہوئی آواز سنائی دی —

چھوٹے قد کا طاقت ور کرنل پاس ہی کھڑا جھوم رہا تھا — اس کے نیلے کوٹ کے نیچے سے اس کی گٹھی ہوئی ٹانگیں اور چست چمکتے ہوئے بوٹ دکھائی دے رہے تھے —

''سینئر لفٹیننٹ میریسئف، اپنی اڑان کے بارے میں رپورٹ دو — کوئی ہوائی جہاز مار کر گرایا؟،، اس نے افسرانہ لہجے میں مطالبہ کیا —

''جی ہاں، کامریڈ کرنل — دو 'فوکے وولف' —،،

''کن حالات میں؟،،

''ایک آڑے ترچھے حملے میں — وہ پتروف کا پیچھا کر رہا تھا — اور دوسرا سامنے کی جھڑپ میں — یہ واقعہ عام لڑائی کے علاقے سے کوئی ساڑھے تین کلومیٹر شمال کی طرف ہوا —،،

''میں جانتا ہوں — زمین سے مشاہدہ کرنے والے نے ابھی ابھی رپورٹ دی ہے... شکریہ —،،

''میں خدمت...'' الکسئی نے فوجی قاعدے کے مطابق کہنا چاہا لیکن کرنل نے اسے روک دیا، حالانکہ قاعدے اور ضابطہ کے معاملے میں وہ بڑا سخت تھا — پھر اس نے غیر رسمی لہجے میں کہا :

''بہت اچھا! کل تم کمانڈر ہوگے... تیسرے اسکواڈرن کا کمانڈر ہوائی اڈے پر واپس نہیں آیا —''

وہ کمانڈ پوسٹ کی طرف ایک ساتھہ چل دئے — اس دن اڑانوں کا سلسلہ ختم ہو چکا تھا اس لئے پورا ھجوم ان کے پیچھے پیچھے چلتا ھوا پہنچا — وہ کمانڈ پوسٹ کے سبز ٹیلے کے قریب پہنچ ھی رہے تھے کہ ڈیوٹی پر موجود افسر دوڑا ھوا آیا — وہ تیزی سے کرنل کے سامنے سیدھا کھڑا ھو گیا — وہ ننگے سر تھا اور بہت خوش اور هیجان سے بھرا ھوا معلوم ھوتا تھا — اس نے کچھہ کہنے کے لئے منہ کھولا لیکن کرنل نے اس کو خشک اور سخت آواز میں روک دیا —

''تمہارے سر پر ٹوپی کیوں نہیں؟ تم خود کو کیا سمجھتے ھو، کیا تم طالبعلم ھو اور چھٹی کے گھنٹے میں مزے اڑا رہے ھو؟''

''کامریڈ کرنل، مجھے رپورٹ دینے کی اجازت دیجئے'' جوش میں بھرے ھوئے لفٹیننٹ کے منہ سے نکلا — وہ اٹنشن کھڑا تھا اور ھانپ رھا تھا —

''کیا؟''

''ھمارے پڑوسی 'یاک' کے ونگ کمانڈر آپ سے ٹیلیفون پر بات کرنا چاھتے ھیں —''

''ھمارے پڑوسی! کیا چاھتے ھیں وہ؟..''

کرنل تیز تیز قدموں سے خندق کے زینے سے اترنے لگا —

''ضرور تمہارے بارے میں ھے...'' لفٹیننٹ نے الکسئی سے کہنا شروع کیا اتنے میں نیچے سے کرنل کی آواز آئی :

''میریسئف کو میرے پاس بھیجو!''

جب میریسئف تن کر اس کے سامنے اٹنشن کے پوز میں، دونوں ھاتھ لٹکائے کھڑا ھوا تو کرنل نے ھتھیلی رسیور پر رکھه دی اور غصے سے اس پر غرایا:

''تم نے مجھے غلط اطلاع کیوں دی؟ ھمارے پڑوسی جاننا چاھتے ھیں کہ 'نمبر گیارہ' کون اڑا رھا تھا۔ میں نے جواب دیا کہ سینئر لفٹیننٹ میریسئف، پھر انھوں نے پوچھا 'تم نے آج اس کے نام پر کتنے شکار لکھے؟' میں نے کہا دو۔ وہ کہتے ھیں 'اس کے نام ایک اور لکھو۔اس نے ایک اور 'فوکے وولف' کو مار گرایا جو میرا پیچھا کر رھا تھا۔ میں نے خود اس کو گرتے ھوئے دیکھا۔' ایں؟ خاموش کیوں ھو؟'' کرنل کی تیوریاں چڑھه گئیں اور اس نے غصے بھری نظروں سے الکسئی کو دیکھا۔ یہ کہنا مشکل تھا کہ وہ مذاق کر رھا ھے یا سنجیدگی سے کہه رھا ھے۔ ''کیا یہ سچ ھے؟ تم خود اس سے بات کر لو... ھلو! کیا تم ھو؟ ھاں سینئر لفٹیننٹ میریسئف یہاں موجود ھے۔ میں اس کو رسیور دے رھا ھوں۔''

ٹیلیفون پر ایک انجانی بھاری آواز آئی:

''شکریہ، سینئر لفٹیننٹ۔ تم نے کمال کر دیا۔ میں داد دیتا ھوں۔ تم نے میری جان بچائی۔ ھاں، میں اس کے ساتھه زمین تک گیا میں نے اسے زمین سے ٹکراتے ھوئے دیکھا۔ کیا تم پیتے ھو؟ تم ھمارے پاس آ جاؤ۔ تمھارے نام کی بوتل میرے پاس ھے۔ اچھا ایک بار پھر شکریہ۔ ملیں گے تو ھاتھه ملائینگے۔ اچھا اپنی مہم جاری رکھو۔''

میریسئف نے رسیور رکھه دیا۔ اس دن وہ جن تجربات سے گزرا تھا اس کے بعد وہ بالکل تھک کر چور ھو گیا تھا۔ اس کو صرف ایک خیال تھا اور وہ یہ کہ کسی نہ کسی طرح، جلد از جلد، ''چھچھوندر نگر'' پہنچ جائے، اپنی خندق میں جا کر نقلی پیر اتار

پھینکے اور اپنے تختے پر دراز ہو جائے — ٹیلیفون کے پاس ایک لمحے کو ادھر ادھر پھرنے کے بعد اس نے آہستہ آہستہ دروازے کا رخ کیا —

''کہاں چل دئے،، کرنل نے اس کا راستہ روکتے ہوئے کہا —

اس نے میریسئف کا ہاتھ اپنے چھوٹے سے، ھڈیالے ہاتھ میں لیا اور اتنے زور سے دبایا کہ اس کا ہاتھ دکھنے لگا — ''اچھا، میں تم سے کیا کہہ سکتا ہوں؟ بھلے آدمی! مجھے فخر ہے کہ تمہارے جیسے آدمی میرے ماتحت ہیں... اور کیا کہوں؟ شکریہ... ہاں اور وہ تمہارا یار، میرا مطلب ہے پتروف، وہ بھی اچھا لڑکا ہے — اور دوسرے بھی... میں کہتا ہوں تمہارے جیسے آدمی ہوں تو ہم جنگ نہیں ہار سکتے — ،،

اور اس نے دوبارہ زور سے میریسئف کا ہاتھ دبایا —

میریسئف اپنی خندق میں پہنچا تو رات ہو چکی تھی — لیکن وہ سو نہ سکا — اس نے تکیے کو الٹ پلٹ کیا، ہزار تک گنا اور پھر الٹی طرف سے گنا، اس نے اپنے ایسے تمام جاننے پہچاننے والوں کو یاد کیا جن کے نام ''الف،، اور ''بے،، سے شروع ہوتے تھے — وغیرہ وغیرہ... اور پھر اس نے ٹکٹکی باندھ کر مٹی کے تیل کے چراغ کو گھورنا شروع کیا لیکن نیند کو رجھانے کے یہ سب آزمودہ نسخے بیکار گئے — آنکھیں بند ہوئیں نہیں کہ مانوس تصویریں ابھرنے لگتیں، کبھی یہ تصویریں بہت ہی روشن ہوتیں اور کبھی اندھیرے میں اس طرح کھو جاتیں کہ پہچاننا مشکل ہو جاتا — چاندی کی طرح سفید بالوں کی لٹوں سے جھانکتی ہوئی نانا میخائل کی فکر میں ڈوبی ہوئی آنکھیں، اندرئی دیگتیارینکو کی بڑی بڑی پھیلی پھیلی آنکھیں جو ہمیشہ جھپکتی رہتیں، واسیلی واسیلیوچ جس کے گھنے بالوں کے گچھے لٹکتے رہتے تھے، اور جو ہمیشہ کسی نہ کسی کو ڈانٹ پلاتا رہتا، وہ بوڑھا نشانہ باز، اس کا سپاہیوں جیسا چہرہ جس

پر مسکراہٹ سے شکنیں پڑ جاتی تھیں — اس کو کمیسار وروبیوف کا موم جیسا چہرہ نظر آیا جو تکیے پر رکھا ہوا تھا، وہ اپنی دور رس، چبھتی ہوئی، دل پر پھایا رکھنے والی ہنستی ہنستی آنکھوں سے گھور رہا تھا — اس کی آنکھوں میں زینوچکا کے سرخ بال لہرا گئے جو ہوا میں اڑ رہے تھے — تصور ہی تصور میں چھوٹے سے قد کا جوشیلا استاد ناؤموف مسکرایا اور اس کے دل کی بات سمجھتے ہوئے اسے آنکھ ماری — بہت سے شاندار اور دوستی بھرے چہروں نے اسے دیکھا اور اندھیرے سے جھانکتے ہوئے مسکرائے — ان چہروں نے بہت سی یادوں کو جگا دیا اور اس کے دل کو جس سے جذبات پہلے ہی چھلکے پڑ رہے تھے گرمی اور سرشاری سے بھر دیا — لیکن پھر ان دوستانہ چہروں کے درمیان اولیا کا چہرہ ابھرا اور باقی سب چہرے مٹ گئے — پتلا سا چہرہ، افسر کی فوجی وردی سے جھانکتی ہوئی لڑکوں جیسی بڑی بڑی اور تھکی تھکی آنکھیں — وہ اس کو اتنی صاف اور روشن نظر آ رہی تھی جیسے وہ واقعی اس کے سامنے آ گئی ہو — اور کچھ اس انداز سے کہ اس نے زندگی میں کبھی اس کو اس طرح نہیں دیکھا تھا — تصور کی پرچھائیں اتنی روشن تھی کہ وہ چونک گیا —

سونے کی کوشش بیکار ہے! وہ نشاط انگیز طاقت کے جوش سے سرشار اٹھ بیٹھا، اس نے ''استالن گرادکا،، کی بتی کا گل جھاڑا، ایک کاپی سے ایک ورق نکالا، پنسل کی نوک جوتے کے تلوے پر تیز کی اور لکھنا شروع کر دیا:

''میری جان،، اس نے صاف لکھائی میں لکھا — وہ ان خیالات کا بڑی مشکل سے ساتھ دے پا رہا تھا جو اس کے دماغ میں دوڑ رہے تھے — ''آج میں نے تین جرمن ہوائی جہاز مار گرائے — لیکن یہ کوئی خاص بات نہیں — روزانہ ہمارے بعض ساتھی یہی کر

رہے ہیں، میں دون کی نہیں لونگا — میری جان، میری روح — آج میں چاہتا ہوں، آج مجھے اس کا حق حاصل ہو گیا ہے کہ میں تمہیں بتا دوں کہ اٹھارہ مہینے پہلے مجھ پر کیا قیامت گزر گئی تھی اور جس کو، معاف کرنا —— خدا کے لئے مجھے معاف کر دینا —— جس کو میں نے تم سے چھپایا — لیکن آج میں نے آخر فیصلہ کر ہی لیا...،،

الکسئی اپنے خیالوں میں کھو گیا — خندق میں اگے ہوئے تختوں کے پیچھے چوہے بول رہے تھے — ریت کی سرسراہٹ صاف سنائی دے رہی تھی — کھلے ہوئے دروازے سے ہوا کے جھونکوں کے ساتھ برچ کے درختوں اور پھلتی پھولتی گھاس کی خوشبو اندر آرہی تھی اور اس خوشبو کے ساتھ ساتھ بلبلوں کی دبی دبی مگر آزاد چہچہاہٹ بھی آ رہی تھی — کہیں دور، گھاٹی کے اس پار، شاید افسروں کے کھانے کے کمرے کے باہر، مرد اور عورت کی آوازیں ''ربینا،، کے درخت والا گیت گا رہی تھیں — دوری نے اس کی دھن میں ایک عجیب نرمی پیدا کر دی تھی اور اس نرمی نے رات کے وقت اس نغمے میں انوکھا اور لطیف جادو گھول دیا تھا — گیت نے اس کے دل کو ایک شیریں اداسی سے، انتظار اور امید کی اداسی سے بھر دیا...

دور سے آتی ہوئی توپوں کی دبی دبی، گھٹی گھٹی گھن گرج ہوائی اڈے میں ہلکی، بہت ہلکی سنائی دے رہی تھی کیونکہ ہوائی اڈہ ہماری بڑھتی ہوئی فوجوں کے عقب میں بہت پیچھے رہ گیا تھا — یہ گھن گرج نہ تو اس گیت کی گونج کو دبا سکی، نہ بلبلوں کے نغمے اور چہچہاہٹ کو اور نہ جنگل کی نرم نرم خواب‌ناک سرسراہٹ کو —

اختتامیہ

اوریل کی جنگ کا فاتحانہ انجام قریب تھا اور شمال کی طرف سے بڑھتی ہوئی فوجوں کے آس پاس سے اطلاع آ رہی تھی کہ کراسنوگورسک کی پہاڑیوں پر سے جلتا ہوا شہر نظر آ رہا ہے — ایسے میں ایک دن بریانسک محاذ کے ہیڈکوارٹر میں اطلاع آئی کہ پچھلے نو دن میں گارد لڑاکو ہوائی رجمنٹ کے ہوابازوں نے اس علاقے میں اپنی خدمات انجام دیتے ہوئے دشمن کے سینتالیس ہوائی جہاز مار گرائے — اپنے پانچ ہوائی جہازوں کا نقصان ہوا اور تین آدمی ہلاک ہوئے کیونکہ دو ہواباز تو ہوائی چھتری سے اتر گئے اور پیدل اپنے ہوائی اڈے پر واپس آ گئے — سوویت فوج کی برق رو پیش قدمی کے دنوں میں بھی یہ کارنامہ غیر معمولی تھا — میں ایک لیازان ہوائی جہاز میں بیٹھ گیا جو اسی رجمنٹ کے ہوائی اڈے پر جا رہا تھا — میرا ارادہ تھا کہ اس دستے کے ہوابازوں کی جانبازی اور بہادری کی داستان معلوم کروں اور ''پراودا،، کے لئے ایک مضمون لکھوں —

اس رجمنٹ کا ہوائی اڈہ ایک عام مرغزار میں واقع تھا — یہاں مٹی کے ڈھیروں وغیرہ کو ابھی ٹھیک سے ہٹایا بھی نہ گیا تھا — ہوائی جہاز، برچ کے جنگل کے کنارے تیتر اور چوزوں کے جھنڈ کی طرح چھپے ہوئے تھے — مختصر یہ کہ یہ ان میدانی ہوائی اڈوں

میں سے ایک تھا جو جنگ کے ان قیامت خیز دنوں میں عام تھے —

ہم ڈھلتی سہ پہر کو وہاں اترے — رجمنٹ کا مصروف اور ہنگامی دن ختم ہو رہا تھا — اوریل کے علاقے میں جرمن ہوائی جہاز غیر معمولی جوش و خروش دکھا رہے تھے اور اس دن ہر لڑاکو ہوائی جہاز نے کوئی سات اڑانیں کی تھیں — سورج ڈھلتے ڈھلتے آخری ہوائی جہاز اپنی آٹھویں اڑان سے لوٹ رہے تھے — کرنل چھوٹے قد کا آدمی تھا — اس کا چہرہ سنولایا ہوا تھا اور مانگ بڑی صفائی سے نکالی گئی تھی — وہ نیا نیا نیلا فلائنگ سوٹ پہنے ہوئے تھا — اس نے صاف صاف کہہ دیا کہ اس دن کے بارے میں وہ کوئی مربوط کہانی نہیں سنا سکتا — وہ تو صبح کے چھہ بجے سے ہوائی اڈے پر تھا اور تین بار خود پرواز کر چکا تھا — وہ اتنا نڈھال تھا کہ اس کے لئے کھڑا ہونا بھی دوبھر تھا — دوسرے افسر بھی اس دن اخبار نویسوں کو انٹرویو دینے کے موڈ میں نہ تھے — میں نے سوچا کہ مجھے اگلے دن تک ٹھہرنا پڑیگا — اور بہرحال اب اتنی دیر ہو گئی تھی کہ لوٹنے کا کوئی سوال نہ تھا — سورج کی کرنیں برچ کے درختوں کے سروں کو چوم رہی تھیں اور ان پر پگھلا ہوا سونا پھیر رہی تھیں —

آخری ہوائی جہاز اترے اور اپنے گھنگھناتے ہوئے انجن کے ساتھ جنگل کی طرف رینگتے چلے گئے — مستریوں نے ان کو گھمایا — اور زرد اور تھکے ہوئے ہواباز کاک پٹ سے اس وقت نکلے جب ہوائی جہازوں کو بخیر تمام ہری ہری ڈالیوں سے چھپے ہوئے خانوں میں چھپا دیا گیا —

سب سے آخری ہوائی جہاز اسکواڈرن نمبر تین کے کمانڈر کا تھا — کاک پٹ کی شفاف چھت ہٹائی گئی — پہلے اس میں سے ہاتھی دانت والی آبنوسی چھڑی زور سے نکلی جس پر سنہرے نقش و نگار بنے

ہوئے تھے — چھڑی گھاس پر گر گئی — پھر سنولائے ہوئے چوڑے چہرے اور کالے بالوں والے آدمی نے خود کو اپنے مضبوط بازوؤں پر اٹھایا، پھرتی سے اپنے جسم کو ایک طرف نکالا اور پر کے اوپر اتر گیا اور پھر زور سے زمین پر کود گیا — کسی نے مجھ سے کہا کہ وہ رجمنٹ کا سب سے اچھا ہواباز ہے — میں نے سوچا: شام بیکار کیوں جائے آؤ اس سے بات‌چیت چھیڑ دیں — مجھے پوری طرح یاد ہے کہ اس نے ہنستی ہوئی، جوشیلی، سیاہ آنکھوں سے مجھے دیکھا — اس کی آنکھوں میں لڑکپن کا امٹ کھلنڈراپن تھی جس میں ایک ایسے آدمی کی تھکی تھکی سی دانش مندی کا امتزاج تھا، جس پر بہت کچھ بیت چکی ہو — اس نے مسکراتے ہوئے مجھ سے کہا:

''ارے بندۂ خدا! میں تو مارے تھکن کے ڈھیر ہوا جا رہا ہوں — نہ جانے کس طرح اپنے پیر گھسیٹ رہا ہوں اور سر ہے کہ چکرا رہا ہے — تم نے کھانا کھایا؟ نہیں! تو پھر میرے ساتھ کھانے کے کمرے میں چلو — ہم ساتھ ہی کھانا کھائینگے — کھانے پر ہمیں ہر گرائے ہوئے ہوائی‌جہاز کے انعام میں دو سو گرام وادکا دیتے ہیں — آج مجھے چھ سو گرام کا حق ہے — ہم دونوں کے لئے اتنا کافی ہے — تو پھر چلتے ہو نا؟ تم کہانی سننے کو اس قدر بیقرار ہو تو آؤ کھانا کھائیں اور بات‌چیت کریں —''

میں راضی ہو گیا — مجھے یہ صاف گو، خوش‌مزاج افسر بہت پسند آیا — ہم اس راستے سے گئے جو جنگل میں ہوابازوں کے قدموں سے بن گیا تھا — میرا نیا دوست تیز تیز چل رہا تھا اور باربار گوندنیوں کا گچھا توڑنے کے لئے جھک جاتا تھا اور اسی آن ان گچھوں کو منہ میں رکھ لیتا تھا — یقینی وہ بہت تھکا ہوا ہوگا، کیونکہ اس کے قدم بھاری بھاری اٹھ رہے تھے — لیکن وہ اپنی عجیب و غریب چھڑی کا سہارا نہیں لے رہا تھا — وہ اس کے بازو سے لٹکی ہوئی تھی — ہواباز

صرف تھوڑی تھوڑی دیر پر محض ککرمتے اورجڑی بوٹیوں کے پودوں پر ہاتھہ صاف کرنے کے لئے اسے ہاتھہ میں لیتا تھا – جب ہم نالا پار کر کے مٹی کی پھسلواں ڈھلان پر چڑھنے لگے تو ہواباز کو دقت ہوئی اور اس نے جھاڑیوں کو پکڑ پکڑ کر ان کے سہارے اوپر گھسٹنا شروع کیا – لیکن چھڑی کا سہارا نہیں لیا –

کھانے کے کمرے میں اس کی تھکن فوراً رفوچکر ہو گئی – اس نے کھڑکی کے پاس ایک میز چنی جہاں سے ہم غروب آفتاب کی ٹھنڈی اور سرخ ضیاپاشیوں کا نظارہ کر سکتے تھے – ہواباز اس سے یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ اگلے دن ہوا بہت زوردار ہوگی – اس نے بڑے شوق سے بھر ڈونگا پانی منہ میں غٹ‌غٹ انڈیل لیا – پھرخوبصورت گھونگھریالے بالوں والی ایک ویٹرس پر ہسپتال میں پڑے ہوئے ایک دوست کے بارے میں چوٹ کی – ہواباز نے بتایا کہ اس کی خاطر ویٹرس نے کھانے میں اتنا نمک ڈالنا شروع کر دیا ہے کہ سب کا جینا اجیرن ہوگیا ہے – وہ کافی چاؤ سے کھانا کھاتا اور مٹن چاپ کی ہڈی کو مضبوط دانتوں سے چباتا رہا اور دوسری میزوں پر بیٹھے ہوئے ساتھیوں پر فقرے چست کرتا رہا – اس نے مجھہ سے کہا کہ ماسکو کی کچھہ نئی خبریں سناؤ، پوچھا کہ کون کون سی نئی کتابیں چھپی ہیں، اور تھیٹروں میں کون سے نئے ڈرامے کھیلے گئے ہیں اور اس پر افسوس کا اظہار کیا کہ وہ اب تک ایک بار بھی ماسکو آرٹ تھیٹر نہیں گیا ہے – جب ہم نے گوندنیوں کی جیلی کا تیسرا کورس ختم کر لیا (جس کو ہواباز ''بجلی کی کڑک،، کہتے تھے) تو اس نے مجھہ سے پوچھا –

''کیا تم نے رات بسر کرنے کا انتظام کر لیا ہے؟،، میں نے کہا ''نہیں –،، ''تو پھر آؤ میری خندق میں سوؤ،، اس نے کہا – اس نے ایک لمحے کو تیوریاں چڑھائیں اور پھر کہا ''آج میرا ساتھی

نہیں لوٹا... اس لئے ایک تختہ خالی ہے– میں کہیں سے کوئی صاف ستھری چادر ڈھونڈ لونگا – آؤ تو پھر چلیں –،،

ظاہر تھا کہ وہ ان لوگوں میں سے تھا جن کو لوگوں سے بڑا لگاؤ ہوتا ہے، جنہیں نوواردوں سے گپ کرنے کا شوق ہوتا ہے– میں راضی ہو گیا –ہم نالے میں اترے– ڈھلانوں پر، دونوں طرف جنگلی رس بھریوں اور جڑی بوٹیوں کے پودوں کے درمیان خندقیں بنی ہوئی تھیں – چاروں طرف سڑتی ہوئی پتیوں اور سانپ کی چھتریوں کی خوشبو بسی ہوئی تھی –

مٹی کے تیل کا دھواں دینےوالا چراغ ''استالن گرادکا،، اچھی طرح جل اٹھا اور خندق کا اندرونی حصہ روشن ہو گیا – خندق خاصی کشادہ اور آرام‌دہ معلوم ہونے لگی – ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اس میں بہت دنوں سے لوگوں کا بسیرا ہے– اس کی مٹی کی دیواروں میں، دو صاف ستھرے تختے بنے ہوئے تھے جن پر تازہ اور خوشبودار سوکھی گھاس سے بھرے ہوئے گدے بچھے ہوئے تھے – کچھہ تازہ برچ کے پودے، جن کے پتے اب تک سر سبز تھے، کونوں میں گڑے ہوئے تھے – ہواباز نے بتایا کہ یہ ''خوشبو بسانے کے لئے ہے–،، تختوں کے اوپر دیواروں میں طاق بڑی صفائی سے کھودے گئے تھے، اور کاغذ بچھے ہوئے طاقوں میں کتابیں، داڑھی بنانے کا سامان، صابن اور دانتوں کا برش رکھا تھا –ایک تختے کے سرھانے کے اوپر، ہوائی‌جہاز کے شیشے کے دو خوبصورت فریموں میں دو تصویریں نظر آ رہی تھیں – خاموشی اور بے عملی کے دور میں، دست کار قسم کے ہواباز، دشمنوں کے ہوائی‌جہازوں کے ٹوٹے پھوٹے حصوں سے بہت بڑی تعداد میں اس قسم کے فریم بناتے تھے – میز پر ایک ڈونگے میں خوشبو دار جنگلی رس بھریاں گوکھرو کے پتے سے ڈھکی رکھی تھیں – رس بھریوں، برچ کے نئے نویلے پودوں، سوکھی گھاس اور فر کی ٹہنیوں سے، جن سے فرش

ڈھکا پڑا تھا، ایسی تیز خوشبو اٹھہ رہی تھی، خندق اتنی ٹھنڈی تھی اور نالے میں ٹڈیوں کی ٹراہٹ اتنی سکوں بخش تھی کہ ہم پر ایک خوشگوار غنودگی سی طاری ہو گئی اور ہم نے طے کیا کہ چلو بات چیت اور رس بھریوں، دونوں کا دور کل پر اٹھا رکھیں —

هواباز باهر گیا — میں نے زور زور سے دانت صاف کرنے اور ٹھنڈے پانی سے منه هاتهه دهونے کی آواز سنی اور اس کی کهنکار کی آواز پورے جنگل میں گونج گئی — وہ خوش خوش اور تازہ دم واپس آیا — پانی کی بوندیں اس کے بالوں اور بھوؤں پر چمک رہی تھیں — اس نے چراغ کی بتی مدھم کی اور کپڑے اتارنے لگا — کوئی چیز کھٹ سے فرش پر گری — میں نے نیچے دیکھا اور مجھے اپنی آنکھوں پر یقین نہ آیا — اس کے پیر فرش پر پڑے تھے! بے پیروں کا ھواباز! اور ایک لڑاکو ھوائی‌جہاز کا ھواباز! ایک ایسا ھواباز جس نے اس دن سات اڑانیں کی تھیں اور دشمن کے تین ھوائی‌جہاز مار گرائے تھے! یہ سب ناقابل‌یقین تھا —

لیکن واقعہ یہ تھا کہ اس کے پیر، نقلی پیر، جس پر بالکل فٹ فوجی جوتے چڑھے ہوئے تھے، فرش پر پڑے تھے! اوپر کے حصے تختے کے نیچے تھے اور ایسا لگتا تھا کہ کوئی آدمی وہاں چھپا ہوا تھا اور اس کے پیر جھانک رہے تھے — ظاهر تھا کہ میرے چہرے سے اندرونی حیرانی جھلک رہی تھی کیونکہ میرے میزبان نے خوش‌مزاجی سے بڑی شریر مسکراھٹ کے ساتھہ کہا:

''تمہیں پہلے پتہ نہیں چلا کیا؟''

''مجھے تو خواب میں بھی خیال نہیں تھا کہ...''

''مجھے یہ سن کر بہت خوشی ہوئی! شکریہ! لیکن میں حیران ہوں کہ کسی نے تم سے نہیں کہا — ہمارے رجمنٹ میں لوگ جتنے اچھے ھواباز ھیں اتنے ہی چھٹے ہوئے بھی — دلچسپ

بات ہے کہ ایک نیا آدمی یہاں آئے، اور وہ بھی ''پراودا،، کا نامہ نگار، اور وہ اسے دوڑ کر یہ نہ بتائیں کہ ان کے یہاں ایک عجوبہ ہے -،،

''لیکن یہ تو ہے ہی ایک غیرمعمولی بات، یہ تو تم بھی مانوگے - بغیر پیر کے لڑاکو ہوائی جہاز اڑانا! بڑے دل گردے کا کام ہے - ہوابازی کی تاریخ میں اس کی کہیں مثال نہیں ملتی -،،

ہواباز نے ترنگ کے ساتھہ سیٹی بجائی:

''ہوابازی کی تاریخ! تاریخ کو بہت سی باتیں نہیں معلوم تھیں جو اس نے ہمارے ہوابازوں سے اس جنگ کے دوران میں سیکھی ہیں - لیکن اس میں خوش ہونے کی کیا بات ہے؟ تم میرا یقین کرو، ان پیروں کے بجائے اپنے اصلی پیروں سے ہوائی جہاز اڑانے کو میں کہیں زیادہ ترجیح دونگا - لیکن اب چارہ کیا ہے، جو ہونا تھا سو ہوگیا -،، ہواباز نے ٹھنڈی سانس بھری اور کہا ''اور سچ تو یہ ہے کہ ہوابازی کی تاریخ ایسے واقعات جانتی ہے -،،

اس نے اپنے نقشے کے تھیلے کو ٹٹولا اور ایک رسالے کا تراشہ نکالا - یہ مڑا تڑا اور پھٹا ہوا تھا اور اسے باریک کاغذ پر چپکا کر جوڑا گیا تھا - اس میں ایک ایسے ہواباز کا قصہ تھا جس کا ایک پیر جاتا رہا تھا لیکن اس نے اس کے باوجود ہوائی جہاز اڑایا تھا -

''لیکن اس کا ایک پیر تو باقی تھا - اور اس کے علاوہ وہ لڑاکو ہوائی جہاز تو نہیں اڑاتا تھا - وہ تو پرانا 'فارمین، اڑاتا تھا،، میں نے کہا -

''لیکن میں سوویت ہواباز ہوں،، جواب ملا ''ہاں یہ نہ سمجھنا کہ میں ڈینگ مار رہا ہوں - یہ میرے الفاظ نہیں ہیں - یہ الفاظ مجھہ سے ایک بہت اچھے، ایک کھرے انسان نے کہے تھے... (اس نے لفظ ''کھرے،، پر ایک خاص زور دیا) اب وہ مر چکا ہے -،،

ہواباز کے چوڑے اور جوشیلے چہرے پر دلکش اور دل دوز اداسی کی کیفیت چھا گئی، اس کی آنکھیں نرم دلی بھری صاف روشنی سے چمکنے لگیں، اس کا چہرہ کم از کم دس برس اپنی عمر سے کم معلوم ہونے لگا ـــ بالکل نوجوانوں جیسا چہرہ ـ اور میں یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ یہ آدمی، جس کو ایک لمحے پہلے تک میں ادھیڑ سمجھے بیٹھا تھا، مشکل سے تیئیس برس کا ہوگا ـ

''مجھے اس سے نفرت ہے کہ لوگ مجھ سے پوچھیں کہ کیا، کب اور کیسے ہوا... لیکن اس وقت سب کچھ مجھے یاد آ رہا ہے... تم میرے لئے اجنبی ہو ـ کل ہم ایک دوسرے کو خدا حافظ کہینگے اور شاید پھر کبھی نہیں ملینگے... اگر تم چاہو تو میں تمہیں اپنے پیروں کی کہانی سنا دوں ـ،،

وہ اپنے بستر پر بیٹھ گیا، اس نے کمبل ٹھوڑی تک کھینچ لیا اور اپنی کہانی شروع کی ـ معلوم ہوتا تھا کہ وہ اپنے آپ سے باتیں کر رہا ہے ـــ میرے وجود سے بے خبر ـ لیکن وہ اپنی کہانی اچھے انداز سے اور بڑی صفائی سے سنا رہا تھا ـ یہ ظاہر تھا کہ اس کا ذہن تیز تھا، اس کا حافظہ اچھا اور دل بہت بڑا ـ میں نے محسوس کر لیا کہ میں کوئی بہت ہی اہم اور بے نظیر قصہ سننے والا ہوں، ایک ایسا قصہ جو شاید دوبارہ نہ سن سکوں ـ میں نے میز پر سے اسکول کی ایک کاپی کھینچی جس پر یہ عبارت لکھی تھی ''اسکواڈرن نمبر تین کے لڑاکو دستے کا روز نامچہ،، ـ اس میں میں نے اس کی کہانی لکھنا شروع کی ـ

رات دبے پاؤں جنگلوں پر تیر رہی تھی ـ چراغ میز پر چرچر رہا تھا، سنسنا رہا تھا اور بہت سے بے پروا پروانے، جنھوں نے اپنے پر جلا لئے تھے، اس کے گرد پڑے ہوئے تھے ـ شروع میں، ہوا کے جھونکوں میں اکارڈین کا تیرتا ہوا نغمہ ہم تک آیا ـ اس کے

بعد اکارڈین کی آواز ختم ہو گئی اور وہ مخصوص آوازیں سنائی دینے لگیں، جو رات کے وقت جنگل میں گونجتی رہتی ہیں— بگلے کی تیز چیخ، دور سے ایک الو کے بولنے کی آواز، قریب دلدل میں مینڈکوں کی ٹراھٹ اور ٹڈیوں کی چیخ، اس کی ھلکی ھلکی دکھی اور سوچ میں ڈوبی ھوئی آواز میں گھل گئی تھی—

یہ آدمی جو کہانی سنا رھا تھا، اتنی حیرت ناک تھی کہ میں نے اسے زیادہ سے زیادہ تفصیل کے ساتھ اپنی کاپی میں لکھنے کی کوشش کی— میری کاپی بھر گئی، مجھے ایک اور کاپی طاق پر مل گئی اور وہ بھی بھر گئی— مجھے پتہ بھی نہ چلا کہ خندق کے تنگ دروازے سے جھانکتا ھوا آسمان زرد پڑ چکا ھے— الکسئی ماریسئف کی کہانی اس موڑ تک پہنچ گئی تھی جب اس نے ''ریختکوفن،، ڈویژن کے تین ھوائی جہاز گرانے کے بعد محسوس کیا کہ اب وہ پھر باقی دوسرے ھوابازوں کے برابر ھو گیا ھے—

''ھم باتیں کرتے رھے اور رات چپکے سے دبے پاؤں نکل گئی— صبح سویرے مجھے ھوائی جہاز میں اڑنا ھے،، اس نے اپنی کہانی کا سلسلہ ختم کرتے ھوئے کہا— ''میں نے تمہیں تھکا دیا ھوگا— آؤ ھم کچھہ نیند کا مزا لے لیں—،،

''لیکن اولیا کا کیا ھوا؟ اس نے کیا جواب دیا؟،، میں نے پوچھا اور پھر خود کو روکا ''معاف کرنا! شاید یہ بے تکا سوال ھے— اس کا جواب نہ دو اگر یہ...،،

''کیوں؟،، اس نے ھنستے ھوئے کہا ''ھم دونوں پاگل نکلے— معلوم ھوا کہ اس کو یہ سب کچھہ پہلے ھی سے معلوم تھا— میرے دوست اندرئی دیگتیارینکو نے اس کو فوراً ھی سب کچھہ لکھہ دیا تھا—— پہلے تو میرے ھوائی جہاز کے گرنے کے بارے میں لکھا اور بعد میں پیروں کے کٹنے کے بارے میں— لیکن اس

نے جب دیکھا کہ میں اس سے چھپا رہا ہوں تو وہ بھی انجان بن گئی — ہم ایک دوسرے کو دھوکا دے رہے تھے — خدا جانے کیوں! کیا تم اس کو دیکھنا چاہتے ہو؟،،

اس نے چراغ کی بتی بڑھائی اور چراغ کو ٹیڑھے میڑھے فریموں کے پاس لے گیا جو تختے کے سرہانے دیوار پر لٹک رہے تھے — ایک تصویر تو بہت ہی اناڑی ہاتھ کی کھینچی ہوئی معلوم ہوتی تھی — یہ بہت دھندلی پڑ گئی تھی اور بالکل مٹی مٹی سی معلوم ہوتی تھی — کسی چراگاہ میں پھولوں کے درمیان بیٹھی ہوئی، بے فکری سے مسکراتی ہوئی لڑکی کے نقوش بہت مدھم مدھم نظر آ رہے تھے — دوسری تصویر میں، وہی لڑکی جونیر لفٹیننٹ ٹکنیشین کی وردی میں نظر آ رہی تھی — اس کا چہرہ تیکھا اور پتلا تھا اور آنکھوں سے غور و فکر کی کیفیت چھلک رہی تھی — وہ اتنی چھوٹی تھی کہ فوجی وردی میں خوبصورت لڑکا معلوم ہو رہی تھی — لیکن اس لڑکے کی آنکھیں تھکی ہوئی اور دل میں اترتی ہوئی معلوم ہوتی تھیں —— آنکھیں جن سے کھلنڈرا پن غائب ہو چکا تھا —

''کیا تمھیں پسند آئی؟،،

''بہت،، میں نے پورے خلوص سے کہا —

''مجھے بھی پسند ہے،، اس نے خوشگوار مسکراہٹ کے ساتھ جواب دیا —

''اور استروچکوف، وہ اب کہاں ہے؟،،

''معلوم نہیں — اس کا آخری خط مجھے جاڑے میں ملا تھا، اس نے یہ خط ولیکئے لوکی کے پاس کہیں سے لکھا تھا —،،

''اور وہ ٹینک مین، کیا نام ہے اس کا؟،،

''تمھاری مراد گریشا گووزدیف سے ہے؟ وہ اب میجر ہے — اس نے پروخورووکا کے پاس مشہور لڑائی میں حصہ لیا اور اس کے

بعد کورسک کے پاس ٹینکوں کے حملے میں — ہم ایک ھی علاقے میں لڑ رہے تھے لیکن ہم مل نہ سکے — وہ ایک ٹینک رجمنٹ کا کمانڈر ھے — نہ جانے کیوں اس نے بہت دنوں سے مجھے خط نہیں لکھا ھے — لیکن پروا نہیں — اگر ہم زندہ رہ گئے تو جنگ کے بعد ایک دوسرے کو ڈھونڈ نکالینگے — لیکن ہم زندہ کیوں نہیں رھینگے بھلا... اچھا اب ذرا سو لیں! رات تو ختم ہوئی!،،

اس نے روشنی بجھا دی اور خندق نیم تاریکی میں غرق ہو گئی — برھم صبح کی دھندلی، سرمئی روشنی میں ھمیں مچھروں کے بھنبھنانے کی آواز صاف سنائی دی، شاید جنگل کی اس شاندار آرام گاہ میں وھی واحد مصیبت تھے —

''میں تمھارے بارے میں 'پراودا، میں لکھنا چاھتا ھوں،، میں نے کہا —

''اس کا فیصلہ کرنا تمہارا کام ھے،، ھواباز نے کوئی خاص جوش دکھائے بغیر جواب دیا — پھر اس نے انتہائی نیند بھری آواز میں کہا ''لیکن بہتر ھوگا کہ تم نہ لکھو — گوئبلز اس کہانی کا فائدہ اٹھائیگا اور ساری دنیا میں ڈھول پیٹیگا کہ دیکھو روسی بے پیر والے آدمیوں کو بھی لڑنے پر مجبور کر رھے ھیں اور اسی قسم کی واھیات باتیں کرےگا... تم خوب جانتے ھو یہ فاشست کیا اور کیسے ھیں —،،

دوسرے ھی لمحے وہ بڑے زور شور سے خراٹے لے رھا تھا — لیکن میں سو نہ سکا — اس کہانی کی سادگی اور عظمت نے میرے رگ و پے میں ایک عجیب سرشاری سی پیدا کر دی تھی — یہ ایک بہت ھی خوبصورت خیالی داستان معلوم ھوتی اگر اس کا ھیرو سامنے بیٹھا نہ ھوتا اور اس کے نقلی پیر فرش پر پڑے، نمی سے چمکتے اور بھور کی سرمئی روشنی میں یوں صاف نظر نہ آتے —

میں اس کے بعد الکسئی ماریسئف سے بہت لمبی مدت تک نہ مل سکا۔ لیکن جنگ کی لہر مجھے جہاں بھی لے جاتی وہ دو کاپیاں ہمیشہ میرے ساتھہ رہتیں جن میں میں نے اوریل کے قریب ہواباز کا شاندار رزمیہ ''اوڈیسے،، قلم بند کیا تھا۔ جنگ کے زمانے میں، طوفان سے پہلے کی خاموشی اور گھمسان کی لڑائی، دونوں میں، آزاد یورپ سے گزرتے ہوئے، میں نے جانے کتنی بار اس کی کہانی لکھنا شروع کی۔ لیکن میں ہر دفعہ اسے اٹھا کر رکھہ دیتا تھا، کیونکہ میں جو کچھہ لکھنے میں کامیاب ہوتا وہ اس کی حقیقی زندگی کے مقابلے میں بہت پھیکا معلوم ہوتا۔

میں نیورمبرگ میں، بین الاقوامی فوجی عدالت کے ایک اجلاس میں موجود تھا۔ یہ وہ دن تھا جب ہرمین گوئرنگ سے جرح کا سلسلہ ختم ہو رہا تھا۔ تحریری ثبوت سے چکرا کر اور سوویت وکیل کے سوالات سے مجبور ہو کر ''جرمن نازی نمبر ۲،، نے جھجکتے ہوئے، دانت بھینچ کر، عدالت کو بتایا کہ سوویت دیس کی وسعتوں میں لڑی جانے والی جنگوں میں سوویت فوجوں کے حملوں سے فاشزم کی فوج کس طرح پسپا ہو کر مٹ گئی۔ اپنے آپ کو صحیح ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہوئے گوئرنگ نے بوجھل آنکھیں آسمان کی طرف اٹھائیں اور کہا ''خدا کی یہی مرضی تھی۔،،

''کیا تم اس کا اعتراف کرتے ہو کہ دغابازی سے سوویت یونین پر حملہ کر کے، جس کے نتیجے کے طور پر، جرمنی کو پسپا ہونا پڑا تم نے ایک شرمناک جرم کیا تھا،، سوویت وکیل رومن رودینکو نے گوئرنگ سے پوچھا۔

''یہ جرم نہیں تھا، یہ ایک تباہ کن غلطی تھی،، گوئرنگ نے تیوریاں چڑھاتے اور آنکھیں جھکاتے ہوئے دھیمی آواز میں کہا۔ ''میں صرف اتنا کہہ سکتا ہوں کہ ہم نے بالکل بے پروائی سے

قدم اٹھایا کیونکہ، جیسا کہ جنگ کے دوران میں واضح ہوا، ہم بہت سی چیزوں سے ناواقف تھے، ہم ان چیزوں کا خیال بھی نہیں کر سکتے تھے — بنیادی چیز یہ تھی کہ ہم سوویت روسیوں کے کردار کو نہیں جانتے تھے، نہیں سمجھتے تھے — روسی —— معمہ تھے اور اب بھی ہیں — دنیا کے بہترین جاسوسوں کا جال بھی سوویت یونین کی اصلی جنگی قوت کا پتہ نہیں لگا سکتا — میری مراد توپوں، ہوائی جہازوں اور ٹینکوں کی تعداد سے نہیں ہے — یہ تو ہم موٹے موٹے طور پر جانتے تھے — نہ میرے ذہن میں ان کی صنعت کی وسعت اور صلاحیت ہے — میرے ذہن میں وہاں کے لوگ ہیں — بدیسیوں کے لئے روسی ہمیشہ ایک معمہ رہے ہیں — نپولین بھی ان کو سمجھنے میں ناکام رہا تھا — ہم نے محض نپولین کی غلطی دوہرائی ہے —،،

''روسیوں کے معمہ،، ہونے کا اور ہمارے ملک کی ''انجانی جنگی طاقت،، کا مجبور ہو کر جو ''اعتراف،، کیا گیا، اس سے ہمارا دل فخر کے جذبات سے بھر گیا — ہم خوب اچھی طرح اس کا یقین کر سکتے ہیں کہ سوویت عوام، ان کی صلاحیت، ان کی خوبیاں، ان کی ہمت اور بے لوث قربانیاں، جن پر ساری دنیا جنگ کے زمانے میں حیران رہ گئی، گوئرنگ جیسے لوگوں کے لئے معمہ تھیں اور معمہ ہیں — ہاں واقعی، جرمنوں کے * «Herrenvolk» ہونے کے ''نظرئیے،، کو جنم دینے والے ایک ایسی قوم کی روح اور طاقت کو کیسے سمجھ سکتے ہیں جو ایک سوشلسٹ دیس میں پروان چڑھی ہو؟ اور مجھے یکایک الکسئی ماریسئف یاد آیا — شاہ بلوط کی لکڑی کے اس تاریک اور اداس کمرے میں اس کی دھندلی تصویر ابھری —

---

* فوق البشر —

اور ٹھیک وهاں، فاشزم کے گہوارے، نیورمبرگ میں، میرے دل میں زبردست خواهش پیدا هوئی کہ ان کروڑوں سوویت لوگوں میں سے ایک کی کہانی سناؤں جنهوں نے کیپٹل کی فوجوں اور گوئرنگ کی هوائی فوج کے پرخچے اڑائے تھے، جنهوں نے روئیڈر کے بیڑے کے جہازوں کو سمندر کی تہہ میں سلا دیا تھا — اور زبردست حملوں سے هٹلر کی قزاقی اور غارتگری مچانے والی سلطنت کی اینٹ سے اینٹ بجا دی تھی —

نیورمبرگ میں، پیلی جلد والی کاپیاں میرے پاس تھیں — ان میں سے ایک پر خود ماریسئف کی لکھائی میں لکھا هوا تھا ''اسکواڈرن نمبر تین کے لڑاکو دستے کا روزنامچہ،، — فوجی عدالت سے اپنی قیام گاہ پر واپس آ کر میں نے وہ نوٹ پڑھے اور پھر لکھنا شروع کیا اور الکسئی ماریسئف کے بارے میں داستان پوری سچائی کے ساتھہ قلم بند کرنا شروع کی جو اس نے مجھے سنائی تھی —

اس نے جو کچھہ کہا تھا، اس میں سے بہت کچھہ میں قلم بند نہیں کر سکا تھا اور ان چار سال میں اس میں سے بہت کچھہ بھول چکا تھا — اپنے انکسار میں، الکسئی نے اپنے بارے میں بہت کچھہ نظر انداز کر دیا تھا اور مجھے اپنے تصور کی مدد سے خانہ پری کرنی پڑی — اس رات، اس نے جس تفصیل اور خلوص کے ساتھہ اپنے دوستوں کا نقشہ کھینچا تھا، وہ میری یاد میں محفوظ نہیں رها تھا اور مجھے اپنے تصور کی مدد سے ان کے نقوش ابھارنے پڑے — میں اس سلسلے میں حقیقت کی بالکل ٹھیک تصویر نہیں کھینچ سکا اس لئے میں نے هیرو اور اس کے ساتھیوں اور مددگاروں کے ناموں میں ایک ذرا سی تبدیلی کر دی هے — جن لوگوں کو تصویروں میں اپنی جھلک نظر آئے وہ امید هے کہ مجھے معاف کر دینگے —

میں نے اس کتاب کو ''چراغ جلتا رہا،، کا نام دیا ہے — کیونکہ یہ چراغ الکسئی ماریسئف ہے، کھرا سوویت انسان، ایسا انسان جسے ہرمین گوئرنگ اپنی انتہائی شرمناک موت کے دن تک نہ سمجھ سکا اور ایسے تمام لوگ آج تک نہیں سمجھتے جو تاریخ کا سبق بھلانا چاہتے ہیں، وہ تمام لوگ جو آج بھی نپولین اور ہٹلر کے راستے پر چلنے کے خواب دیکھ رہے ہیں —

''چراغ جلتا رہا،، نے اس طرح جنم لیا — جب مسودہ تیار ہو گیا تو اشاعت سے پہلے میں چاہتا تھا کہ اس کہانی کا خاص ہیرو ایک نظر اسے دیکھ لے — لیکن جنگ کے ہنگامے میں وہ بالکل میری نظر سے اوجھل ہو چکا تھا اور اب اس کا کوئی نشان نہ ملتا تھا — ان ہوابازوں کو اس کے بارے میں کچھ معلوم نہ تھا جن سے ہم دونوں کی جان پہچان تھی — میں نے جن سرکاری حلقوں میں الکسئی پتروو چ ماریسئف کے بارے میں پوچھ گچھ کی وہ بھی اس کی تلاش میں میری مدد نہ کر سکے —

کہانی رسالے میں چھپنا شروع ہو چکی تھی اور ریڈیو پر پڑھی جا رہی تھی — ایک صبح ٹیلیفون کی گھنٹی بجی — میں نے رسیور اٹھایا اور مجھے پھنسی پھنسی سی مردانی آواز سنائی دی جو کچھ کچھ مانوس سی معلوم ہوتی تھی —

''میں تم سے ملنا چاہتا ہوں —،،

''کون بول رہا ہے —،،

''گارد میجر الکسئی ماریسئف —،،

چند گھنٹے بعد الکسئی ماریسئف، میرے کمرے میں داخل ہوا — اور پہلے کی طرح اس کی چال ذرا جھومتی ہوئی سی تھی — وہی تیزی، وہی ہشاش بشاش چہرہ اور دیکھنے میں ویسا ہی

چاق و چوبند — جنگ کے چار برسوں نے مشکل سے اس میں کوئی تبدیلی پیدا کی تھی —

''میں گھر میں بیٹھا پڑھ رہا تھا — ریڈیو بجنا شروع ہوا — لیکن میں کتاب میں غرق تھا اور ریڈیو کی آواز کی طرف کوئی توجہ نہ کی — یکایک میری ماں کی زبان سے نکلا: ''سنو بیٹے! یہ تمہارے بارے میں کہا جا رہا ہے!،، میرے کان کھڑے ہوئے — واقعی میری کہانی سنائی جا رہی تھی —— میرے حیرتناک تجربوں کے بارے میں — میں حیران رہ گیا —— کس نے لکھی ہوگی یہ کہانی؟ مجھے یاد نہ آیا کہ میں نے کسی کو یہ کہانی سنائی ہو — اور تب مجھے یکایک اوریل کے قریب اپنی اور تمہاری ملاقات یاد آئی، جو اس خندق میں ہوئی تھی اور کس طرح میں نے اپنے تجربوں کی کہانی سناتے ہوئے تمہیں رات بھر جاگنے پر مجبور کیا تھا... لیکن یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ میں نے سوچا — کتنی پرانی بات ہے، قریب قریب پانچ برس ہو گئے — لیکن کہانی تو موجود تھی — کہانی سنانے والے نے پڑھنا بند کیا اور مصنف کا نام سنایا — اس طرح میں نے تمہیں کہیں نہ کہیں سے ڈھونڈ لینے کا بیڑا اٹھایا —،،

اس نے یہ سب کچھ ایک ہی سانس میں کہہ ڈالا — اس کے ہونٹوں پر وہی مسکراہٹ پھیلی ہوئی تھی، قدرے شرمائی شرمائی، وہی ماریسئف کی مسکراہٹ جس کو میں پہلے دیکھ چکا تھا —

جیسا کہ بہت دنوں کی جدائی کے بعد دو سپاہیوں کی ملاقات کے موقع پر ہمیشہ ہوتا ہے، ہم دوبارہ جنگ کے مرحلوں سے گزرے، ان افسروں کے بارے میں بات چیت کی جن سے ہم دونوں کی جان پہچان تھی اور ان لوگوں کو نیک الفاظ سے یاد کیا جو فتح کا دن نہ دیکھ سکے — پہلے کی طرح اب بھی، ماریسئف کو اپنے بارے

میں کچھہ کہنے میں جھجک ہو رہی تھی — لیکن مجھے اتنا تو معلوم ھی ہو گیا کہ اس نے ھماری ملاقات کے بعد بھی کئی کامیاب لڑائیاں لڑیں — وہ اپنے گارد رجمنٹ کے ساتھہ ۴۵ — ۱۹۴۳ء کی مہم سے گزرا — اوریل کے قریب، میرے روانہ ہونے کے بعد، اس نے تین اور ہوائی جہاز مار گرائے اور بعد میں، بالٹک ساگر کے ساحل کی لڑائیوں میں اس نے دو اور ہوائی جہازوں کا قصہ پاک کیا — مختصر یہ کہ اس نے دشمن کو اپنے پیروں کی بہت مہنگی قیمت ادا کرنے پر مجبور کیا — حکومت نے اس کو سوویت یونین کے ھیرو کا خطاب دیا —

الکسئی نے اپنے نجی معاملات کے بارے میں بھی بات چیت کی اور اس سلسلے میں بھی مجھے خوشی ھے کہ میری کہانی کا انجام پرمسرت اور شاد کام ھوا — جنگ کے بعد اس نے اس لڑکی سے شادی کی جس سے اسے محبت تھی — اور اب وہ ایک لڑکے کا باپ تھا جس کا نام تھا وکٹر — ماریسئف کی ماں کامی‌شین سے آگئی ھے اور اب ان کے ساتھہ رہتی ھے — وہ اپنے بچوں کی خوشی میں شریک ھے اور ننھے وکٹر کی دیکھہ بھال کر رہی ھے —

آج میری کہانی کے ھیرو کا نام اخباروں میں اکثر چھپتا رہتا ھے — یہ سوویت افسر جس نے سوویت یونین کی پاک سرزمین پر حملہ‌آور دشمن کے خلاف جد و جہد میں سرفروشی اور بہادری کی روشن مثال قائم کی، اب امن کا مجاھد ھے — بداپست اور پراگ، پیرس اور لندن، برلن اور وارسا کے محنت کش عوام نے اس کو بہت بار کانفرنسوں اور اجتماعوں میں دیکھا ھے — اس سوویت سپاھی کی حیران کن داستان اس کے اپنے ملک کی سرحدوں کے پار دور دور مشہور ہو چکی ھے — اور امن کا نیک اور مقدس مطالبہ اس وقت سیدھا دل میں اترتا ھے جب یہ ایک ایسے آدمی کے ہونٹوں سے

پھوٹتا ہے جو بڑی ہمت اور بہادری سے جنگ کی کڑی آزمائشوں پر پورا اترا ہے۔

عظیم الشان اور آزادی کے متوالے عوام کا سپوت، الکسئی ماریسئف امن کے لئے، اسی لگن اور دھن، اسی اعتماد فتح کے ساتھہ لڑ رہا ہے جس کے ساتھہ جنگ کے دوران میں دشمن کے خلاف لڑا تھا اور اسے پسپا کیا تھا۔

کھرے سوویت انسان —— الکسئی ماریسئف کی کہانی کے اگلے باب خود زندگی لکھہ رہی ہے۔

ماسکو، ۲۸ نومبر ۱۹۵۰ء

پڑھنے والوں سے

بدیسی زبانوں کا اشاعت گھر آپ کا بہت احسان مند ہوگا اگر آپ ہمیں اپنی رائے لکھہ کر بھیجیں کہ اس کتاب کا نفس مضمون اور ترجمہ کیسا ہے، اس کی شکل صورت اور طباعت کیسی ہے اور یہ کہ آپ کیا چاہتے ہیں۔

ہمارا پتہ: زوبوفسکی بلوار — نمبر ۲۱

ماسکو

سوویت یونین